فہرست مضامین لمعات کمالات قادریہ و تبرکات خانقاہیہ

130562

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ	
۲	سبب تالیف	۷
۳	مقدمہ	۹
۴	تنبیہ	۲۰
	طبقہ اوّل (باب اوّل)	
۵	ذکر خاندان نقشبند و فضیلت خاندان نقشبند	۱۱
۶	ذکر طریق، اغراض و مقاصد خاندان عالیہ	۲۱
۷	خصوصیات خاندان نقشبند	۲۴
۸	مرشد کامل کی شناخت	۲۶
۹	صفت مرید و صحبت پیر	۲۸
۱۰	آداب صحبت پیر	۳۰
۱۱	توجہ لینے و دینے کا طریقہ	
۱۲	ذکر طریق بیعت مردان و زنان	
	باب دوم	

Marfat.com
Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com
Marfat.com

۱۳	ذکر سلوک پیر مقامات و مراقبات وغیرہ — — —	۵۸
۱۴	نقشہ جات منازل سلوک وجود انسان و کائنات ۱۸ ہزار عالم	۶۳
	باب سوم	
۱۵	بیان تعلقات منسوبات وجودی حقیقت و لطائف	۷۰
۱۶	ذکر لطیفۂ قلب — — — — — — —	۷۱
۱۷	لطیفۂ روح — — — — — — — —	۷۲
۱۸	لطیفۂ سر و خفیٰ — — — — — — —	۸۰
۱۹	لطیفۂ اخفیٰ — — — — — — — —	۸۱
۲۰	لطیفۂ نفس — — — — — — — —	۸۲
۲۱	لطیفۂ قالب — — — — — — — —	۸۹
۲۲	نقشہ لطائف العشرہ فی وجود الانسان متعلق سلوک	۹۰
۲۳	نقشہ لطائف دیگر متعلقہ عقائد ہنود معتقدین مشائخ اسلام	۹۱
۲۴	طریق حدیث و مراقبات وغیرہ — — — —	۹۲
۲۵	نقشہ مقامات طریقت — — — — —	۹۶
۲۶	نقشہ موجبات اجرائے طریقت — — — —	۹۷
۲۷	طریق ذکر مراقبہ و مقامات سیر — — — —	۹۹
	طبقہ دوم (باب پنجم)	
۲۸	ذکر مشائخ سلسلہ نقشبند — — — —	۱۱۰
	باب ششم	
۲۹	ذکر حضرت خواجہ قادر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۳
	باب ہفتم	

Marfat.com
Marfat.com

۳۰	ذکر خاندان قومی حضرت خواجہ قادر بخش صاحبؒ۔	۱۳۱
۳۱	حالاتِ نصرت آیات خواجہ قادر بخش صاحبؒ	۱۳۹
۳۲	وفات حضرت شمس العارفین خواجہ قادر بخش صاحبؒ	۲۱۳

باب ششم

۳۳	ذکر خلفائے راشدین حضرت خواجہ قادر بخش صاحبؒ	۲۲۲

طبقۂ سوم (باب نہم)

۳۴	ذکر شمس الکونین حضرت خواجہ محمد عبدالخالق صاحبؒ	۲۵۹
۳۵	زمانۂ شیرخوارگی	۲۶۵
۳۶	بچپن کے حالات	۲۶۸
۳۷	حلیہ شریف	۲۷۷
۳۸	سیاحت فی الطلب مرشد	۲۸۰

باب دہم

۳۹	ذکر ایجاد رسم نکاح بیوگان	۳۰۱
۴۰	دربار اوّل مقام کلانور	۳۰۸
۴۱	دربار دوم	۳۱۱
۴۲	دربار سوم	۳۱۳

باب یازدہم

۴۳	ذکر تنویر الکرامات و عادات	
۴۴	مناقبات و تقریرات حضرت مرشدنا	۳۸۲

باب دوازدہم

۴۵	ضیاء المکتوب فی ذکر المرغوب	۳۹۴

Marfat.com
Marfat.com

۴۶	صحائف المکاشفات روحانی	۴۱۲
	باب چہاردہم	
۴۷	شموع الردیائے واثقہ	۴۱۹
	باب پانزدہم	
۴۸	تحفۃ البرکات ملفوظات	۴۳۲
۴۹	پیند ملفوظات بصورت مسائل	۴۵۲
	باب شانزدہم	
۵۰	مصباح الانوار سیرت ومعمولات	۴۵۲
	باب ہفتدہم	
۵۱	مقالات بلہمات فی آثار وصال	۴۷۴
۵۲	ذکر وفات حسرت آیات مرشدنا علیہ الرحمتہ	۴۷۸
۵۳	قطعہ تاریخ وفات شریف " "	۴۸۴
۵۴	ذکر اجلاس احباب طریقت معہ برادران قوم	۴۸۵
۵۵	نقل وصیت نامہ	۴۸۶
۵۶	جواہر نثار لفظ وقطعات ودعا وغیرہ	۴۹۴

Marfat.com
Marfat.com

ز شوق و جذب دل با جوشش تاز
بگیرم نام حق بر ساز آواز

بحمد اللہ زبانم گشت چوں باز
ز بسم اللہ کنم دیباچہ آغاز

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین حمد الشاکرین و افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام
علی سید المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین و الاخرین نبی الحرمین امام
القبلتین سید الکونین و سیلتنا فی الدارین جد الحسن و الحسین سیدنا
و مولنا محمد النبی المبعوث رحمۃ للعلمین و علی اٰلہ الطیبین الطاہرین
و ازواجہ الطاہرات و امہات المومنین و اصحابہ اکرمین الذین
و علی کل اولیاء امتہ الکاملین العارفین و علمائہ المتبعین الراشدین
و علینا معہم و بہم لہم اجمعین **اما بعد**

Marfat.com
Marfat.com

سمع بصر ولطائف انوارات مشیون رحمانی حسب توفیق لقدر احساس روحانی حتی المقدور
بہ امتیاز حق و باطل آراستہ فرما کر عالم اجساد میں اس لئے بھیجا کہ وہ بہ توفیق مشیت حق
احکام امر و نہی کا عامل بنکر بعد انجام تصرف حیات مستعار خوشنودیٔ خدا اور رسول حاصل کرے اور
ساتھ ہی ہر دور مناسب الوقت میں اپنے مقبول و برگزیدہ بندوں یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ
والسلام و اولیاء و صوفیا کرام و علمائے عظام کو یکے بعد دیگرے بغرض ہدایت طریق اسلام
و تکمیل ایمان و تبلیغ تعلیم فرقان حمید و احادیث نبوی صلعم مبعوث فرمایا۔

سبحان اللہ و بحمدہ اگر نظر انصاف سے غور کیا جائے۔ تو یقیناً یہی مقدس ہستیاں
گمگشتگان راہ حق کی رہبری اور ہر طرح کی ترقی و بہبودی و ترقی اسلامی کا باعث نظر
آئینگی۔ بلکہ فی الحقیقت ان ہی حقیقت شناس و حق آگاہ کی بابرکت خدمات و
پاکیزہ صحبتوں میں رہنا ہمارے لئے ذریعۂ نجات آخرت ہے۔ البتہ بعض افراد طالبان
راہ خدا لوجہ پابندی و دیگر امورات و کاروبار متعلقہ کے حضوری حاصل نہیں کر سکتے۔
اس لئے ان پاکبازوں کے تذکرات و ملفوظات اور سچے کارناموں کو دیکھنا اور سننا ہی
ان کے لئے موجب ثواب دارین ہے۔ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ۔
اکثر مصنفین نے ان حضرات پاکبازوں کی سوانح عمریاں و ملفوظات برائے استفادہ
طالبان اسلام شائع فرمائی ہیں۔ اسی دستور کے مطابق یہ فقیر ہیچمدان بھی اپنے پیشوا
و آقا کے نامدار مرشد ناخواجہ عالم پناہ شمس الکونین ابو سعد محمد عبدالخالق صاحب
نقشبندی مجددی شمس عرفانی والی کوٹ عبدالخالق کے حالات و سیرت کمالات
کے ضمن میں اپنی مرتبہ و مولفہ کتاب موسومہ بہ لمعات کمالات قادریہ مع معاون
تبرکات خانقاہیہ ارباب دین و عقیدتمندان و یاران طریقت کی خدمت میں ہدیتاً پیش
کرتا ہے۔

یا الٰہی این بماند تا قیامت یادگار

Marfat.com
Marfat.com

سببِ تالیف

شکرِ خدائے کن کہ موفق شدی بخیر
زانعامِ فضلِ اُو نہ معطّل گذاشت تو

ناظرینِ کرام! دنیا میں تین طرح کے گروہ گذرے ہیں۔ علمی، سیاسی، روحانی۔ مؤخرالذکر جماعتِ اولیاء و مشائخ کے خطاب سے مشہورِ آفاق ہے۔ جس کا طرّہ امتیاز یہ ہے کہ باوجود بوریہ نشین ہونے اور لباسِ فقر پہننے کے جا بجا قلوبِ عالم پر تسلط فرما ہے اور ہر زمانہ میں عامۃ الناس کا بیشتر رجحان اسی جماعت کی طرف رہا ہے۔

ہر جماعت کے متعلقین اور حلقہ بگوشوں نے اپنے اپنے معتقدہ حضرات کی سوانح حیات اسلیئے مرتب و قلمبند کی ہیں۔ تاکہ رہتی دنیا تک ان حضرات کے کارنامے آئندہ عالم پر ثبت رہیں۔ اور بعد میں آنے والی نسلیں اپنے پیشروؤں اور بزرگوں کے طریق حسن پر چلنے کی اپنے قلوب میں حس پیدا کریں۔

چونکہ مؤخرالذکر جماعت بہ نسبت دو اوّلین گروہ کے زیادہ مستحق ہے کہ ان کے ملفوظات و حالاتِ حیات ذرّہ ذرّہ جمع کر کے قرطاس و قلم کئے جائیں۔ [illegible] ہیں یہ دستور بھی جاری رہا ہے جس کی وجہ سے آج ہمارے سامنے [illegible] ملت کے کارنامے اور مجاہدات موجود ہیں۔ اور ہمارے [illegible] کرلیتے ہیں۔ اسی طرح زمانہ موجودہ کی اس [illegible] کیوں پیش کیا جائے۔ جو [illegible] پسند عالم [illegible] اسلئے [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

کو کیوں نہ حروف زرین سے لکھا جائے۔ تاکہ موجودہ اور آئندہ نسلیں اُن کے کارناموں پر عمل پیرا ہو کر نجاتِ ابدی و حیاتِ سرمدی حاصل کریں۔

بنا بریں حلقہ بگوشانِ درگاہ خالقیہ نے اس امر کا احساس کیا۔ اور ایک کمیٹی منعقد فرما کر خادم کو حکم دیا کہ حضرت قطب الاقطاب شمس الکونین قدس سرہٗ کے زرّیں حالات و سوانح منضبط کیے جائیں۔ گو اپنی بے بضاعتی کو دیکھتے ہوئے اس میدان میں آنا دشوار ہی نہیں۔ بلکہ ناممکن تھا مگر بحکم الامر فوق الادب۔ خلفا حضرات ممدوح کے اصرار سے مجبور ہو کر خادم آستانہ عالیہ کو اس شاندار با وقعت کام کے ابتدا کرنے کی جرأت ہوئی۔ نیز خادم کی پشت ہمت اس سے اور بھی زیادہ قوی ہو گئی۔ کہ مرشدی و ملجائی کے زمانہ حیات ہی میں قدوۃ السالکین۔ زبدۃ العارفین حضرت خواجہ مسٹر العرفان قادر بخش صاحب کے حالات کتاب مزبور منظر اشاعت و عرفانی اس ناچیز نے مرتب کیے تھے، جس کو آنحضرت نے بہت زیادہ پسند کیا۔ اور دیگر علماء عظام و صوفیائے کرام کو دکھلا کر لغرض طباعت اپنے زیر نگرانی محفوظ رکھا تھا۔ مگر باوجود چند در چند وہ آج تک زیور طباعت سے آراستہ نہ ہو سکی۔ اب بارگاہ قدرت میں دعا کی کہ بہ سہولیت کتاب مذکور حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زرین بھی صرف نگارش کیے جائیں۔ خادم کے پاس حضرت ممدوح کے حالات بکثرت موجود تھے۔ علاوہ اسکے دیگر خلفائے کرام سے بھی بہت زیادہ خادم نے فائدہ حاصل کر کے اس مجموعہ بہ ملحقات کمالات قادریہ مع معاون تبرکات خالقیہ کو مرتب کیا۔ تاکہ ناظرین کی ضیافت طبع و حصول سعادت کا موجب ہو۔ اور خداوند قدوس میری اس محنت کو باعث ذخیرۂ دارین کرے۔

آمین ثم آمین

ے

ہمیں خواہد دلِ ناطق کہ دائم ✤ زبان در ذکرِ او مشغول گردد
الٰہی ہدیۂ توفیق طبعم ✤ پسندِ عام و ہم مقبول گردد

Marfat.com
Marfat.com

مقدمہ

انسانی خیالستان کی اگر سیر کی جائے تو اُس عزمادی گلزار میں بیشمار اشجار مختلف منظر آئینگے۔ اگر ایک توحید کا قائل تو دوسرے تثلیث پر مائل ایک معتقد اسلام، تو دوسرا مؤید اصنام غرضیکہ ہر ایک فرقہ اپنے عقائد کو دوسروں سے بہتر تصور کرتا ہے۔ مگر باوجود اس اختلاف کے سب کا اتفاق ہے۔ کہ درستی اخلاق سے بڑھ کر دنیا میں کوئی چیز نہیں۔ جو شخص جسقدر اخلاق کا حامل اور بُری باتوں سے بری ہوگا۔ اُسی قدر اُس کو دوسروں پر فضیلت ہوگی۔ تہذیب اخلاق ہی ایسا مقبول عام فن ہے۔ کہ جس کی خوبی میں کسی کو اختلاف نہیں ہر شخص یا تو اپنے اخلاق کی درستی میں کوشاں ہے۔ یا مجبور ہے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ اپنے سے اخلاق والے کو ترجیح دیتا ہے اگر بانظر غور دیکھا جائے۔ تو تمام مذاہب کی کوشش درستی اخلاق ہی کے لئے ہے کہ اسی کی تکمیل موصل الی اللہ ہے۔ اور بالاتفاق باعث حصول کمال ہے۔

بانیان مذہب کے علاوہ دوسروں نے بھی تہذیب اخلاق کی بہت سی تدبیریں کی ہیں مثلاً حکماء نے بھی اس کو فلسفہ کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ نیز دلائل عقلیہ سے اس کو ثابت کیا ہے اہل تصوف نے اسی موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ صاحبان قلوب کو نفس و اخلاق کا خوگر بنانے کی سرتوڑ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ سوال یہ ہے

وتجاویز میں سب سے زیادہ موثر و کامیاب کونسی ثابت

کرنے کے لئے پہلے صحیفۂ فطرت اور کتاب اللہ کو

کوشش کی جائے جب ہم فطرت پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو دیکھتے ہیں کہ طبقہ انسانی میں سے جو شخص کسی کمال کو حاصل کرتا ہے۔ تو اُس کی دو صورتیں ہوتی ہیں اول شوق دوسرے

Marfat.com
Marfat.com

خوف۔ جو شخص کسی کام کو بشوق انجام دے۔ وہ نسبتاً خوف والے سے بہتر ہوگا کیونکہ شوق رغبتِ روحانی و خواہش قلبی کیساتھ وابستہ ہے اور خوف محض خیالی و لسانی قوت سے متعلق۔ نیز دیکھنے میں کہ انسانی فطرت میں غیظ کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ اور غیرت و حرص بھی کسی قدر اس میں موجود ہے۔ جب ایک دوسرے کے لباس پر غور کرتا ہے اُس کے دل میں بھی ویسا ہی لباس زیب تن کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ ہر شخص پر حال و قال عزیز کا اثر ضرور ہے۔ جس کا سبب اُن شوق و خواہش طبیعت ہے۔ نئی روشنی والوں کی فیشن پرستی تقاریر و اجتماعات رعونت و نامردی پر اکثر طبیعتیں آمادہ ہیں کہ اپنے تئیں ویسا بنانے کی سعی لاحاصل کوشش کرتی رہتی ہیں۔ اپنی گذشتہ حالت آئندہ و قسمت کا مطلق احساس نہیں ہوتا۔ کہ ہم پہلے کیا تھے۔ اور اب کیا ہیں۔ اور اس طرز عمل سے کیا نتیجہ ہوگا۔ مقصد یہی ہوتا ہے کہ دنیا میں نامور ہو جائیں۔ غلبۂ تحریص و استیلائے نا پیدا کی وجہ سے اپنے نفع نقصان کا خیال ہی نہیں ہوتا۔ نہ حق و باطل کی تمیز یہ شوق محض خیال ہی ہوتا ہے۔ خواہش نفسانی کے سبب اگر صحیح طریقہ پر شوق پیدا ہو تو بیشمار فائدوں کی اُمید ہو سکتی ہے یہ امر مسلمہ ہے کہ اچھی بُری چیز دیکھنے سے رغبت و نفرت اس قدر پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ جو تعلیم و تعلم سے سہولت کے ساتھ بھی ناممکن ہے بجائے اس کے کہ پبلک کو اخبارات و رسائل اور لچروں وغیرہ کے ذریعہ یا حکام کے تازیانہ سے مرعوب کر کے تہذیب اخلاق کی تحریص یا بدچلنی سے باز رکھنے کی کوشش کی جاوے کیوں نہ ان کے سامنے کئی ایسے مرقع پیش کئے جائیں جو بلا کسی جبر و استکراہ کے ان کے جذبات کو برانگیختہ کر کے خود بخود اچھے اخلاق کی رغبت اور بُری باتوں سے نفرت پیدا کر دیں۔ جب کتاب اللہ پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو اس کے اندر بھی اس قاعدہ کی بہت کچھ رعایتیں موجود ہیں جہاں امر و نواہی کا ذکر ہے۔ وہاں خداوند تعالیٰ نے نافرمانوں کا ذکر ان کی نافرمانی کے بُرے نتائج کیساتھ واضح طور پر بیان کیا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے واقعات فرعون کے استبداد و ظلم و بنی اسرائیل

Marfat.com
Marfat.com

کی رہائی کا ذکر ہے۔ تو ساتھ ہی فرعون کی عزقابی کا بھی بیان ہے۔ اگر سخاوت کی ترغیب اور بخل سے نفرت دلائی جاتی ہے۔ تو ساتھ ہی قارون کا سبق آموز مرقع پیش کیا جاتا ہے مگر ہم قرآن کی تعلیم اور نیچر کے کارناموں پر تفصیلی نظر نہیں ڈالنا چاہتے۔ البتہ اپنی معلومات سے صرف اتنا بیان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ تہذیب اخلاق کے لئے ایسے شخص کا مرقع حیات پیش کرنا جو اپنے زمانہ میں تہذیب و اخلاق کے لحاظ سے ممتاز تر ہو جس کے اخلاقی کارناموں سے ایک جہاں فائدہ اُٹھا چکا ہو۔ پبلک کو مہذب بنانے کی اعلیٰ ترکیب و حصول اخلاق حمیدہ کا تمام طریقوں سے آسان طریقہ ہے۔ دیکھئے سرداد و جہاں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قبل عرب دنیا کے تمام ملکوں سے اخلاقی حیثیت میں زیادہ تر گرا ہوا تھا اس کے قدیم باشندے درندہ صفت حیوان سیرت تھے لیکن آنحضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات نے اپنے اخلاق حمیدہ کا نمونہ مرقع پیش کر کے صرف تیئس ۲۳ سال کے عرصہ میں عرب کی کایا پلٹ دی جس کی مثال ماضی سے اب تک دنیا کے تاقیامت تک نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ عیسائی فرقہ [illegible] ہندوستان میں کروڑہا روپیہ مشنوں کی نذر کیا اور [illegible] کوششیں کرتا رہتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کا ہمارے ملک کی درستی میں ہونی اس فرقہ کو ہندوستان جیسے [illegible] نہ ہو سکی۔ حالانکہ یہاں اس کام کو انجام دینے والی بڑی [illegible] ہیں۔ اور وہاں صرف ایک ہی ذات ستودہ صفات تھی جس کی وجہ صرف یہی ہو سکتی ہے کہ یہاں یہ [illegible] پیمبر کے لائے اور زبانی تعلیم سے کام لیتی ہے اور وہاں [illegible] عمل سے جو تعلیم آپ اپنی قوم کو دیتے خود عمل اس پر کر کے [illegible] ایثار و سخاوت کی تعلیم دی تو اپنا تمام [illegible] پتھر باندھ کر دکھا دیا۔ آپ اس ایثار سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ کی [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

مطہرات فرماتی ہیں۔ کہ حضور کے کنبہ میں بسا اوقات ایسا بھی ہوا کرتا تھا۔ کہ کئی کئی مہینے کسی کے چولہے پر دھواں اٹھتا دکھائی نہ دیتا تھا۔ آپ نے عدل و انصاف کی تعلیم دی۔ تو خود بھی اس پر عمل کر کے دکھا دیا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی خاندانی امیر کی لڑکی چوری کے جرم میں ماخوذ ہوئی۔ ہر چند اہل خاندان نے چاہا۔ کہ لڑکی کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ چوری کے بدنما دھبہ سے اس خاندان کو بچایا جائے۔ حضور سے بہت کچھ التجائیں کیں۔ بڑے بڑے امرا مدینہ کو سفارشی بنایا۔ حتیٰ کہ حضرت زید کو جن کے ساتھ حضور کو اپنے فرزند سے زیادہ محبت تھی۔ شفیع بنایا گیا مگر اس پر حضور نے یہی ارشاد فرمایا۔ کہ ایسا نہیں ہو سکتا یہ بحکم خدا مجرم ہے۔ اگر آج میری بیٹی فاطمہ بھی اس جرم میں ماخوذ ہو کر آتی۔ تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہوتا۔ اس بیان سے سوانح حیات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا مقصود نہیں۔ نہ ہی اپنے تئیں اس قابل تصور کرتا ہے اس فرض کو تو بہت سی ہستیوں نے وضاحت کیساتھ بقدر ہمت ادا بھی کیا ہے۔ مجھے تو یہ باور کرانا مقصود ہے۔ کہ درستی اخلاق کے لئے بہترین صورت یہی ہے۔ کہ ایک ایسے شخص کا مرقع زندگی پیش کیا جائے جو اپنی مختلف اطوار زندگی میں بہترین اخلاق کی اعلیٰ ترین مثال ہو۔ تاکہ اس کا مطالعہ قوم کے لئے دستور العمل ہو کر اکسیر کا کام دے۔ دوسرا مقصود یہ ہے کہ معترضین کو یہ گمان نہ ہو۔ کہ اہل اسلام میں سوائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی ایسی ہستی نہیں ہے۔ جس کے سوانح حیات سبق آموز اخلاق نہ ہوں نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں غلام لاکھوں ایسے گزر چکے ہیں۔ جو اپنی روحانیت اور صورت باطنی کے لحاظ سے اخلاق میں کامل اتباع رکھتے تھے۔ ایسی ہستیاں فی زمانہ بھی موجود ہیں۔ مگر دیدۂ بینا شرط ہے

گر خورشید نجرم چہ کسے بینا نیست + بات صرف اتنی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے زمانہ تبلیغ کے لئے مصلحتاً اظہار روحانیت کے ساتھ اپنی باطنی قوت

Marfat.com
Marfat.com

کو کام میں لانا، اور معجزات کا اظہار کرنا ضروری تھا۔ چونکہ اب یہ ضرورت نہیں رہی مگر پھر بھی کرامات اولیاء کا ظہور وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔ اگرچہ یہ مقدس ہستیاں اپنے حسن باطنی کو چھپانیکی کوشش اور اظہار کرامات سے محترز رہتی ہیں۔ ایسے ہی بزرگان دین کے حالات زندگی مصلح اخلاق ہوتے ہیں۔ اور یہی صوفیائے کرام کا گروہ ہے جو مذہب اسلام میں ایک ممتاز ترین طبقہ ہے لیکن آج تک اس جماعت نے اپنے گروہ کی ترقی کے لئے کبھی کوشش نہیں کی نہ ہی اپنے میں شامل کرنے کی عام لوگوں کو دعوت دی۔ نہ اپنے خیالات کو اشاعت کیلئے مناسب جانا۔ تاہم دیگر اقوام کے مقابلہ میں جو ہر وقت اپنی ترقی کے اسباب و تجاویز مہیا کرتی رہتی ہیں۔ جسقدر ترقی اس گروہ کو نصیب ہوئی ہے کسی قوم کو نہیں ہوئی اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ یہ صراط مستقیم پر چلنے والا گروہ ہے آیت قرآنی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء یہ خدائی فضل ہے جسے چاہے عطا کرے

مشرق سے مغرب جنوب سے شمال جہاں تک اسلامی آبادی ہوگی ضرور ہے کہ اس کے متبع بکثرت پائے جائینگے۔ اگر ان میں کوئی شامل ہونا چاہتا ہے۔ تو بڑے اصرار کے بعد اس کو بیعت کر کے اپنے میں شامل کرتے ہیں۔ ورنہ مدتوں تک ٹالتے ہی رہتے ہیں۔ باوجود اس انکار و اقرار کے ان حضرات میں کوئی ایسی مقناطیسی طاقت ضرور ہے۔ جو ان کے قلوب کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور ان کو اپنا حلقہ بگوش بنا لیتی ہے۔ اس پر لطف یہ کہ جہاں کسی کوئی دست کرامت پر بیعت ہوا پھر مجال نہیں کہ محبت و عقیدت کا رخ دوسری جانب ہو۔ اس کوچہ کی محبت وہ ہے کہ پھر نکلنے نہیں دیتی۔ بلکہ نکلنا کیا معنی دل راستہ [illegible] تکلیفیں جھیلتا مجاہدے کرتا ہے۔ پھر بھی محبت کمی نہیں زیادتی ہی [illegible] نے کیا خوب کہا ہے ؎

اُلفت کا مزا جب کوئی مر جائے تو جانے ؎ یہ درد سر الیسا ہے کہ جائے تو جائے

Marfat.com
Marfat.com

مگر یہ محبت حقیقی تدریجی نسبت کے ساتھ وابستہ ہے۔ جس کا مقصود و مقام قرب الٰہی ہے۔ اسی محبت کا نام نسبت ہے۔ یہی محبت ہے کہ جس کی تکمیل کا نام ایمان ہے۔ باقی جملہ ارکان اس کو حاصل کرنے کے لئے تجویز کئے گئے ہیں تاکہ ان ذرائع سے اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں کامیابی ہو۔ تمثیلاً جو بشر محو عشق الٰہی ہے۔ ہمیشہ جذب و حال اس پر وارد ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے ہر سانس کی یاد اور روحانیت کی رغبت ہر لحظہ منجانب محبوب ہے۔ بس یہی ان کی عبادت ہے۔

جاننا چاہیئے کہ محبت ہی اللہ سے ملانیوالی شے ہے۔ مگر اس کو حاصل کرنے کے لئے صلاحیت قلب اور پابندی احکام محبوب کی زیادہ ضرورت ہے۔ یہ محبت ایسی محبت نہیں کہ ہر شخص اس کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو۔ محبت ایسے افراد ہیں جو اپنے دنیاوی تفکرات و خیالات میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہ محبت ان کا حصہ نہیں۔ بلکہ ان کا جو جان کو جاناں کی سمجھتے ہیں

جاں شغل محبت بگذار جاناں بودن ٭ دل بدست دگرے دادن و حیران بودن

مذکورہ بالا گروہ ہی اس محبت کا خریدار ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ دنیا کا کوئی کام یا کوئی فرقہ کیوں نہ ہو جب تک اس کے پاس حکومت ملکی یا ثروت مالی نہ ہو مخلوق کی نظر میں وہ بھی عزت حاصل نہیں کر سکتا۔ بخلاف ان حضرات کے کہ حصول مال و دولت کی کوشش تو درکنار اگر بلا کوشش بھی کہیں سے مال یا حکومت ملے تو اس پر لات مارتے ہیں۔ چنانچہ ملک نیمروز کے بادشاہ سلطان سنجر نے حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر محی الدین گیلانی قدس سرہٗ کی خدمت میں خط لکھا۔ کہ اگر آپ بغداد چھوڑ کر میرے ملک نیمروز میں آجائیں تو اس کے شکریہ میں اپنا آدھا ملک آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت شیخ قدس سرہٗ اس کے جواب میں صرف دو شعر ارسال فرما دیتے ہیں

چوں بیتِ سنجری رسخ بختم سیاہ باد ٭ در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم

آنچہ گویا فتم خبر از ملک سنجرم ٭ من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

Marfat.com
Marfat.com

یعنی چیتر سنجری کی طرح میرا مہینہ کالا ہوا اگر میرے دل میں ملک سنجر کی خواہش ہو۔ جب سے ملک نیم شب یعنی بیداری کی لذت سے واقف ہوا ہوں ملک سنجر کو ایک جو کے بدلے خریدنا نہیں چاہتا۔ باوجود ثروت مالی و حکومت ملکی سے قطع تعلق کرنے کے ان کی عظمت نگاہوں میں کم نہیں ہوتی۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ ان بزرگوں میں کون سی ایسی کشش ہے۔ جو دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ یہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو ان کے سینہ میں روشن ہے جو قلوب طالبین پر تجلی فگن ہوتا رہتا ہے۔ وہی سبب نور محمدی کی ایک جھلک ہے جو ایک عربی کو عجمی سے جن کا آپس میں کوئی رشتہ نہ کوئی قرابت نہ متعارف نہ لباس نہ زبان ملتی۔ لیکن شیر و شکر کی طرح [illegible] روحانی کشش ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان سے سلسلہ وار اپنے مرشد تک [illegible] سرمد فنا کے ساتھ وابستہ ہوئی۔ یہی نسبت ایمانی [illegible] محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتی ہے۔ اور [illegible] مقصود محبت ہے باقی جملہ احکام الہیہ و عزیمہ سب [illegible] پابند احکام ہو کر حقائق و معارف کی سیر کرتا ہے [illegible] کامل کے لئے مجاہدات کرنے پڑتے ہیں۔ [illegible] آرام اور تفریحات کو ترک کر کے مصداق آیت [illegible] سے قبل مر جاؤ۔ جو لوگ حصول محبت کامل [illegible] کو ترک کر دیتے ہیں۔ ان کی [illegible] ہے۔ کہ تھوڑے ہی دنوں میں اخلاق [illegible] جاتے ہیں جیسا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند ۔۔۔ صحبت طالع ترا طالع کند

Marfat.com
Marfat.com

دیگرے ۔ ہرکہ خواہد ہم نشینی با خدا او نشیند در حضورِ اولیاء
یک زمانہ صحبتے با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

سب باتیں اُسی وقت ہی حاصل ہوتی ہیں کہ جب بزرگوں کی صحبت یا اُن کے حالات سے دلچسپی ہو ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی اللہ کا محبوب ہونے کی خواہش ہو تو تابعداری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیجائے ۔ اس لئے مرشد کامل کی تابعداری ضروری ہوئی ۔ تاکہ اس ذریعہ سے رسول کریم کے تابعداروں میں شمار ہو کر اللہ کے محبوب بن جائیں قدیم سے یہی طریقہ چلا آتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی رشد و ہدایت کیلئے کسی نہ کسی شخص کو جو اُس کے لائق ہوتا ہے ۔ مامور فرماتا ہے تاکہ ان کا لوگ اتباع کر کے اللہ کی محبوبیت حاصل کر لیں ۔ یہ ایک اصول ہے کہ انسان اپنا ایک نصب العین مقرر کر کے اُس کے مطابق سب کام کرتا ہے ۔ جب اُس کے پاک بندوں کی صحبت اختیار کرنا پسند کرتا ہے ۔ تو پہلے ہی صدق و ادب کی عادت اختیار کرنا پڑتی ہے ۔ بری باتوں سے بچنا ہوتا ہے ۔ حتیٰ کہ وہ ان ہی حضرات کے طرز و طریقہ کا عادی ہو جاتا ہے

دوسری صحبت باطنی ہے ۔ جس کا غائبانہ طور پر اثر ہوتا ہے ۔ جس طرح محبت ظاہری میں دیدار و گفتار دونوں سے فائدہ ہوتا ہے ۔ اسی طرح محبت باطنی میں بھی تصور و یاد باعث استفاضہ ہیں ۔ مثالی صورتوں کا وصل ان کے تصور سے ہوتا ہے بلکہ ان کا ذکر ہی وصل ہے ۔ صحبت ظاہری صورت وجودی کے ساتھ ہے جو گاہے گاہے نصیب ہوتی ہے ۔ کیونکہ علائق دنیا دی حضوری ہوتے ہیں اس کیلئے موقعہ و فرصت شرط ہے بخلاف محبت وطنی کے کہ اُس کا تعلق صورت مثالی کے ساتھ ہے ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

Marfat.com
Marfat.com

لیکن ایسی صحبتیں تب میسّر آسکتی ہیں کہ اُنکے واقعات مناقب وغیرہ سے اپنی
چشم وگوش ودل کو آشنا بنا کر شائق دیدار رہے۔

پس تہذیب اخلاق ومحبت الٰہی حاصل کرنے کے لئے مشائخین و کاملین کے حالات وملفوظات کا مطالعہ ضروری ہوا۔ جب کہ صحبت میسّر نہ آسکے تو اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اس قسم کی کتابوں کا مطالعہ کیا جاوے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ محبت قلبی پیدا ہوجائیگی۔ پس جب محبت پیدا ہوگی۔ تو بموجب حدیث شریف المرء مع من احب یعنی حشر بھی اسی کے ساتھ ہوگا جسکی محبت پیدا ہوچکی [illegible]

شنیدم کہ در روز اُمید وبیم
بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

مذکورہ بالا حدیث حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں [illegible] فرمائی گئی ہے۔ واقعہ یہ ہوا تھا۔ کہ حضرت ثوبان [illegible] بدن لاغر ونڈھال ہوتے جاتے تھے، ایک مرتبہ حضور [illegible] مَا غَیرَ لَونَکَ یَا ثَوبَانُ۔ یعنی ثوبان تجھ [illegible] بدن جلتا جارہا ہے۔ آپنے بعد آداب [illegible] کو آپکے وجود اقدس کے ہوتے ہوئے اس [illegible] کے دیدار سے زیادہ کوئی سا لطف [illegible] کانٹے کی طرح کھٹکتا رہتا ہے کہ کل قیامت [illegible] الفردوس میں آرام گزیں ہونگے لیکن معلوم [illegible] اور اگر جنت مل بھی گئی تو معلوم نہیں [illegible] قیام [illegible] سے یہ خادم محروم ہے۔ اسکے جواب میں حضور [illegible] فرمایا [illegible] محبت [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

وہ اُن ہی میں سے ہے۔

شیخ الاسلام قدس سرہ فرماتے ہیں کہ نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ مشائخ کرام کی باتیں سُنے اور اُن پر اعتقاد کرے اور اُن سے محبت کرے کیونکہ دوستان حق کی باتوں کی دوستی اور دوستان حق کی دوستی آپس میں ایک نسبت پیدا کرتی ہے جس سے حق تعالےٰ کے ساتھ محبت اور تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ جسکے سبب انسان بالآخر رابطۂ کامل کر کے عبد ولی اللہ بن جاتا ہے

شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے ایک بزرگ سے دریافت فرمایا۔ کہ جب ہم اپنے بزرگوں کو نہ پائیں۔ تو کون سی بات اختیار کریں۔ جس کے باعث ہم اپنے دین کو دُرست رکھ سکیں۔ فرمایا۔ کہ ہر روز اُن کے احوال اور مقالات پڑھو یا سنو۔ پھر تم اپنے دین کو قائم رکھ سکو گے۔

شیخ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ افسوس اُن پر ہے جنہوں نے اولیاء اللہ کی قدر نہ کی۔ مطلب یہ ہے کہ ہر ایک نادان اس زمانہ میں صوفیوں کے احوال کا مشاہدہ اور اُن کے افعال و اقوال کا مطالعہ کما حقہٗ نہیں کر سکتا اور اُن کے مقالات نہیں سمجھ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ عوام اِن کے حق میں نافہمی کی باتیں کرتے ہیں۔ اور انکی ولایت سے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ اِن کے افعال و اقوال کا انکار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں کا انکار ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ کی کرامات اور اُنکے حالات بہ مثل معجزات انبیاء علیہم السلام ہیں۔ جسطرح معجزات باعث تقویت دین اشاعت اسلام تھے، اولیاء اللہ کی کرامات بھی اسی مقصد کے لئے ہیں۔

کشف المحجوب میں داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ حق تعالےٰ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مہربانی کو برقرار رکھا ہے اور اولیاء اللہ کو

Marfat.com
Marfat.com

اس کے ظہور کا سبب بنایا ہے ۔ تاکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں اور صدق رسالت کی دلیل ظاہر کریں۔ کمال متابعت کے باعث طالبوں کی رہنمائی کریں۔ اور نفس و شیطان کی کارروائی کو مٹا کر تنہا کار حق میں مشغول ہوں بارش انکی ہی برکت سے برستی ہے اور سبزہ اِن ہی کے احوال کی صفائی کے سبب اُگتا ہے ۔ اِن کا منکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے ۔ اِن پر طعن کرنیوالا گویا آیاتِ الٰہی پر طعن کرتا ہے ۔

فتوحات میں لکھا ہے کہ جو شخص صوفیوں کے ساتھ بیٹھے اور اپنے حرص و تعصب کی وجہ سے انکے خلاف کرے تو اللہ تعالیٰ اُن سے نورِ ایمان واپس لے لیتا ہے ۔

شاہ بو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالے اپنے کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو اُس کی زبان طعن صوفیوں کے حق میں دراز کر دیتا ہے مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد ‏ میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

برادران طریقت ! طالبان راہ خدا کو بری صحبتوں سے بچنے اور اپنے تئیں نیک بندوں میں شمار کرا لینے کے لیے یہی مندرجہ بالا ہدایات کافی ہیں ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے یاران طریقت، اور جمیع امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مقبول بندوں کی صحبت سے مستفیض فرما کر ساتھیان راہ ضلالت کی واہیات بیہودہ باتوں سے بچائیے اور پیران عظام جن سے نسبتی تعلق ہے اُن ہی کی محبت پر خاتمہ ہو۔ اور روز حشر اُن کا سایۂ رحمت نصیب ہو ۔

یا رب تو دو کون بے نیازم گرداں ‏ وز [illegible]

وز راہ لطف محرم رازم گرداں ‏ زاں [illegible] بر رازاں

گر نیم زا لیشاں از ایشاں کذیر ادم ‏ [illegible] ایشاں گشتہ ام

ناطق

Marfat.com
Marfat.com

(۷۸۶)

تمہید

بیا ساقی بمیکدہ جہید ارغوانی کن
فروغ [illegible] سیاہ کارا نشتہ

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنا پیغام ہر ملک و ہر خطہ و علاقہ میں اسلام کی رہبری ہدایت کے لئے اپنے مقبول و برگزیدہ بندوں کو بھیجتا ہے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہر زمانہ میں پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام یکے بعد دیگرے اسلام کی ہدایت و رہبری کے لئے تشریف لاتے رہے۔ اور مخلوق کو ان کے فرائض منصبی سے کہ کیوں انکو عالم وجود میں لایا گیا ہے آگاہ فرما کر راہ حق کا پتہ بتاتے رہے اور اللہ اور اس کے سچے رسول موجودہ وقت کی محبت و صداقت اسلام کی تعلیم سے مستفیض فرماتے رہے اسی طرح دور آخر میں اپنے محبوب کائنات فخر موجودات حضرت پر نور سرور عالم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و شفیع المذنبین کو خطاب بارگاہ صمدیت سے بھیجکر اور رحمۃ اللعالمین بنا کر ملک عرب میں جو عرصہ سے کفر و جہالت کا مسکن تھا تشریف لائے اور توسیع اسلام کیلئے اپنی حیات مستعار و صفات کو وقف فرمایا۔ اور روز افزوں ترقی اسلام کیلئے تبدیلی اپنی ہمہ تن مساعی کاملہ کو صرف کر کے ملک عرب میں دین محمدی کا ڈنکہ بجوایا۔ کفر و ظلمت سب کافور ہوئے صحابہ کرام و خلفائے نامدار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپکی رسالت و نبوت پر ایمان لاکر اس خدمت اسلام کیلئے اپنے آپکو وقف فرمایا۔ غرضیکہ اسی طرح [illegible] زمانہ میں اس مقبول و مصدقہ اسلام کی رہنمائی فرماتے رہے۔ مختصر یہ ہے کہ دلوں میں اسلام جو ہر تابندہ نے سرزمین عرب پر بتوسل حضور انور صلی اللہ

علیہ وسلم وصحابہ کرام وخلفائے عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی بے بہا شان کو جسکی حقیقتیں ذات وصفات الٰہیہ سے مرکب تھیں۔ اور محض موجب رضا الٰہی کی سند لیکر دُنیا میں آیا تھا۔ جمیع اطراف وجوانب عربستان میں چمکا دیا۔ اور اسکی حق نما سعادت خیز صورت دیکھ کر خوش نصیب لوگوں نے جو ایک زمانۂ قدیم سے مظالم معصیت کے باعث سرمایہ تجرات سے تنگ تھے۔ اس گوہر گرانمایہ کو ان جوہریانِ خداشناس سے نقد دلِ جان وایمان دیکر خریدا۔ اور اپنی والبتہ پریشانیوں کو مسرتِ دین سے مبدل کرلیا۔ پھر تو اسلام کی نورانی جھلک ہر سمت پر پرتو فگن ہوئی۔ ہر طرف سے آثار وبرکات نظر آنے لگے۔ چاروں طرف دعوتِ اسلام کا اعلان ہوا۔ پہلے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کی خدمت واشاعت میں [illegible] کیا۔ پھر خلفائے راشدین وائمہ کبار اس کا اقتدار بڑھاتے رہے۔ ازاں بعد خلفائے عباسیہ کی تقلید وتائید کا دم بھرتے رہے۔ قانونِ شرعی نافذ ہوا۔ عبادات ومجاہدات واخلاق وعقائد وحقوق [illegible] امر ونہی کی شہرت ہونے لگی۔ طریقت وحقیقت ومعرفت کی تعلیم [illegible] معقول ومقبول ہستیوں کا انتخاب کیا گیا۔ تھوڑے ہی زمانہ [illegible] سلاطین [illegible] بھی اس کے مطیع ومنقاد ہوکر راہِ حق [illegible] ہوئے۔ خلفائے راشدین کے بعد دین کی ترقی کا ادنیٰ [illegible] انتظام ہوا [illegible] دو [illegible] تقسیم کی گئی اور دو قسم کی تعلیم دی گئی۔ ایک [illegible] عرض [illegible] عقائد [illegible] فرع۔ دوسری تعلیم روحانی جس سے حقائق ومعارف اللہ [illegible] کے رموز ونکات حاصل ہوں اور مشاہدات باطنی [illegible] تک پہنچا کر واصل باللہ [illegible] اور [illegible] ہر دو تعلیم کے نظام مستقل [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ [illegible] ترتیب [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

جاری فرمایا۔ اور بہت سے طلبگاروں کو اپنے مبارک ہاتھوں کا مُطیع بنا کر راہِ حق کی تعلیم دی۔ آپکے بعد امام زین العابدین خواجہ حسن بصری و حضرت قاسم بن محمدؒ و حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے اپنی زندگی اور اعمالِ صالحہ سے اسلام پر عمدہ اثر ڈالا۔ اور اہلِ اسلام کے دلوں میں مجاہدات و ریاضیات واعمالِ صالحہ کی عادت ڈالی۔ پھر تو وقتاً فوقتاً ہر دو تعلیم ترقی پذیر ہوئے کہیں حضرت افسر المشائخ محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے بغداد شریف میں توسیع اسلام و تکمیل تعلیم روحانی کیلئے تسلط فرمایا۔ اور حقیقت صوری و کمال معنوی سے مختلف عقائد کے لوگوں کو اپنی نسبت و عقیدت دین میں لاکر یکجہت بنا دیا اسی طرح خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ مامور و متمکن ہوئے۔ اور علاقہ وزیرستان میں خواجہ محمد یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی روحانی طاقت اور باطنی توجہ سے لوگوں کو راہِ ہدایت پر لانیکے لئے متعین ہوئے۔ پھر اسی طرح سے زمین ہند پر حضرت خواجہ بہاؤالحق والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے خدمت اسلام میں جو مسکن ہند میں سب سے پہلے ابوالعاص سے اشاعتِ اسلام ہوئی تھی۔ کشمیر میں حضرت میر اور بلبل شاہ کے دم سے اسلام کی بنیاد قائم ہوئی۔ علاوہ ان کے نورالدین ولی اور خواجہ امیر خسرو سہروردی و امیر کبیر شاہ ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ مصروف بہ ہدایت اسلام ہوئے۔ اور ہمنوائے طریقت اسلام ہوئے۔

الغرض اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ صوفیائے کرام و علمائے عظام اشاعت اسلام کا حصہ لیتے رہے۔ یہاں تک کہ ہر ملک میں اسلام ہی اسلام کا نام روشن ہوگیا ابتدائے دورِ اسلام ہند میں مبلغین کے لئے ہزارہا طرح کی مصائب و تکالیف کا سامنا تھا۔ اور ایسا نازک و پُرخطر زمانہ تھا۔ کہ بوجہ کمی تعداد مسلمانان کے کسی طرح مدد پہنچنی آسان نہ تھی۔ بہت سے عرب کے قبائل جو اطراف ہند میں اپنی بود و باش رکھتے تھے

Marfat.com
Marfat.com

اہل ہنود کی مشقِ ستم بن گئے۔ بہت سے پہاڑوں میں جان بچانے کیلئے پناہ گزیں ہونے پر مجبور ہوئے۔ جن کی یادگار میں قبور قبہ جات اب تک قائم رہ کر دیرینہ اسلام کی شہادت دے رہے ہیں۔ مگر ایسے شخصوں پر فدا ہونا چاہیئے۔ جن شہیدانِ اسلام نے اُنکی محبت کو نہ چھوڑا۔ ؎

دربیابان فنا گرچہ زہر سُو خطر است ٭ میرد و حافظِ بیدل تو لائے تو

اس قدر ظلم و ستم کے بعد بھی ساتھ ہی ساتھ اولیائے کرام و صوفیائے عظام اسلام کی خدمت بجا لاتے رہے۔ اس دورِ ثانی کے لیے حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ سرہند شریف میں متمکن ہو کر اسلام کی تجدید کی خدمت پر مامور ہوئے اور مجددِ وقت مشہور ہوئے۔ آپکے ساتھ شاہانِ وقت نے ہزارہا طرح کے ستم کیے۔ مگر سُبحان اللہ آپ نے اُف تک نہ کی اور اپنے تمام وقت کو اس خدمت کیلئے وقف فرمایا۔

آپکے سلسلہ میں اب بھی ایسی چند مقدس ہستیاں جامع العلوم و کمالات زمین پنجاب پر آفتاب نصف النہار کیطرح روشن ہیں۔ جن کے دستِ مبارک پر لاکھوں طالبانِ راہ خدا بیعت حاصل کر چکے ہیں اور ہزاروں کو دائرہ اسلام میں لا کر مسلمان بنایا۔ ادھر تقدس مآب والاخطاب مرشدی و مولائی حضرت حاجی حافظ الحاج سید ابوسعد محمد عبدالخالق صاحب نقشبندی مجددی معصومی شمس آفاقی رحمتہ اللہ علیہ والئے کوٹ عبدالخالق مسند آرائے ارشاد و طریقت ولجا و ماوی پناہ گان و بیکساں ہوئے۔ آپکے دربار گہربار سے لاکھوں یتامیٰ نے آپکے خوان کرم

پاکر مذہب اسلام و دین محمدی سے اپنے آپکو منور [illegible]

طالبان و بیکس درماندگان استفادہ دارین حاصل [illegible] کے او

بھی چند درچند مشائخ طریقت نقشبندیہ [illegible]

آفتابِ نامدار مدسوف الذکر کے خلفاء نامی و گرامی مختلف مقامات پر اپنے فرائض منصبی

Marfat.com
Marfat.com

اسی طرح ادا فرما رہے ہیں جیسیا کہ قبلہ مرشدنا علیہ الرحمتہ نے اپنی حیات میں ادا فرمایا تھا۔ مزید برآں اور علاقوں میں بھی آپ کے بہت سے خلفا نامدار حسب طریقہ خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ مسند آرائے طریقت رہ کر اشاعت سلسلہ عالیہ میں نہایت سرگرمی سے جد وجہد فرمانیکے علاوہ ہزارہا گم گشتگان راہ خدا کو راہ راست پر لا رہے ہیں۔ جن کے فیضان مبارک سے طالبان حق استفادہ حاصل کر چکے ہیں۔

حقیقتاً و یقیناً ان حضرات کا وجود باجود فی زمانہ موجب برکات و نعمات ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ان پاکیزہ ہستیوں کو اعلیٰ ترین اوج و مراتب فرما کر ہم عاصیوں کے سر پر سلامت باکرامت رکھے آمین۔

آنچہ زر لیشود از پرتو ے آں قلب سیاہ
کیمیا نیست کہ در صحبت درویشاں است
دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال
بے تکلف بشنو دولت درویشاں است

بنا بریں سیرت خالقیہ یعنی سوانح حضرت قبلہ مرشدنا علیہ الرحمتہ تیار کی گئی۔ کہ صفحہ ہستی پر یادگار رہے اور طالبان و محبان راہ حق کیلئے معاون و ممد نجات آخرت بنے۔ مجھے امید ہے کہ ناظرین میری اس بیڈھنگی و خلاف محاورہ الفاظ رائی پر معترض ہو کر مجھے نشانہ ملامت نہ بنائینگے۔ کیونکہ :-

"ہر کسے بقدر ہمت اوست"

ہر شخص کی استعداد اسکی عالمیت و ذہنیت کی توفیق پر ہوتی ہے۔ اغراض لفظی و صحت محاورات کا خیال دور کر کے مطالب و معنی مضمون کی حقیقت پر غور کریں۔

خادم الفقراء ناطق کلانوری

Marfat.com
Marfat.com

۴۸۶

طبقہ اوّل

باب اوّل در بیان متعلقہ خاندان نقشبندیہ

لمعہ اوّل ۔ فضیلت خاندان نقشبندیہ

کس گل عرفان کی آمد ہے کہ لائی ہے صبا ٭ مژدہ فضل بہار خاندان نقشبند
ہو گیا ہر سو ظہور نور شان خالقی ٭ ہر طرف جاری ہے فیض خاندان نقشبند

اس خاندان ذی شان مقبول و پسند خالق کی عجب شان ہے ہر ملک و ہر شہر اس کے سر چشمہ فیض و کرم سے سرسبز و شاداب ہے ہر گل و غنچہ اس کے رنگ و بو سے معنبر اور چمن اس کی آبیاری سے رشک نعیم ہے۔

سبحان اللہ اس خاندان عالیشان کی فضیلت کا کیا بیان ہو کہ طالب کو بہ آسانی منزل مقصود پر پہنچا دینے والا۔ نورانی توجہ و ذکر و خیال سے طبیعتوں کو ... کرنے والا ریاضت و مجاہدات کی مشکلات کو آسانی ... اور ... و توجہ کامل سے طریقہ کا انتخاب بنانے والا ہے۔

جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ... توجہ سے ... خدائی ... بھی ... ہوئی ... اس ... زمانہ حضرت ... ہم ... مع دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ...

Marfat.com
Marfat.com

کبیریا عزاسمہٗ صاحب حکمت ارجمند حضرت نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے اس مشکل کو آسان کیا اور الہام الہٰی سے اس طریقہ کا اعلان کیا جس کی تقلید پر بدوں ریاضت ومجاہدات شاقہ نہ صرف سنت نبوی کی پیروی بلکہ تھوڑے ہی دن میں طلب جذبات وواردات قلب وغیرہ سے واقف ہوجاتا ہے۔ اس طریقہ کی اجرا کے لئے حضرت نقشبند رحمتہ اللہ نے پندرہ روز تک سربسجود ہو کر تبضرع وزاری دعا کی۔ اور ذات کریم سے مقبول اجرائے طریقہ کا الہام ہوا۔ اور بعد اجرائے طریقہ بیشمار طالبان حق کو اس کی بدولت فیض حاصل ہوا۔ اور حصول مقصد بوصول وصل ذات باری تعالےٰ میں کامیاب ہوئے۔

فی زمانہ اس خاندان سعادت نشان کے بہت سے نامور کامل واکمل مشائخ قابل ذکر اور لائق حصول شرف زیارت ہیں۔ کھلا دربار ہے کس کس کا نام لوں جس کو دیکھا باخدا ومحبوب رسول پایا۔ اور ہر ایک مشتاق طلب خدا کو اس خاندان کی عظمت کا پختہ عقیدت مند دیکھا۔ راقم کی نظر سے تو اب تک چند اکابر مشائخ طریقت نقشبندیہ ذی وکمال واحتشام عارف وکامل گزرے ہیں۔

اگرچہ یوں تمام خطہ پنجاب وہند میں بحد نظر وقیاس وسمع ہوش وگوش دیکھے اور سنے، مگر راقم کا روئے سخن رجوع بجانب امیر السالکین رئیس الکاملین شمس الکونین قادری واقف سرنا مستناہی محبوب ومقبول الہٰی یتیم پرور قاطع الکفر وبدعت مرشدنا ابوسعد محمد عبدالخالق صاحب نقشبندی مجددی معصومی شمس عرفانی رحمتہ اللہ علیہ جن کا دربار جنت نشان چشمہ جواد لاحسان موسومہ کوٹ عبدالخالق ضلع ہوشیارپور میں ہے جملہ بزرگان زمانہ میں ایک نرالی ادا والقا کے شیخ طریقت منتخب تھے جن کا احاطہ فیض صرف مریدوں ہی کیلئے محدود نہیں۔ بلکہ ایک وسیع النظر عالم کو گھیرے ہوئے۔ ہزارہا یتیم ومسکین نادار

Marfat.com
Marfat.com

ولادت آج اس دربار فیض آثار میں پرورش پا رہے ہیں۔ ہزاروں طالب علم دینی آپ کے زیر توجہ علم دینیات سے بہرہ ور ہو چکے۔ اور اب بھی باریابی حاصل کر رہے ہیں۔ لاکھوں بیوہ عورتیں آپ کے ارشاد کی اظہار و تبلیغ سے عقد ثانی میں آئیں سینکڑوں شیدایان لقا آپ کے قدم ناز پر شوق و محبت سر جھکائے آپ کی اطاعت کا دم بھر رہے ہیں۔ عیاں راچہ بیاں کوئی جاکر دیکھے۔ اگرچہ راقم بھی حضور کے ایک ادنیٰ خادموں میں سے ہے۔ مگر مثال دیگر طالبان و مشتاقان اپنے حسن عقیدت اظہار نہیں کرتا ہے مشکے آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار وصف او گوید

ظاہر کے پابندی تقلید ایسی علت نہیں کہ ہر ایک اپنے پیشوا کی محبت میں اپنے کو سب سے اچھا سمجھے۔ حقیقتاً تو یہ کوئی اعتراض نہیں۔ کہ جس کی طرف سب کو رغبت ہوتی ہے اُس کا وہ ہی محبوب ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ پیارا کوئی نہیں ہوتا۔ اور طالب کو یہی لازم ہے۔ تاکہ تقلید پر قائم رہے۔ اس پابندی میں نسبت کی مقبولی ہے مثلاً اگر کوئی اپنے مرشد سے اچھا معلوم ہوا تو اپنے مرشد اصلی سے نسبت واردات کو پھیر لیا۔ اگر دوسرے کو کمتر سمجھا۔ اور اس کی توہین کا مرتکب ہوا پس چاہیے کہ دیگر بزرگان کو بزرگ سمجھکر تواضع کرے۔ راقم اپنا پابندی عقیدت سے [illegible] مستثنیٰ ہو کر جو کچھ ظاہر کر رہا ہے۔ وہ مبالغہ آمیز نہیں ہے۔

اپنا بیان حسن عقیدت نہیں مجھے [illegible] جھوٹ کی عادت نہیں ہے

فقرات بالا میں سے مضمون کی تمہید نہیں ہے [illegible] اپنی طبیعت کا [illegible] مگر اختصر کو اس سے بھی احتراز ہے۔ حمد [illegible] کان سے [illegible] اور [illegible] موزوں نہیں ہوتا ہے۔ ہر کہ دارم قلم بے انصاف نسبت [illegible] صرف اس خیال سے کہ یاران طریقت [illegible] اور اپنے بزرگان کی یاد پر زبان جاری ہو۔

Marfat.com
Marfat.com

المختصر یوں تو اللہ سے ملنے کے بہت سے راستے اور طریقہ بہت ہیں۔ جیسے طریقہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ وغیرہ ہیں۔ سب طریقوں سے خدا ملتا ہے اور سب طریقے بڑی تعریف اور عزت کے قابل ہیں۔ اور یہ سب طریقے حضرت امیر المومنین خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نکلتے ہیں۔ اور یہ طریقہ نقشبندیہ عالیہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے جن کی فضیلت میں حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار تعریف فرمائی ہے۔ اور یہ فضیلت کی خلیفہ حضرات نقشبندیہ کی شاہ ہے۔ اس طریقہ عالیہ میں مرشد کامل کی توجہ کے بغیر کوئی بات بن نہیں پڑتی۔ اسلئے رابطہ شیخ کی محبت کا رکھنا اور توجہ سے کام لینا اس طریقہ میں نہایت ضروری ہے۔ اس منزل کی مہربانی مرشد کی توجہ اور تصرف ہی سے ہے۔ جس قدر مرشد سے نسبت ہوگی۔ اسی قدر صریر کے دل میں نسبت کا فیضان زیادہ ہوگا۔ سب طریقوں میں اللہ کے ذکر سے جو شیخ کا بتایا ہوا ہوتا ہے۔ اللہ کی محبت اور عشق پیدا کرتا ہے۔ اور اسی طرح اللہ سے جا ملتے ہیں

مگر مشاغل دنیاوی رکھنے والوں کے لئے سب طریقوں سے یہ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ عالیہ ہی بہت آسان اور نزدیک ہے۔ اس طریقے سے دنیاوی تعلقات میں رہ کر بھی اکثر تعمارت الوار عشق الٰہی سے حاصل ہو جاتی ہیں۔ اس خصوصیت کے لیے طریقہ عالیہ کا راستہ دینداروں کے لئے بہت ہی نزدیک ہے۔ بشرطیکہ اپنے مرشد کے فرمان کو جان و دل سے بدل کسی حیل و حوالہ کے بجا لاتے ہیں۔ اور طریقوں میں سلوک سے طریقہ کو شروع کیا جاتا ہے۔ اور جذبہ الٰہی انتہا میں آتا ہے۔ مگر ہماری اس طریقہ نقشبندیہ عالیہ مجددیہ میں ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس میں جذبہ الٰہی سارے سلوک سے پہلے آتا ہے۔ اور سالک منزلوں سے نکال لیتا ہے۔ اور سلوک کو آسانی سے تمام کرا لیتا ہے۔ اور سلاسل میں محنت و مجاہدہ

Marfat.com
Marfat.com

وسلوک مقدم ہوتا ہے۔ اور بعد میں جذب ہے

اگر از جانب معشوق نباشد کششے — کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد

قلب اور دیگر لطائف امر کا تصفیہ پہلے اور نفس و عناصر کا تزکیہ بعد میں ہے

عشق اول در دل معشوق پیدا میشود — تا نسوزد شمع کے پروانہ شیدا میشود

قلب غافل مردہ ہے نہ جذب ہے نہ سلوک۔ سلوک شیخ کامل کے قلب سے فیض روحانی اور حبت علیہ طالب کے قلب پر جب آنے لگے تو طالب کا قلب زندہ اور زندہ ذات یاد کرنے والا ہوتا ہے پھر اسی اثر فیض سے جذب نسبت کی کیفیت پیدا ہوتی ہے

الحمد للہ علی احسانہ۔ اس خاندان کی شان بھی ایک نرالی شان ہے۔ اس کے حروف کی ترکیب سے ہی لفظ نقشبند کی کیفیت عیاں ہوتی ہے۔ چنانچہ راقم نے لفظ نقشبند پر کچھ من گھڑت کی ہے۔ شاید اہل ذوق حضرات کو دل چسپی کا باعث ہو جائے اور اغلب ہے کہ اس میں اصلیت و حقیقت بھی مضمر ہو۔

مرحبا ماشاء اللہ خاندان نقشبند — زیور حسن طریقت [illegible]
گر تو وابستہ بہ نسبت نقشبندی ہے تو کر — [illegible]
ن سے اول نفی کر ما سوا ہے دل سے سب — [illegible]
ق سے شما کر شان حق پہ وہ جمال ہیں — [illegible]
پھر فنا فی العشق ہو کر اپنی ہستی کو مٹا — تا ہو توحید وجودی تیرے دستور العمل
ش سے پھر [illegible] ذکر ولایت ہے — [illegible]
رابطہ شیخ و رسول حق کا بیکس [illegible] — [illegible]
ہے یہی [illegible] اصول [illegible] نقشبند — نقشبندی [illegible]

ہے تائید فضیلت خاندان بذا بحسن کلام جامی رحمۃ اللہ علیہ

قد گل ولی بادہ پرستاں دارند — نے از خود بنیاں و تنگ [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

از نقش تواں سوئے دل نقش شدن — لیکن نقش غریب نقشبنداں دانند
دیگر نقشبندی چہ عجب قافلہ سالار ند — کہ بر اندازد پنہاں بحرم قافلہ را
ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چہ داں بگسلد ایں سلسلہ را

اس خاندان کی ساری فضیلتوں میں اول فضیلت یہ ہی ہے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پیروی ہے نسبت اس کی قرن اولیٰ کے مطابق و بالمشابہ ہے۔ اور جس قدر طریقے ہیں سب کے طریقہ و تعلیم میں اختلاف ہے۔ مگر سب کا مالِ واحد ہے اتفاق ہے۔ اکثر مراقبات و ریاضیات و عبادات و زہد و ذکر نفی اثبات وغیرہ نے جو عروج فرمایا۔ اس کا سبب یہی ہے۔ کہ جس نے جسطرح مدعا پایا۔ اور جس طرح ہاتھ آیا۔ اُس نے اُس کو حق سمجھا۔ اور دوسرے کو خلاف سمجھا۔ اُس کے حاصل کرنے میں جو جو منزلیں پیش آئیں صاحب مجاز نے اُس کی آسانی کیلئے یہ طریقہ نکالا اور دوسرے کے واسطے بھی وُہ نامہ شائع کیا۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء علیہم الکرام بیشمار ہوئے ہیں اور راہ سلوک کے طریقے بھی بیحد و بیشمار ہیں۔ اور جملہ طریقوں میں جو پیشواؤں نے ہدایت فرمائی ہیں سہل و موثر بلکہ موصل الی المطلوب ہیں۔ یہی طریقہ نقشبندیہ ہے اس طریقہ میں محنت ریاضت کم اور حصول زیادہ ہے۔ خوبی اس طریقہ کی یہ ہے کہ اتباع شریعت و محبت طریقت ہے

روایت ہے۔ کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت غوث الاعظم گیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ جو تمہارے سلسلہ میں تا قیامت داخل ہوگا۔ وہ بہشتی ہوگا۔ اسی طرح اُس ذات مطلق غفور الرحیم نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے وعدہ کیا اسی طرح امام الطریقت حضرت نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہ سے اور یونہی امام الطریقت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ سے ہوا پس خیال کیجئے کہ مجددیوں سے کس قدر و علدوں کا بار بار مجموعہ اور پھر ان سب حضرات علیہم کے بعد خاص حضرت

Marfat.com
Marfat.com

شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ سے تجدید و عدہ ہو کر تحریری نام دیئے جو قیامت تک سلسلہ مجددیہ میں داخل ہو سند دی گئی۔ کیا خوب نصیب اس طالب کے جو اس سلسلہ میں داخل ہے کہ مرید ہوتے وقت ہی قلب میں ذکر پیدا ہوتا ہے

لمعہ دوم

ذکر طریق و اغراض و مقاصد خاندان علیہ

اس طریقہ کا نام رسولیہ صدیقیہ ہے۔ اور سلسلہ ذہبیہ بھی کہتے ہیں۔ اسکی اصلی غرض یہ ہے۔ کہ انسان دنیا میں رہ کر اپنی عبدیت و عبودیت کا اقرار و اظہار کرے روحانی و جسمانی طریقہ سے بیان کرے اور اس کی حالت تمدن پر بھی زد نہ آئے اور حقوق خالق و مخلوق کو ایسی صورت سے ادا کرے کہ جس سے شریعت محمدیہ و سنت احمدیہ کی توہین و تحقیر نہ ہو۔ کیونکہ کفار کو بھی ایک قسم کا دعوی تصوف ہے جیسا کہ ہندوؤں عیسائیوں اور یہودیوں میں اور جوگی گوسائیں ہندوؤں میں مگر ہمارے حضرات اہل تصوف میں اور ان میں بابہ الامتیاز والتفرق صرف یہی ہے۔ کہ ہمارے سلف صالحین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبع و منقاد ہیں۔ اور فریق ثانی حضور علیہ السلام کے [illegible] ہے۔ تصوف نے دنیا میں آکر سب سے بڑا یہ نقص [illegible] وساوس و خطرات یا باعزائے شیطان و نفس بہت سی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور اور روح میں ایک طرح کی پژمردگی اور غفلت نمودار ہو جاتی ہے اور دنیا کی محبت و خواہش و حرص زیادہ ہوتی ہے۔ اور اخلاق حسنہ کم ہو جاتے ہیں۔ اور دل کے

Marfat.com
Marfat.com

رہزن یہ ایک پردہ غفلت پڑ جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے سچے رہبر صادق مشفق والدین ہم المرسلین محبوب رب العلمین شفیع محشر پیارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت لعنت سے منہ پھیرتا اور عادت حق سے دل چراتا ہے بلکہ بسا اوقات کئی محرمات مثلاً شتر بے مہار مال حرام و بدعات و منشیات سیئہ کو اپنے اوپر حلال بلکہ اس کو تصوف خیال کر لیتا ہے

حضرت صوفی نے کہا علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کی کو اسطرح دور کیا کہ جو انسان راہ گم کردہ حق سے دور بارگاہ سے صدہ ہو جائے تو اس کو قرب حق و محبت پیغمبر کے لئے ایسی تدبیریں تجویزیں بتائی جائیں جس سے اس کا [illegible] پاک ہو اور اس کے دل سے حب دنیا کم ہو اور مرضیات [illegible] حق اللہ اور حق الخلق کو بآسانی ادا کرے جو کہ اسلام [illegible] کے لیے معیار صداقت یہ ہے کہ انسان کا تصوف و [illegible] پیغمبر برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے [illegible] کیا ہے صوفی اصلی اور سچا متقی ہے

یہ مسئلہ بیان کے موید دست بدو چار یا دس بیس نہیں بلکہ کئی ہزار اولیائے کرام ہیں اگر زیادہ ضرورت ہو تو حضرت سلطان اولیاء غوث الاعظم شیخ عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرہ کی تصنیف غنیۃ الطالبین و امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کیمیائے [illegible] و غوث صمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی شیخ العالم حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ سرہری کے مکتوبات شریف کا مطالعہ کریں [illegible] کو پیغمبر صلعم کے قدموں میں فیوض و برکات والوار و تفاوت [illegible] سامنے ہوں اور جو شخص حضور علیہ السلام کے ارشاد خیر بنیاد پر عمل کرنے سے بھی صوفی متقی نہ ہو تو اس کو سمجھ لینا چاہیئے مَنْ یُضْلِلْ فَلَنْ یَجِدَ وَلِیًّا مُّرْشِدًا

Marfat.com
Marfat.com

کی رُو سے کبھی صُوفیٔ حق نہ ہوگا ؎

خلافِ پیغمبر کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

چنانچہ فرمایا ! امام الشریعت والطریقت مخزن اسرار وحقیقت معدن انوار معرفت شہنشاہ مشکل کشا خواجہ خواجگان محمد بہاؤالدین المعروف بہ شاہ نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ نے " بناءِ طریقہ ما بر تتبع احادیث و آثار است" یعنی ہمارے طریقہ کی بنیاد احادیث و آثار کے متابعت پر ہے اور فرمایا کہ۔ " مقصود ما آں است کہ سلوک ما بر جادۂ نبویہ و متابعت سُنت باشد و حق از باطل متمیز گردد" یعنی ہمارا مقصد وُہ ہے کہ ہمارا سلوک حضور رسُول مقبول صلعم کی سنت کے متابعت پر ہو۔ اور حق کی باطل سے تمیز ہوتی ہو۔

اور ایک جگہ فرمایا کہ " طریقہ ما ازنوا در وعروۃ الوثقیٰ است دریں طریقہ باندک عمل وفتوح بسیار است۔ اما رعایت سنت کار بسیت بزرگ" یعنی ہمارا طریقہ نادر و کامل ہے۔ اس طریقہ میں تھوڑے سے عمل کے ساتھ بہت سی فتوحات ہیں۔ لیکن سنت کی رعایت ایک بزرگ عمل ہے۔

اور فرمایا۔ امام العارفین تاج الواصلین حضرت امیرزادہ ابن حضرت سید میر کلال رضی اللہ عنہ نے " ہر کہ از شریعت بر حقیقت آید دلفروشد کہ ازوے چیزے نیاید تا بر در مصطفیٰ نیائی ہرگز لبسہ صفا نہ آئی" یعنی جو کوئی شریعت سے حقیقت پر آئے۔ یعنی ظاہر کی طرف سے باطن کی طرف رجوع

ہیچ دے کہ غیر اُس میں نہ سمائے یعنی دل کو ایسا [illegible] دیگر خیال پیدا نہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ جب تک تو مصطفیٰ تک کے اتباع نہیں ہو سکتا۔

ایک جگہ اور فرمایا حضرت منبع الجود والاحسان مصدر النور والعرفان، قدوۃ الصالحین۔ زبدۃ السالکین سید امیر کلال رضی اللہ عنہ نے اے یاران شما وصیت بہ

Marfat.com
Marfat.com

طلب ومتابعت شریعت کہ ہما سعادتہا و دولتہا بواسطہ ہمیں ست" یعنی اے یارو! تم کو وصیّت کرتا ہوں کہ علم کی طلب میں شریعت کی متابعت چاہیئے کہ یہ تمام دولتیں اور سعادتیں اسی کے ساتھ ہیں۔ ایک اور جگہ فرمایا۔ بدانکہ تصوف پاکیزہ داشتن دل است از غیر خدا او آراستن است بغرض ہائے خدا و سُنت ہائے پیغمبران است" یعنی جان کہ تصوف سے مراد دل کا پاکیزہ رکھنا ہے اور غیر خدا سے پاک کرنا ہے۔ اور خدا کے حکموں اور رسُول مقبول صلعم کی سُنت پر کاربند رہنا ہے۔ اور فرمایا کہ مذہب آنانکہ برحق اند آنست کہ متابعت کنند سنتِ رسُولِ علیہم السلام را و صحبت با اہلِ سنت والجماعۃ دارند" یعنی مذہب وہ کہ برحق ہیں خدا کے حکموں اور رسُول صلعم کی اتباع پر اور جو اہلِ سنت والجماعت کی صحبت رکھتے ہیں۔

اور فرمایا حضرت ممدوح الشان نے" خاصانِ خدا کسانند کہ متابعت شریعت رسُول علیہ السلام کنند و بر مذہب اہلِ سنت والجماعت زندگانی کنند" یعنی خاصانِ خدا وہ ہیں کہ شریعت رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کریں۔ اور سنت و الجماعت کے مذہب پر اپنی زندگانی پوری کریں۔

یہی ممدوح الصدر ایک اور جگہ فرماتے ہیں" اگر در عبادت پشت خمیدہ شود تن شما چوں زہ شود در ریاضت باریک شود مگر تا وقتیکہ لقمہ و خرقہ خود را پاک را ندارید و پیروی شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکنید ہرگز بمقصود نرسید زیرا کہ اصل ہما کار ہیں است" یعنی اگر ریاضت میں کمر ٹیڑھی ہو جاوے تمہارا بدن کمان کیطرح ہو جائے اور ریاضت میں بھی باریک ہو۔ مگر جب تک اپنے لقمہ و جامہ کو پاک نہ رکھیگا۔ اور پیروی شریعت رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کریگا۔ مقصود پہ نہ پہنچیگا۔ لہٰذا تمام کاموں کا دارومدار اسی پر ہے۔

خلاصہ عبارات مذکورۃ الصدر کا یہ ہے کہ انسان کا ہر ایک کام جب موافق

Marfat.com
Marfat.com

سُنت ہو یہاں تک کہ کھانا۔ پینا۔ چلنا۔ پھرنا۔ پہننا وغیرہ تو ہر ایک کام اس کا عبادت میں شمار ہوتا ہے اور ہر کام میں اسکی روح پر اثر و پرتو پڑتا رہتا ہے اور کسی کام میں اُسکو رجعت یا زحمت نہیں ہوتی۔ اسی واسطے شارع علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے سارے مضمون کو صرف دو جملوں میں نہایت فصاحت و بلاغت سے ادا فرمایا ہے وہ یہ ہے، مَنْ تَرَکَ سُنَّتِی فَلَیْسَ مِنِّی وَلَمْ یَنَلْ شَفَاعَتِی، یعنی جو شخص میری سُنّت سے مُنہ پھیرے یا قصداً ترک کرے تو وہ ہمارے سے نہیں اور نہ وہ قیامت کے دن شفاعت کا مستحق ہوگا۔ اسی واسطے فرقہ نقشبندیہ سنت والجماعت مشہور ہے۔

طریقہ نقشبندیہ افضل تر و مقبول صادق ہے — کہ جس کا ہر اصول ایک بالیقین مسنون و اثق ہے
پسند خاطر محبوب یہ بخشا ہے قدرت نے — عمل صدیقِ اکبر کا اسی کے بالمطابق ہے
یہی معمول تھا حضرت مجدد الف ثانی کا — اس کا ہی متقلد خاندان عبد خالق ہے
یہ ہے بالاتباع سُنتِ خیر البشر جاری — کہ قال و حال و طاعت میں شریعت پر وفق ہے
مکمل نسبتاً پابند ہر امر و نہی ہے یہ — یہ زیبا منزلِ مقصود عرفاں و حقائق ہے
حقیقت میں طریقے فقر کے سارے ہی بہتر ہیں — جُداگانہ اصولوں پر سلوک اُس کا یہی شائق ہے

یہی ہے زینۂ بامِ سلوک قربِ یزدانی
اسی مسلک کا تابع خادم ناچیز ناطق ہے

Marfat.com
Marfat.com

لمع سوم

خصوصیات خاندان نقشبند

اصول سلسلہ نقشبندیہ العجب — زچند رسم و شرائط بہر کسے دیدم
بقلب رالبطر اسم ذات وصورت شیخ — بجملہ امر و نہی احتیاط ہوش بدم
برائے حفظ بصر ہم تغیرات خیال — زبہر یاد او دارند ہر نظر بقدم
بیاد کرد و سفر در وطن سوم مطلوب — رجوع گردش روحانیت بسے بینم
ازاں مزدہ سو باز گشت عزم سفر — نہند ربط پئے نگہداشت با عالم
کنند خلوت یادش بایمن قائم — بہر عمل و دگر کارہائے بیش و کم
وقوف ہر سہ معہ یاد داشت منسلک اند — ز ربط و رغبت قلبی بہر دوم پیہم
پسند دل ہمیں دستور یافتم ناطق — مفید و احسن و زیبا ترین مستحکم

نظر بر قدم بر دل فریب منظر عالم نہ رخ بگیر
باید بفکر یار نظر یار بر قدم بود

لفظی معنی نگاہ پاپر رکھنا اصطلاحی رفتار میں نگاہ نیچی کر کے اپنے قدموں کو دیکھ کر چلنا تاکہ خیالات کسی طرح پریشان نہ ہوں اور نظر اُن چیزوں کو نہ دیکھے جن کا دیکھنا اصولاً ممنوع ہے چونکہ منظرات عالم فانی پر نظر پڑنے سے قلب کی یکسوئی میں فرق پڑتا ہے جب طالب کے دل میں محبت و یاد الٰہی کا نقش قائم ہو جاتا ہے تو طالب کی نظر خود ہی دیگر اشیاء کو دیکھنا پسند نہیں کرتی۔ نظر بر قدم رکھنے سے بہت سی صفات احسن طالب کی روحانیت کے ساتھ

Marfat.com
Marfat.com

وابستہ ہو جاتی ہیں ۔ مثلاً حیا و ادب و استقلال و تحمل و کم سخنی و صبر و فکر وغیرہ مبتدی مبتدی کے لئے ہمارے مُرشد حضرت خواجہ شمس الکونین علیہ الرحمتہ نے کیا اچھا آسان طریقہ نظر بہ قدم رکھنے کا ارشاد فرمایا ہے جس کے ربط عمل پر نہ صرف خیال ہی رجوع ہوتا ۔ بلکہ نظر بھی اسکی ہی طرف لگی رہتی ہے ۔ فرمایا وقتِ رفتار ورد اسم ذات یا نفی اثبات کا ہر جنبش پا کے ساتھ خیال رکھنا بلکہ ذہن میں اس کی دُھن لگائے رکھنا مثلاً داہنا پاؤں لفظِ لَا کی آواز اور بایاں قدم لفظِ اِلٰہَ کی صدا پر اور دایاں قدم لفظ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ چلتا ہے ۔ یا ہر دو قدم پر لفظ اللّٰہ کی یادداشت رکھے ادھر خیال ذکر کی طرف متصرف رہیگا اور احتیاط رفتار پر قائم رہیگی ۔ جو لوگ محبت و یادِ الٰہیہ میں کمال حاصل کئے ہوئے ہیں ۔ اِن کی ذہانت تو خود ایسے شغل و طریق کو پسند کریگی مولنا جامی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں ۔

گم زدہ بے ہمدمی و ہوش دم — ورنہ نگشتہ نظرش از قدم
بس کہ از خود کردہ بسرعت سفر — باز نمانندہ قدمش در نظر

اصل حقیقتِ نظر بر قدم موجب حجابِ معصیت و خوفِ الٰہیہ ہے !

(۲) ہوش دَر دَم

دمبدم دم را غنیمت دان و ہمدم شو بہ دم — واقف دم باش و دم را ضائع مگذار

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ [illegible] اہم داشتہ اند ۔ یعنی محافظت اس طریق کا ایک رکن [illegible] حضرت امام الطریقت خواجہ نقشبند علیہ الرحمتہ نے کہ وقتِ قبول و [illegible] انفاس و بین النفسین محافظت نماید یعنی اندر جانیوالی سانس اور باہر آنیوالی سانس میں جو وقفہ سیکنڈ بھی کم ہوتا ہے اس میں بھی

Marfat.com
Marfat.com

غافل نہ ہو۔ فرمودہ حاجی علیہ الرحمتہ ؎

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش　　شاید ہمیں نفس نفسِ واپسیں بود

سفر دروطن (۳)

اے پیکِ روح رُخ بدیار کہن بکن　　بہر وصال اصل سفر دروطن بکن (مولف)

سفر دروطن سے مراد روحانیت کو اصل الاصل کیطرف رجوع کرنا ہے اصل کی ابتدا وحدت اور انتہا واحدانیت ہے۔ مقام واحدانیت روز ازل کو کہتے ہیں جب کہ جمیع ارواح کی تخلیق قایم ہوئی۔ وحدت اور وحدانیت کے ہر دو مقام روح کے حقائق و معارف کے ہیں۔ اسی لئے سفر دروطن کا اصول طریقہ خاندان عالیہ میں قابل عمل رکھا گیا ہے کہ انسان اپنی اوّالی کیفیت حقائق و معارف کو یاد تصور و خیال میں رکھنے کا ہر لحظہ اصل کرے تاکہ اپنی اصلیت کی قدر و منزلت کا ہوش رہ کر ان افعال و اقوال سے بچا رہے جو اس کے لئے موجب نقصان ہے چونکہ روح اور وجود عنصری کا تعلق مہن حیات کے ساتھ ہی ہے اکثر اوقات اپنی روحانیت کو اصلی اصلیت کے ساتھ متوجہ رکھنا ذریعہ فلاح و بہبودی ہے۔ علاوہ اس کے روحانی ترقی و اوج و عروج حاصل کرنیکے لئے یہ طریقہ نہایت افضل ہے مولانا روم رحمتہ اللہ نے اسی یاد و بنیاد پر مثنوی شریف کو مرتب فرمایا ہے۔ جیسا کہ شروع میں فرماتے ہیں۔ ؎

بشنو از نے چوں حکایت میکند　　وز جدائی ہا شکایت میکند

اسی کی تمام شرح کا لب لباب بمصداق اس شعر کے ہیں۔ ؎

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش　　باز جوید روزگار وصل خویش

اسی ربط و عادت کے لئے یہ طریقہ جاری کیا گیا۔

Marfat.com
Marfat.com

خلوت در انجمن (۴)

خلوت میں ہو عشق تصور تقصِ کمال عشق یہی ہے۔ تنہائی کے یہ معنیٰ ہیں سب سے رہ کر تنہا ہو جا۔ خلوت در انجمن سے مُراد عالم کثرت یعنی جملہ تعلقات و منسوبات جو انسان کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ان سے مستثنیٰ رہ کر روحانیت کو رغبت کیساتھ وحدت کا خیال رکھنے کو کہتے ہیں۔ یعنی خواہ کتنے ہی کاروبار گفتگو وغیرہ درپیش آئیں۔ ان سب سے محض تصرف ظاہر رکھے۔ لیکن باطن میں متوجہ الی المطلوب رہے جیسا کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔ کہ خلوت در انجمن کلام الٰہی ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ۔ یعنی زندہ دل لوگ ہیں جن کو خرید و فروخت اللہ کے ذکر میں مانع نہیں ہوتی اور حضرت شیخ کبیر فرماتے ہیں۔ کہ خلوت در انجمن یہ ہے کہ بازار میں جائے تو ایسا محو ذکر الٰہی ہو کہ کسی کی آواز بھی سنائی نہ دے غرضیکہ دست بکار دل بیار ہونا چاہیئے۔ ظاہر میں لوگوں سے بات چیت کرے حقوق الناس ادا کرے ضروریات دنیوی اکتساب و خدمات میں مشغول رہنا اور باطن میں صرف وحدہ لاشریک لہ کا تصور کرنا۔ اسی کو کثرت میں وحدت یا خلوت در انجمن کہتے ہیں۔ جیسا کہ کسی بزرگ نے فرمایا۔

کثرت چو نیک و نگری عین وحدت است ما باشکلے نماند دیں گر تو اشکلے

در ہر عدد کہ بنگری از روئے اعتبار گر صورتش نہ بینی ما دہ است

یعنی اگر غور کیا جاوے تو کثرت ہی میں وحدت ہے کیونکہ [illegible] پر نظر ڈالی جاوے۔ تو اسی ایک کا پتہ چلتا ہے [illegible] میں مادہ پر غور کرتے رہنا۔ اسپر نظر رکھنا بس یہی خلوت [illegible]

گاہیں کثرت سے تیری بزم میں خلوت والے ڈھونڈتے ہیں تجھے تنہائی کو کثرت والے

Marfat.com
Marfat.com

گر تو خواہی جذبِ عشق و سوز و درد۔ **یادکرد** (۵) صرفِ کوشش کن بشغل یادکرد
یادکرد بمعنی یاد کیا۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ اُسکی یاد رغبتِ رُوحانی کے ساتھ
اس قدر رواں رہے کہ بجز اُسکی یاد کے اور کچھ یاد نہ رہے یہ ورد و مشغلہ رُوحانی
ترقی کے لئے نہایت افضل ہے اس لئے کہ بندہ جس قدر یاد کرتا ہے اُسی قدر یادِ
الٰہیہ کیساتھ نزولِ رحمت و کرامت ہوتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں۔
فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ط یعنی ذکر کرو میرا میں ذکر کروں تمہارا
اور شکر کرو میرا ساتھ نعمات عطیہ میری کا اور نہ کفران نعمت کرو۔ اس سے مُراد یہ ہے
کہ بندہ جس قدر یاد و شکر منجانب اللہ تعالیٰ کرتا ہے اُسی قدر خداوند عزوجل بھی اپنے
عطیات اُس کیلئے انعام فرماتا ہے بندہ کو چاہیئے کہ ربط و عادات کے علاوہ یادِ
الٰہیہ کا اس قدر شیدائی ہو جائے کہ بلا ارادہ بھی ہر دم و لحظہ نفس کو اُسکی یاد سے خالی
نہ رکھے۔ اسی کو یادکرد کہتے ہیں۔

بازگشت (۶)

ابتدائے اصل خود را یاد کن — با خیال عہد و پیمانِ الست!
بر رہِ مقصودِ وصلِ آن نگار — بازگشت و بازگشت و بازگشت (مولف)

بازگشت کے لغوی معنی پھر پھرنے کے ہیں۔ چونکہ سالک کو راستہ سُلوک طے کرنے
کے دوران میں ان دو حالتوں یعنی قبض و بسط کے ساتھ اکثر سُکر و جذبات وغیرہ کا سامنا
پڑتا ہے کیونکہ مراتبِ سالک دو تین قسموں کیحالتوں میں تبدیل ہوتے ہیں۔ کبھی مجذوب اور
کبھی سالک۔ پس چاہیئے کہ رُجوعیت رُوحانیت مثالِ گشت بافندہ ہر آن متسلسل
رکھے اسی کا نام سیرِ رُوحانی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

Marfat.com
Marfat.com

فنا کیسی بقا کیسی جب اُس کی آشنا ٹھہری کبھی اُس گھر میں آنکلے کبھی اُس گھر میں جا ٹھہری

اسی گشت روحی کو اس لیے صوفیائے کرام نے اصول سلوک میں لیا ہے۔ کہ اس ربط سے راہ سلوک مستحکم بن کر ہر دو حالت ظاہر و باطن میں اس کو معیت مقامات و منازل سیر و سلوک کا نقش قائم رہے۔ یعنی خواص روح میں یہ رنگ آجائے۔ کہ واصل بخدا اور ادھر شامل باخلق۔

(۷) نگاہ داشت

لغوی معنی نگاہ رکھنے کے ہیں۔ اور اصطلاح صوفیا میں نگہداشت کہتے ہیں اپنے دل کو تمام خطرات و وساوس سے بچائے رکھنا یعنی ہر وقت ہوشیار و بیداری اس بات سی کہ دل میں کوئی خطرہ نہ ٹھہر سکے۔ نگاہ داشت ہر طبقہ والے کو ضروری ہے۔ خواہ مبتدی ہو یا متوسط یا منتہی۔ بالخصوص اُسوقت تک جب تک نفس امارہ نفس مطمئنہ نہ بن جائے۔ لیکن۔ اس قدر کیف و ربط جب تک کہ طالب کو جمعیت خاطر نہ ہو حاصل کبھی نہیں ہو سکتا۔ جسقدر تعلیم و اسباق اوراد و اعمال و معمولات طریقت کے طالب کو دی جاتی ہے۔ کبھی اس سے کما حقہٗ مستفیض نہیں ہو سکتا۔ تا وقتیکہ جمعیت خاطر یعنی اطمینان کامل لائق یقین دا عتبار نہ ہو جائے۔ کیونکہ اکثر خطرات ہوائے نفسانی درپیش آتے رہتے ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ جب تک صفائی قلب [illegible] ہو خطرات و وساوس نفسانی کا غلبہ ہوگا۔ صفائے قلب کے لیے حضرت [illegible] شمس الکونین خواجہ عبدالخالق علیہ الرحمتہ نے کیا ہی افضل طریقہ [illegible] فرمایا ہے۔ الذکر بذریعہ حبس دم کیا جاوے اور اُس کی یہاں تک کثرت کی جاوے کہ کبھی کئی منٹ سانس روک سکو۔ اس سے قلب میں اس قدر طاقت پیدا ہو جائیگی۔ جو ان وساوس

Marfat.com
Marfat.com

کی حامل ہی نہیں ہو سکتی ہیں جب یہ صورت پیدا ہو جائیگی۔ تو ہر طرح کی احسن خوبیاں مطلب میں پیدا ہو کر جملہ ہر کات و سکنات اعضائی و تخیلات فکر است وغیرہ ہر قسم کے تعلقات منسوبات میں اسی کا رنگ اسی کی شان، اسی کی یاد، اسی کا ذکر خود بخود پیدا ہوتا جائے گا۔ پھر طالب کی نگاہ داشت ایسی پختہ ہو جائیگی۔ کہ اس کو کسی حالت میں غفلت نہ ہوگی

یادداشت (۸)

دوام آگاہی کو ذہن میں رکھنے کو کہتے ہیں۔ حقیقت یادداشت یہی ہے کہ ہر نوعی حالت میں اس کی بھول نہ ہو۔ خواہ کسی قول و فعل کی طرف ہمہ تن مصروف ہو۔ بہر حال ہر وقت اسی کی یاد رہے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے ان چہار اصولوں کی شرح جو ذیل میں درج ہے۔ یوں فرمائی ہیں کہ یاد کرد سے مراد بلا کسی خیال و فکر و تکالیف و مصائب کے خلوص و تکلف کے ساتھ یاد قائم رکھنے کو کہتے ہیں۔ بازگشت محافظت رجوع خیال کو کہتے ہیں یعنی ہر حالت میں استقامت رکھنا نگہداشت چشم دل کو خدا کے انتظار پر وا رکھنا یادداشت یعنی الحقیقت رسوخ نگہداشت ہے یعنی جب نگاہ اپنی مطلوب کی رویت و نگارات کی دید پر تمکین حاصل کرتی ہے تو یادداشت بھی مکمل ہو جاتی ہے یعنی نگاہ بند کرنے اور سونے کی حالت میں بھی اس کی یاد قائم رہے اسی کو یادداشت کہتے ہیں۔

دلا با ہر دم بیم کے گذرد — مشو غافل ز یادِ آں نگارے
بہ قلب و روح ربط یاد کن — بپائے ہر شغل و مشرب کارے
بکار آید بجز یادش چہ ناطق — بدورِ این جہاں ناپائیدارے

Marfat.com
Marfat.com

وُقوفِ قلبی (۹)

اس کے لفظی معنی قلبی واقفیت کے ہیں۔ طالب راہِ خدا کو اوّل حفظِ قلبی کا خیال ضروری ہے یعنی طالب کا اکثر اپنے قلب کی طرف اس خیال سے متوجہ رہنا کہ میرا قلب بیدار ہے یا نہیں۔ اور حالتِ قلب ذکرِ الٰہی سے مؤثر ہے یا نہیں۔ زیادہ تر اپنے خیال کو اسی تحقیقِ قلبی کے لئے رُجوع رکھنا چاہیئے۔ حضرت خواجہ معصوم رحمۃ اللہ علیہ بھی وقوفِ قلبی کیلئے ایسا ہی فرماتے ہیں۔ ہمارے آقائے نامدار عالی تبار مرشد و مولانا خواجہ شمس الکونین علیہ الرحمۃ وقوفِ قلبی کی تائید میں ایک اقتص و سہل طریقہ تعلیم فرماتے ہیں کہ قلب صنوبری کی ہیئت لفظ اللہ کے بالمشابہ منعکس ہے۔ جب قلب کی صورت مثل اسم ذات منصور اور طالب اپنی رجوعیت کو اس پر مخاطب رکھا۔ تو یقیناً انوارات و تجلیات ذات الٰہیہ اس پر جلد جلد متواتر ہوتے رہینگے۔ مگر یہ حالت بلا وقوفِ قلبی دائمی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔

نیز فرمایا کہ بیداری خود میں بیداری قلب کے [illegible] حالت میں بھی قلب کے بیدار رکھنے کا یہ طریقہ ہے کہ طالب سونے کیوقت سیدھا لیٹ کر سر دونوں انوار استادہ کرلے۔ اور ساتھ ہی سر کو قلب کیطرف جھکا کر رغبت کیساتھ رفتارِ قلب کو محسوس کرتا رہے۔ اس ربط و عادت پر حالتِ قلبی بتدریج ترقی پذیر ہوتی رہتی ہے۔

جب بیداری و خواب میں دونوں حالتوں میں اجرائے قلب بوقوف قابلِ اطمینان [illegible] تو آئندہ بیداری دائمی ہی ہوتی ہے لیکن وجود الانسان میں پہلے لطیفہ [illegible] عملی اسطرح دی جاتی ہے

المنتہ فی المثال جیسے مرغی انڈوں کو پروں کے نیچے دبا کر تولید جنگان کیلئے صرف خیال رکھتی ہے۔ اور پروں کی حفاظت میں نیند انکو نکلنے نہیں دیتی۔ بالآخر اس کے اس رجحان اور

Marfat.com
Marfat.com

سعی افرادوں سے وقت خاص پر نیچے نکل آتے ہیں اسی طرح طالب بھی حسب ترکیب بالا حفاظتِ وخیال قلب کے ساتھ آخر اپنی مراد ومقصود کو پالیتا ہے اور اس کا قلب مثل آئینہ جہاں نما بن کر مطمئن ہو جاتا ہے۔ اسی مثال پر کسی نے کہا ہے ؎

عَلٰی بیض قلیک کن کانک طاہر ٭ فمن ذالک الاحوال فیک تولا

ایسی ہی صورت سے وقوف قلبی حاصل ہوتا ہے۔

وقوف عددی (۱۰)

یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا وسبحوہ بکرۃ واصیلا ط

وقوف عددی کے معنی ہیں ذکر اللہ کے اعداد پر مطلع ہونا۔ آیت مذکور ذکر کثیر ہونے اور صبح شام ذکر ہی میں لگے رہنے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مگر اس کے اعداد پر اس طور سے واقفیت ہونے کی ضرورت ہے۔ کہ اس کا سکوت عدد طاق پر اسلئے ہے کہ یہ پاک ہے نیاز کو محبوب ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے ان اللہ وتر یحب الوتر۔ ذات پاک عدد میں فرد ہے تو عدد فرد کو دوست رکھتا ہے۔ اور جس شے کو وہ محبوب رکھتا ہے اس شی کے عمل سے مقصد میں سہولیت وآسانی ہو جایا کرتی ہے لہذا جو ذکر کیا جاوے اس کے اندر طاق عدد کی رعایت رکھی جاوے۔ مثلاً سالک کے سکوت بعد تین، پانچ یا سات وغیرہ پر ہونا چاہیئے بعض مشائخ طریقت نے فرمایا ہے کہ ایک سانس میں ذکر اسم اللہ معہ نفی واثبات رفتہ رفتہ اکیس مرتبہ تک پہنچ جائے اسوقت اسرار ربانی منکشف ہونے لگتے ہیں۔ اگر بالفرض انکشاف نہ ہو تو عمل تمام تصور کرنا چاہیئے جس کو پھر شروع کر دے کیونکہ یہ انکشاف عجائبات وانوارات کا بہترین ذریعہ ہے

Marfat.com
Marfat.com

وقوفِ زمانی (۱)

وقوفِ زمانی دراصل متوسط الحال سالک کے واسطے ہے۔ اسلیے کہ وقوفِ زمانی کا ماحصل ہر وقت خیال رکھنا ہے۔ اس امر کا کہ ہر سانس یادِ خدا میں ذاکر ہو کر نکلتا ہے یا غافل اگر ذاکر ہو کر نکلتا ہے تو خداوند کریم کا شکر ادا کرے۔ اگر غافل ہو کر نکلتا ہے۔ تو توبہ واستغفار کرے۔ ذکر کی طرف مائل ہو۔ یہاں تک کہ دوام حضوری تک پہنچ جاوے اس کو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اس وجہ سے استخراج کیا۔ کہ اگر متوسط الحال سالک معرفت علم العلم یعنی دانست ہیں ہر دم لگا رہے۔ تو ایک دم پریشان ہو جائے گا۔ اس کی مناسب استغراق ہے توجہ الی اللہ میں۔ لہذا دوام حضوری حاصل ہونے کی کوشش کرے ورنہ دانست اس امر میں مزاحم ہوگی۔ جب دوام حضوری حاصل ہو جائے گی۔ اس کے بعد یہ دانست مخل نہ ہوگی قدرے مدت کا محاسبہ متوسط کے لائق ہے۔ اس کو وقوفِ زمانی کہتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے۔ کہ وقوفِ زمانی حاصل کرنے کے لیے مرید کو محبت صادقہ کا تصور رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ بلا رغبت خیال معیت وقوفِ زمانی میں مہارت حاصل نہیں کر سکتا۔ اور یہ بھی واضح رہے۔ کہ محبت صادقہ بلا معیت کاملہ نصیب نہیں ہوتی۔ معیت باللہ قائم رکھنے کا اعلیٰ درجہ رغبتِ روحانیت سے حاصل ہوتا ہے۔ خیالی یا

اس کے اصول کے لیے کارآمد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان دونوں

دیگر انتشار کی صورت ہے۔ اور وجہ حصول کمال

یہی ہے

Marfat.com
Marfat.com

مُرشدِ کامل کی شناخت

لمعہ چہارم

مُرشد کے لئے چند شرائط کا ہونا ضروری ہے چنانچہ سبع سنابل میں شیخ عبدالواحد مزار حافی تحریر فرماتے ہیں۔ اول شرط پیر یہ ہے کہ شریعت پر مضبوط ہو۔ متابعت محمدی میں قصور نہ کرے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مذہب اہل سنت والجماعت ہو یعنی مذہب معتزلہ وہابیہ اثنی خانجی وغیرہ بہتر فرقوں میں سے نہ ہو کہ جن کی شان میں رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ قال علیہ السلام ستفرق امتی علی ثلث وسبعین فرقہ کلہم فی النار الا واحدۃ وھو السواد الاعظم یعنی عنقریب میری امت تہتر ٧٣ فرقے ہو جائیں گے میری اُمت کے بہتر ٧٢ ٹکڑے وے تمام فرقے جہنم میں جائینگے مگر ایک فرقہ جنت میں ہو گا وہ بڑا گروہ ہے۔ جو کہ رسول علیہ السلام اور صحابہ کرام کے طریقہ پر ہو گا

تیسری شرط یہ ہے کہ پیر عالم ہو علم شریعت کا حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی نے رفعات کلیمی میں لکھا ہے۔ کہ مرشد کو اتنا علم شرط ہے۔ کہ امر و نہی حلال و حرام فرض واجب سنت مستحب کفر و اسلام سے خبردار ہو عبارت عربی چھپ رہی ہے پڑھی جاتا ہو۔

اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے قول جمیل میں لکھا ہے۔ قولہ فشرط من ان یاخذ البیعۃ امورا احدھا علم الکتاب والسنۃ یعنی شرط اول تو علم قرآن اور حدیث ہے یعنی یہ مراد نہیں کہ سب سے اعلیٰ اور رفیع علمیت کی ڈگریاں حاصل کر چکا ہو بلکہ قرآن میں اتنا علم ہونا کافی ہے کہ تفسیر مدارک جلالین کو یا سوا انکے مانند تفسیر وسط یا خیر واحدی محفوظ کر چکا ہو۔ اور کسی عالم سے اس کو تحقیق کر لیا ہو۔ اس کے معنی اور ترجمہ

Marfat.com
Marfat.com

لغات مشکلہ کو اور شانِ نزول اور اعرابِ قرانی اور قصے جو اس کے قریب ہیں جان چکا ہو۔

چوتھی شرط پیر کی یہ ہے۔ کہ اپنے علم پر عمل کرنیوالا ہو۔ کوئی فرض سُنت مستحب اس سے قضا نہ ہو۔ یہاں تک کہ کنگھا، مسواک ہر وضو میں کرتا ہو۔ نماز باجماعت پڑھے جمعہ ترک نہ کرے۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ اس کا سلسلہ صحیح ہو۔ یعنی کسی سے وُہ مرید ہو۔ یہاں تک کہ اس کا ہاتھ دست بدست رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ اس کو اسکے پیر سے خلافت ملی ہو۔ چونکہ جو شخص بغیر خلافت مرشد کے بیعت کرتا ہے وہ گمراہ ہے بلکہ اہلِ طریقت اسکو کافر جانتے ہیں۔ اسواسطے لکھا ہے۔ سبع سنابل میں کہ کئی جگہ بیعت ہونا بسبب نہ ہونے صحیح مسلک کے۔ واہنیں اے عزیز اکثر یہ دیکھنے اور سننے میں آیا ہے۔ کہ فرزند بزرگوں کے جگہ اور جگہ بیعت ہوئے ہیں۔ خلافت اور جگہ سے لی ہے۔ اور باپ کی خلافت اسکو نہ ملی۔ پھر اسی جگہ بیعت ہونا منع ہے۔ واضح رہے کہ فی زمانہ تین قسم کے پیر دیکھنے میں آتے ہیں۔ اول پیر تت دوسرے پیر تخپیر تیسرے پیر لکڑ۔ پہلی قسم کے پیر اکثر زمانہ میں پائے جاتے ہیں، جو خود تو بحرِ طریقت سے پار ہو جاتے ہیں۔ لیکن مرید کو پار نہیں لیجا سکتے۔ یعنی مرید کو ڈبو دیا اور خود تیر گئے۔ دوسری قسم پیر تخپیر ہے جو بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں ڈوبتے ہیں۔ اور مُریدوں کو بھی لے ڈوبتے ہیں۔ ع ہم تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبینگے، تیسری قسم کے پیر کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ کہ خود [illegible] ہوتے ہیں۔ اور مرید کو بھی بنا دیتے ہیں۔ مؤلف۔

رہنما و رہبرِ دین است پیرکامل — نے کہ احمق بوالہوس بے علم نادان جاہل
باکمال آنست باشد دردمند و متقی — عالم و عابد تقی و صادق و صاحبدل

Marfat.com
Marfat.com

لمعہ پنجم ۔ در ذکرِ صفتِ مُرید و صحبتِ پیر

مُرید یعنی صاحب ارادت کے ہیں ۔ مرشد یعنی صاحب ارشاد الٰہی ۔ مرشد کے ارشاد پر اپنے ارادے کو بیعت کرنا یعنی تابع کرنا ۔ اسی کو بیعت کہتے ہیں ۔ بقول سعدی علیہ الرحمتہ اس قدر متابعت ہونی چاہیئے ۔ ؎

اگر شہ روز را گوید شب است ایں ٭ بباید گفت اینک ماہ و پروین

ایسے ہی طالبِ صادق محب واثق فرماں بردار پیر بھی اس سلسلہ میں اپنے دامن مُراد کو گوہرِ مقصود سے بھر لیجاتے ہیں جسکو طلبِ صادق اور پیر کی محبت ہوتی ہے وہی مُرید کہلانے کا مستحق ہے ۔ اور جو اپنی طمع نفسانی و مطالب دنیوی کی غرض سے رسمی بیعت حاصل کرتا ہے وہ بجائے مُرید کے مَرید ہیں جس کے معنیٰ مردود کے ہوئے پیر و مرشد کی مثال پر کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔ ؎

مرشد ایسا کیجئے جو صیقل گر ساہو ٭ جم جم کے مورچے پل میں ڈالے دھو

ماسوائے اسکے مرید میں صفات ذیل کا ہونا ضروری ہے ۔ اول خواب غفلت سے بیدار رہنا ، دوم توبہ و استغفار کرنا ۔ تیسرے انابت یعنی رغبت روحانی کیساتھ اللہ کی طرف اپنے آپکو رجوع رکھنا ۔ چہارم ممنوع اکل و شرب سے پرہیز کرنا ۔ پنجم محاسبہ نفس کا رکھنا ، جس کا طریقہ یہ ہے کہ سونے سے قبل اپنے اعمال نیک و بد کا جو دن میں کیئے ۔ یاد کرکے حساب کرے ۔ برُے اعمال کی توبہ اس طرح کرے کہ یا اللہ جس قدر خطائیں مجھ سے سرزد ہوئی ہیں ۔ اُن سے میں توبہ کرتا ہوں ۔ اور نئے طور سے مسلمان ہوتا ہوں ۔ اور کلمہ طیبہ پڑھے اور آئندہ ایسے گناہوں سے باز رہے ۔ نیک عملوں کا شکریہ ادا کرے ۔ چھٹے ارادت یعنی ہمیشہ اسکی یاد و عبادت کی کوشش رکھنا

Marfat.com
Marfat.com

ساتویں زہد یعنی لذّات وخواہشات دُنیاوی کو ترک کرنا ۔ آٹھویں فقر ہے ، ہر دُنیاوی خیال کو دل سے دُور کرنا ۔ نویں صدق یعنی ظاہر باطن یکساں رکھنا ۔ دسویں تصبر ہے یعنی ہر رنج ومصیبت میں صبر کرنا ۔ اور شاکر رہنا وغیرہ وغیرہ ۔

یوں تو بہت سی باتیں واجب العمل مُرید کیساتھ تعلق رکھتی ہیں ۔ مگر مختصراً صرف اتنا ہی نصب العین عمل میں رکھنا ضروری ہے ۔ جیسا کہ مولانا محمدؐ رضان صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

باوضو رہ تھوڑا کھا اور ذکر کر ❊ دھیان رکھ تو پیر کا کھونے خطر
رہ الگ لوگوں سے کر تھوڑا کلام ❊ اعتراضی چھوڑ اور کم سو مُدام

مُرشد کی صِفت میں یوں تو اکثر اپنی طبعیت کی رسائی پر یا دیگر ملفوظات کے اتباع پر بہت کچھ اوصاف معرض تحریر میں لائے ہیں ۔ مگر منجملہ اُن کے سب سے پہلے پابندی شریعت کی صفت اور اُس کی عملی صورت کا ہونا ضروری ہے ۔ بدوں سنتِ شریعت کوئی بھی عمل قابل اطمینان وعقیدت نہیں ہوسکتا ۔ علاوہ اسکے خلق وسخا وصفا کا ہونا بھی لازمی ہے کیونکہ قلوب طالبین وزائرین کی کشش ان کی صفات متذکرہ پر ہوتی ہے ۔ باطنی کیفیات وکمالات وغیرہ کا تو کیا علم ہوسکتا ہے حقیقتاً مختلف طبائع ہیں ۔ کوئی شرعی اصُولوں کی پابندی پر نظر ڈالتا ہے ۔ کوئی دیگر صفات قلب وحالی کو دیکھتا ہے لیکن تاہم مرشد کے اندر شریعت کی پابندی کا ہونا انسب وضروری ہے ۔ حامل ارشادِ الٰہی ہوتا ہے ۔ لغت کے لحاظ سے لفظ مرشد ہمارا یہ معانی اسی کی طرف رجوع ہیں ۔ جو اُن کا حامل ہے [illegible] خود بھی عامل ہو ۔ بلا عمل احکامِ امر ونہی کسی کو لفظِ مرشد کا خطاب اپنی طرف منسوب کرنے کا حق نہیں ۔

Marfat.com
Marfat.com

مُرَقَّعِ ششم - دَر آدابِ صُحبتِ پیر

جاننا چاہیئے کہ ادب کی چند قسمیں ہیں ۔ اول ادب خدمت دوم ادب شریعت سوم ادب طریقت چہارم ادب معرفت پنجم ادب حقیقت ۔ ادب خدمت شیخ تو صد ہا ہیں ۔ مگر حسب ذیل باتوں کا ہونا ضروری ہے ۔

اوّل اپنے یقین کو شیخ کی نسبت روز بروز ترقی دینا چاہیے ۔ ۲ ۔ شیخ کی نافرمانی نہ کرے (۳) اگر شیخ کسی بات پر اعتراض کرے ۔ تو خاموش رہے ۔ اپنی نادانی سمجھ خواہ وہ کسی پہلو پر ہو (۴) اپنی جان و مال کو مرشد سے عزیز نہ سمجھے (۵) مرشد کی بات کسی نافہم اور بدعقیدہ سے نہ سنے (۶) کبھی اپنی مراد کو مرشد سے نہ چھپائے (۷) مرشد کی دلداری کا ہر وقت خیال رکھے اور مرشد کو کسی سے زیادہ عزیز نہ سمجھے ۔ (۸) مرشد کے پاس خالی ہاتھ نہ جائے ۔ (۹) خواب کی تعبیر بغیر مرشد اور کسی سے نہ لے (۱۰) مرشد کی تھوڑی مہربانی کو زیادہ سمجھے (۱۱) مرشد کی خدمت میں دو زانو بیٹھے (۱۲) مرشد سے آنکھیں دوچار نہ کرے (۱۳) جب تک مرشد کو اپنی طرف مخاطب نہ دیکھے خاموش رہے (۱۴) ضرورت سے زیادہ نہ بولے اور مختصر الفاظ میں اپنا مطلب بیان کرے (۱۵) ہر کام دینی و دنیوی مرشد کے مشورے سے کرے (۱۶) مرشد کے سامنے لفظ حضور کا استعمال رکھے (۱۷) مرشد کے سامنے ہنسی یا مذاق نہ کرے نہ مرشد کے مذاق پر ہنسے (۱۸) مرشد کی کسی بات پر رنج نہ کرے (۱۹) مرشد کی غیبت نہ کرے (۲۰) مرشد پر جو اعتقاد رکھنے والے ہوں خواہ وہ بیعت نہ ہوں ۔ ان کے ساتھ بھی محبت کا برتاؤ رکھے (۲۱) پیر سے بد اعتقاد نہ ہو ۔ ورنہ کسی کام کا نہیں رہتا ۔ پھر کوئی اس کا دستگیر نہیں ہوتا ؎

ہر کہ شد مردود از درگاہ پیر ہیچ کس اُو را نیابد دستگیر

Marfat.com
Marfat.com

(۲۲) پیر پر اپنا سایہ نہ ڈالے (۲۳) پیر کے مصلی پر اپنا قدم نہ رکھے۔ نہ پیر کے وضو کی جگہ خود وضو کرے اور نہ پیر کے خاص برتن اپنے استعمال میں لاوے (۲۴) پیر کی جانب اپنے پاؤں دراز نہ کرے (۲۵) پیر کی طرف کلی نہ کرے (۲۶) پیر سے کرامات و خوارق طلب نہ کرے (۲۷) جو فیض و فتوح دوسرے بزرگ سے پہنچے وہ اپنے ہی پیر کے واسطے سے تصور کرے۔ کیونکہ پیر ہی موردِ فیوض ہے۔

پیر کے بہت سے آداب ہیں۔ مُرید کو لازم ہے کہ پیر کی محبت پر اسقدر فنا ہو کہ دوسرا خیال ہی نہ آئے۔ اور پیر خواہ کسی خدمت کو کہے بدل جان و محبت اس کو قبول کرے۔ خواہ قابلِ اعتراض خلائق ہو۔ خواہ واجب و مناسب۔ غرضیکہ دُنیا کے اعتراضات کی پرواہ نہ کرے۔ اس پر حضرت سید میاں غلام حسین صاحب تہمی خلیفہ اعظم مولانا بدرالدین صاحب قادری پانی پتی اپنے راگ مالا میں فرماتے ہیں۔

سائیں ایسے سے سنگ رہیے جگ میں لاج رہو نہ رہو ‖ ٹوٹ گیا گھونگھٹ کا پردہ پیر ملا [illegible] رہو نہ رہو
ناچن لاگی گھونگھٹ کیسا مکھڑے پہ پلہ رہو نہ رہو ‖ بدرالدین کو ہاتھ [illegible] کا نام رہو نہ رہو

سبحان اللہ ایسے مُریدوں پر قربان ہو جیئے جو پیر کی محبت میں جان و دل سے فدا ہیں وہ مُرید ہیں کہ طلبِ دنیا کو اپنا مشرب بنائے ہوئے ہیں۔ ایسوں سے تو ؎

تیری الفت میں مر مٹنا محبت اس کو کہتے ہیں ‖ تیرے کوچہ میں ہونا دفن جنت اس کو کہتے ہیں
ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا ‖ تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

مکتوبات میں حضرت امام ربانی قطب یزدانی مجدد الف ثانی رضی اللہ [illegible]
شریف سے چند آداب نقل کرتا ہوں۔

جلد اول مکتوب ۲۹۲ تفویض مرادات خود با پیر [illegible]
بدستِ غسال (۲) خود را تمام باو سپارد و خود [illegible]
وخود را از ذات حمایت کرداند [illegible] (۳) باوجود [illegible] نوافل مشغول نشود [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

(۴) درحضور اُو بغیر او التفات ننماید و بکلیہ خود متوجہ با دنشنیند حتی بذکر ہم مشغول نہ شود تا آنکہ امرے کند (۵) حتی الوسع نہ درجائے نہ ایستد کہ سایۂ اُو برجایۂ پیر یا بہ پیر اُو فتد (۶) و بر مصلی اُو نپا نہند وغیرہ وغیرہ ۔

خلاصہ یہ کہ جو مُرید حسبِ شرائط آداب اپنا دستور العمل جاری رکھے ۔ وہ یقیناً اپنے ہر مقصد میں کامیابی حاصل کرے گا ۔ ؎

ادب تا جیست از لُطفِ الٰہی ؛ نہ بر سر بر و ہر جا کہ خواہی

اگرچہ حسبِ موقعہ صحبت مرشد و مُرید کیلئے اکثر احتیاط کی ضرورت ہے جس کیلئے بیشمار شرائط ہیں ۔ پورے طور سے ہر شرط کو بہ لحاظ ادب عمل میں لانا ہر ایک کا کام نہیں ۔ کوئی عاشق پیر طالب صادق تفکرات دنیوی سے آزاد فارغ البال ہی اس مرحلہ ادب کو طے کر سکتا ہے ۔ احتیاطاً اتنا بھی ملحوظِ خاطر رہے ۔ تو غنیمت ہے ۔

اوّل مرشد کے سامنے دست بستہ ایستادہ ہو یا دوزانو ہو کر بیٹھ جاوے ۔ اور نظر قدموں پر رکھے ۔ اگر مرشد کے نزدیک جانے کا اتفاق ہو ۔ تو حتی الامکان اپنے پاؤں کے رُخ کو مرشد کے سامنے سے بچاتا چلے ۔ بلکہ بعض قدیم طالبوں میں سے جنہوں نے ہمیشہ اپنے کو محبت و ادب کی طرف متصرف رکھا ۔ ایسے موقعہ پر اُلٹے قدم اپنے مرشد کی طرف آتے اور جاتے ۔ رُخ ملانا ۔ یا پشت دکھانا ۔ یا پیروں کو سامنے رکھنا ۔ اُن سے بعید تھا ۔

علاوہ ازیں جب مرشد کی خدمت میں جانے کا اتفاق ہو ۔ کم از کم حسبِ توفیق کچھ نہ کچھ پیش کش لیکر حاضر ہو ۔ اگر کچھ بھی لے جانے کی توفیق نہ ہو تو استنجے کے ڈھیلے ہی لیکر چلا جائے ۔ جن کو پیش نہ کرے ۔ بلکہ ایک طرف بچا کر رکھدے ۔ المختصر جس قدر بھی ممکن ہو ۔ ہر طرح مرشد کے ادب کا خیال ملحوظ رکھے ۔

Marfat.com
Marfat.com

لمع ہفتم - توجّہ لینے کا طریقہ

توجہ لینے کا طریقہ حاضر و غائب یکساں ہی ہے۔ مبتدی کے واسطے یہ ہے کہ اپنے تئیں ہر ما سوا اللہ سے علیحدہ کر کے بحضور قلب بارواح شریف جملہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے لیکر حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تک اور اُن کے بعد جملہ مشائخین طریقت بالخصوص حضرات نقشبندیہ سے اپنے پیر و مرشد تک تصور کر کے مؤدب چار زانو مگر افضل یہ کہ دو زانو ہاتھ باندھ کر بیٹھے اور حبس نفس زیر ناف کرے اور آنکھوں کو بند کر کے زبان تالو سے لگائے اور اپنے دل کو زیر دل مرشد تصور کرے کہ فیض میرے قلب میں مرشد سے جو عرش سے ملا ہوا ہے بتدریج آتا ہے اور میرا قلب اسکو قبول کرتا ہے۔

یہ پہلا سبق ہے۔ پھر جیسا مرشد ارشاد فرمائے۔

توجّہ دینے کا طریقہ

مرشد طالب کے نفس ناطقہ کیطرف متوجہ ہو کر اپنی پوری طاقت و ہمت سے ٹکرادے پھر جمعیت خاطر سے اپنی نسبت میں ڈوب جائے۔ اسوقت مرشد کی نسبت طالب کی طرف منتقل ہو جاتی ہے حضرات رحمۃ اللہ علیہم نے توجہ کر کے ملانے کو بھی ارشاد فرمایا ہے وہ یہ کہ جب طالب دور ہو تو دل کو خیال کر کے توجہ دیں۔ خواہ طالب کتنی ہی دور ہو۔

مرشد کی توجہ بغیر خواہ طالب ساری عمر ریاضت کرے اور کثرت عبادت سے کمزور ہو جائے۔ اسکی محنت و ریاضت بیکار ہے مگر مرشد کی ایک نگاہ ہزار ریاضت سے

Marfat.com
Marfat.com

بہتر ہے ۔ ؎

ایک نظر میں جسکو کھولا رنگدے　　رنگدے گلہائے رنگا رنگ دے

اور توجہ بغیر اسم ذات لاحاصل ہے تصرف کی توفیقی ذات الٰہی کے معرفت اور توحید سے ہوتی ہے کیونکہ اصل وصل سے بڑھے اور اس کا وصل اصل سے بڑھے جس کو وصل نصیب ہوا ۔ وہ ذاتِ حق سے واصل ہوا ۔ ایسی حالت کو حضوری حق کہتے ہیں ایسی حالت والا حقیقت میں صاحب تحقیق و صاحب توفیق ہوتا ہے اور وقت ذکر اس کا قالب بیخبر ناپیدا کنار کیطرح موجیں مارتا ہے تو حرکات نفس کو ترک کرکے اور روح کو فرحت بخشتا ہے ۔

توجہ مرشد کا مرید کو اپنے پر لینا اور اسکو مرشد کیطرف سے متوجہ کرنا ان کا حصر بھی تصور ہی پر موقوف ہے پہلے مرشد کی صورت کا تصور بخیۂ طور پر حاصل کرنا چاہیئے ۔ اگر مرشد حیات ہے تو اسکی موجودگی میں بالمقابل خاص اس وقت کہ جو صاحب طریقت نے مقرر کیا ہوا ہے دوزانو ہو کر بیٹھے اور اپنے اور مرشد کے قلوب کا دھیان تصور میں بخیۂ طور پر لے آئے ۔ اور قلب کی طرف خیال کرکے اسم ذات میں شامل ہو ۔ اور اس خیال کو دل کے ساتھ متوجہ رکھے ۔ کہ فیضان مرشد کے قلب سے میرے قلب کی طرف رجوع ہے ۔

اگر تصور کامل ہے تو مرشد کی صورت مبارک خود سامنے ہو کر مرید کے رجوع خیال پر توجہ دیگی مگر مرید کو اپنا متوجہ رکھنا نہایت ضروری ہے ۔ جن پیران طریقت نے دنیا سے پردہ فرمالیا ہے ان سے حصول فیضان کیلئے دو وقت مقرر ہیں ۔ اول صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک مراقب ہو ۔ دوسرے مغرب کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد مراقبہ میں بیٹھنا چاہیئے ۔ چونکہ مرشد بالخصوص ان ہی دو وقتوں میں اپنے تمام مریدوں کی حالتوں پر نظر ڈالتے ہیں پس مرید کو ان دو وقتوں سے کبھی غافل نہ ہونا چاہیئے ۔

Marfat.com
Marfat.com

لمعہ ششم - در ذکر طریق بیعت

اول شیخ واسطے امتحان صداقت و اعتقاد طلب عذر کرتا ہے کہ اوکس بیعت
حاصل کرو۔ اس طرح نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد اتباع سنت و ترک بدعت پر ہے
پر اور راسخ و صادق اور طلب کا سچا دیکھتے ہیں تو اسکو تلقین کرتے ہیں۔
اول قاعدہ یہ ہے کہ طالب سے جمعرات کے روز روزہ
تازہ وضو کرکے دو رکعت نماز توبہ طالب سے پڑھواتے ہیں
اس کو متوجہ ہو کر بقیہ اپنی نالوں کی طرف چھاتے ہیں
طریق میں طلب کرتا ہے۔ یعنی کس طریق میں
کرتا ہے۔ فاتحہ بارواح طیبات حضرت مشائخین
کہو:۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ
سمجھاتے ہیں اور پھر پانچوں کلمہ پڑھواتے ہیں اور کہتے ہیں۔
سے بواسطہ حضرت
ہیں۔ نہ کہو لا الٰہ الا اللہ ہیں
اور نہ رکھوں گا۔ اور اللہ کی ذات و صفات میں
ارکان قائم رکھونگا۔ یعنی کلمہ طیبہ۔ روزہ۔ نماز
زنا چوری۔ خون ناحق و قتل
بچونگا۔ اور وقت
کہ آنکھ بند لرست زبان نالوست

Marfat.com
Marfat.com

متوجہ کرے۔ کہ مُبدءِ فیض سے انوارات لطیفہ قلب شیخ پر وارد ہوتے ہیں۔ اور وہاں سے میرے قلب پر۔ اور ذکر اسم ذات میرے قالب سے جاری ہوتا ہے۔ بعدازاں شیخ طالب کو توجہ دیتا ہے خواہ کم یا زیادہ۔ یہ اختیار مرشد کو ہے۔ پھر فاتحہ و دعائے خیر پڑھتے ہیں۔ بعدازاں بتدریج ولقدرِ حوصلہ و استعداد آداب طریقت و محبت حاصل کراتے ہیں۔ پھر تاکید کرتے ہیں۔ کہ جو کیفیت قلب میں حاصل ہوئی ہے۔ اسکو نہ بھولنا یہ امانت کا کنواں کہ محض عنایت الٰہی سے کھُد گیا۔ ہر وقت اس میں سے ریگ نکالتے رہو۔ تاکہ قطرہ بحرِ الٰہی صاف رہے۔ اس کیفیت کو یعنی آوازِ قلب کو کہ اسم اللہ ظاہر کرتی ہے۔ کھاتے پیتے چلتے پھرتے اُٹھتے۔ بیٹھتے خیال رکھ اور بھول مت اور حفاظت کر۔ تاکہ پھر مٹانے سے بھی نہ مٹے۔ پھر مراتب بتدریج وصحت عقائد کی دلالت کرتا ہے اور تحصیل اعمالِ صالحہ واذکار و ارادہ بطور شرع کی ہدایت کرتا ہے۔

طریقِ بیعتِ زنان

عورتوں کی بیعت زبانی جائز ہے یا کپڑا ہاتھوں میں پکڑا کرتے ہیں اور دوسرا سرا اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔ اور مردوں سے زیادہ شرائط بیعت زنان میں ہے۔ بیعت کا اوّل عہد یہ ہے جو مرشد سُناتے ہیں۔ قولہٗ تعالیٰ :۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ لَہُمْ اَجْرًا عَظِیْمًا ط۔ نسبت بیعت کو بواسطہ پیران سلسلہ بتدریج حضور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تک منسلک کرنا واجب ہے۔ جو بیعت کرتے ہیں ہم سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ اللہ سبحانہٗ کا دست قدرت اور رحمت اُن کے ہاتھوں پر ہے اور جس نے بیعت کو توڑا تو اُس نے اپنی ذات کے قوت کے واسطے بیعت کو توڑا۔ اور جس نے پورا کیا اُسکو جو اللہ سے عہد کیا۔ سو اللہ تعالےٰ اجرِ عظیم عطا فرمائیگا۔ پس مردوں سے وقتِ

Marfat.com
Marfat.com

بیعت مردوں سے ہاتھ ملانا سنت ہوا۔ عورتوں سے نہیں۔

سنت یہ ہے کہ پہلے مرشد خطبہ مسنونہ پڑھتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بعد خطبہ، ایمان تلقین کرتا ہے۔ اور شرائط یہ ہیں۔

(۱) کسی چیز کو خدا کے شریک نہ کریں۔ یعنی ریا، تعظیم، رسوم کفر، و [illegible] و امداد ارواح خبیثہ یہ سب شرک [illegible] شرک کہ دوسرے [illegible]

(۲) اپنے شوہر کے مال کو بدوں، جہاد [illegible] صدقہ نہ کرے۔ [illegible] کو نہ دے۔ نماز ترک نہ کرے یہ بھی چوری ہے۔

(۳) زنا سے بچنا۔ اور جہاں احتیاط نہ رکھنا لازمی و ضروری ہے۔ [illegible] اپنی آنکھ کو ہمیشہ نیچی رکھے۔ کسی غیر کو نہ دیکھے۔ کیونکہ دل تابع آنکھ ہے۔ اپنی زینت و [illegible] کسی کو نہ دکھائے۔ اپنی شرمگاہ کو محرمات سے محفوظ رکھے۔

(۴) منع قتل اولاد سے ہے۔ اکثر مستورات بوجہ تنگدستی یا بخیال دینے کپڑوں کو [illegible]

(۵) بہتان و افترا سے بچنی۔

(۶) نافرمانی پیغمبر نہ ہو۔ بوجب حکم پیغمبر عمل کرے۔

(۷) غیبت و سخن چینی سے پرہیز کرے۔ اگر کوئی غلط [illegible] پر اعتبار نہ کرے۔ چونکہ خدا عالم الغیب ہے [illegible] علاوہ کسی عمل سحر و غیرہ سے بھی ہمیشہ [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

بابِ دوم

ذکرِ سلوک و سیرِ مقامات و مراقبات وغیرہ

لمعہ نہم۔ سلوک

رہ اصول ذیل کا پابند با صدق و یقین
گر کیا چاہے سلوک حاصل تو اے نیکو خصال

پہلے ہو ہر کار بد سے توبہ با قلبِ صفا
پھر انابت یعنی عجز و انکساری کو سنبھال

تیسرے پرہیز واجب جملہ ممنوعات سے
چوتھے ہر حفظِ بیاں چاہیئے کسب حلال

پانچویں ہو دل سے اللہ پاک کی جانب رجوع
اور چھٹے ہو ذکر و شغل اُس پہ ہی جو پاسمال

ساتویں ہر توکل میں ہو پیرِ حق کرے
آٹھویں وقتِ مصیبت صبر کا ہو دی خیال

ہو نویں شکر خدا بھی جان اس سے قبول
دسویں ہو جائے رضائے حق پہ شاکر بے ملال

نام ہیں ان دس اصولوں کا ہے اے ناطق سلوک
ان اصولوں پہ ہی پیرانِ طریقت کی ہے چال

واضح رہے کہ سلوک کے معنی بالمعروف خدا کی طرف راہ چلنے کے ہیں۔ یہ علم اللہ پاک نے انبیاء علیہم السلام کو بطریق وحی عطا فرمایا اور اولیائے کرام کو بذریعہ الہام بخشا ہے۔ اور فیضان صحبتِ انبیاء سے اکابرین امت کو سینہ بسینہ پہنچا ہے۔ اس علم کی دو قسمیں ہیں ایک بہ علم ظاہر کہ بطور سبق بمشق معلم سے حاصل ہو۔ دوسرا علم باطن جس کا مادہ روحانیت میں ہے اور یہ سینہ در سینہ سلسلہ بہ سلسلہ چلا آتا ہے۔ علم باطن عرفان کمال کی ایک صورت ہے اور مقصود یہی ہے کہ ماسوا اللہ کو دل سے نکال۔ اور حبِ حقیقی کو قائم کرے

Marfat.com
Marfat.com

جو خاص مجددیوں کا حصہ اور نسبت وہبی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اللہ رحمٰن ورحیم انکو بدوں زہد وعبادت دوسیلہ خود اپنے فضل وکرم سے عنایت کرتا ہے مگر مالک کو بلا نسبت کسبی ونسبی کچھ نہیں جو بوجہ کم ہمتی وضعیف الیقینی ہونیکے دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔ اس کو نسب وکسب کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور ہمت والوں کے نزدیک جنہوں نے اپنے کو نیست کردیا۔ اور سب کچھ اللہ کو سونپ دیا اور توکل کو اپنا فرض منصبی ٹھیرایا۔ کسب ونسب سب ہیچ ہے۔ بقول جامی علیہ الرحمۃ ؎

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

کسب ونسب دونوں ایک قسم کا وسیلہ ہیں جن کے ذریعہ سے کمزور بھی اصل مراد پر پہنچ کر نجات حاصل کر لیتے ہیں جسکی مثال بقول شخصے ڈوبتے ہوئے کو تنکے کا سہارا ہے۔ پہلے زمانہ میں ایسے ہمت والے عاشقان حق بہت تھے اگرچہ آج کل نہیں مگر تھوڑے دراصل بحرِ وحدت کے تیراک کمی نہیں جن کو دوئی کا خطرہ نہ خدا کی نزدیکی سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است رفتن بپلِ صراط ہمہ خلق

مگر چونکہ طبائع مختلف ہیں اور عقل وہمت شوق وذکر وذوق حسب التوفیق ہیں ایک اصول یا ایک طریقہ پر نہیں رہ سکتے بعض طبیعتیں گوشہ نشینی اور تنہائی پسند بعض سیر وتفریح پسند ہیں جس نے دنیا کو فانی سمجھ لیا وہ کبھی سیر وتفریح کو پسند نہیں کرتے۔ ناظرین فقرات بالا کا الزام پیران طریقت پر نہ لگائیں کہ انہوں نے اختیار کرلیا ہے بلکہ مشائخین عظام ایک قسم کے ہیں اور راہ حق نے اپنے دلوں کو کمزور پر شکوک بنا لیا ہے۔ ان کی نسبت نے مقرر کیا ہے کیونکہ سب علماء حقائق ومعارف سے آگاہ ہیں

Marfat.com
Marfat.com

بلکہ حقیقت و معرفت سے خبردار کر دیتے ہیں۔ اس راہ عقائد کی زیادہ ضرورت ہے۔ عقائد کی چار قسمیں ہیں علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔ یقین الیقین۔ ان سے گذر کر حقیقت الحق وحق کے مقامات ہیں۔ انسان حسب استعداد اپنی عقل وگمان کو محفوظ رکھتا ہے۔ اسکے آگے کے علم سے بے بہرہ اور ناواقف ہے۔ صرف یقین ہی پہ قائم رہنے سے دیگر درجات یقین حاصل نہیں کر سکتا۔ اور محض ناکارہ ہوکر نامراد ہوجاتا ہے۔ تواریخ سے ظاہر ہے۔ کہ ایسی صورت سے ہی دنیا میں جدا گانہ تثلیث اور مذہب قائم ہوئے۔ اگرچہ خداوند تعالےٰ ایسی خلقت میں بھی بعض کو بچا کر اپنی طرف کھینچ لاتا ہے۔ اور اپنی صفات وشیونات سے آگاہ کرتا ہے مگر جس کو چاہتا ہے

پس کوئی امر یا عقل وگمان یا وہم واحساس یا شئے کارآمد نہیں۔ جب تک اسکو تحقیق نہ کیا جائے کوئی علم بغیر عمل کام کا نہیں ہے محض بیکار ہے۔ بقول سعدی علیہ الرحمتہ ؎

نہ محقق بود نہ دانشمند — چارپائے بروکتابے چند

آں تہی مغز را چہ علم وخبر — کہ بروہیزم است یا دفتر

پس ثابت ہوا کہ بدوں تحقیق ہر امر نامکمل اور بلا حصول ہے۔

علم سلوک ایک حقیقت ہے۔ جس کے ذریعہ سے سیر عالم امکان کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ اکابران امت نے اس سلسلہ کو اپنی اپنی استعداد وتجویز کے مطابق حاصل کیا ہے۔ جس کی تعلیم سے طالبان حق کو اسرار حقائق ورموزات دقائق سے آگاہ بنا دیا۔ یہ وہی علم ہے جس کے بارے میں اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ فرمایا اس کا عمل لطائف خفیہ میں تجلی الٰہیہ صبح بینت ٹھیرایا۔ مگر یہ حصہ ان ہی لوگوں کا ہے۔ جن کو مصداق یختص برحمتہ من یشاء یعنی جس کو چاہا اپنے فیض سے مشرف کیا۔ اس علم سے لطائف الوجود پر انوارات الٰہی کا ورود ہوتا ہے۔ جس کا اول مبدء لطیفہ قلب ہے۔ مگر تعلیم سلوک خاندان نقشبندیہ کے اکابرین نے جو طریقہ جاری فرمایا ہے۔ وہ مبتدی

Marfat.com
Marfat.com

یعنی طالب حق کے لئے نہایت آسان و موصل الی المطلوب ہے۔ آسانی یہی ہے کہ محنت و ریاضت کم اور حصول زیادہ ہے۔ خوبی اس خاندان فضیلت نشان کی یہ ہے۔ کہ اتباع شریعت و محبت طریقت و حصول ترقی درجات مکمل ہے یوں تو سلوک کا کوئی طریقہ ایسا نہیں کہ بے ریاضت خزانہ بے محنت محبت بغیر مجاہدہ مشاہدہ اور بغیر طلب مطلوب حاصل ہو۔ البتہ کامل شخص مرید کو سالہا سال کی محنت و ریاضت بغیر ایک پل میں تمام جذب و کل ایک ہی دائرے کے اندر دکھا سکتا ہے۔ اور دونوں جہاں کے بھید کو ایک نقطہ میں سمجھا سکتا ہے۔

اللہ پاک نے انسان کو اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ کا لباس عطا فرمایا ہے جس قدر مقامات ذات الٰہی و سرّات نامتناہی کے عالم امر میں مخفی ہیں وہ سب حضرت انسان کے لطائف الوجود پر منعکس ہیں۔ اور انسان بصورت صندوق مقفل ہے جس کے وجود کے اندر خزائن لطائف محفوظ ہیں۔

جب اللہ پاک نے انسان کو دنیا میں بھیجا تو کلید کلمہ طیب اسکو عنایت فرمائی۔ اور کہا یا ایہا تیرے وجود میں بمصداق آیت نحن اقرب الیہ من حبل الورید بہت نزدیک ہے۔ رہو اگر دیکھنا چاہے تو اس کلمہ طیبہ کے ذریعہ زبان پر نقش سے قفل وجود کھول اور اپنے ہر خفی مخفی کی سیر کر اور مجھے دیکھ

پس جس کو اللہ چاہتا ہے جس کو پسند ہی سب قسم کا حوصلہ عنایت کر دیتا ہے۔ [illegible] دیکھنے کی محنت کرتا ہے۔ مرشد کی توجہ [illegible] باری تعالیٰ کو دیکھوں پیشوایان [illegible]

ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ طالب [illegible] جس سے تصفیہ قلب ہو جاتا ہے [illegible] تفصیل و تکمیل کے [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

اسی طرح طالب کو اول تزکیہ نفس و تصفیہ قلب حاصل کرنا۔ اور پھر فنافی الوجود و فنافی الذات حق کا مرتبہ حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اور بمنزلہ اکسیر ہو کر ولی کامل ہو جاتا ہے اس ذکر کی اول اس واسطے تعلیم دی جاتی ہے کہ لطائف خمسہ جو وجود انسان میں قائم ہیں جن کے ذریعہ سے لطائف عالم امر کا انکشاف ہوتا ہے۔ جاری ہوتے ہیں۔ اور کشش الٰہی سے طالب کو اپنی اصل کی طرف لیجاتے ہیں ؎

ہر کسے کو دور ماند از حاصل خویش　　باز جوید روزگار وصل خویش

کشف لطائف سے ہی سیر عالم ناسوت، جبروت و ملکوت و لاہوت ہوتی ہے اور طالب دائرے کی سیر سے سیر ہو کر ولایت صغریٰ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور فنا و بقا کا لطف پاتا ہے۔ انوارات الٰہی سے مستفیض ہوتا ہے۔ چونکہ لطائف عشرہ کے دو درجہ ہیں۔ درجہ اول تحت ہیں جو عرش سے ثرے تک معین ہیں۔ اور عالم خلق سے منسوب ہیں۔ اور اسکی تخلیق تبلیغ کی ہے۔

دوسرا درجہ عرش سے لیکر لامکان تک جس کا نام فوق ہے۔ اور عالم امر سے نسبت رکھتا ہے۔ درجہ فوق کا پرتو ہی وجود انسان میں ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ۔ یعنی انسان میرا بھید ہے اور میں انسان کا بھید ہوں اور میں نے انسان کو اپنی صورت میں بنایا ہے صورت بھی عکس ہے ورنہ ذات معبود کوئی وجود یا شکل نہیں رکھتی "رمز عاشقاں، عاشق بداند"

اللہ پاک نے اپنے وصف وصفت و معرفت ہر شے میں رکھی ہے ہر شجر و حجر برگ و ثمر سے اسکی صفت عیاں ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار　　ہر ورق دفتر است معرفت کردگار

پس وجود انسان بھی عکس دائرہ امکان ہے۔

اس کے طے کرنیکو سلوک کہتے ہیں۔

Marfat.com
Marfat.com

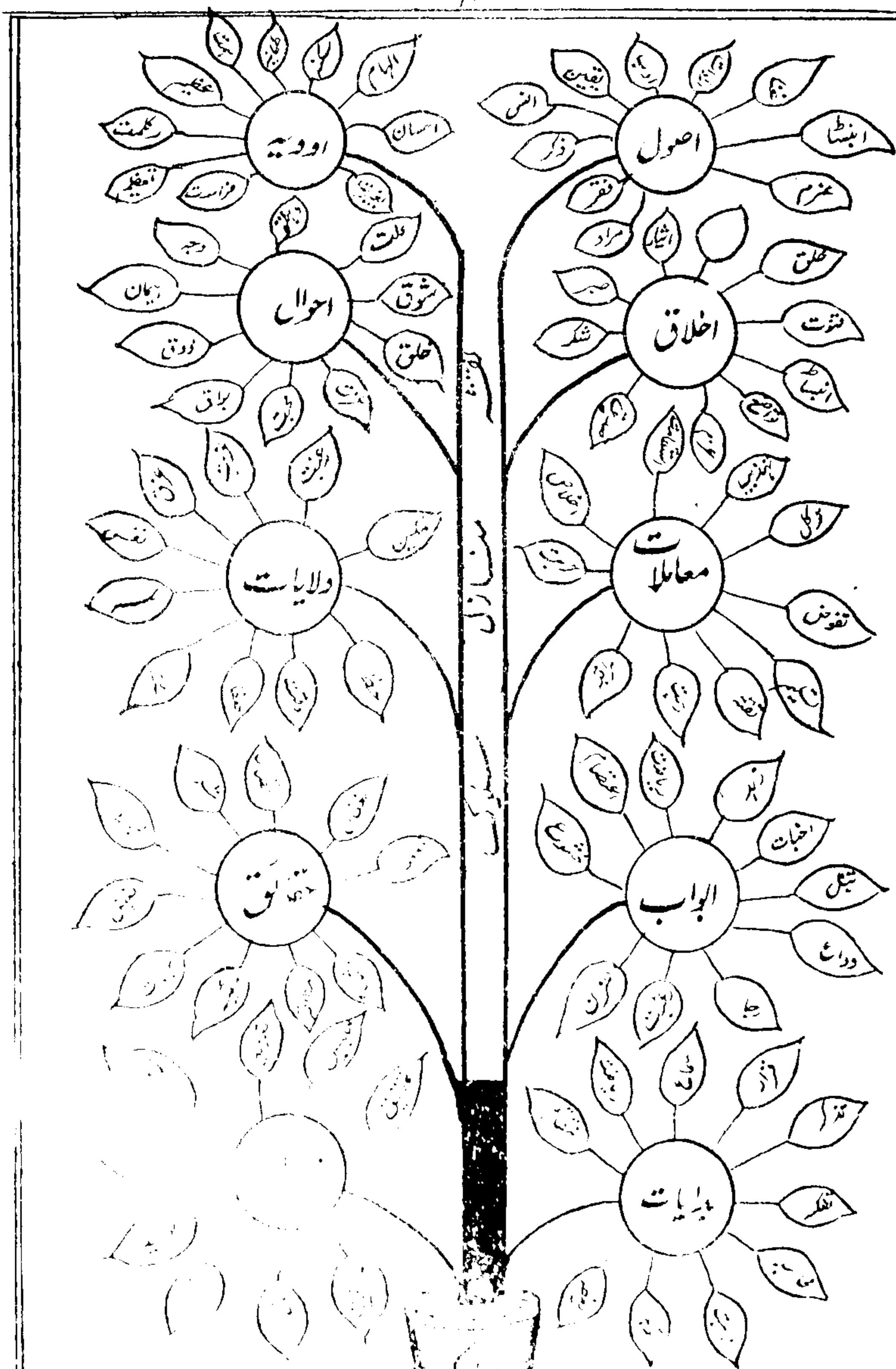

Marfat.com
Marfat.com

نقشہ درجات السلوک

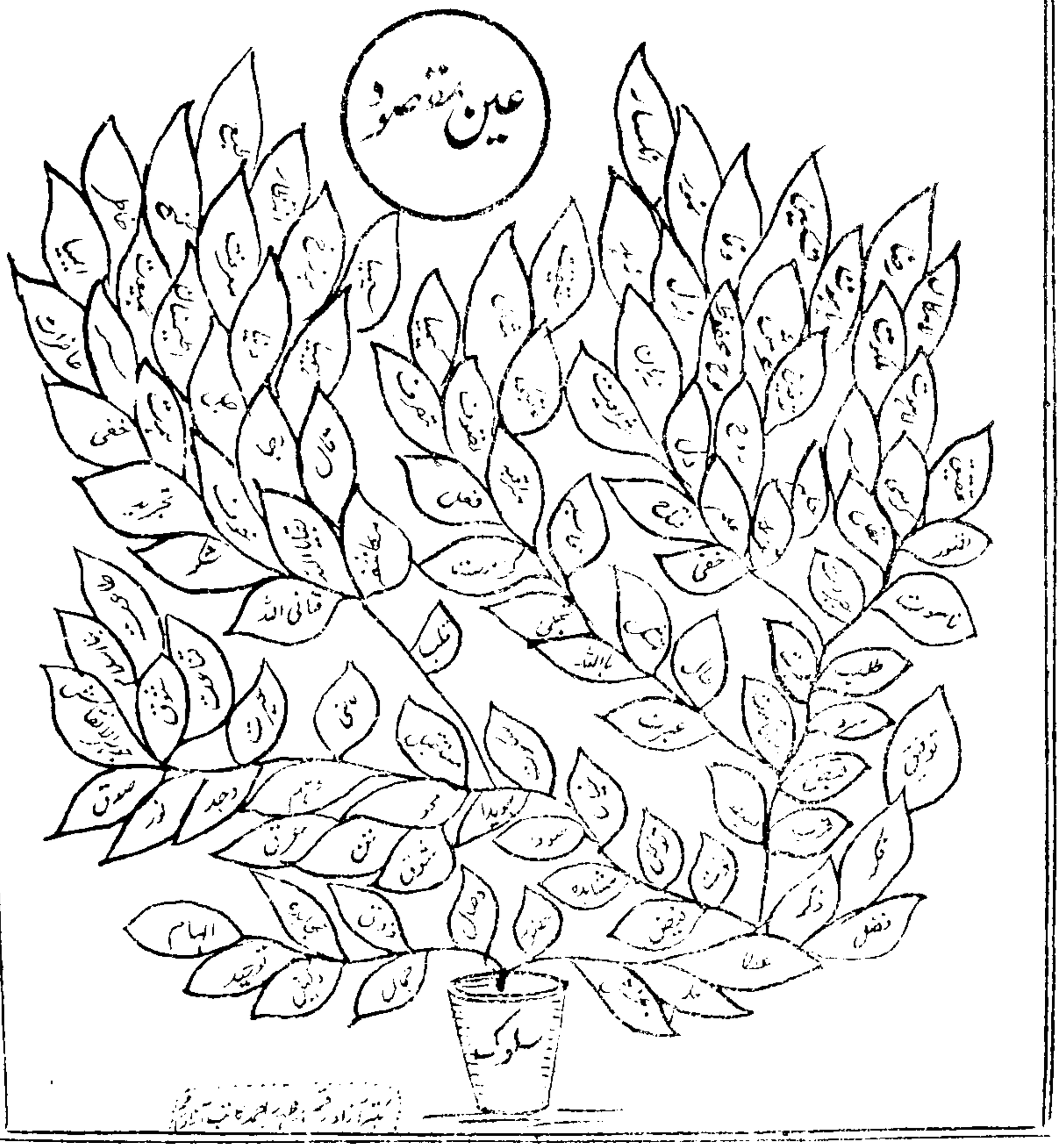

Marfat.com
Marfat.com

نقشہ عالم امر مع الصفات الٰہیہ

اے خدایا اوّل و آخر توئی — اے خدایا باطن و ظاہر توئی

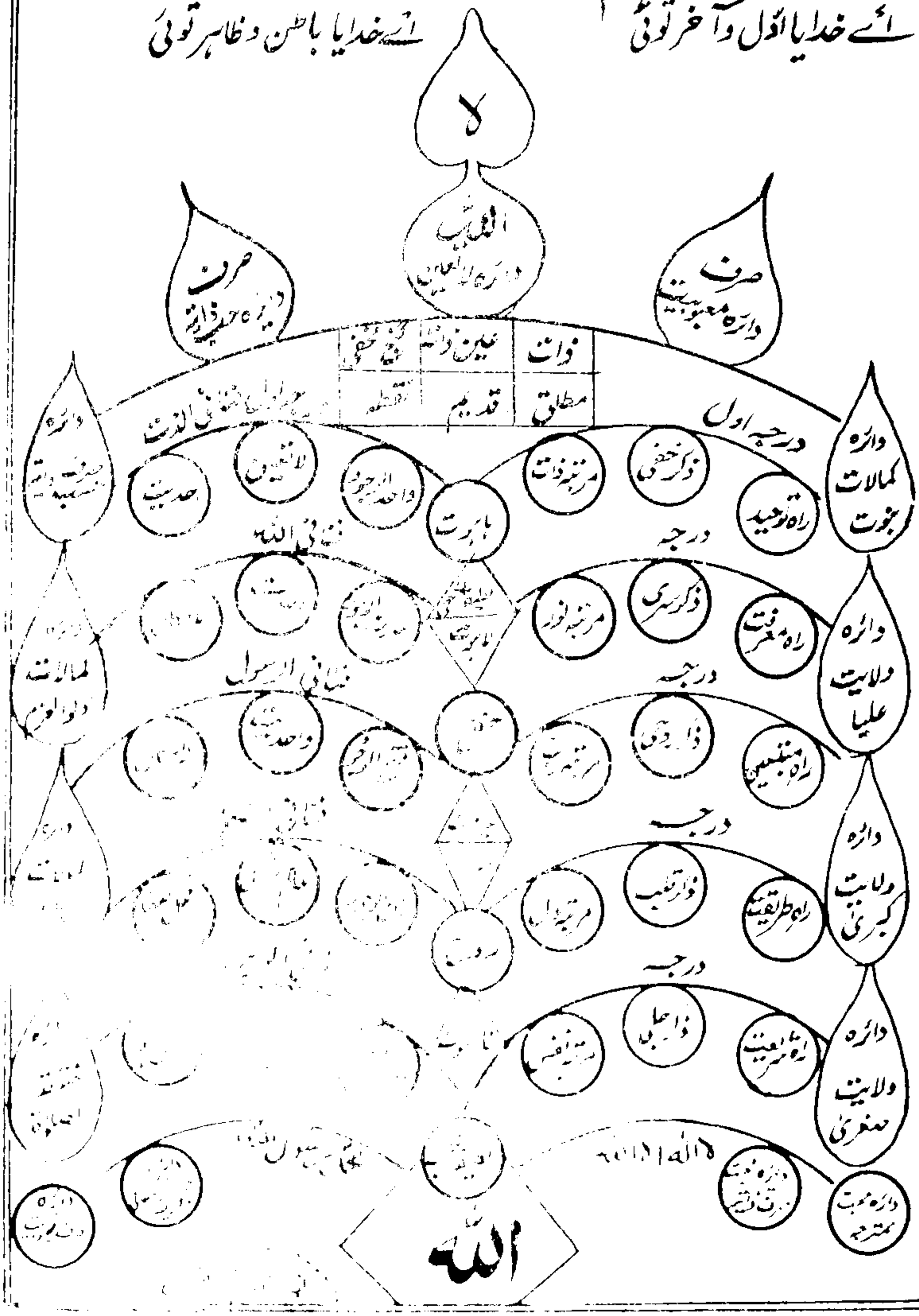

Marfat.com
Marfat.com

نقشۂ وجود انسان مع المراتب

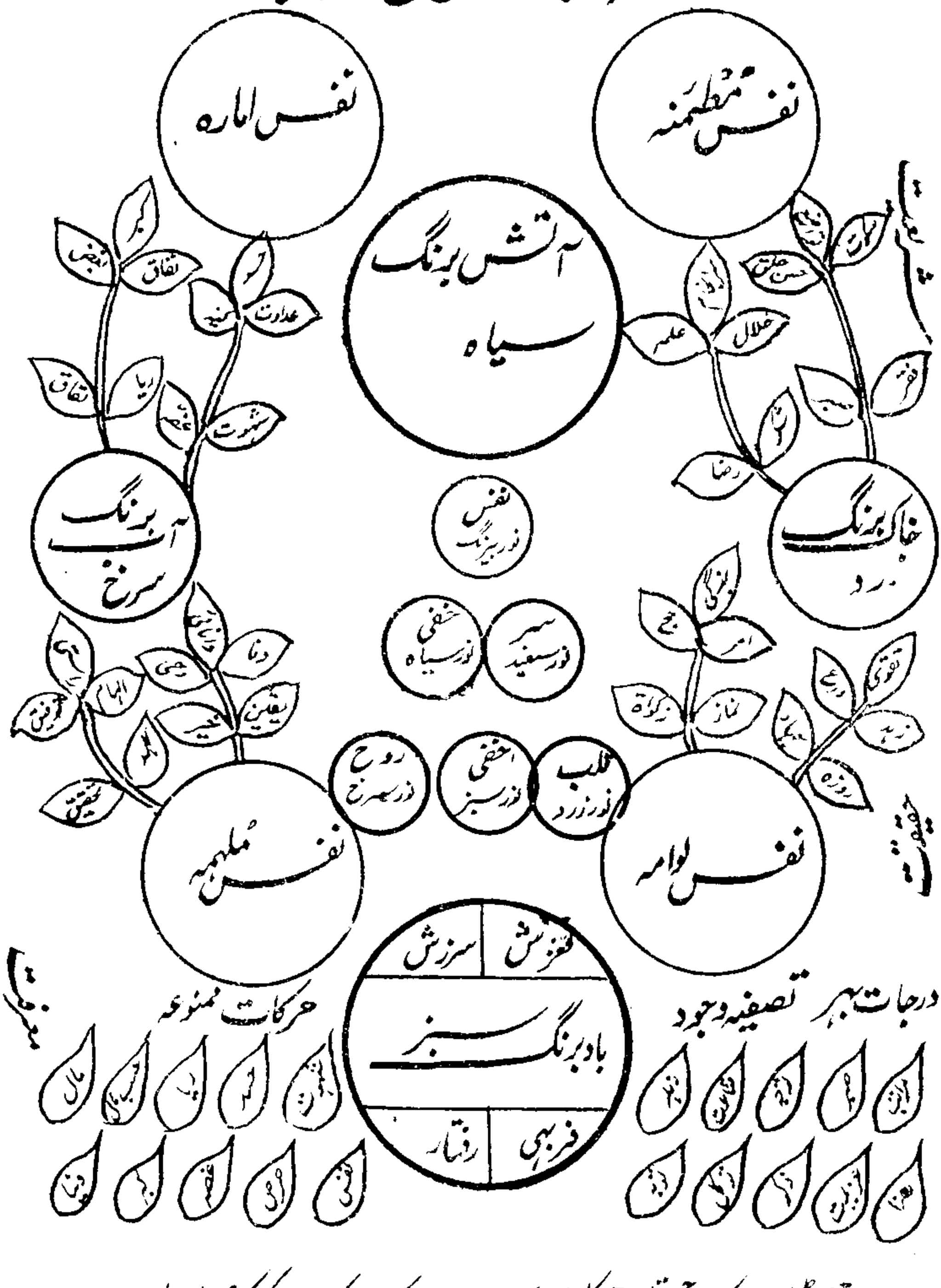

چھوڑ دے دس جسقدر حرکات ہیں
بہر تصفیہ وہ دس کر اختیار

دس کو لازم رکھ کہ وہ درجات ہیں
دس دگر تیرے لئے ہیں نابکار

Marfat.com
Marfat.com

نقشہ شہود درجات

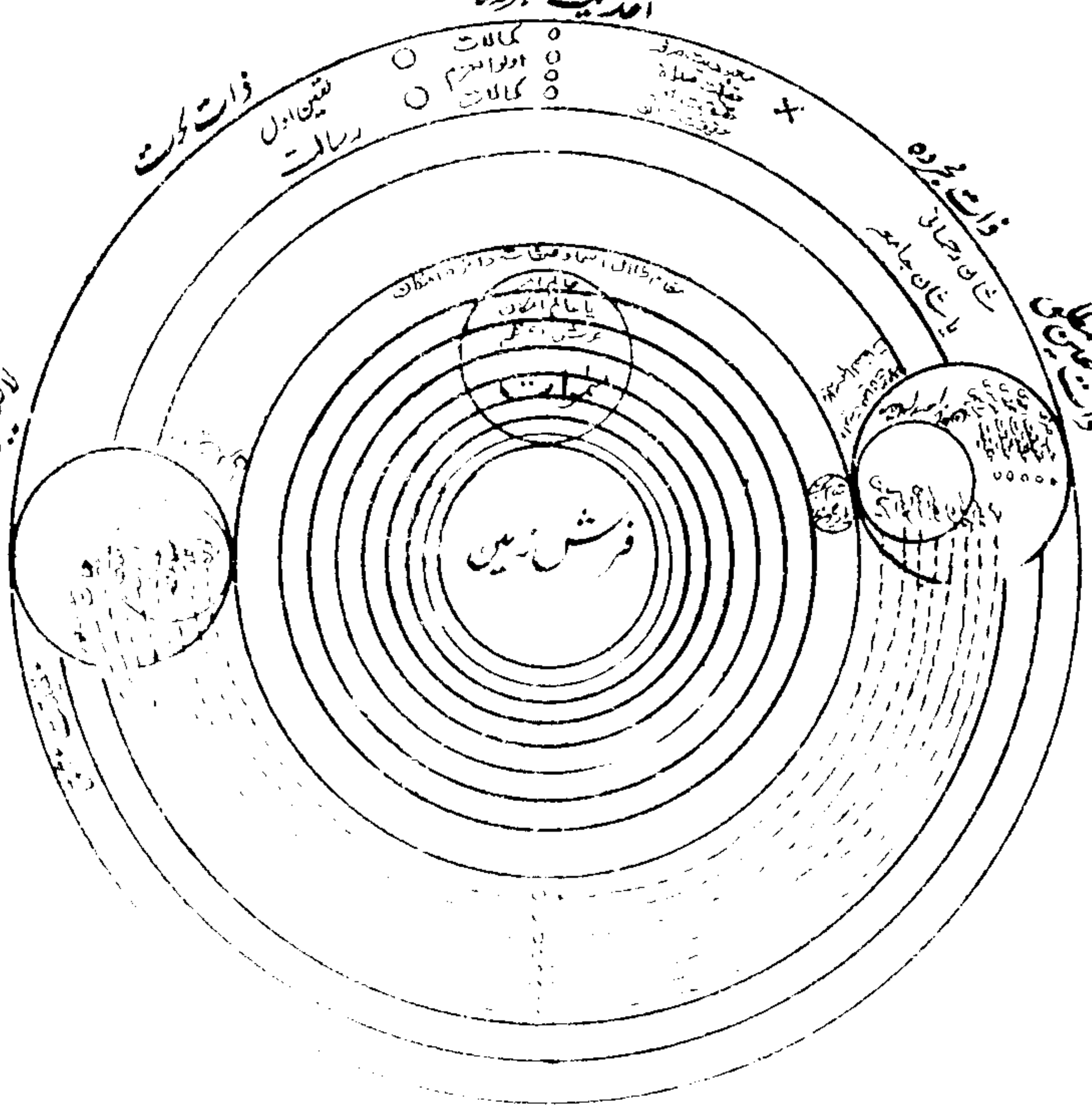

Marfat.com
Marfat.com

دائرہ محیط کائنات اٹھارہ ہزار عالم

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُحِیْط

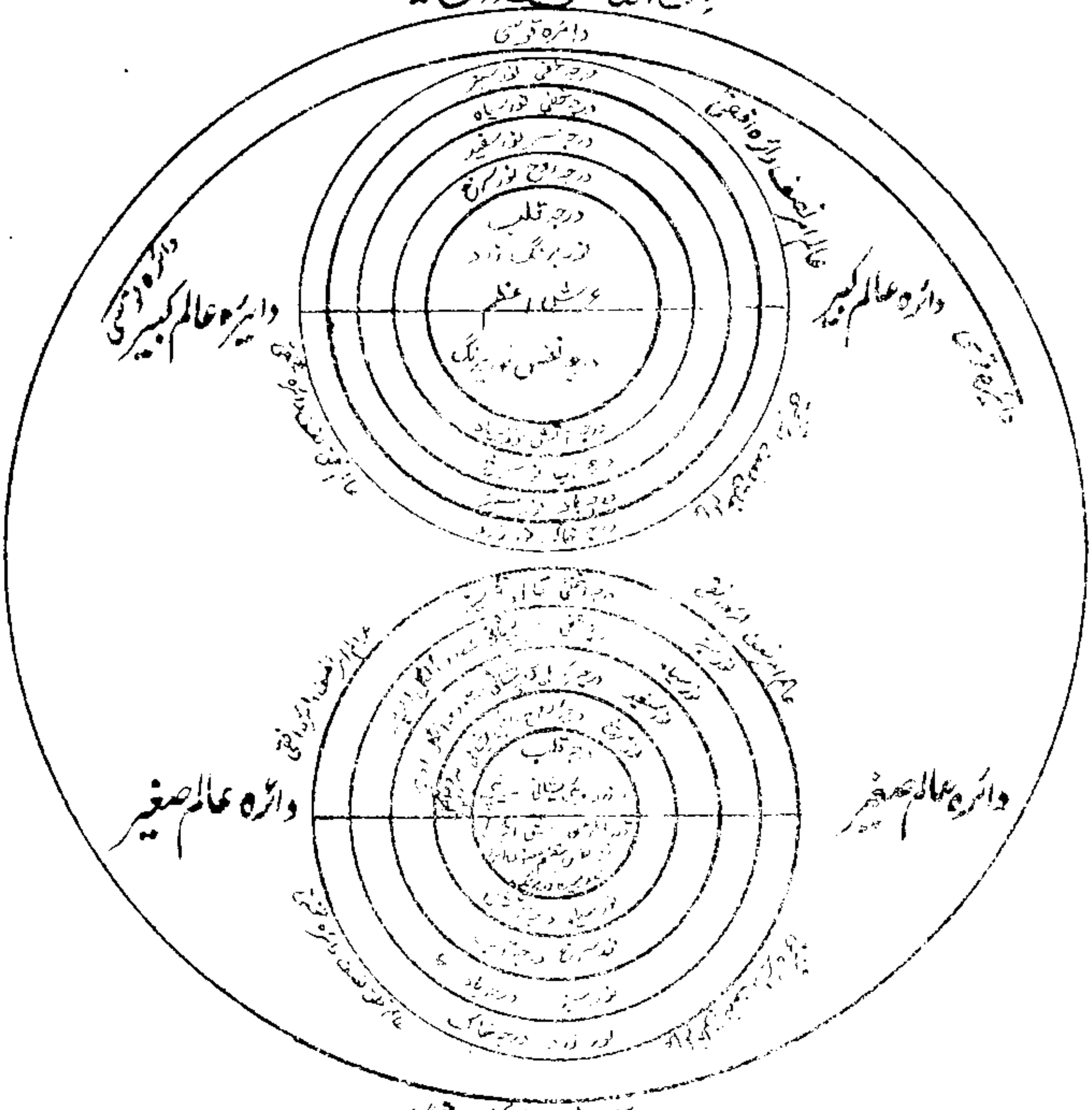

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُحِیْط

مقام لطائف خمس

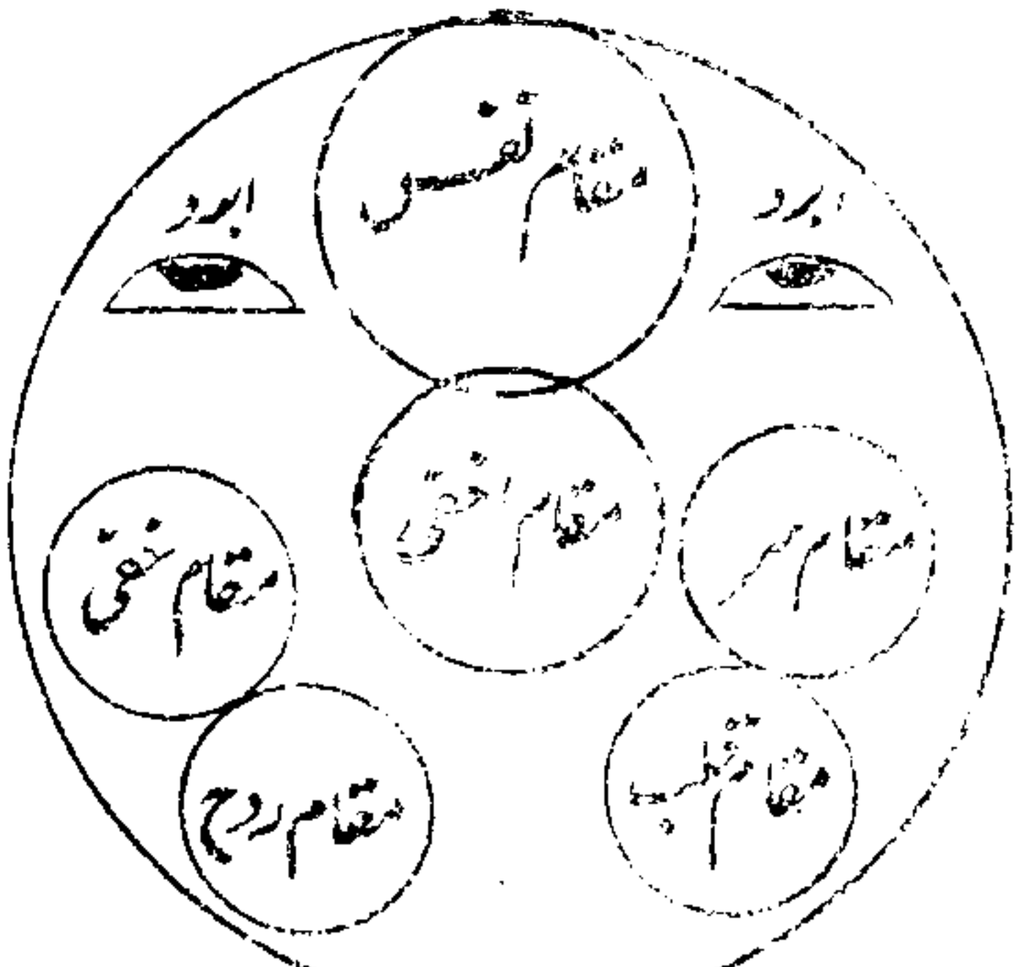

مقام لطائف خمس

صوفی عبدالشکور قادری

Marfat.com
Marfat.com

شکل دائرہ مراتب

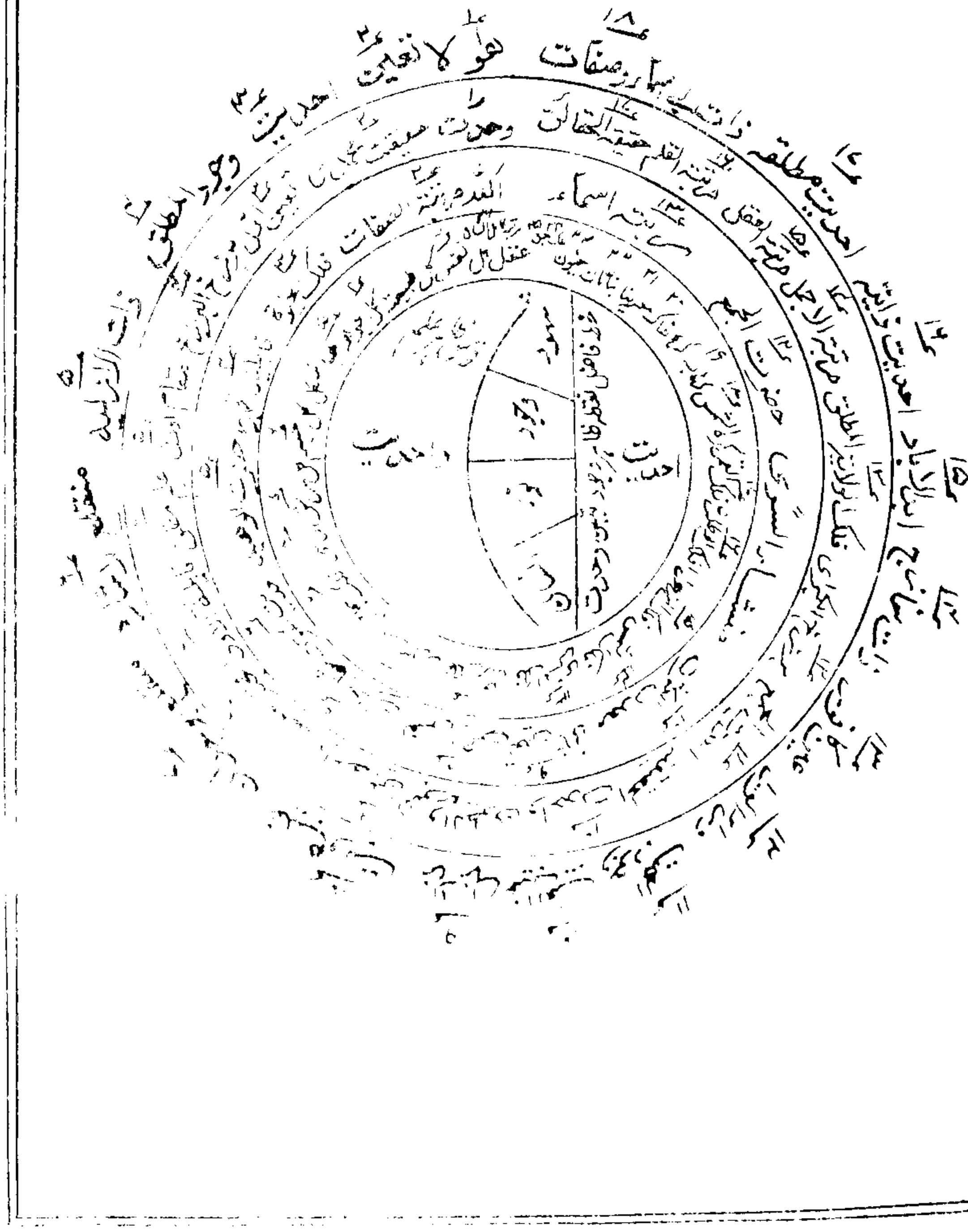

Marfat.com
Marfat.com

باب سوم

در بیان تعلقات منسوبات وجودی

لمع دہم ..... در ذکر حقیقت و لطائف

اللہ تعالےٰ نے وجود انسان کو بھی عجائب طرح کے جواہرات انوار شیون رحمانی وہ عطا فرمائے ہیں جن کے بارے میں اللہ نے انسان کو سورۃ الرحمٰن کا خطاب عطا فرمایا۔ بقول حضرت سعدی علیہ الرحمۃ

آستین بر رخ کشیدہ ہم چو مکار آمدی
باخودی خود دو تماشہ سوئے بازار آمدی

در بہاراں گل شدی در صحن گلزار آمدی
بعد ازاں بلبل شدی با نالہ و زار آمدی

خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا
آئینہ اسے نہادی خود با ظہار آمدی

گفت قدوسی فقیرے در فنا و در بقا
خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آمدی

اللہ تبارک تعالےٰ نے تخلیق انسان کو بمصداق لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ط ترتیب دیکر اور خلق الادم علی اصورتہ کا خطاب عطا فرما کر اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط سے مخاطب فرمایا۔ اور جملہ صفات شیونات وجواہرات علم و عقل و فکر و عزیمہ سے مرصع و متصف فرما کر الانسان سری و انا سرہ پکارا۔ اور سینہ کو لطائف خمسہ کے زیورات سے مزین فرما کر اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ فرمایا۔ اسی لئے انسان جملہ مخلوقات سے افضل و اشرف ہے۔ ماسوا اس کے اور بہت سی صفتیں عطا فرمائیں ہیں۔

صوفیائے کرام و مشائخ طریقت نے وجود انسان کو دو عالم یعنی عالم امر و خلق سے منسوب

Marfat.com
Marfat.com

فرما کر دو حصوں پر منقسم کیا۔ حصہ بالائی ناف سے دماغ تک عالم امر اور زیریں حصہ تا پیر عالم خلق سے منسوب کیا۔ اور جملہ تعلقات و منسوبات عالم امر و خلق کو لطائف ہائے سے وابستہ فرمایا۔ پس وجود انسان لطائف عشرہ کے ساتھ پیراستہ ہو کر خطاب مذکورہ بالا کا مصداق بنا۔ اور جملہ امورات دراز ہائے پوشیدہ کی اُس کی تعلیم کے لئے گروہ مشائخ کو منتخب فرمایا۔ مفصلاً اذکارِ لطائف ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

ذکرِ لطیفہ قلب

دل یکے منظر لیبت ربانی　　خانہ دیوار چہ دل خوانی

ناظرین! دل چار طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک دل کا نام تو عنصری ہے وہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ بائیں پستان کے دو انگشت نیچے مائل بہ پہلو رہتا ہے۔ دوسرا دل مجازی ہے اس دل عنصری کے اندر جس کو قلب صنوبری کہتے ہیں۔ اس کا رنگ زرد ہے عالم ناسوت کا منعکس ہے۔ نسبت اُس کی شمس سے ہے۔ اور مقام [illegible] تعلق ہے اور صفت اُس کی جلالی ہے کہ مقام ذات الٰہیہ ہے۔ اس کے بابت حدیث قدسی میں ارشاد ہے۔ اِنَّ فِی جَسَدِ آدَمَ لَمُضْغَۃً وَفِی الْمُضْغَۃِ لَفُؤَادٌ وَفِی الْفُؤَادِ ضَمِیْرٌ وَفِی الضَّمِیْرِ اَسْرَارٌ وَفِی السِّرِّ [illegible] یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بیچ وجود انسان کے ایک ٹکڑا ہے گوشت کا اور اس میں ایک فواد ہے اُس میں ضمیر ہے اور ضمیر میں سر ہے۔ اور سر [illegible] ہوں۔ شکل اس دل کی صنوبری ہے صنوبر تین ناموں سے نامزد ہے۔ ایک

تیسرے چلغوزہ۔ ان تینوں کی ایک صورت ہے جو بالا [illegible]

مصداق و اعلم ان فلیک موضوع کے تحت شکل الیہ بالیمین علی صورتہا ہذہ الصنوبر لہ بابان باب فوقانی و باب تحتانی اما الباب الفوقانی فمفتحہ بالانکسار الجلی واما التحتانی فمفتحہ بالانکسار الخفی یعنی جان لے طالب تیرا دل ایسا ہے۔ بائیں

Marfat.com
Marfat.com

چھاتی کے نیچے بصورت چلغورہ شگوفہ کے اور اس کے دو دروازے ہیں۔ ایک دروازہ اوپر کا ایک دروازہ نیچے کا۔ اوپر کے دروازے کی کشائیش تو ذکر خفی سے ہوتی ہے اور نیچے کے دروازے کی کشادگی ذکر خفی سے ہوتی ہے۔ اور تیسرے دل کا نام نیلوفر ہے اس کا مقام ناف ہے۔ اس لطیفہ کے اجرا سے اسم اعظم کا انکشاف ہوتا ہے چوتھا دل مدور ہے جس کی جگہ دماغ ہے۔ اس دل کی حقیقت کسب دنیا ہے کھلتی ہے لیکن اصل دل صنوبری ہے۔ بقولہ تعالیٰ ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ یعنی نہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے ایک مرد کے دو دل سے بیچ اندرون اس کی کے یعنی ایک دل ہی پیدا کیا ہے اور وہ دل صنوبری ہے۔ یہ دل مثال بادشاہ کی ہے۔ اور تمام وجود مثال رعیت کے یعنی اس دل کے تابع تمام وجود ہے۔ اس کا نام قلب اس لئے ہے کہ دل کی گردش کے ساتھ مرکب ہے۔

لطیفہ روح

بیان روح چہ گویم کہ پنہانست　　من امر ربی عیاں ہم ز قول قرآن است
دگر شود ہمیں ناطق ز معنیش ظاہر　　کہ نور رحمت یزداں و جان انساں است

یہ لطیفہ روح دائیں پستان کے دو انگل نیچے ہے عالم ملکوت سے اس کی نسبت ہے خاصیت جمالی ہے اصلیت و خلقت روح پرتو سے شان رحمانی ہے۔ ابتدا اس کی مقام وحدت سے ہوئی فیض تجلیات بواسطہ خزانہ نوح و ابراہیم اس لطیفہ میں نازل ہوتا ہے۔ ابراہیمی مشرب ہے۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ روح ایک جوہر مجرد ہے۔ جو اپنی ذات خاص کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اس کو عرض ہے نہ طول اور نہ کسی خاص مکان میں اس کی سکونت ہے۔ اور نہ متصل بدن اور عالم کے ہے۔ اور نہ بدن سے علیحدہ ہے۔ یہ روح انسانی ایک ذات ہے جو صفات یزدانی کے ساتھ خود موصوف ہوئی۔ اکثر اسی کو نفس ناطقہ بھی کہتے ہیں۔ یہ قریب تر ہے بیچ مقام معبودیت کے بقولہ تعالیٰ۔ و

Marfat.com
Marfat.com

نفخت فیہ من روحی یعنی پھونکی میں نے جسم آدم کے بیچ اپنی روح یعنی اللہ تعالیٰ نے روح کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ ناظر

ناظرین اس پر کوئی اعتراض مثل خطاب روح اللہ کے نہ کریں۔ کیونکہ لطیفہ روح ایک مبہم ہے۔ جو چندہ معانی کے ساتھ معروف ہے۔ مثلاً امر نور رحمت، قرآن۔ جان وغیرہ اور یہ لطیفہ روحانی چند صفات کے ساتھ موصوف ہے اس کی چند حالتوں کا ذکر مختصر طور پر کیا جاتا ہے۔ اول حالت عدم ہے منشا تعالیٰ هل اتی علی الانسان دوم حالت وجود فرلہ خلقت الارواح قبل الاجساد بالغی سنتی سوم حالت تعلق بجسد عنصری قولہ تعالیٰ ونفخت فیہ من روحی چہارم حالت مفارقت قولہ تعالیٰ کل نفس ذائقۃ الموت پنجم حالت اعادہ قولہ تعالےٰ ثم یمیتکم ثم یحییکم الی آخرہ اسی طرح اور بھی چند مختلف انواع بیان کئے گئے ہیں جن کا بیان کرنا طوالت پر ہے

طالب یہ جب لطیفہ روح طے کرتا ہے۔ تو اس کو مشاہدہ ملائکہ کا ہوتا ہے درجہ فنافی الشیخ کا ملتا ہے۔ بلکہ طالب اپنی صورت وہیت واحدانی پر مرشد کی صورت کو منعکس کر لیتا ہے۔

روح ایک چیز ہے نورانی حساس ہر قسم کی مخلوق ہے۔ اس کا تعلق اور [illegible] وہ بے کیف ہے۔ اس لئے اس کی تقبیل اور تلوحینع از لہ کی مشکل [illegible] کی خلقت کا اصل اصول ہے۔ اور روح اصل میں مستدیر غیر متحرک [illegible] کیفیت جسمانیہ بدلتی رہتی ہیں۔ لیکن بغیر امداد جسم کے روح اپنی [illegible]

ہمارے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں کو [illegible] نہ ہو کیا بالذات کیا فی العقول کیا اجسام کا بدا [illegible] بیدہ ملکوت کل شئی اسی کو اللہ تعالیٰ نے ملکوت سے تعبیر کیا ہے تو بارہ [illegible] مبصر نہ ہونیکی بھی ان کی تنسیخ کرنا ثابت ہے بہت آیات قرآنیہ [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

شیٔ اِلّا یُسبّحُ بحمدہٖ ولکن لا تفقہون تسبیحھم۔ اس روح بدن کے تمام حالات معلوم ہیں۔ اور تمام کیفیات کا احساس رکھتی ہے۔ اور روح اپنا کمال دکھاتی ہے پتھروں کی تسبیح پڑھنے اور اشجار و درختان کی شہادت دینی موزوں ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جہاں تک مؤذن کی آذان کی آواز جاتی ہے وہاں تک کے اشجار و حجرات قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دیں گے۔ لیکن چونکہ یہ کیفیات دائمی نہیں تھوڑی دیر کے لئے پیدا ہوتی ہے پھر الٰہی کا کان ہو جاتی ہے۔ اس واسطے کہ روح اگرچہ ہر قسم کی مخلوق کے ساتھ اُس کا تعلق ہے لیکن یہ تعلق ہر چیز سے برابر نہیں کسی کے اوپر مستقل طور سے مستقر رہتی ہے اور کسی کے اندر کبھی کبھی شعاع اور چمک کی طرح آتی ہے۔ ان وجوہ کے بنا پر جمادات مکلف نہیں ناری اور بہشتی نہیں ہوں گے۔ انسان اور دیگر جاندار چیزوں کے اندر ان کی روح دائمی اور لازم ہے۔ اس کو جسم سے اتنا تعلق ہے کہ اس کے ہر نقل و حرکت کا احساس کرتی رہتی ہے۔ جب تک یہ تعلق باقی رہتا ہے اس کو حیات کہتے ہیں۔ اور اس تعلق کے چھوٹ جانے کو موت کہتے ہیں۔

غرض ہر چیز کے اندر مختلف قسم کی روح ہیں لیکن خدا نے تمام ارواح روح انسان کو افضل اور بہتر بنایا ہے۔ اور اس کو منبع معرفت سر و خفی اخفیٰ بنایا۔ اور عقل و سمجھ اس کا وزیر قرار دیا۔ اسی وجہ سے انسان گناہ کرنے پر مواخذہ دار ہوگا۔ اس قلب کو حکماء نے نفس ناطقہ سے تعبیر کیا ہے۔ اس واسطے کہ جب اُس کا نفس سے تعلق ہے ویسا ہی روح کیساتھ بھی ہے۔ روح اسکی اندرونی چیز اور نفس بیرونی چیز مثل سواری کے ہے بخلاف دیگر جانداروں کی ارواح کے ان کو یہ چیزیں نہیں عطا کی گئیں۔ ان کو سمجھ بوجھ نہیں بخشی۔ اس وجہ سے وہ مکلف نہیں۔ لیکن اصحاب کہف کا کتا اور بھی اس قسم کی چند چیزیں ہیں جن کا بہشتی ہونا ثابت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بزرگوں کی محبت سے ان کے اخلاق درست ہو گئے تھے۔ اپنے عمل کی وجہ سے نہیں فلا اعتراض علینا اور چونکہ

Marfat.com
Marfat.com

جمادات اور درختوں کی روح دائمی اور قسمت پذیر نہیں۔ اس لئے ان کو سزا وجزا سے تعلق نہیں۔

روح ایک غیر متناہی مخلوق کے اعتبار سے غیر متناہی ہے۔ اس میں اختلاف ہے شیخ ابوبکر قحطبی اور بعض حضرات نے قرآن مجید کی آیت قل الروح من امر ربی سے یہ مطلب سمجھا ہے۔ کہ روح خدا کے حکموں سے ایک حکم ہے۔ اس کی مثال اصطلاح ہے جیسے آفتاب کی شعاع کا عکس آئینہ پر گرنے سے ہوتا ہے۔ یا دریا میں ایک قطرہ پانی کا گر کر معدوم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد عکس مذکور اپنے منبع سے مل کر معدوم ہو جایا کرتا ہے۔

اس کے علاوہ دوسرے حضرات کی رائے ہے کہ روح خدا کی مخلوق میں سے ایک شے ہے لفظ کن سے پیدا ہوئی۔ لیکن پھر ان میں اختلاف ہوئے ہیں کہ بعض روح کو غیر مخلوق اس کو غیر متناہی مانتے ہیں۔ ان میں بھی [illegible] حضرت [illegible] شامت کی رائے یہ ہے کہ روح پاک اور ایک [illegible] کی گئی ہے۔ جمہور کی رائے یہ ہے کہ جس [illegible] ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ روح ایک پاک اور لطیف ہوا [illegible] جس کی وجہ سے حیات قائم رہتی ہے۔ اور نفس ایک [illegible] لذت و مرارت وغیرہ پیدا کرتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ [illegible] کے لئے دو [illegible] ایک صورت مثالیہ دوسری صورت ظاہری [illegible]

[illegible] صورت مثالیہ [illegible] آتے ہیں خواب میں اور روح اپنی صورت مثالیہ میں [illegible] صورت ظاہری کی پرورش کر سکتی ہے۔ ورنہ نیند میں جب روح اپنی صورت مثالی کی سیر کو جاتی ہے تو یہ بدن بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح [illegible] اولیاء اللہ جو دس دس

Marfat.com
Marfat.com

بلیں بلیں روز بلکہ اس سے زائد بھی اپنے بدن سے الگ رہتے ہیں یہ بھی ممکن نہ ہوتا
نیز یہ جسد عنصری خراب ہو جاتا اور موت آجاتی
اور مخفی نہ رہے کہ اس صورتِ مثالی کے ساتھ سیر کرنا جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب اس
کے عادی اور خوگر ہوں لیکن جب رائے علماء اہل سنت والجماعت جو کہ اوپر مذکور ہوئی
ہیں ہر چیز کے لئے ایک ایک روح ہے جس کی وجہ سے یہ بدن زندہ رہتا ہے
حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی روح کو بھی کیف اور لطیف پیدا کیا۔ قال علیہ السلام ان اللہ
خلق آدم علی صورتہ یعنی جب کہ حق تعالیٰ لامکانی ہے۔ روح کو بھی لامکانی پیدا کیا
جس طرح کہ حق تعالیٰ کو ہر ایک مخلوق سے تعلق ہے اسی طرح روح کو جسد سے ہے اور
جس طرح کہ حق تعالیٰ کی وجہ سے تمام ممکنات اور کائنات قائم ہیں۔ اسی طرح روح
سے تمام کائنات قائم اور ثابت ہیں اولاً حق تعالیٰ کی مہربانی اور التفات کی تجلی روح
پر پڑی۔ اس کے بعد جسد کو اس واسطے کیف پیری سے اقتباس کر سکتا ہے حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے یعنی الارض ولا سمائی ولکن
یسعنی قلب عبدی المومن یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے دل میں یہ نور موجود نہیں
اس واسطے کہ ان کی ارواح بسبب اختلاط اس نفس عاصی پر معاصی کے عرش سے
نیچے آتے چلے گئے ہیں اور زمین میں داخل ہو گئے۔ لہٰذا ان کے اندر نور بے کیف
طاقت نورِ تجلی باقی نہیں رہتی بخلاف ارواح مومنین کے اس واسطے کہ وہ اگرچہ
عرش سے نیچے آتی رہتی ہیں لیکن بوجہ قوت ایمانی کے وہ قوت بیکار اور
برباد نہیں جاتی۔ اور بالکل لامکانی سے قطع تعلق نہیں ہوتا۔ روح لامکانی ہے۔ وہ
اس حالت میں اگر بہت بار بھی مکان میں مستقر نہیں ہوگی۔ اس قول سے یہ ثابت
ہوا ہے کہ روح عرش سے نیچے آتی رہتی ہے۔ لیکن کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ پھر تو روح بہت
دور ہے ہم سے تو پھر ہم زندہ کیسے رہتے ہیں۔ یہ شبہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ

Marfat.com
Marfat.com

اس کے قرب وبعد دونوں حالتوں میں کوئی فرق نہیں۔ باوجودیکہ وہ بہت بعید بمفاصل
ومراحل ہے۔ لیکن اس کو مکانیات سے خاص تعلق اور وابستگی ہے۔
بقول شاعر ؎

من نہ گنجم در زمین و آسمان بل بگنجم در قلوب مومنان

اور جاننا چاہیئے کہ ارواح حقیقت میں بے کیف ہے۔ لیکن چونکہ وہ خدا کی مخلوقات
میں سے ہیں۔ اس لئے کیف اور مثال کے تحت [illegible] سے جدا ہوتی ہیں یہی
وجہ ہے کہ قیامت کے روز اپنے اپنے وجود واشکال میں فرشتوں کے ساتھ میدان قیامت
میں شفاعت اور شہادت دینے کے لئے آئیں گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یوم یقوم الروح
والملائکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمٰن وقال صوابا [illegible]
بمنزلہ عالم برزخ کے واسطے ہے درمیان بے کیف [illegible] ذی جسم اور باکیف
مخلوق کے۔ اس کے اندر دونوں صفتیں پائی جاتی ہیں۔ اس واسطے [illegible]
بے کیف اور لطیف ہوتی تو پھر کثیف چیزوں سے اس کو کوئی تعلق نہ ہوتا۔ اس کے بعد
اس روح جس کو نفس سے تعلق ہے اور ایک حیثیت سے باکیف ہے۔ اس کی درمیانی
مسافت طے کرنے کے لئے لطیفہ قلب عطا کیا گیا۔ [illegible] حق تعالیٰ کے افعال جلیہ
ذاتیہ کی حد تک رسائی کرتا ہے۔ اور فنا [illegible] اس کے بعد [illegible] رسائی کرنے
کے لئے لطیفہ سر عطا کیا گیا۔ اس کے ذریعہ سے حق تعالیٰ کے تمام [illegible]
کی حد تک رسائی ہوگی جس کی تفصیل انشاء اللہ آئندہ کی جائے گی
مذکورہ بالا تمام لطائف کا مرکز فوق العرش ہے [illegible]
لامکانی میں شمار کیا ہے اس کی وجہ غالباً یہ ہوگی [illegible]
الرحمٰن علی العرش استویٰ یعنی خدا تعالیٰ [illegible] اور خداوند تعالیٰ کا
مکان لامکان ہے کیونکہ وہ چیز بے کیف ہے اس کا [illegible] باکیف [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

پر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا عرش کے اوپر ہی امکان ہے۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ اس روح اور لطائف کے اصل مولد اور منبع وہ لامکان کے بہت ہی قریب جگہ پر واقع ہے یا یہ کہ اس جگہ مکاں و لامکاں کے درمیان واسطہ اور برزخ سمجھ کر ان لطائف کو بھی لامکاں کہہ دیا ہو۔ ورنہ اگر غور کر کے دیکھا جائے تو کہاں روح کا مرکز اور کہاں لامکان عرش کے اوپر ہے تو سہی لیکن۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ عرش کے ساتھ ہی متصل ہے اس کے متعلق حضرت پیر دستگیر خواجہ صاحب نے ایک مرتبہ ہدایت فرمائی کہ لفظ کن سے تمام چیزیں پیدا ہوئیں ہیں۔ وہ سب مکانی ہیں۔ کیونکہ لفظ کن کا مادہ اور ماخذ کون ہے اور کون کے لئے مکان کی ضرورت ہے۔ لہٰذا لفظ کن کے لئے مکان کا پایا جانا ضروری ہے۔ اس وجہ سے لطائف کا اصلی مرکز کون مکانی حقیقتاً نہیں بتایا جا سکتا۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ عرش کے اوپر کے حصہ میں لطیف لطیف مخلوقات کا مقام اور نیچے والے میں کثیف اور غیر لطیف چیزوں کا مستقر ہے جب تک روح کو نفس اور جسم کے ساتھ تعلق نہ ہوگا۔ ان لطائف کا کوئی کمال ظاہر نہیں ہوگا جس طرح روح بغیر جسم کے ظاہر نہیں ہو سکتی۔ یہ لطائف بھی دیکھے ہی نہیں گئے کیونکہ درحقیقت یہ لطائف روح کی قوت اور کمال کا نام ہے۔ تو جس طرح کہ باوجود انسان کے نطفہ کے اندر قوت ولادت ہونے کے بغیر صحبت اور منی کا قطرہ رحم میں پہنچنے کے بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ ٹھیک اسی طرح روح باوجودیکہ اس کے اندر ان لطائف کی قوت موجود ہے لیکن بغیر تعلق جسم و نفس کے وہ ظاہر نہیں ہو سکتی۔

اگر کوئی کہے کہ جب یہ بات ہے تو پھر تمام لطائف کو مجموعہ روح اور نفس کا نتیجہ۔ اجتماع کیوں نہیں قرار دیا جاتا۔ محض لطیفہ قلب کو کیوں قرار دیا جاتا ہے۔ حواس کا۔ جواب یہ ہے کہ روح اور نفس ان دونوں میں سے کسی ایک کیفیت کو بدل کر دوسرے کی طرف جذب کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ دیگر اس وقت بوجہ نہ ہونے اتصال اور

Marfat.com
Marfat.com

مخالفت کے اپنے کمالات کو ظاہر کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔ اس واسطے قلب کو روح اور نفس کے نتیجۂ اختلاط اور نمرۂ اتصال قرار دیا گیا۔ یہ جسمانی قلب جس طرح روح کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اسی طرح نفس کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے۔ لامکانی قلب کو اس جسمانی قلب کی روح سمجھو۔ اسی طرح تمام لطائف کا مرکز اصل لامکان ہے۔ اور ظاہری جسد سے بھی تعلق ہے۔ اور روح و جسد میں جو تعلق ہے۔ اس کے ظاہری و باطن (اصل) میں ویسے ہی تعلق ہے۔

بعد ازاں جب قلب نفس کو اپنے کمال سے متصرف کر کے روح کی طرف متوجہ کرے گا تب لطیفۂ سر کو قوت کا مظاہرہ ہوگا۔ مختلف وجوہ کی بنا پر لطیفۂ خفی اور اخفیٰ کے کمالات اور قویٰ کا اظہار ہوگا۔ اب قلب جو عالم امر اور لامکانی کے ساتھ جو عالم خلق میں سے ہے روح کی آمیزش سے کس طرح اس کی پیدائش ہوئی۔ اس کا بیان مذکورہ بالا بیان سے واضح ہوگا کیونکہ اس کی پیدائش پہلے ہوئی [illegible] دیگر وغیرہ وغیرہ۔

روح کو جو جو کیفیت معرفت خداوندی اور دیدار الٰہی کی حاصل تھیں۔ وہ جسمانی اور نفسی وجود کے ساتھ متعلق ہونے کے بعد نفس کی [illegible] ہو کر ابتدا اس کی محبت سے متاثر [illegible] قوت اور بے کیفیت وجود کے اندر نقصان آگیا [illegible] اور انہی میں اس کو شمار کیا جاتا ہے۔ ہاں جو کہ [illegible] محبت میں فنا اور اس کے جذبہ میں مست ہوں۔ ان کی [illegible] ان کی روح نفس کی کدورت سے متاثر نہیں ہوتی [illegible] متعلق بالذات اس میں ابھی تک نقصان بالکل ذائل نہیں ہوا۔ اور جن لوگوں نے خدا کی [illegible] بالکل ضائع کر دیا ان کو حسب الارشادات مشائخ چاہیے کہ محنت و کوشش اور جد و جہد سے خدا فی [illegible] حاصل کریں اور

Marfat.com
Marfat.com

اور محبوب حقیقی کی محبت کا جام پی کر مست و سرشار رہیں۔

لطیفۂ سر

سر معنی راز پوشیدہ کے ہیں۔ اس لطیفہ کا مقام حضرت ہے یعنی عظمت و شان یزدانی کا پرتو ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر منکشف ہوا ہے۔ اس کا فیضان آپ ہی کے واسطے سے وارد ہوتا ہے۔ اس لطیفہ کے سالک کو موسوی المشرب کہتے ہیں۔ اس کے طے کر نیوالا درجہ حق الیقین اور رتبہ فنا فی الرسول حاصل کرتا ہے اسرار حیرونی و دیگر حجابات شئون عرفانی اس پر کھل جاتے ہیں۔ نور اس لطیفہ کا رنگ سفید ہے و سالک اس کا انوارات و مقامات شئون عظمت کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اکثر اس لطیفہ کی تجلیات کا ظہور حالت توجہ و مراقبات و دیگر عبادات میں سالک کی بصارت کیساتھ لمعہ فروز ہوتا ہے۔ اس لطیفہ کا مقام بائیں پستان کے دو انگل اوپر ہے

لطیفۂ خفی

یہ لطیفہ روح کے بالمقابل فوق میں دائیں پستان کے دو انگل اوپر لطیفۂ سر کیطرف رجوع ہے۔ اس کا مقام ہاہوت ہے۔ تحت القدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ اس کا فیضان بھی بواسطہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاصل ہوتا ہے۔ اسی کو مقام قربیت و مقام حیرت بھی کہتے ہیں۔ رنگ اس کا سیاہ ہے مگر نورانی ہیت ہے۔ بعض نے اس کو مقام تفرید بھی کہا ہے۔ سالک جب اس مقام پر آتا ہے۔ تو حجابات انوار و تجلیات شئون خفی اس کی نظر پڑ جاتے ہیں۔ پس سالک متحیر و تنہا رہ کر ہاہو کی فریاد کرتا ہے۔ اور اس کے شوق و جستجو میں پریشان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام کی نسبت فرماتے ہیں ؎

Marfat.com
Marfat.com

مشبہ تاریک و بیم موج و گرداب حُنیں ہائل ؛ کُجا داند حال سبکساران ساحلہا

اس لطیفہ کے سالک کو درجۂ حقیقت الحق و مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے اور اسرار و حجابات باطنی سے اس کی زبان بند ہو جاتی ہے مقام محویت یعنی حد توفیق انسان اسی مقام ہُو سے مراد ہے یہ مقام تحت مقام لاہوت ہے اسی کے بالمشابہ مثال شمع اور اس کے اندھیرے کی آیدہ ہوتی ہے۔ پس چاہیئے کہ مولف ؎

ہُو میں اتنا کمال پیدا کر ہو بہو ہو خیال ہُو نہ رہے

لطیفہ اخفیٰ

یہ لطیفہ لطائف روح و قلب کے درمیان واقع ہے مقام لاہوت سے عالم امر میں منسوب ہے۔ یہ مقام ذات باری تعالیٰ ہے اس مقام میں نور ہی نور نظر آتا ہے سالک کو طے کرنے کے بعد درجہ فنا فی الحق حاصل کرتا ہے اور اسی کی ذات میں مل جاتا ہے۔ خلاصہ اس لطیفہ کا یہ ہے کہ سالک جب بفضل ایزدی ہر چہار درجات کے آخری نقطہ تک سیر کر لیتا ہے۔ پھر متوجہ بدرجہ اخفیٰ ہوتا ہے۔ چونکہ یہ درجہ مخصوص ہے سیدنا و مولانا حضرت محمد الرسول اللہ صلعم کے ساتھ تا وقتیکہ آپ کی پوری اتباع اور کامل عشق آپ سے نہ ہو تو ادھر قدم رکھنا ناممکنات سے ہے۔ اگر خوش قسمتی سے یہ دونوں نعمتیں حاصل ہو گئیں تو یہ راستہ بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ اسمیں بھی تین نقطے ہیں۔ اول نقطہ میں قدم رکھنے سے مقام حیرت کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ فنا فی [illegible]
اسی جگہ ملتا ہے۔ حق تعالیٰ کی کل اشیاء سبز ہی سبز نظر [illegible]
گذر جاتا ہے تو ظلال اسما و صفات و شیونات کا مشاہدہ ہوتا ہے [illegible]
دائرہ حقیقت محمدی صلعم کے یہ نقطہ ثانی ہے پھر اگر فضل ایزدی نے یاوری کی تو وہ تیسرے نقطہ میں جو آخری نقطہ اس درجہ کا ہے اس میں قدم رکھتا ہے مقام

Marfat.com
Marfat.com

احدیت و واحدیت کا ہے۔ جو کہ مستجمع جمیع کمالات ولایت ہے۔ سالک کا نفس مطمئنہ حقیقی اس مقام پر ہوتا ہے کہ جو کہ اکسیر و پارس ہے۔

لطیفۂ نفس

مقام اس کا پیشانی اور بعضوں کے نزدیک ناف میں ہے رنگ اس کا بیرنگ مائل نیلگوں زیر قدم ذات الٰہی ہے۔ اس میں سیر افلاک ذات الٰہی ہوتی ہے مولانا نجم الدین گلزار وحدت میں فرماتے ہیں کہ جس طرح انسان کے چار دل ہوتے ہیں۔ اسی طرح نفس کی بھی چار قسمیں ہیں۔ اول نفس امارہ یعنی امر کرنیوالا اور بدی کی طرف لیجانیوالا دوسرا نفس لوامہ ہے۔ یعنی ملامت کیا گیا۔ صفت اس کی یہ ہے کہ گناہ کی طرف رجوع تو ہے لیکن اپنے کو خطاکار سمجھتا اور ملامت کرتا ہے تیسرا نفس ملہمہ اس کے متعلق کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔ ؎

چوں بطاعت خواہش مستی کند　　لیک اندر معصیت جستی کند

بقولہ تعالیٰ :۔ فالھمھا فجورھا وتقوٰھا ۔ یعنی الہام دیا اور خبر دی اس نفس کو بدی اسکی کے اور پرہیزگاری اسکی کے۔ چوتھا نفس مطمئنہ ہے۔ یہ نفس خاصان کا ہے صفت اسکی یہ ہے کہ سوائے نیکی کے بدی کیطرف مائل نہیں ہوتا۔ بقولہ تعالیٰ :۔ یٰایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیۃ :۔ یعنی اے نفس مطمئنہ اے آرام پکڑا ہوا بیچ یاد خدا کے اور شاکر تھا تو بیچ نعمت کے الٹا پھر طرف رب تیرے کے راضی کیا گیا نزدیک خدا کے مصنف شرح گلشن راز لکھتا ہے کہ یہ اقسام نفس کہ یہ امارہ اور لوامہ اور ملہمہ و مطمئنہ صفتوں کا نام ہے۔

نفس کیا چیز ہے۔ اس میں علماء کا شدید اختلاف ہے۔ کتاب المحاسن میں یوں مکتوب ہے کہ ایک شخص نے حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ سے دریافت کیا،

Marfat.com
Marfat.com

کہ یا حضرت نفس کسے کہتے ہیں۔ فرمایا کہ وُہ ایک لطیفہ ہے جو قلب میں رکھا ہوا ہے وُہ ہی تمام خیر و شر کا منبع ہے اس سے زیادہ انسان کا اور کوئی دشمن نہیں۔ کما فی الحدیث اعدا عدوک نفسک التی بین جنبیک۔ جبتک اسکے بعد فرمایا کہ نفس کیا چیز ہے اسمیں علماء کے اقوال مختلف ہیں لیکن محققین کی جو مختلف رائیں ہیں۔ وہ یہ ہیں:۔ (۱) نفس ایک علّت ہے۔ جو انسان کے اندر روح کی طرح ثابت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک کمال ہے۔ جو روح کی طرح انسان کے اندر ودیعت کیا گیا ہے لیکن جملہ اہلِ طریقت اسپر متفق نہیں۔ کہ جو کچھ انسان سے گناہ اور بُرے خیالات صادر ہوتے ہیں۔ اُن سب کا دارمدار مرکز اصلی نفس ہی ہے انسان کے اندر دو قسم کی خرابیاں موجود ہیں۔ بدفعلی۔ بدخلقی۔ مثلاً جیسے حقارت۔ غصّہ۔ کینہ۔ حسد، بُغض وغیرہ جس طرح ریاضت سے بُرے اخلاق دُور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح توبہ و انابت الی اللہ سے بُرے افعال دُور ہو سکتے ہیں۔

ایکمرتبہ حضرت یحییٰ منیریؒ سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ حضرت نفس کو کسی نے کبھی دیکھا بھی ہے۔ فرمایا کہ شیخ ابوعلی سیاح سے منقول ہے۔ کہ میں نے اپنے نفس کو بدن کے اندر دیکھکر اس کے بالوں کو ایک درخت سے باندھ دیا۔ اور جب میں نے مارنے کا ارادہ کیا۔ وہ فوراً بول اُٹھا۔ کہ اے ابوعلی مجھے تکلیف مت پہنچا۔ میں بھی خدا کی ایک مخلوق ہوں۔ اسی طرح حضرت خواجہ علی محمد نوری سے منقول ہے کہ ایک روز نفس لومڑی کے بچہ کی شکل میں میرے منہ سے نکل گیا۔ میں نے کہا کہ یہ نفس ہے۔ تب اس کو پیروں سے روندنا شروع کیا۔ اسی اثنا میں وہ بڑھگئی۔ تب میں نے کہا کہ یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ تمام دنیا کی چیزیں تو مارنے سے مرجاتی ہیں۔ اور تو پہلے سے بھی طاقتور ہوگیا۔ اسکی کیا وجہ ہے اس نے جواب دیا کہ میری خلقت کچھ اور قسم کی ہے۔ اور چیزوں کو جس سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے مجھے

Marfat.com
Marfat.com

راحت پہنچتی ہے۔

حضرت شیخ ابوالقاسم گورگانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ میں نے نفس کو چوہے کی شکل میں دیکھ کر پوچھا۔ کہ تم کون ہو۔ بولا کہ میں خدا کے دوستوں کیلئے ذریعۂ نجات ہوں اور غافلوں اور جاہلوں کیلئے ذریعہ موت ہوں۔ اسواسطے کہ میں اگر ان اشکال مختلفہ کے ساتھ ان بزرگوں کے جسم کے اندر نہ موجود ہوتا۔ تب وہ لوگ ہماری پاکیزگی اور صفائی و لطافت کے قائل ہوکر ہم سے چوکنا اور ہوشیار نہ رہتے اور ہماری برائیوں سے امن میں رہتے۔ اور اپنے اعمال پر نظر کرکے اپنے آپ کو افضل سمجھتے۔

ان نظائر و امثال سے یہ معلوم ہوا۔ کہ نفس کوئی علت ہے۔ صفت کمال کا نام نفس نہیں بلکہ وہ مادہ ہے میں اس نفس کو اور اسکے کمالات کو سمجھ رہا ہوں۔ وہ ریاضت اور مجاہدہ سے پہچانا جا سکتا ہے۔ یہ شہسوار گذار میدان بغیر خدا کی خاص عنایت اور امداد و رحمت اور شفقت آمیز شیخ کی ذرہ نوازی بغیر طے نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد آپ نے کلام ختم کر دیا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کیمیائی سعادت میں لکھا ہے کہ خدا نے تم کو دو چیزوں سے پیدا کیا۔ ایک ظاہری وجود جو کہ اس ظاہری آنکھ سے دیکھا جاتا ہے اور دوسرا معنوی وجود جو کہ باطنی آنکھ ہی سے محسوس ہوتا ہے۔ اسی کو دل، نفس اور جان بولتے ہیں۔ اسی کو اپنی حقیقت تصور کرنا چاہیئے۔

حضرت مجدد صاحب اپنے رسالہ مکتوبات کی تیسری جلد مکتوب ۶۴ کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ صورت ایمانی یہ ہے کہ باوجودیکہ نفس امارہ سخت مخالف اور دشمن ہے قلب شریعت کی طرف مائل ہے۔ اور حقیقت ایمانی یہ ہے کہ نفس امارہ اپنی امارگی یعنی شرارت سے باز آکر مطمئنہ بن جاوے اور اس کا رجحان شریعت کی طرف بالکلیہ ہو جائے اور شریعت کو پوری تصدیق کرے۔ اگر کہا جائے کہ یہ کہنا کہ ایمان قلب

Marfat.com
Marfat.com

اور نفس دونوں کے رجحان ومیلان کا نام ہے ۔ اور ایمانِ حقیقی نفس ہی کی تصدیق ہے ۔ ٹھیک نہیں کیونکہ معقولیوں اور فلسفیوں کے خلاف پڑجاتا ہے ۔کیونکہ وہ قابل نہیں ۔اس بات کے لئے صرف نفس کی تصدیق ہی ایمان ہے قلب کا انہوں نے نام بھی نہیں لیا۔ تو جواب دیا جائیگا ۔کہ تم اپنے منطقی اور فلسفی ڈھکوسلوں کو کہیں اور جگہ چلانا ۔ اُن کا یہ خیال خام کسی اور جگہ کام دیگا ۔یہاں کی چیزوں کو ہمارے صُوفیہ خوب جانتے ہیں ۔ وہ حضرات سیر وسلوک کے ذریعہ تمام لطائف بالتفصیل ایک ایک کو الگ سمجھتے ہیں ۔اور نفس کو قلب سے اور قلب کو رُوح سے اور رُوح کو سر سے اور سر کو خفی سے اور خفی کو اخفیٰ سے ممتاز سمجھتے ہیں ۔لیکن معقولیوں کو نام کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ۔ وہ لوگ نفسِ امّارہ کو سب سے بڑی چیز گمان کرکے مجردات میں شمار کرتے ہیں اور قلب رُوح سر خفی ، اخفیٰ کی کوئی تفصیل نہیں ۔

اسی رسالہ مکتوبات کے مکتوب نمبر ۲۲ کے تحت لکھتے ہیں ۔میں پاکی اس خدا کی بیان کر رہا ہوں ۔جس نے نور (رُوح) کو ظلمات (نفس) کے ساتھ وابستہ کیا ۔ اور لامکانی رُوح کو مکانی (نفس) کے ساتھ وابستہ کیا ۔ اور لامکانی (روح) کو مکانی (نفس) کے ساتھ ۔ اور اسی کی محبت میں گرفتار کیا ۔ وغیرہ وغیرہ

غوث اعظم حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فتوح الغیب کے ۶۲ ویں مقالہ میں فرماتے ہیں :۔ ضاق لی الامر لو جعلنی [illegible] النفس [illegible] وظلمت الحکمۃ :۔ ترجمہ: سخت ہوا میرے اوپر کام اپنی [illegible] اپنے بوجھ کے اور طلب کیا اس نے میری راحت کو ۔ [illegible] بیان کے مطابق نفس ، رُوح ، سر، خفی ، اخفیٰ ، یہ سب میں ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں ۔

جناب شیخ مولانا عبدالحق محدث دہلوی [illegible] ارشاد [illegible] جیلانی کی "فتوح الغیب" کا ترجمہ کیا ۔ اس کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیے [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

غصّہ وغیرہ پیدا ہوتا ہے۔ جو چیز لذت و تکلیف کا احساس کرتی ہے اس کا نام نفس ہے وہ قلب میں پیدا ہو کر تمام بدن میں اپنی گرمی پہنچا دیتا ہے۔ یعنی وُہ ایک لطیفہ ابخرہ ہے۔ جو حرارت جسمانی کیوجہ سے اُٹھتا ہوا ہر ہر رگ میں سرایت کرتا ہوا سارے بدن میں پھیل جاتا ہے جو اس جسم سے ادراک کرنا اسی کا کام ہے۔ بھوک پیاس، مرض ارادہ اسی کو ہوتا ہے۔ اس کو یونانی حکماء نے روح حیوانی سے تعبیر کیا ہے یہی واحد سبب ہے۔ انسان اور انسانیت کے باہمی اجتماع کا اسی واسطے کہ دونوں کے ساتھ اس کو مناسبت ہے اور جب تعلق عورت کا مرد سے ہے۔ ملیا ہی رُوح کو نفس سے ہے ان کے اجتماع سے لطیفہ قلب پیدا ہوا ہے۔ ہمکو دونوں سے تعلق ہے جسطرح نفس سے اس کو تعلق ہے۔ اسی طرح روح سے ہے۔

حضرت پیر دستگیر قدس سرہٗ نے بیان فرمایا کہ میں نے نفس کے متعلق بہت تحقیق کی علماء اس بارے میں مختلف خیال رکھتے ہیں۔ لیکن اب تک میں کسی نتیجہ پر جو صحیح ہو نہیں پہنچ سکا۔ نفس کیا چیز ہے۔ اب تک کوئی تحقیق نہ ہوا۔ ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ میں حضورؐ کے دربار میں حاضر ہوں۔ اور وہاں بہت سے بزرگانِ دین جلوہ افروز ہیں۔ اُن سے میں نے نفس کے بارے میں دریافت کیا۔ ان میں سے کسی نے کچھ بیان کیا اور کسی نے کچھ۔ بعد میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حق تعالےٰ نے جسدِ انسانی کو اربعہ عناصر سے آب۔ خاک۔ آتش۔ ہوا۔ سے پیدا کیا۔ ان کے باہم اختلاط و امتزاج کو نفس کہتے ہیں۔ اسلیے یہ معلوم ہوا۔ کہ نفس اربع عناصر کا نام نہیں۔ بلکہ وہ کوئی دوسری چیز ہے۔ اگر کوئی کہے کہ نفس اربع عناصر کوئی دوسری چیز نہیں۔ بہت سے بہت اربع عناصر کا کمال یا اس کے اخلاق کا نام ہے۔ سو جواب میں یہ کہا جائیگا۔ کہ کسی چیز کا کمال وہ چیز تو نہیں۔ ذات اور چیز ہے۔ اور کمال اس کا دوسری چیز ہے۔ کمال کبھی ذات نہیں ہو سکتا۔ دونوں مترادف ہیں حقیقت یہ ہے کہ چند حقائق چیزوں کو ایک جگہ جمع کر

Marfat.com
Marfat.com

دی جائیں۔ اور اُن کا باہمی اخراج ہو جائے تو اس سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے لیکن اُن میں ہر ایک کے خواص و آثار الگ الگ معلوم ہونگے۔ جب ان کو علیحدہ طور پر دیکھا جائے یہ معمہ مثال سے حل ہو سکتا ہے۔ دیکھئے پارہ اور گندھک کو ممتزج کرنے سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے لیکن وہ تیسری چیز نہ پارہ ہے اور نہ گندھک اور اسکے آثار و خواص بھی پارہ اور گندھک سے نہیں ملتے۔ لہٰذا پارہ اور گندھک الگ الگ چیزیں ہوئیں۔ اور اِن کے اختلاط سے ایک تیسری چیز پیدا ہوئی جس کے آثار بھی دونوں سے الگ ہونگے۔ اسی طرح عناصر اربعہ کے امتزاج سے نفس پیدا ہوا ہے تو نفس اور چیز ہوا۔ اور عناصر اربعہ دیگر چیز۔

ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ نفس کو فنا کر دے۔ ایک شخص نے فنا کا دعویٰ کیا تھا تب بزرگوں نے اس سے دریافت کیا۔ کہ شہد کا مزا کیسا ہے۔ جواب دیا کہ میٹھا ہوتا ہے بزرگان نے فرمایا کہ ابھی تک تم کو فنا کا درجہ حاصل نہیں ہوا۔ جب کہ تمہیں شہد کا ذائقہ معلوم ہے۔ کہ کیسا ہے۔

نفس کو پاک اور فنا کرنے کی چار صورتیں ہیں :- اولیٰ۔ آخریٰ۔ جلیٰ۔ خفیٰ۔ اولیٰ یہ ہے کہ اپنے آپ کو کسی کے سامنے محتاج نہ بنائے۔ تمام دنیا سے مستغنی ہو۔ بس خدا ہی خدا سے معاملہ ہو۔ اور خدا ہی کو تمام چیزوں کا مقال سمجھے۔ اور آخریٰ یہ ہے کہ نفس کو اپنا تابع بنا لیا جائے۔ اس کی وجہ سے کسی کے سامنے دست درازی نہ کرے۔ غرض تمام عالم سے مستغنی ہو۔ اور ایک لحظہ کیلئے بھی خدا کو [illegible] بلکہ ہر آن ہر وقت اُس کی محبت و عشق میں مست اور [illegible] آئے۔ اُس کی محبت میں غرق ہو کر تمام دنیا و مافیہا کو بھی بھول جائے۔ حتیٰ کہ اپنے آپ کو بھی فراموش کر دے۔

اور جلیٰ یہ ہے کہ جو چیز اپنے لئے بہتر اور موافق مصلحت کے ہو۔ اسکو دوسرے

Marfat.com
Marfat.com

کے لئے بھی مصلحت نہیں سمجھتا ہو۔ اور اُسکی ہر نقل و حرکت شریعت کے دائرے میں محدود ہو۔ اس واسطے کہ بغیر شریعت کے صرف اپنے علم و فہم سے نفس دنیا نہیں ورنہ پنڈت اور صاحب علم لوگ کافر نہ ہوتے۔ حاصل یہ کہ اس میں حُبِ اللہ و بغض فی اللہ کا لحاظ ہوتا ہے اور خفی یہ ہے۔ کہ تمام چیزوں کو خدا کی مخلوق سمجھکر کسی کو بُرا نہ سمجھے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کا نفع پہنچانے کی کوشش کرے۔ یہ تمام حاصل ہوجانیکے بعد نفس مطمئنہ بن جاتا ہے۔ بغیر اس کی طہارت اور تزکیہ کوئی صورت نہیں نجات کی۔

ہر شخص کو چاہیئے کہ نفس کو اپنا جانی دشمن خیال کرکے عدم اعتماد برتاؤ کرے کہ کما فی الحدیث القدسی عاد نفسک فانها انتقمت بمعادای "یعنی تم اپنے نفس سے دشمنی رکھا کرو۔ اسواسطے کہ وہ قائم ہوا ہے۔ میری نافرمانی کرنیکے لئے لہذا اگر خدا سے ملنے کا شوق اور ارادہ ہو۔ اور خدا کے مقبول بندوں میں شمار ہونا چاہو۔ تو نفس کے ساتھ علاوت کرو۔ ہر کام میں اس کی مخالفت کرو۔ عبادات میں نفس کو ناگوار ہوتی ہے۔ تم اس کی پرواہ مت کرو اور کمر ہمت باندھکر کام کئے جاؤ۔

مومنین اور مراقبین جب نیک اعمال کرتے ہیں۔ اور نافرمانی اور گناہ کیطرف نہیں جاتے۔ تب نفس اپنی شرارتوں کو چھوڑ کر قلب کا ہم رنگ ہوجاتا ہے۔ یعنی قلب کے انوارات و برکات کو اخذ کرتا ہے۔ اور اُن کے قلوب روح کی کیفیات کو قبول ہوتی ہیں۔ اور روح سیر کے کمالات سے پُر ہوجاتی ہے۔ پس اسی قسم کے حالات سے فنا حاصل ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد بقا ملتی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

لطیفۂ قالبی

لطیفہ قالب ہر چہار عناصر کے مجموعہ کا نام قالب ہے۔ بعض قالب اور نفس کو ایک ہی کہتے ہیں۔ جیسے کہ باپ بیٹا قالب ہیولا ہیت جسمیہ ہے اور اس ہیولے جسمیہ کا نام نفس ہے۔ یہ قالب لطائف عشرہ سے مزین ہے۔ پانچ لطائف امر اور پانچ لطائف خلقی [illegible] غوث الاعظم صاحب رضی اللہ عنہ کہ اس وجودی قالب میں پچاس ہزار لطائف کا مجموعہ ہے۔ دماغ سینہ ناف وغیرہ اعضاء ان کے ساکن ہیں۔ اسی پر حدیث میں ارشاد ہوا ہے ۱ لا لسان مرۃ الرحمن اور خلق الادم [illegible] صورتہٖ اسی کی مصداق ہے۔

نور اس کا بیرنگ ہے۔ کیونکہ مجموعہ میں اختلافات رنگ ایک صورت پر نہیں ہوتے۔ اور جدا گانہ مخصوص ہیں۔

لطیفۂ قالب کی بالکلیہ سیر و تحقیق علم الٰہی میں ہے۔ قطب ربانی اللہ احسن الخالقین اسی مجموعہ لطائف کا ترکیبی امتزاج و عمل [illegible] نظام قدرت قالب میں ودیعت کیا گیا ہے۔ جن میں بعض لطائف [illegible] تعلیم مشائخ و عظام کے سپرد کی گئی جس [illegible] کا دارو مدار ہے۔ اسی کو سلوک کہتے ہیں

Marfat.com
Marfat.com

نقشہ لطائف العشرہ فی الوجود الانسان متعلق سلوک

نام لطیفہ	مقام لطیفہ	رنگ	نام نبیؑ جس کے زیر قدم ہے	فیض	مشرب	کیفیت
قلب	زیر پستان چپ دو انگل نیچے مائل بہ پہلو۔	زرد	حضرت آدم علیہ السلام	فیض تجلیات صفاتیہ	عشق	اس کی تسخیر سے جنات عمدن اور سیر ملکوت کا مشاہدہ ہوتا ہے
روح	زیر پستان راست نیچے دو انگل مائل بہ پہلو	سرخ و سہنہ	حضرت نوح و ابراہیمؑ	فیض تجلیات صفاتیہ	عشق	اسمیں قرب عالم الارواح سے ہوتا ہے۔
سر	برابر پستان چپ دو انگل طرف سینہ	سفید	حضرت موسیٰ علیہ السلام	فیض تجلیات ذاتیہ	محبوبی	اسمیں تسخیر حقایق معانی اور علوم عقلیہ و ہندسیہ کی سیر ہوتی ہے۔
خفی	برابر پستان راست دو انگل طرف سینہ	سیاہ	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	فیض تجلیات	عبدیت	عالم قدسیہ مسخر ہوتا ہے اور عالم صفات میں سیر ہوتی ہے۔
اخفیٰ	درمیان قلب روح	سبز	حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	فیض تجلیات جامع	محمدی مشرب	اللہ سے مستحق ولایت و خلافت الٰہیہ و جذبات کا ہوتا ہے۔
نفس قالب	درمیان پیشانی سے زیر ناف تک	بیرنگ	زیر قدم باریتعالیٰ ایضاً			شجر نفوس ملکیہ و سیر افلاک و کواکب ہوتی ہے!
آگ باد	وجود	بے رنگ	ایضاً			
آب						
خاک						

Marfat.com
Marfat.com

نقشہ لطائف دیگر متعلقہ عقائد ہنود معتقدین مشائخ اسلام

طریق مراقبہ ذکر لطائف یہ ہے۔ کہ طالب دوزانو ہو کر نہ بیٹھے۔ اور دونوں ٹخنوں کے نیچے بطریق مربع بیٹھ کر رکھے۔ اور سانس کو اوپر کی طرف کھینچ کر ناف کے گرد روک لے اور بالکل خاموش رہے۔ اور باطن میں ذکر کا فکر کرے۔ اور تصور مقام لطیفہ پر رکھے اور احتیاط رکھے کہ نفس پیاز گوشت وغیرہ نہ کھائے کم سوئے اور کم کھائے اور سوتے وقت پیٹ لیٹے۔ کسی پہلو کروٹ نہ لے بہت جلد مقصود حاصل ہوگا۔ اور لطائف اس کے جاری ہو جائیں گے۔ اور بہت سے بھیدوں کا انکشاف ہوگا۔ قسم ذکروں کی حسب ذیل ہے۔ مگر علماء کے نزدیک سات لطائف ہیں۔ اس لئے ان کا اظہار کیا جاتا ہے۔

نام مقام وجود	کلمہ ذکر	معنی کلمہ	تعلق بہ سیارہ	کیفیت ذکر فوائد آں
مقعد	ھوَاَمُ	یا رَبّ	زحل	اس کلمہ کے ذکر کو دل میں دم بدم بے زبان سے کہے تمام خواہشات دور ہو جاتی ہیں
میان حنتین	اوَاَمُ	یا قدیرُ	مشتری	جو کچھ ارادہ کرے مقصد کو پہنچے۔
ناف	آھین	یا خالق	مریخ	اس ذکر سے علم باطن و تسخیر علوی و سفلی حاصل ہوتا ہے
دل	نسرین تزین	یا کریم یا رحیم	آفتاب	اس ذکر سے طالب صاحب دل بنجاتا ہے اور غیب کا مشاہدہ کرتا ہے
حلقوم	آمیتَ	یا مسخر السموات والارض	زہرہ	اس ذکر سے زمین و آسمان کی درمیانی شے مطیع ہو
پیشانی نزد میان ابرو	لوم	یا علیم	عطارد	اس سے جملہ اشیاء کی حقیقت کھلتی
سر و دماغ	ھنسا	یا حیُّ	قمر	اس ذکر کو چاہیئے کہ دائیں بائیں طرف کا تصور کرے

اس حکم کا دھیان دل میں کرے تمام جسم کے اندر باہر دورہوں۔ پانی میں غرق نہ ہو آگ میں نہ جلے اور تلوار تیر وغیرہ کا اثر نہ ہو۔ اور خود غائب ہو اور خود پیدا ہو۔

Marfat.com
Marfat.com

لمعہ یازدہم ذکر طریق احدیت و مراقبات وغیرہ

لَا۔ نہیں اِلٰہ کوئی مقصود میرا۔ اِلَّا اللّٰہ۔ بغیر ذات پاک کے محمد رسول اللہ الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو محبت و معرفت اپنی مجھ کو عطا فرما۔

نسبت مراقبہ احدیت

فیض احدیت کا آتا ہے۔ اُس ذات پات سے جو بچون بیچگون ہے اور مجمع جمیع صفات و کمالات ہے، اور منزہ ہے جمیع نقصانات و عیوب سے۔ حاضر و ناظر ہے۔ یومنون بالغیب آمنت بالغیب اس مقام کے فیضان کا مورد لطیفہ نفس ہے۔

طریق ذکر معیت

لَا نہیں اللہ کوئی مقصود و معبود و مطلوب میرا اِلَّا اللّٰہ بغیر ذات پاک کے محمد رسول اللہ الٰہی مقصود و معبود و مطلوب من توئی و رضا تو محبت و معرفت اپنی مجھ کو عطا فرما۔

نسبت مراقبہ معیت

فیض معیت کا آتا ہے۔ اُس ذات سے جو میرے اور میرے ہر لطیفہ کے ساتھ اور ہر ذرہ ذرات کائنات کے ساتھ وھو معکم اینما کنتم اس مقام کے فیضان کا مورد لطیفہ قالب ہے

ذکر اقربیت

لَا نہیں اِلٰہ کوئی اقرب قریب نہ رقیب میرے اِلَّا اللّٰہ بغیر ذات

Marfat.com
Marfat.com

پاک محمد رسول اللہ الٰہی اقرب قریب نزدیک من توی ورضائے
تو محبت و معرفت اپنی مجھ کو عطا فرما۔

نیت مراقبہ اقربیت

فیض اقربیت کا آتا ہے۔ دائرہ ۵ اسما و صفات اوپر لطیفہ نفس میرے
کے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۵

ذکر محبت اول

لا نہیں اللہ کوئی محب میرا الا اللہ بغیر ذات پاک کے محمد
رسول اللہ الٰہی محبوب من توئی ورضائے تو محبت و معرفت تو اپنی مجھ کو
عطا فرما۔

نیت مراقبہ محبت اول

فیض محبت اول کا آتا ہے۔ دائرہ اصل اسما و صفات سے اوپر لطیفہ
نفس میرے کے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ

ذکر محبت ثانی

لا نہیں اللہ کوئی محب و محبوب میرا الا اللہ بغیر ذات پاک کے محمد
رسول اللہ الٰہی محبوب و محب من توئی ورضائے تو محبت و معرفت اپنی
مجھ کو عطا فرما۔

نیت مراقبہ محبت ثانی

فیض محبت ثانی کا آتا ہے۔ دائرہ اصل اصل اسما و صفات سے اوپر
لطیفہ نفس میرے کے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ

نیت مراقبہ اسم ظاہر

فیض اسم ظاہر کا آتا ہے۔ اوپر چھ لطائف میرے کے پانچ لطائف عالم امر

Marfat.com
Marfat.com

اور ایک لطیفہ نفس کے ھوالاوّل وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ

نیّت مراقبہ اسم الباطن

فیض مسمی اسم الباطن کا آتا ہے۔ اوپر آتش باد آب تین عنصر میری کے۔ سُبْحَانَ الذی
سَکَبَنِیْ مِنَ الشَّلْجِ وَالْمَاءِ

نیّت مُراقبہ شرح صدر

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ
وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔ اے خدایا کھول دے تو سینہ میرا جیسا کہ کھولدیا تو نے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی جناب کا سَبَبِ الشَّرْحِ لِیْ صَدْرِیْ کَمَا شَرَحْتَ صَدْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

نیّت مُراقبہ نبوّت

فیض تجلی ذاتی دائمی کا آتا ہے۔ دائرہ کمالات نبوت سے اوپر عنصر خاک میری کے

نیّت مُراقبہ رسالت

فیض تجلی دائمی ذاتی کا آتا ہے۔ دائرہ کمالات رسالت سے اوپر ہیت وحدانی میری کے

نیّت مراقبہ اولوالعزم

فیض تجلی ذاتی دائمی کا آتا ہے۔ دائرہ کمالات اولوالعزم سے اوپر ہیت وحدانی میری کے

نیّت مراقبہ حقیقت کعبہ

فیض حقیقت کعبہ کا آتا ہے دائرہ حقیقت کعبہ سے جو عبارت ہے شان مسجودیت ذات
لجمیع الممکنات سے اوپر ہیت وحدانی میری کے

نیّت مُراقبہ حقیقت قرآن

فیض حقیقت سے قرآن کا آتا ہے۔ دائرہ حقیقت قرآنی سے جو عبارت مبدع وسعت
ذات پاک سے ہے۔ اوپر ہیت وحدانی میری کے

Marfat.com
Marfat.com

نیّت مراقبہ حقیقت صلوٰۃ

فیض حقیقت صلوٰۃ کا آتا ہے۔ دائرہ حقیقت صلوٰۃ سے جو عبارت کمال وسعت ذات پاک سے ہے۔ اوپر ہیت وحدانی میری کے

نیّت مراقبہ معبودیت صرفہ

فیض معبودیت صرفہ کا آتا ہے دائرہ معبودیت صرفہ سے اوپر قوت نظریہ میری کے

نیت مراقبہ حقیقت ابراہیمی

فیض حقیقت ابراہیمی کا آتا ہے۔ اُس ذات پاک سے جو منشا حقیقت ابراہیمی کا ہے اوپر ہیت وحدانی میری کے

نیّت مُراقبہ حقیقت موسوی

فیض حقیقت موسوی کا آتا ہے۔ اُس ذات پاک سے جو منشا حقیقت موسوی کا ہے اوپر ہیت میری کے

نیّت مُراقبہ حقیقت عیسوی

فیض حقیقت عیسوی کا آتا ہے۔ اُس ذات پاک سے جو منشا عیسوی کا ہے۔ اوپر ہیت وحدانی میری کے

نیّت مُراقبہ حقیقت محمدی

فیض حقیقت محمدی کا آتا ہے۔ اُس ذات پاک سے جو منشا حقیقت محمدی کا ہے۔ حقیقت وحدانی میری کے۔

نیت مراقبہ حقیقت احمدی

فیض حقیقت احمدی کا آتا ہے اُس ذات پاک سے جو منشا حقیقت احمدی کا ہے اوپر ہیت وحدانی میری کے

نیت مراقبہ حُب صرفہ

Marfat.com
Marfat.com

نیت مراقبہ لاتعین

فیض لاتعین کا آتا ہے اُس ذات پاک سے جو منزہ اور برتر ہے جمیع
شیونات لاتعین سے اوپر قوت نظریہ میری کے +

نقشہ مقامات طریقت

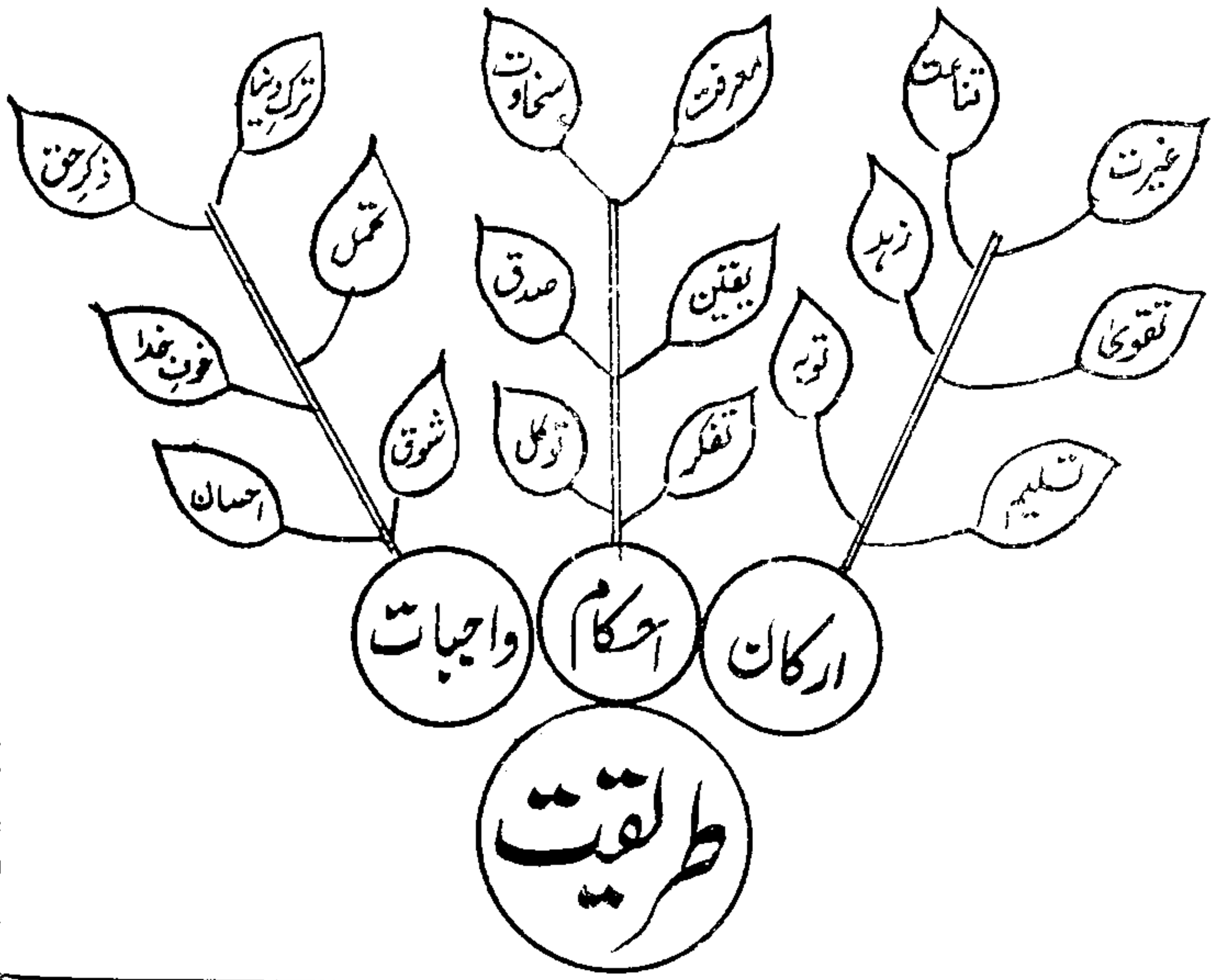

Marfat.com
Marfat.com

فہرست موجدان اجرائے طریقت معہ نام مقام وصال وغیرہ

سن ہجری	نام موجد	نام طریقہ	نام مقام	سن ہجری	نام موجد	نام طریقہ	نام مقام
سنہ ۱۴۹ ہجری	شیخ لون صاحب	الوانیہ	جدہ	سنہ ۷۴۶ ہجری	حاجی بخشین	بخشیشیہ	دمشق
سنہ ۱۶۱ ہجری	ابراہیم بن ادہم	ادھمیہ	دمشق	سنہ 〃	عمر خلوتی	خلوتیہ	شہر قہر
سنہ ۳۶۱ 〃	بایزید بسطامی	بسطامیہ	بسطم	سنہ ۸۳۶ 〃	شیخ زین الدین	زینبیہ	قیصریہ
سنہ ۵۶۱ھ 〃	شیخ عبدالقادر جیلانی	قادریہ	بغداد	سنہ ۸۷۰ھ	شیخ احمدؒ عبدالحق	بابیہ	کوفہ
سنہ ۵۷۲ھ 〃	سید احمد رفیع	رفیعیہ	بغداد	سنہ ۸۷۶ھ	حاجی بدامی	بدامیہ	ایڈریانوپل
سنہ ۶۷۲ھ 〃	مولنا جلال الدین رومی	موسویہ	مکہ معظمہ	سنہ ۸۹۹ھ 〃	اشرف رومی	اشرفیہ	انگورہ
سنہ ۶۷۵ھ 〃	ابوالفتن احمدؒ	یداویہ	کیفہ	سنہ ۹۰۳ھ 〃	ابوبکر رفعی		
سنہ ۹۱۹ھ 〃	شیخ محمدؒ	نقشبندیہ	تاتار و مصر	سنہ ۹۳۶ھ 〃	یوسف بلالی	سہلیہ	اسپوسنل
سنہ ۹۳۶ھ 〃	شیخ سعدیہ الدین	سعدیہ	قصر عرفان	سنہ ۹۴۰ھ	ابراہیم گلشنی	گلشنیہ	اسنول

Marfat.com
Marfat.com

فہرست موجدان اجرائے طریقت معہ نام و مقام وصال

سن ہجری	نام موجد	نام طریقہ	نام مقام
سنہ ۹۰۱ ہجری	شیخ شمس الدین	آگہیت	قاہرہ
سنہ ۹۰۹ ھ	ایم شستن	ام سینہ	میگھیا
سنہ ۹۸۸ ھ	پیر رفتاری	جلوتیہ	قسطنطنیہ
سنہ ۱۰۰۱ ھ	شیخ حسن الدین	عاشقیہ	یروسا
سنہ ۱۰۱۰ ھ	شیخ شمش الدین	شمسیہ	مدینہ
سنہ ۱۰۷۹ ھ	علیم ستن امی	ستسن اُمیہ	انوانی
سنہ ۱۰۸۰ ھ	شیخ محمد نیاز	نیازیہ	ملتمس
سنہ ۱۱۳۲ ھ	مُراد شامی	مُرادیہ	قسطنطنیہ
سنہ ۱۱۴۶ ھ	سید نورالدین	نورونیہ	قسطنطنیہ
سنہ ۱۱۶۴ ھ	شیخ جمال الدین	جمالیہ	قسطنطنیہ

Marfat.com
Marfat.com

لمع دوازدہم - طریق ذکر مراقبہ ومقامات سیر

طالب کو اجرائے لطائف خمسہ کے تین شغل بتائے جاتے ہیں۔ اول ذکر اسم ذات جس کا طریقہ یہ ہے۔ کہ طالب اول اپنے دل کو خطرات وخواہش نفسانی سے صاف کرے۔ اور ہر قسم کے کفر ودر خیال ماضی وحال کو دور کرے۔ اور شیخ طریقت کے تصور کو اپنے قلب کا معاون بنا کر ذات حقیقی کیطرف تضرع وزاری سے دھیان لگائے۔ اور ذکر اسم ذات یعنی اللہ اللہ میں مشغول ہو لیکن وقوف قلبی کا ضرور خیال رکھے۔ اور یکسوئی قلب سے اللہ کی طرف لو لگائے۔ اور آواز قلب لفظ اللہ کا تصور باندھ کر ذکر کو جاری کرے۔ یہاں تک کہ کثرت تشاغل سے انوارات الٰہی قلب پر گرنے لگیں۔ اور قلب پر تو انوار سے منور ہو کر مثل آفتاب نظر آئے۔ اسی طرح لطیفہ روح وسر وخفی واخفی اسم ذات کی مشق کرے۔ اسکے بعد لطیفہ نفس پر کہ محل اس کا پیشانی ہے۔ ذکر کرے۔ پھر تمام بدن پر شوق بڑھائے۔ یہاں تک کہ رگ وریشہ اور بال بال سے اللہ ہی اللہ کی آواز محسوس ہو۔ اور اس آواز و لطائف کو اپنے خیال میں سمجھ لے۔ اور اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کہتے سنتے یہی آواز جاری رہے اس شغل کو سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ کہ جملہ اذکار و لطائف اس کے ماتحت ہیں۔ اس خصوصیت وتشاغل اذکار کے نسبت حضرت مرشدنا مولانا علیہ کیا عمدہ کلام فرماتے ہیں۔

کر دھن رے دنیا اپنی دھن — پرائی دھن کا پاپ نہ بن
روئی کو دھن کر لیسی کرلے — سگری تا تت کرلے تن تن

Marfat.com
Marfat.com

تیری رُوئی کے چار بنولے　　سب سے پہلے انکو چُن
دُھن لے دُھنیا تو اپنی دُھن
رُوئی کو دُھن کر سُوت کو بُن　　کر پاگ پیا پیالے کی بُن
یار سے ملنا بہت کٹھن ہے　　جوں لکڑی کو کھائے گھُن
فرید پیا سے ملنا جب ہو　　آنکھ کان کو کر لے سُن
دُھن لے دُھنیا تو اپنی دُھن

طالب جب اس درجہ پر محویت کیساتھ عبور کرتا ہے تو پھر بجز ذات باری اُسے کچھ نظر نہیں آتا۔ اور سب کچھ بھول جاتا ہے۔ بھلے شاہ علیہ الرحمتہ اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

جن ملنا ں عشق نمازیاں پھر اوہ کی پڑھ پڑھاوے ۔ نڑوا پھر ذا لہندا سوندا وحدت دے۔
وچہ لاوے غوطہ۔ بھلے نماز نے تسبیح لوٹا وضو کی کرے کراوے ۔ بند جو کیتے لو دروازے
باجن لاگے اندیا جے ۔ سمدا نیک اندر اجے اُٹھے غیر دم جان نہیں پاوے ۔
جہاں نو عشق دا ہو یار شاہ ۔ چودہ علم وکیا کنارہ ۔ کھل گیا۔ درس حقیقت سارا اُٹھے
عقل فکر اُڑ جاوے بھلے شاہ نور یہ رمز پائی ۔ انا الحق دی دیندا دُہائی جتھے ویکھاں
اوتھے ذات الٰہی ۔ اوہ خود ن خدا دکھلاوے ۔

مگر یہ منتہی لوگوں کا ذکر ہے طالب کیلئے ذکر اسم ذات کی پہلے قلب میں مشق دلائی جاوے ۔ پھر بتدریج لطائف خمسہ طے کرنیکے مذکورہ بالا کاملیات بھلے شاہ علیہ الرحمتہ کا مصداق بن جاتا ہے ۔ ذکر اسم ذات کے بعد طالب کو ذکر نفی و اثبات کی تلقین ہوتی ہے جس سے مشاہدات فنا و بقا کا معائنہ کرنا ہے ۔ مگر کلمہ طیبہ کو باطنی مفہوم کے مطابق ادا کرے اور شغل اختیار کرے اور یہاں تک مشق بڑھائے کہ لا الٰہ کہنے پر غائب اور الا اللہ کہنے پر حاضر ہو جائے ۔ نفی اثبات کے معنی بھی حاضر و غائب کے ہیں

Marfat.com
Marfat.com

؎ کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

ذکرِ نفی میں خیال کو فنا کیطرف رجوع کرے۔ اور اپنے وجود کو فانی جان کر حدِ خیال سے بھی نکال دے۔ اور جان لے کہ ذکرِ نفی صرف حَدِّ خیال سے ادا ہو رہا ہے۔ اور وجود نیست ہے۔ تب ذکر میں وجود غائب کرنے کا کمال پیدا ہوتا ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اوّل اپنے دم کو ناف کے نیچے حصر کرے۔ اور لفظ لا کو وہاں سے لاکر پیشانی پر چھوڑے۔ یہی سانس کے رفتار کی آواز ہے۔ یعنی جب نیچے کا سانس اوپر کو آتا ہے۔ تو لَا کی آواز پیدا کرتا ہے۔ اور اُوپر کا سانس نیچے کی طرف جاتا ہے جس سے اَل کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ دونوں آوازوں کو سانسوں کے ساتھ مسلسل کرکے اَل و لا کی آواز کو حرکت دے۔ تو دونوں لفظ مِل کر اللہ کا نام عیاں کرتے ہیں۔ اور ہائے کی آواز دم کے خارج ہوتے سے حلق کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے۔ اور یہی الم اسم اعظم ذات پاک کا ہے۔ انہی دو حرفوں سے نفی و اثبات ظاہر ہیں۔ یعنی لام سے لا بہ معنی نفی و الف سے اللہ بہ معنی اثبات الف حروف اثبات اسمِ ذات تقدس تعالےٰ ہے جس کے معنی اکیلے کے ہیں اور وحدہٗ لاشریکہٗ اس کی خاص ذاتی صفت ہے۔ اور بیت ایک سیدھا خط بہ شکل الف ہے نہ متحرک ہے نہ منقوط نہ کسی علامت [illegible] سے مرکب ہے۔ جملہ حروف تہجی میں الف ہی سید [illegible] ہے۔ اور جس قدر الفاظ حرفوں سے بنتے ہیں۔ یہ الف اوّل میں سب سے علیحدہ رہتا ہے۔ اور آخیر میں سب سے ملتا ہے۔ سب حروف اس کے تابع ہیں یہی الف امر میں بھی، اسلام میں بھی، اللہ میں بھی، احد اور احد میں

Marfat.com
Marfat.com

اور ازل و ابد الست وغیرہ جملہ جز و کل میں شامل ہے ۔ ؎

ہر گیاہے کہ از زمین روید وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

ہر ہیئت وجود بھی انہی تین حرفوں الف لام ح سے مرتب ہے جیسے فرمایا ہے :۔ خلق الادم علیٰ صورتہٖ ۔ یہی عرش اعظم سے منسوب ہے لام و میم اسکی صفت جلال و جمال ہیں ۔ اور ان صفات جلالی و جمالی کا تعلق عین ذات سے ہے ۔ جو الف سے عیاں ہے ۔!

کتاب شمس المعارف والکبریٰ میں حضرت امام احمد بن علی بونی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بسم اللہ شریف میں حروف الف ملا ہوا ہے اور مخفی ہے ۔ اور الحمد میں علیحدہ اور باطن و ظاہر اسی حرف الف کی آواز ہر جاندار و بے جان کے اندر محسوس ہے ۔ یہی اس کی باز ہے ۔ جب کوئی دم یا سانس یاد سے غافل ہوتا ہے ۔ تو انسان مرجاتا ہے اور وہ دم بھی مردہ بن جاتا ہے شجر گر جاتا ہے ۔ حس و حرکت بھی ۔ یہ آواز ہر شے سے عیاں ہوتی ہے ۔ چنانچہ کسی نے فرمایا ہے ۔ ؎

چناں کن اسم را در جسم پنہاں کہ گرد و چوں الف در لسم پنہاں

قرآن پاک کی ابتدا بھی الف سے ہے ۔ یہ ایک اسرار پنہانی ہے ۔ اور اس کا انکشاف خاصانِ خدا کو حاصل ہے ۔ واللہ اعلم

المختصر جب طالب لفظ لاکو ناف سے لاکر پیشانی پر چھوڑے اور بلا وقفہ وہاں سے لفظ الٰہ کو کتف راست پر لیجا کر بقوت تمام گھن پہ ضرب لگاتا ہے ۔ یہی مثال دھوبی کی ہے ۔ کہ کپڑے کو صابن لگاتا ہے اور پتھر پر رکھتا ہے ۔ اور پھر ہُو چھوُ کی ضرب لگاتا ہے ۔ جس سے تمام میل کچیل نکال کر کپڑا صاف ہو جاتا ہے ۔ مگر طالب کو یہ خیال ضرور

Marfat.com
Marfat.com

چاہیئے۔ کہ ضرب اِلاَّ اللہ اِس خیال وقوت سے لگائی جائے۔ کہ لطائف خمسہ اس ضرب سے لغزش میں آئیں۔ جیسے کہ لوہار جب گھن کیطرف ضرب لگاتا ہے۔ اور آس پاس کی زمین بھی لرزتی ہے اور اگر دم بند کرکے یہ ذکر کریں۔ تو ہر دم کے ساتھ پانچ یا سات یا گیارہ یعنی طاق ضربیں لگیں۔ اور دم کو چھوڑ کر محمدؐ رسُول اللہ کہے۔ تاکہ کلمہ پورا ہو جائے۔ اِس ذکر سے تصفیہ باطن کا ہو جاتا ہے اور لطائف خمسہ پہ انوارات الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

لطیفہ اول قلب ہے۔ جس کا رنگ زرد ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کے قدم کے نیچے ہے۔ اور فیض اس کا تجلیات صفات افعالیہ سے ہے اور آدمی المشرب ہے۔ اِس کی تسخیر سے سیر جبروت ملکوت، ہوتی ہے۔ دوسرا لطیفہ رُوح ہے۔ نُور اس کا سرخ ہے حضرت نوح علیہ السلام وحضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم سے تعلق ہے۔ اور ابراہیمی المذہب ہے۔ اِس کا تصرف عالم ارواح میں ہوتا ہے اور اس کا فیض تجلیات صفات ثبوتیہ ہے۔

تیسرا لطیفہ سِر ہے۔ نور اِس کا سفید مثل رُوئی کے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نسبت ہے فیض اِس کا تجلیات صفات سلبیہ ذاتیہ سے ہے۔ موسوی المشرب ہے۔ اِس میں تفسیر [illegible] وعلوم عقلیہ فائیہ کی ہے۔

چوتھا لطیفہ خفی نور اس کا سیاہ ہے [illegible] علیہ السلام سے منسوب ہے۔ اِس تجلیات صفات سلبیہ کا فیض ہوتا ہے۔ اِس سے عالم مذہب مسخر ہوتے ہیں۔ اور طالب کو عالم صفات کی سیر ہوتی ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

پانچویں اخفیٰ نُور اس کا سبز ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے فیض اس کا تجلیات صفات شان جامع ہے ۔ محمدی ملت ہے ۔ کُل کائنات کی تسخیر ہوتی ہے ۔ طالب سرفراز ہوتا ہے ۔ جذبات حق سے اور مستحق ولایت وخلافت اللہ کا ہوتا ہے ۔ اور دین ودُنیا کا بادشاہ ہوتا ہے ۔ اور انہیں لطائف خمسہ کے مقامات عالم امر میں ناسُوت وملکوت وجبروت ولاہوت ہاہوت سے منسوب ہیں ۔ جب لطیفہ قلب کو طے کرلیتا ہے تو مراقبہ کرنے سے عالم ناسوت کی سیر کرتا ہے ۔ اور کوئی چیز تخلیق عالم سے پوشیدہ نہیں رہتی ۔ کیونکہ قلب مثال آئینہ ہوجاتا ہے ۔ اور طالب کو مرتبہ فنافی الوجود حاصل ہوتا ہے ۔ پھر لطیفہ روح طے کرنیکے بعد مراقبہ کی مدد سے عالم ملکوت میں سیر پذیر ہوتا ہے ۔ اور فرشتہ خو بن جاتا ہے ۔ مگر طالب نور جب شیخ کے توسل سے فنافی الشیخ کے مرتبہ کو پہنچتا ہے تو عالم ملکوت کا نظارہ ہوتا ہے ۔ اور عالم ارواح کی سیر کرتا ہے ۔ نور روح پر فتوح حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ کا پرتو ہوتا ہے ۔ جب طالب ان مقامات کو طے کرلیتا ہے ۔ تو بتوسل نور محمدی فنافی الرسول کا مرتبہ حاصل کرتا ہے ۔ اور عالم جبروت میں سیر کرتا ہے اور آسمانوں کی ہر شے کو اس نُور محمد کی روشنی سے معلوم کرلیتا ہے ۔ یہاں تک کہ ذات احدیت تک پہنچکر فنا حاصل کرلیتا ہے ۔ اور فنافی اللہ ہوجاتا ہے ان تمام درجات سے گذر کر مجذوب بن جاتا ہے ۔ مگر سالک کو بوقت حصول دو حالتوں کا سامنا ہوتا ہے ۔ جن کا نام قبض وبسط ہے یہ سیر مذکورۃ الصدر دو قسم کی ہوتی ہے ۔ ایک آفاقی ۔ دوسری

Marfat.com
Marfat.com

النفسی۔ سیرِ آفاقی سیرِ عالمِ خلق ہے۔ سیرِ انفسی سیرِ عالمِ امر ہے
دوسرا شغل طالب کو مراقبہ کا بتایا جاتا ہے۔ مراقبہ سے مراد انتظار
فیض ہے۔ جو اللہ پاک کی طرف سے وارد ہوتا ہے۔ ہر مراقبہ کیلئے ایک
مقام معین ہے مگر ہر مراقبہ کیلئے شیخ کے تصور کی ضرورت ہے
سالک سلوک اس وقت بآسانی طے کر لیتا ہے کہ مرشد کی توجہ سے
جذبات حاصل کرے۔ اور پھر ان دس مقامات یعنی توبہ، انابت، زہد
ریاضت، ورع، قناعت، توکل، صبر، تسلیم، رضا، کو طے کرے اور
یہ سب مقامات حصول جذبات میں طے ہوتے ہیں۔

سالک کو بہت سے مقامات طے کرنے پڑتے ہیں۔ دیگر طریق ہائے
خاندان میں تو بیشمار مقامات ہیں۔ علم، بخشش و عطا، معرفت، فنا، قرب
ذکر، فکر، قبض و بسط، وقت۔ توفیق ذوق و شوق ترک توکل وغیرہ
جب سالک [illegible] سے فارغ ہوتا ہے تو
اپنے قلب و قالب و دلوں پر قابض ہو جاتا ہے۔ اور نفسانی خصائل
دور ہو جاتے ہیں۔ جامہ کثیف کی مشاہدت اربعہ عناصر کے وجود سے
دور ہو جاتی ہے۔ وہ نیک خوبی نمایاں ہوتی ہے معرفت [illegible]
اور فنا فی الشیخ کے نور اور نور محمدی صلی اللہ علیہ [illegible]
کرتا ہے

واضح رہے کہ ظل اسمائے صفات خلائق کے تعینات
سے ہیں سوائے انبیاء کرام و اولیائے عظام نے مراقبہ [illegible]
کہتے ہیں۔ اور سیر اس مراقبہ [illegible] کی ہوا انبیاء کرام
کی مبادی ہے۔ ولایت کبریٰ کے تمام [illegible] اور ملائکہ کے تعینات

Marfat.com
Marfat.com

مبادی کا نام ولایت علیا ہے۔ جو ولایت کبریٰ سے بڑھ کر ہے
ولایت علیا یہ ہے کہ عناصر ثلاثہ پر جذبات الٰہی کا نزول ہونے لگے۔ دائرہ
ولایت علیا اور عروج واقع ہو کر احوال لطیف اور کیفیات بیرنگ وارد ہونے
لگیں۔ اس وقت عناصر ثلاثہ کی فنا باطن میں ہوتی ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی بقا
میسر ہوتی ہے اور نسبت ملائکہ و زیارت بزرگان کی ہاتھ آتی ہے مگر سیر
ولایت صغریٰ و کبریٰ کی اسم ظاہر سے ہے۔ اور سیر ولایت علیا کی اسم باطن
سے ہے

دائرہ کمالات نبوت — نیت فیض تجلیات ذاتی دائمی کا دائرہ کمالات نبوت سے مراد ہے
دائرہ کمالات سے اپنی عنصر خاک پر جس سے حصول کمال تصفیہ و تزکیہ ہے
تجلیات ذاتی دائمی خاک پر وارد ہوتی ہیں۔ اس میں مقطعات قرآنی تشابہات
فرقانی منکشف ہوتے ہیں۔ اور سیر قالب ہونے میں ادا دنی ہوتی ہے

دائرہ کمالات رسالت — نیت فیض تجلیات ذات دائمی کا دائرہ کمالات نبوت سے
میری ہیت وجدانی پر آتا ہے۔ اس ذات محبت سے کہ منشاء
کمالات رسالت ہے ہیئت وجدانی سے مراد ہے۔ مجموعہ عالم امر و خلق سے
یہاں لطائف عشرہ دیگر ہدایت پیدا کر کے عروجات کثیر فرماتے ہیں پہلے
مقامات سے اسجگہ کثرت انوارات وسعت نیرنگیاں پیدا ہوتی ہیں۔

دائرہ ولایت اولعزم — نیت کمالات اولعزم سے فیض تجلیات ذاتی دائمی ہے وہ فیضان
ہیت وجدانی پر آتا ہے۔ یہ انبیاء العزم کا دائرہ ہے کشف اسرار
مقطعات قرآنی و متشابہات فرقانی ہوتے ہیں۔ اس مقام کے اسرار قابل
بیان نہیں۔ یہاں ذکر نفی اثبات و اسم ذات لسانی راہ میں رہتا ہے ورد
اسم۔ سول مقبول صلعم و تلاوت قرآن سے اس مقام میں سالک کو ترقی ہوتی ہے

Marfat.com
Marfat.com

دائرہ حقیقت کعبہ معظم

نیت فیض دائرہ قرآنی ہے۔ مراد مبدۂ ذات بیچوں سے ہے فیض ہیبت وجدانی پر آتا ہے۔ اس مقام میں عظمت کبریائی مشہور ہوتی ہے۔ اور ہستی باطن کی غالب ہوتی ہے۔ اور فنا و بقا۔ سالک کو بکمال مرتبہ حاصل ہوتی ہے۔ عظمت کبریائی کے پردوں میں جگہ ملتی ہے۔ یہی مقام سفینہ حقیقت قرآنی ہے۔ اور فیض اس مقام کا حقیقت کعبہ ربانی ہے۔ یہ دائرہ بعد تصفیہ لطائف امر و خلق کے حاصل ہوتا ہے۔ حقیقت کعبہ و صورت کعبہ میں بھی یہی فرق ہے۔ کہ صورت مظہر اظہار حقیقت ہے۔ صورت کعبہ کو مظہر اسرار حقیقت سمجھ کر سجدہ واجب ہے۔ سجدہ حقیقت کیلئے مخصوص ہے

دائرہ حقیقت قرآنی

مراد وسعت ذات حضرت حق سبحانہ تعالےٰ ہے۔ نیت یہ ہے کہ ذات بحت سے ہیبت وجدانی پر فیض آتا ہے۔ یعنی معنی حقیقت قرآنی ہے۔ اس مقام میں کلام الٰہی کے باطنی اسرار منکشف ہوتے ہیں۔ ہر حرف قرآن عجیب دریائے بے پایاں ہے۔

دائرہ حقیقت الصلوٰۃ

فیض کمال وسعت بیچوں ذات تعالےٰ سے مراد حقیقت الصلوٰۃ ہے۔ یہ فیض ہیبت وجدانی پر آتا ہے۔ حقیقت قرآنی اس کا ایک جزو ہے۔ اور دوسرا جز حقیقت کعبہ ہے۔ حقیقت الصلوٰۃ میں جب سالک دونوں جہاں سے ہاتھ دھو کر تکبیر اللہ اکبر کہتا ہے [illegible] سلطان السلاطین بجالاتا ہے۔ اور ماہیت بصلوٰۃ [illegible] المومنین کا مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ اور بے پردہ زیارت سے مشرف ہوتا ہے

دائرہ معبودیت صرفہ

معبودیت صرفہ میں کوئی بجز ذات احدیت مستحق عبادت نہیں ہو سکتا۔ لا معبود الا اللہ لا معتقر الا اللہ لا مشہود الا اللہ

Marfat.com
Marfat.com

موجود الا اللہ کے سوا اور کچھ جلوہ گر نہیں ہوتا ۔ اس دائرہ معبودیت صرفہ سے فیض قوت نظری پر آتا ہے ۔ اور سیر قدمی سے گزر کر پیر نظری ہوتی ہے ۔ اس مرتبہ سے فوق کوئی مرتبہ نہیں ہے

دائرہ حقیقت ابراہیمی و دائرہ حقیقت موسوی کے بعد

دائرہ حقیقت محمدی

اس مقام کا ہیت وجدانی ہے ۔ اور محب محبوبیت اس جگہ ظہور فرماتے ہیں ۔ اس دائرہ میں دونوں شان جمع ہو کر عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے اتحاد عاشق و معشوق مقبول صلعم سے حاصل ہوتا ہے ۔ اس مقام کے اسرار کا ظہور واجب نہیں ۔

دائرہ حب صرف

اس مراقبہ جب صرف ذاتیہ کہتے ہیں ۔ اس مقام میں کمال غلو اور تیزی ہے ۔ یہ مقام مخصوص ہمارے پیغمبر صلعم کا ہے

دائرہ الجامعین

مراقبہ الجامعین ہے یہ مقام کہ ذات محبت جمیع شیونات اور اسکے متعلقات اس میں مندرج ہے ۔ اور وحدانی ہے ۔ یہ مقام بھی حضور رسول صلعم کا ہے اس مقام کی کیفیت نہایت عجیب ہے

دائرہ سیف قاطع

فیض اس مقام کا سالک کی ہستی کو ایک دم میں قطع کر دیتا ہے اس لئے اس کو سیف قاطع کہتے ہیں

دائرہ قیومیت

چونکہ جمیع استیار کا قیام اس کی ذات مقدس سے ہے اس لئے اس کو دائرہ قیومیت کہتے ہیں ۔ منصب اس دائرہ کا انبیاء علیہم السلام سے ہے ۔ اس مقام میں خلیفہ اور نائب حق ہوتا ہے ۔ اور جمیع اولیاء غوث و اقطاب و ابدال و اوتاد اس سے فیض پاتے ہیں ۔ اور فیض خاص ذات پاک کا اس کے وجود پر آتا ہے اس کے وجود سے تمام ذریات کائنات کو پہنچتا ہے ۔ اگر وجود اس کا دنیا میں نہ ہو تو صورت قیامت ہو

Marfat.com
Marfat.com

دائرہ حقیقت صوم

دائرہ حقیقت صوم حقیقت منشا ہے۔ نیازی ہے۔

الصوم لی وانا اجزی

سلسلہ سلوک میں سالک کو یہ تمام مقامات طے کرنے پڑتے ہیں۔ اور سب کے مشاہدے کرتا ہے۔ مگر فی زمانہ تھوڑے بشر ایسے ہیں کہ جو اس نعمت عظمیٰ کو تمام و کمال حاصل کرتے ہیں۔ اور سچ تو ہے کہ اللہ تعالےٰ جس پہ مہربان ہو اسی کو عطا فرماتا ہے ؎

یہ کرامت بزور بازو نیست ۔۔۔ نام بخشد خدائے بخشندہ

ہزاروں طالبین حق جستجو کرتے سر پٹکتے مر گئے۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ مگر اس لئے دنیاوی محبت کو بھی اپنے قلب میں رکھتے ہیں ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں ۔۔۔ ایں خیال است و محال است و جنوں

جسکو اللہ پاک پسند فرماتے ہیں۔ ان کے سب طریقے عادات و خصائل ایسے ہی بنا دیتے ہیں۔

دعا ہے کہ خدا تعالےٰ ہمیں یا ان طریقت منزل سلوک کا ہر مقام سے مستفیض فرما کر ہر مقصود سے دامن بھر دیوے۔ اور اس راستہ پہ چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین

Marfat.com
Marfat.com

طبقہ دوم

باب پنجم ۔ در ذکر مشائخ سلسلہ نقشبندیہ عالیہ

لمعہ شصت و ششم ۔ در ذکر حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

کنیت آپ کی ابوالقاسم نام نامی محمدؐ اور احمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے ۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ نہایت متین اور سنجیدہ اور شریف طبیعت اور بڑی شان و شوکت کے انسان تھے ۔ کیا بلحاظ جلالت نسب ، کیا بحیثیت مکارم اخلاق تمام جوانان قریش بلکہ عمائدہ قوم میں امتیازیہ نظروں سے دیکھے جاتے تھے ۔ خوبصورتی و ملاحت کے اعتبار سے ہزاروں میں یکتا تھے ۔

جس رات کی صبح کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونیوالے تھے ، فرمانروائے فارس کا قلعہ پھٹ گیا ۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے ۔ فارس کے آتشکدہ کی آگ جو صدہا سال سے مشتعل تھی ۔ اور کبھی بجھنے کی نوبت نہ آئی تھی یکلخت بجھ گئی آتش پرستوں کا بازار بالکل سرد پڑ گیا ۔ اور فرماں روائے فارس بڑی بے چینی اور اضطراب کے ساتھ سوتے سوتے چونک پڑا ۔

آپ کی ولادت باسعادت شہر مکہ ۹ ربیع الاول اور بقول بعضے ۱۲ ربیع الاول ہوئی چالیس سال کی عمر میں آپ کو نبوت ملی ۔ نبوت ملنے کے تیرہ سال بعد ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں قیام فرمایا ۔ اور ۶۳ سال کی عمر میں ۱۲ ربیع الاول بروز دوشنبہ وقت چاشت سنہ ۱۲ھ وفات پائی ۔ روزہ مبارک مدینہ منورہ میں زیارت گاہ عالم ہے ۔

Marfat.com
Marfat.com

ذکر خلیفۂ اوّل حضرت ابوصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

نام عبداللہ لقب صدیق و عتیق کنیت ابوبکر والد کا نام ابوقحافہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے۔ خود بھی صحابی، والدین بھی صحابی، بالاجماع اس امت میں سب سے پہلے افضل ہیں۔ احادیث بکثرت اور بےنظیر فضائل آپ کی شان میں وارد ہوئے ہیں رسول مقبول صلعم نے اپنی حیات میں ہی بجائے اپنے آپ کو ہی امام مقررہ کر دیا تھا اور بعد آپکی وفات کے آپ کے جانشین ہوئے جمع قرآن کا کام ان ہی کے عہد میں ہوا۔ دو برس تین مہینے نو دن خلافت کر کے عمر ترسٹھ سال بروز جمعہ، ۲۲ جمادی الاخر ۱۳ھ میں وفات پائی۔ اور اپنے حبیب اکرم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو خاص اُسی قبہ سبز میں دفن ہوئے

ذکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہٗ

کنیت آپ کی ابوعبداللہ وطن ملک فارس پہلے آتش پرست تھے پھر عیسائی ہوئے اور اس مذہب کے عالم بنے یکے بعد دیگرے کئی علمار عیسویہ کی خدمت میں رہے۔ آخری علمار نے حضور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو قسطنطنیہ اور مقام بحیرہ کا پتہ دیا چنانچہ یہ قافلہ عرب کے ساتھ ان لوگوں کا غلام بنا کر مکہ والوں کے ہاتھ بیچ ڈالا مکہ والوں سے یہودیوں نے مول لیا۔ یہ مدینہ میں رہے جب ہجرت کر کے حضور تشریف لائے آپ ہوئے۔ ان کے فضائل بہت ہیں مقام مدائن ۳۳ھ میں وفات پائی سو برس سے ڈھائی سو برس میں شک نہیں۔ ایک قول ساڑھے تین سو

ذکر حضرت سیدنا امام قاسم بن محمدؒ

آپ حضرت ابوبکر صدیق کے پوتے ہیں علم و زہد میں اپنے زمانہ کے حضرت اقران

Marfat.com
Marfat.com

تبع تابعین کے طبقہ میں ہیں۔ مدینہ منورہ کے ان سات فقہا میں ہیں۔ جو مرجع علماء و فضلا تھے۔ ابن سعد نے جو آئمہ جرح و تعدیل سے ہیں۔ اُن کے نسبت فرمایا کہ معتبر شخص ہیں۔ عالی مرتبہ ہیں عالم ہیں۔ فقیہ ہیں۔ متقی ہیں۔ ستر سال کی عمر پائی۔ اور مسائل دین کی تعلیم اور علم رحمانی کے افادہ میں صرف کی۔ مدینہ منورہ میں رہے اور وہیں ۱۰۶ھ میں وفات پائی۔

ذکر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

حضرت محمد بن علی ملقب بہ باقر کے صاحبزادے حضرت علی مرتضیٰ کے پوتے علما اہل سنت میں سے ہیں۔ تبع تابعین میں سے ہیں۔ اور حدیث مرتب کرتے ہیں۔ ان امام مالک اور امام اعظم جیسے اکابر نے روایت کی ہے۔ انکی والدہ ام فروہ حضرت ابوبکر صدیق کی پوتی بھی ہیں۔ نواسی بھی ہیں۔ عمر بن المقدام کہتے ہیں۔ جو جعفر بن محمد کو دیکھتا تھا تو سمجھ لیتا تھا۔ کہ وہ نبیوں کے خاندان سے ہے۔ یعنی چہرہ سے انوارات نبوت نمایاں تھے ۸۰ھ میں مقام مدینہ منورہ پیدا ہوئے۔ وہیں رہے۔ اور وہیں روز دوشنبہ ۱۵ رجب ۱۴۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ اور اپنے آبائے کرام کے پاس دفن ہوئے

ذکر حضرت خواجہ ابویزید بسطامی

ابویزید آپکی کنیت ہے۔ اور اسی سے آپ مشہور ہیں۔ نام آپ کا طیفور اور لقب آپ کا سلطان العارفین ہے۔ حضرت جعفر صادق سے آپ کو ملاقات ظاہری حاصل نہیں ہے انکی روحانیت سے آپ کو فیض ہوا ہے ۱۳۶ھ میں آپ پیدا ہوئے۔ اور ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ زہد و ورع اتباع سنت آپ کا ضرب المثل ہے

ذکر حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رض

آپکو بطریق ارادت حضرت سلطان العارفین سے فیض ہوا۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں تھے۔ سلطان کو آپ سے کمال عقیدت تھی۔ واقعات

Marfat.com
Marfat.com

اس کے مشہور ہیں۔ صاحب کرامت ظاہرہ تھے۔ شیخ الرئیس بوعلی بن سینا باوجود اس الحاد کے آپکی کرامات کو دیکھ کر آپ کی تعریف و توصیف لکھنے پر مجبور ہوئے۔ وفات آپکی بمقام خرقان ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رہنے والے گرگان کے تھے۔ جو علاقہ مشہد کا ایک مشہور شہر ہے۔ آپ مرید و خلیفہ حضرت شیخ ابوعثمان مغربی رضی اللہ تعالیٰ کے تھے۔ اور آپ کو نسبت و واردات باطنی خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تھی۔ آپ صاحب رشحات رقم طراز ہیں۔ آپ اور خواجہ ابوالحسن خرقانی ایک ہی علاقہ کے تھے۔ آپ نے ۲۳ صفر المظفر سنہ ۴۵۰ھ میں وفات پائی۔ مزار آپ کا گرگان میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات آپ کا محبت ۴۵۰ھ ہے۔

ذکر حضرت خواجہ بوعلی فارمدی رضی اللہ عنہ

آپ کو شیخ ابوالحسن خرقانی سے فیض حاصل ہوا۔ [illegible] کے علاوہ ابوالقاسم گرگانی سے بھی آپ نے فیض لیا۔ امام ابوالقاسم قشیری صاحب [illegible] کے ظاہر میں شاگرد ہیں۔ آپ کی وفات بمقام طوس سنہ [illegible] میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ

آپ کو حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی سے بلاواسطہ بھی فیض حاصل ہوا [illegible] بواسطہ بوعلی فارمدی کے بھی علوم [illegible] خصوصاً علم حدیث [illegible] تھی۔ وعظ فرماتے تھے، فتوی دیتے تھے [illegible] شیخ [illegible] اکثر آپکی صحبت میں حاضر ہوتے تھے۔ ولادت آپکی [illegible] میں ہوئی [illegible]

ذکر خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ عنہ

لقب آپ کا خواجہ جہان ہے۔ خواجگان نقشبندیہ کے امام ہیں۔ [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔ زیرِ تعلیم حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ اور پیر صحبت حضرت ابو یوسف ہمدانی وفات آپ کی قصبہ خجدان میں جو مضافات بخارا سے تھے۔ ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۵۷۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ جہاں کے اجل خلفاء سے ہیں۔ بعد اُن کی وفات کے آپ ہی اِن کے جانشین ہوئے۔ مدفن آپ کا موضع ریوگر جو شہر بخارا سے ۱۸ میل ہے وفات آپکی ۵ شوال سنہ ۶۱۶ ھجری میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

انجیر فغنہ ایک مقام بخارا کے قریب ہے۔ وہیں آپ رہتے تھے۔ اِس کی طرف آپ منسوب ہیں۔ آپ ذکر جہر کرتے تھے۔ آپ کا زمانہ اور شمس الائمہ کا زمانہ ایک تھا وفات آپکی سنہ ۶۱۵ ھجری میں ہوئی۔ مدفن آپ کا انجیر فغنہ ہے۔

ذکر حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرات خواجہ محمود کے اجل خلفاء سے ہیں لیکن آپ کا قصبہ رامیتن تھا۔ مگر آخر میں آپ خوارزم چلے آئے۔ وہاں کا بادشاہ آپ کا مُرید ہوا۔ اور ہجوم خلق شمار سے باہر تھا۔ اپنے نفس مبارک کو عزیزان سے تعبیر فرمایا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپکا یہ لقب ہوگیا۔ وفات آپکی روز دوشنبہ ۲۸ ذیقعدہ سنہ ۶۲۲ ھجری میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عزیزان علی کے کامل ترین خلفاء میں سے تھے، بڑے صاحب کشف تھے حضرت خواجہ نقشبند کی پیشگوئی آپ نے فرمائی تھی۔ آپ کی وفات سنہ ۷۵۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امیر سادات عالی نسل سے ہیں۔ حضرت بابا کے اجل خلفاء سے ہیں۔ ابتدا

Marfat.com
Marfat.com

میں کشتی کا بڑا شوق تھا چنانچہ ایک روز ایک معرکہ میں کشتی لڑ رہے تھے۔ حضرت بابا کا ادھر سے گذر ہوا۔ آپ وہاں کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا کہ اس معرکہ میں ایک مرد ہے اس سے بہت بندگان خدا کمال کو پہنچینگے۔ میں اس کے شکار کیلئے کھڑا ہوں۔ اس اثنا میں حضرت سیّدنا نے حضرت بابا کو دیکھا۔ دیکھتے ہی متاثر ہوئے اور حضرت بابا کے پاس آ گئے۔ تیس برس آپ کے ساتھ رہے۔ وفات آپکی بروز پنجشنبہ ۸ رجمادی الاول ۷۷۲ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ کا مزار سوخمار میں ہے۔

ذکر امام الطریقت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے امام ہیں۔ ظاہر حضرت سیّد سے اور فی الحقیقت حضرت خواجہ جہاں سے فیضیاب ہوئے۔ آپ سے پہلے بڑی بڑی ریاضتوں پر نسبت کا حصول موقوف تھا۔ یہ سہل طریقہ جو بالکل صحابہ کرام کی روش سے مشابہ ہے۔ آپ پر فائض ہوا۔ نقشبند کمخواب باف کو کہتے ہیں۔ چونکہ آپ یہ حرفہ کیا کرتے تھے اسلئے آپ کا نام نقشبند ہوا۔ حضرت بابا نے آپکی ولادت سے پہلے آپ کی بشارت دی تھی۔ جب ان کا گذر قصبہ ہندوان پر ہوتا۔ جو آپ کا مولد ہے۔ تو فرماتے تھے قصبہ ہندوان قصبہ عارفان بنا چاہتا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کے حالات بہت وسیع ہیں۔ آپ نہ صرف ہندوستان کے امام بلکہ اسلام کے امام ہیں۔ ؎

چہ خوش گفتہ اند سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند ۔۔۔ نوبت آخر بہ بخارا رسید

ولادت آپ کی ۷۱۸ھ میں ہوئی۔ وفات ۷۹۱ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ نقشبند کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ اور بچپن میں آپ کے ساتھ طفلی سے حضرت خواجہ کے منظور نظر تھے۔ حضرت خواجہ نے اپنے سامنے ہی خلافت

Marfat.com
Marfat.com

حق کی تعلیم آپ کے سپرد کردی تھی۔ علم ظاہر میں کامل تھے۔ اور اتباع سنت و عمل وعزیمت میں خاص شان رکھتے تھے۔ وفات آپکی ۸ رجب ۸۰۲ھ ہجری میں ہوئی چونکہ عطاری کا پیشہ کرتے تھے۔ اس لئے عطار مشہور ہوئے۔

ذکر حضرت مولنا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ

آپکو بیعت و اجازت حضرت خواجہ نقشبند سے ہے۔ مگر تکمیل آپکی حضرت عطار سے ہوئی۔ تکمیل علوم ظاہری کے بعد علوم باطن کیطرف متوجہ ہوئے۔ آپ سے علاوہ فیض باطنی کے فیض ظاہری بھی لوگوں کو پہنچا۔ علم تفسیر اور دوسرے علم دینیہ میں آپکی تصانیف بھی ہیں۔ ۸۵۱ھ میں وفات ہوئی۔

ذکر حضرت عبیداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مولنا کے اجل خلفاء سے ہیں۔ بادشاہ وقت آپ کا مرید تھا۔ مولنا جامی رحمتہ اللہ علیہ جو آپ کے مریدان خاص سے تھے۔ اسی مضمون کیطرف اس شعر میں اشارہ کرتے ہیں ؎

چوں فقیر اندر قبائے شاہی آمد ٭ بندہ بر عبید اللہی آمد

مگر باوجود اس کے آپ نے ہمیشہ کاشتکاری کے پیشہ پر اپنی گذران رکھی۔ آپ کے حالات و اوصاف زائد از بیان ہیں۔ وفات آپکی ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ میں ہوئی

ذکر حضرت مولنا زاہد رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ احرار کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ آپکا سلوک دفعۃً ایک ہی مجلس میں تمام ہوگیا تھا۔ آپکی وفات ربیع الاول ۹۳۶ھ میں ہوئی۔ بہت بندگان خدا کو آپ سے فیض پہنچا۔

ذکر حضرت درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مولنا زاہد کے اجل خلفاء سے ہیں۔ اپنے زمانہ میں یکتائے روزگار تھے۔ حضرت شیخ خوارزمی جو اس وقت کے مشائخ تھے جب کوئی ان کے شہر میں آتا۔ آپ اسکی

Marfat.com
Marfat.com

نسبت سلب کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ آپ کے شہر میں آئے۔ آپ نے اُنکی نسبت سلب فرمائی۔ وہ نہایت عاجزی کرنے لگے، تو آپ نے پھر اُن کو واپس کر دی۔ آپ کی وفات محرم ۹۷۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت درویش کے صاحبزادے اور ان کے خلیفہ ہیں۔ اپنے زمانہ میں مرجع خلائق تھے۔ اعلیٰ امرا سلاطین فقرا سب حاضر خدمت رہا کرتے تھے۔ ولادت آپکی ۹۱۸ھ اور وفات ۱۰۰۰ھ ہجری میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

[illegible] میں طریقہ نقشبندیہ کی ترویج آپ سے ہوئی۔ کچھ زمانہ آپ لاہور میں رہے۔ اور پھر دہلی میں مقیم ہو گئے۔ اور وہیں مدفون ہوئے۔ مولد آپ کا کابل ہے۔ آپ کے بڑے بڑے حالات ہیں۔ ایک بڑی منقبت یہ ہے کہ حضرت امام ربانی کے نہایت متبع تھے۔ وفات آپ کی ۲۵ جمادی الآخر ۱۰۱۲ھ ہجری میں ہوئی۔ آپ کا مزار دہلی میں ہے۔

ذکر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

طریقہ مجددیہ کے امام علم شریعت و احساس کے جامع صدیث: [illegible] رَجُلٌ یُقَالُ اَضَلَّتِہٖ، کے مصداق [illegible] شرک و ابانت بدعت کیلئے ایک ہاتھ میں درہ عمری و اشاعت [illegible] کیلئے دوسرے ہاتھ میں تریاق فاروقی لیکر دست کوہ [illegible] زور شاہد عادل تمام عالم نے اپنی آنکھوں سے [illegible] کے بہترین نمونہ اور معجزات بنوی کے خوشہ چین [illegible] شریعت و احساس کے زندہ معجزہ ہیں۔ جن لوگوں نے آپ پر زبان طعن [illegible] جن لوگوں کی نیتیں نیک تھیں موافق برآئے ہوئے [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

دہلوی کے اور حاسدین بے نصیب رہے ۔ ولادت باسعادت ۹۷۱ھ میں اور وفات ۲۹ صفر ۱۰۳۴ھ میں ہوئی ۔ مزار پاک سرہند میں ہے ۔

ذکر عزوۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

لقب عزوۃ الوثقیٰ حضرت امام ربانی کے فرزند ہیں ۔ علوم ظاہری و باطنی دونوں میں کمال طریقہ کی تحصیل تمام و کمال اپنے والد ماجد سے کی ۔ صغر سن سے ہی آثار رشد و ہدایت نمایاں تھے ۔ حضرت امام ربانی آپ کے علو مراتب کی شہادت دیتے تھے ۔ طریقہ کی ترویج آپ سے بکثرت ہوئی ۔ اس قدر آپ کے مرید ہوئے کہ شاید ہی کسی کے ہوئے ہوں ۔ یعنی لاکھ مرید ہوئے ۔ جن میں سے سات ہزار درجہ خلافت پر پہنچے ۔ ولادت آپکی ۹۷۹ھ ہجری اور وفات آپکی ۱۰۷۹ھ ہجری میں ہوئی ۔

ذکر حضرت مولنا شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت عزوۃ الوثقیٰ کے فرزند ہیں ۔ جامع علم ظاہر و باطن تحصیل طریقہ اپنے پدر بزرگوار کی نہایت قوی التوجہ اور صاحب تصوف تھے ۔ خلق خدا کا آپ کیطرف بہت بڑا رجوع تھا یہاں تک شہنشاہ اورنگ زیب اور شہزادے آپ کے مرید تھے ۔ بادشاہ کے حالات باطنی میں بہت ترقی تھی ۔ آپ کا قیام دہلی میں رہتا تھا ۔ امرو معروف ہی شہر میں آپکی خاص شان تھی ۔ بدعات کے ازالہ میں ساعی رہتے تھے ۔ آپ کی خانقاہ سے دونوں وقت چودہ سو آدمیوں کو کھانا ملتا تھا ۔ ولادت آپکی ۱۰۵۵ھ میں ہوئی اور وفات ۱۰۹۶ھ میں ہوئی ۔ مزار آپ کا سرہند شریف اندرون خانقاہ ہے

ذکر حضرت مولنا سید نور محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

عالم علوم شریعت و حقیقت کے سلوک حضرت شیخ سیف الدین سے کیا اور کچھ دنوں حافظ محمد محسن صاحب خلیفہ حضرت عزوۃ الوثقیٰ کی خدمت میں رہے حضرت مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے ۔ کہ افسوس تم نے حضرت سید کو نہیں دیکھا

Marfat.com
Marfat.com

اُن کو دیکھ کر قدرتِ خدا یاد آتی ہے کہ اِن کی مخلوق میں ایسے صاحب کمال موجود ہیں۔ اکل حلال میں بڑا اہتمام فرماتے تھے۔ دنیاداروں سے بڑا پرہیز رکھتے تھے۔ وفات آپکی ۱۱ ذی قعدہ ۱۱۷۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت مرزا جانِ جاناں شہید رحمتہ اللہ علیہ

سادات علوی النسب سے ہیں۔ حضرت محمد بن حنیفہ کی نسل سے ہیں۔ اور حضرت سیّد احمد کے خلفا سے ہیں جیسا کمال علم باطن میں تھا۔ ویسا ہی علم ظاہر میں تھا۔ حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ آپکے بے نظیر کمالات کے معترف تھے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کو انہیں نے آپکی خدمت میں بھیجا تھا۔ اتباع سنت میں غایت شغف تھا۔ آپکے حالات میں مختلف تصانیف آپکے خدام نے لکھی ہیں۔ جنکو دیکھکر حیران رہ جاتا ہے۔ آپ کا دیوان آپکے ذوقِ درد کا مرقع ہے۔ ولادت آپکی ۱۱۱۱ھ میں ہوئی دورِ شہادت شب عاشورہ ۱۱۹۵ ہجری میں نوش فرمایا۔ مزار پاک دہلی میں ہے

ذکر حضرت سیّد عبداللہ المعروف شاہ غلام علی دہلوی

نام نامی آپ کا عبداللہ عرف غلام علی تھا۔ مولد آپ کا [illegible] مگر مرزا صاحب شہید کیوجہ سے دہلی آئے اور وہیں رہے۔ حضرت شہید کے کل تین خلفا میں سے ہیں۔ تمام عرب و عجم کو اپنی انوار طریقت سے منور کر دیا۔ دہلی میں خانقاہ عالیجاہ آپ کے ہی نام سے مشہور ہے حضرت مولانا خالد مصری کردستان سے آپ کے پاس آئے۔ اُنہوں نے اپنے ایک قصیدہ مدحیہ میں [illegible] حضرت ممدوح کا مثل نیشرب و بطحا میں کہیں نہیں دیکھا۔ فرماتے ہیں

صحبت زاولیائے یثرب و بطحا میسر آنچہ ازوے [illegible] مولانا خالد مصری اجلۂ علمائے حنیفہ سے ہے۔ علوم فقہ و حدیث میں پایہ عالی رکھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ علامہ شامی نے جنکی شرح دُرِ مختار اطراف عالم میں شائع ہے ان کی مناقب میں ایک کتاب لکھی۔

Marfat.com
Marfat.com

سیف المسلم الہندی علی اعدار مولانا خالد نقشبندی آپکی ریاضت کرامت اتباع سنت اور دوسرے صفات حد تحریر میں نہیں آسکتے ہیں۔ ولادت شریف ۱۱۵۸ھ میں ہوئی اور وفات ۲۲ صفر ۱۲۴۶ھ میں ہوئی۔ مدفن دہلی حضرت شہید کے پہلو میں پایا۔

ذکر حضرت شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ

آپکی ولادت تاریخ ۲ ذیقعدہ ۱۱۹۶ھ بمقام رامپور ہوئی۔ آپ کا نسب بانسب بواسطہ حضرت شیخ سیف الدین وحضرت خواجہ محمد معصوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ملتا ہے۔ ابتدا عمر ہی سے صلاحیت مزاج ہویدا تھی۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ میرا اتفاق لکھنؤ جانیکا ہوا مسجد کے راستہ میں ایک مجذوب برہنہ بیٹھا رہتا تھا۔ مجھکو ہی دیکھکر پردہ کرلیتا۔ ورنہ برہنہ ہی رہتا۔ لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی۔ جواب دیا۔ کہ ایک وقت انکو ایسا منصب عطا ہوگا۔ کہ یہ مرجع اقارب ہونگے۔ تقریباً دس سال کی عمر تھی آپ ایسے حافظ قرآن ہوئے۔ جو سنتا تھا محو ہوجاتا تھا۔

حتی کہ اہل عرب نے جبکہ آپ حرمین شریفین گئے۔ سنکر بہت تعریف کی۔ علوم عقلیہ ونقلیہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب ولد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے حاصل کئے۔ اور ساتھ ہی ارادہ خدا طلبی پیدا ہوا اول اپنے والد ماجد سے ارادت کی۔ مگر تھوڑی ہی مدت بعد حضرت شاہ درگاہی صاحب کی خدمت میں اپنے والد ماجد سے اجازت لیکر حاضر خدمت ہوئے۔ انکو اسقدر استغراق رہتا تھا۔ کہ نماز کے وقت انکو آگاہ کیا جاتا تھا۔ توجہ میں اسقدر گرمی تھی۔ کہ سو سو آدمی ایک ہی توجہ میں بیہوش ہوجاتے تھے۔

ایک بار نماز جماعت میں جذب سے بدن میں حرکت ہوگئی۔ اول امام دوم جمع پھر تمام محلہ کو وجد آگیا۔

الغرض حضرت شاہ صاحب آپ کے حال پر نہایت مہربانی فرماتے تھے۔ چند روز

Marfat.com
Marfat.com

روز میں حضرت ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی گئی۔ آپ کے
بھی بہت سے مرید ہوئے۔ آپ کے حلقہ میں بیہوشی وجد و نعرہ ہوا کرتا تھا چونکہ بیعت میں یہ
امر مرتفع ہو جاتے ہیں۔ حضرت مرزا جان جانان صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے انداز بھی اسی
انداز کے پائے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب کی بھی زیارت کی۔ اور حضرت قاضی
ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی خدا طلبی میں خط لکھا۔ آپ نے بکمال ادب تحریر فرمایا کہ
اس معاملہ میں حضرت شاہ غلام علی صاحب سے کوئی بہتر نہیں ہے۔ پس حضرت شاہ صاحب
کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور مقبول درگاہ ہوئے۔ یہ بھی منقول ہے۔ کہ شاہ غلام علی صاحب
رحمتہ اللہ علیہ نے بلحاظ پیرزادگی بوقت ملاقات۔ آنحضرت کے لئے مسند چھوڑ
کر فرمایا کہ آپکی جگہ یہ ہے۔ فقیر آپکے خاندان کا کمترین خادم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں
تو خود کفش برداری کے لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ
علیہ نے قبول فرمایا۔ اور نہایت مہربانی سے از ابتدا تا انتہا سلوک۔ مجددیہ بکمال تفصیل [illegible]
اور اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ ارادت شاہ محمد سعید صاحب سے ہونی چاہیئے [illegible]
چھوڑ کر مریدی اختیار کی۔ حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نظروں میں آپکی
بہت بڑی وقعت تھی۔ یہاں تک کہ جب آپ کہیں سفر سے تشریف لاتے تو آپ کا
استقبال کیا کرتے تھے۔ بعد انتقال حضرت صاحب قبلہ حضرت شاہ محمد سعید صاحب
مسند آرائے ارشاد ہوئے اور طالبان حق مراد بلوغ سے [illegible]
پھر آپ حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ وہاں بھی [illegible]
داخل طریقت ہوئے تمام مشائخ [illegible]
تین [illegible] آپکی صحبت سے مستفیض ہوتے [illegible]
تو مرض موت لاحق ہوا۔ نواب صاحب [illegible]
روز سکرات موت تلاوت قرآن مجید حافظ [illegible] سورۃ یٰسین پڑھنے [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

تین مرتبہ پڑھی جا چکی۔ تو فرمایا کہ اب بس کرو۔ فرصت کم ہے۔ آپکی انگشت سبابہ متحرک تھی عید الفطر کے روز ۱۲۲۵ھ میں درمیان ظہر و عصر انتقال فرمایا۔ تابوت شریف دہلی میں لایا گیا۔ اور شاہ غلام علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی مغرب کی جانب دفن کیا گیا۔ نعش مبارک کو بعد میں رکھا تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا ابھی غسل دیا گیا ہے

ذکر بابا محمدؐ شریف صاحب قندہاری رحمتہ اللہ علیہ

آپ ایک مشہور و معروف شیخ کامل تھے۔ آپکے حالات راقم کو کہیں سے دستیاب نہ ہوئے اس لئے تحریر میں نہ لائے جا سکے۔ آپ کا مزار خواجہ معصوم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پس پشت ہے۔

ذکر حاجی محمود صاحب جالندہری رحمتہ اللہ علیہ

آپ علاقہ عربستان کے رہنے والے تھے۔ آپ کے ایک بھائی حاجی حامد علی صاحب تھے خاندان نقشبندیہ مجددیہ محمدؐ شریف صاحب رح کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ بابا صاحب موصوف قندہار کے رہنے والے تھے جن کا مزار سرہند شریف میں خواجہ معصوم صاحب رح کے پشت مزار پر ہے۔ حاجی صاحب موصوف الذکر بڑے پائے کے بزرگ تھے۔ آپ کی شادی جالندھر میں ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے حاجی محمد بخش عرف حاجی انور شاہ صاحب بھی ایک بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ راقم نے حصار میں بموقعہ عرس حضرت مظفر علی خان صاحب رح جامع مسجد میں آپکو قیام پذیر دیکھا۔ آپکا دراز قد، دبلا جسم، سانولا رنگ عمر تقریباً ستر پچھتر سال کی تھی۔ ۸۰ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔ آپکے تین صاحبزادے میاں۔ عبدالقادر صاحب، عبدالغنی صاحب، عبدالصمد صاحب ہوئے۔ جو درمیانی عمر ہی میں انتقال فرما گئے آپ کی رہائش خاص جالندہر محلہ عالی میں تھی۔ آپ کی تاریخ وفات کا صحیح اندازہ نہیں مزار آپ کا جالندہر سے ایک کوس کے فاصلہ پر ایک بڑے مشہور احاطہ میں ہے حضرت مرشدنا علیہ الرحمتہ نے آپ کا مزار زرکثیر صرف کر کے بنوایا تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

باب ششم ۔ در ذکر حضرت خواجہ قادر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۸۶ء

لمعہ چہاردہم ۔ در ذکر اخلاق و عادات حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را ۔ گاہے گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را

یاران طریقت! اب میں اپنے آقائے نامدار عالی تبار قبلہ دارین قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وارشادات اور کمالات صوری و معنوی آپ کی خدمت میں بطور تبرک پیش کرتا ہوں۔ کہ بزم اخوان الصفا میں یہ تذکرہ محبوب فلاح دارین کا موجب ہو ؎

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب ۔ ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

حضرات! آپ کا اسم گرامی خواجہ قادر بخش صاحب روز ازل سے ایزد تعالیٰ نے ایسا تجویز فرمایا تھا۔ کہ جس میں سینکڑوں طرح کے اسرار پنہاں ہیں۔ اول یہ نام نامی آپ کی تاریخ پیدائش کا مظہر ہے۔ آپ کے مراقب عالیہ کا شاہد، آپ کے کمالات ظاہر و باطن کا مبین، اور آپ کے خاندان نسبتی کا ذاکر ہے۔

ایک روز قبلہ مرشدنا علیہ الرحمۃ نے ۱۹۲۵ء میں جب کہ میں حضور کی خدمت میں حضور خواجہ شمس العرفان علیہ الرحمۃ کے حالات لکھنے کے لئے مقیم تھا۔ فرمایا کہ عاشق علی! خواجہ صاحب کی تاریخ پیدائش کچھ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ سن ولادت باکرامت [illegible]

فرمایا کہ سنہ ۱۸۲۲ء ہے۔ پس بموجب ارشاد فرح بنیاد حضرت قبلہ [illegible]

نے قطعہ تاریخ لکھنے کیلئے ہمت دلائی۔ جب میں نے حضرت اسم گرامی خواجہ قادر بخش کے الفاظ پر غور کیا، اور بحساب ابجد شمار اعداد کل میں لایا۔ تو علیم غیبی نے فوراً ان اسم مبارک کے اعداد سے سن تاریخ ولادت برآمد کر دیا۔ اس عکس میں شاید دس منٹ کا فرق

Marfat.com
Marfat.com

لگا ہو گا ہیں فوراً شاداں و فرحاں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ کی تاریخ کیا لکھوں۔ آپکا اسم گرامی ہی خود قدرت نے تاریخی نام زد فرمایا ہے۔ میں نے تشریح اعداد الفاظ عرض کی حضور یہ سن کر نہایت خوش ہوئے۔ اور سید دین علی شاہ کو حکم دیا کہ منشی عاشق علی خاں کو تباشے لاکر دو۔ بلکہ خود دست مبارک سے وہ تبلشے مجھے عنایت فرمائے۔

اس کے حسب الارشاد ایک قطعہ بھی عرض کیا جو آئندہ مطالعہ میں آئیگا۔

استخراج اعداد اسم گرامی فی مراتب عالیہ

آپکا اسم مبارک قادر بخش ہے جس کے اعداد بحساب ابجد ۱۲۰۷ ہوتے ہیں۔ اس کے مطابق آپکے مراتب عالیہ ہیں۔ اول ولی ازل قطب المتقدمین الاقطاب شمس العارفین کا مجموعہ اعداد ۱۲۰۷ مطابق اعداد اسم گرامی ہے

دوسرے خواجہ عالم پناہ مرالک حق آگاہ پیشوائے دین مجموعہ اعداد ۱۲۰۷ البشرح۔

تیسرے حامی دین پیر طریقت کامل مجموعہ اعداد ۱۲۰۷ البشریہ

چوتھے مرشد مرشدا سم گرامی خواجہ قادر بخش ہے جس کا مجموعہ اعداد ۱۸۲۲ ہے

سکونت و خطاب قومی و خطاب خاندان طریقت ظاہر ہوتا ہے

اول سکونت وطنی مسعود منصب کلیاں گڑھ علاقہ غزنی = ۱۸۲۲ ہے

دوم استخراج اعداد خطاب قومی افغان بنی اسرائیلیہ قیسیہ قطبیہ مجموعہ اعداد ۱۸۲۲

سوم خطاب خاندان طریقت خاندان قادری صدیقی نقشبندیہ مجددیہ = ۱۸۲۲ غرض کہ اس اسم مبارک میں بہت سے راز پنہاں اور بھی ہیں۔

بریں نامت شدم قربان جانم کہ تو خوش رہبر روح روانم

علاوہ ازیں آپ شیخ الوقت کامل و اکمل واقف اسرار صمدی و مقبل بارگاہ ایزدی

Marfat.com
Marfat.com

امیر الملت والدین ایک مشہور آفاق اور خصوصاً علاقہ پنجاب کے لئے معتمات سے تھے،
اور فی الحقیقت اُس زمانہ قحط الرجال میں جبکہ عالم وصوفی لوگ مثل خواب نظر آتے تھے
آپ کا وجود باجود طالبان راہ خدا کیلئے غنیمت تھا۔ بلکہ نقشبندیہ مجددیہ کے عالم
تاب آفتاب ہی تھے، اور باوجود اِن خوبیوں کے کمالات ظاہری و باطنی میں یکتائی
عالم تھے حقیقت شناس نظروں نے آپ کی مقدس ہستی کو اپنی موجودہ زمانہ میں
انتخاب فرمالیا تھا۔ عوام الناس آپ کی روشن عقیدت اور اخلاقی صورت سے بدل آشنا
اور مانوس تھے، آپ نے اپنی حالت واستقامت کو زمانہ شباب سے تادم
واپسیں نہایت عمدگی سے نبھایا کہ بس خود ہی آپ اپنی مثال ہے۔

حضرت افسر المشائخ آقائے عالم حاجی محمود صاحب جالندہری رحمتہ اللہ علیہ اپنے
مرشد باکمال کی محبت میں آپ ایک یکتا نمونہ تھے، کیا مجال تھی کہ کوئی امر بے ارشاد
و رضائے مرشد قابل عمل تصور کیا جاتا۔ ہر امر پیر و مرشد علیہ الرحمتہ سے اجازت لے کر
امر پیش آمدہ کو انجام فرماتے، اور طالبین و یاران طریقت کیلئے آپ سراپا موجب خیر و برکت
ہر لحظہ و ہر ساعت تھے۔ نیز حقائق علوی کا ایک لوائی لطیفہ اور آئینہ نشان
جلوہ جلال و جمال تھے منبع اسرارات و رموزات عرفانی علوم باطنی کے سوا
حسابل امانت مودعہ حق تعالےٰ کے تھے۔ الانسان سرخ از گردن کے معنی
آپ کے رویت منظہر سے عیاں تھے، آپ کا بیان توحید مشہودی و منزہ صوفی
کیفیات عین الیقین حق الیقین مکمل پائے، صراط مستقیم تھا۔ آپ کی ذات
بمصداق الصلوٰۃ معراج المومنین نظارہ کش جمال [illegible]
ہیں آپ کی روحانیت نے ذات قدسیہ سے مزین و پیراستہ [illegible]
وہی محبت والی نگاہیں دیکھنے والی تھیں جن پر آپ کی صورت نمایاں محسوس پڑتا تھا۔

؎ چشم بینا ہو تو کچھ آپ کا جلوہ دیکھے ۔۔۔ ذرہ کونین کا آئینہ نما آپ ہیں

Marfat.com
Marfat.com

کوئی میرے جی سے پوچھے کوئی میرے دل میں دیکھے + کہ وہ کیا تھے اور کیا تھی شان رکھاں اُنکی

اُس واہب العطایا کا لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے۔ کہ میں اسوقت اپنے یقین محبت وعقیدت کے مطابق اظہار حق وصداقت مقال وجذبات کی ترجمانی میں راہ راست پر جا رہا ہوں۔ ناآشنائے حقیقت حال اگر مجھ ناکردہ گنہگار کو نشانۂ ملامت بنائیں تو بنائیں مجھے پرواہ نہیں۔ مجھے کسی کی مصلحت وقت اور خوشامد نہ طریق عمل سے نہ کوئی بحث ہے نہ شکایت۔ جو چاہے کہے ؎

اطفال کم سواد دبستان قصہ ہائے دوست صد باز خواندہ دوگر از صد گرفتہ ایم

آپ میں بے شمار خوبیاں تھیں۔ میری زبان اُن کے بیان سے قاصر اور قلم کی مجال نہیں کہ حسن تحریر میں لا سکے۔ الغرض آپ جملہ خوبیوں کے مجموعہ تھے۔ آپ کے قدوم میمنت لزوم ایسے سعادت خیر تھے کہ جہاں کہیں تشریف لے جاتے مجلس ذکر خدا رسول گرم رہتی مجھ احباب و یاران طریقت کے علاوہ عوام کو بھی آپ کے متبرک ملفوظات سے دلچسپی تھی سامعین کے دلوں پر وہ اثر پڑتا تھا کہ بعد تشریف لیجانیکے مدت تک آپ کا ذکر خیر جاری رہتا۔ آپ نے اپنے نفس ظاہر و باطن علائق و علوثات سے پاک وصاف کیا ہوا تھا۔ ہر وقت ہر لحظہ باوضو رہتے۔ منہیات و اموات شرعیہ کا آپ کو وہ امتیاز تھا کہ کبھی آپ کے شغل و مشرب پر کسی معترض کو اعتراض کا موقعہ نہ ملتا تھا

شیوہ و لباس و کمالات آپ کے طرز تمدن، اخلاق و زہد و طاعت سے خود اظہر من الشمس تھا۔ حسب اصالحین و بزرگان دین دار باب مسلوک و برادران اسلام تلاوت قران و شب بیداری عشق خدا رسول (ص) پیوستہ توبہ استغفار اتباع سنت و اجتناب بدعت و رد شبہات و دعوت الی السعادت الاخری و شکر گزاری حق تعالیٰ تعلیم امر اللہ و شفقت علی خلق اللہ مورد ثنا و توکل زہد و رضا وغیرہ وغیرہ جملہ خوبیاں

احسن آپ میں موجود تھیں ؎

Marfat.com
Marfat.com

ہر چہ اسباب جمال است رُخ خوب نزاز ہمہ بر وجہ کمال است کمالا بخفی

اخلاقِ حمیدہ

خوش است عالم آزادگی و خوش خواہی درین مقام ہیا گر بہشت می خواہی

جس قدر صفات اخلاقی عطیہ شان رحمانی ہیں۔ اُن میں خلق ایک نعمت عظمیٰ ہے کہ جملہ عبادات و محنات سے بڑھ کر ہے۔ ہر طرح کے مصائب و آفات افلاس تنگدستی ناداری وغیرہ میں انسان کے لئے ایک زیور زینت آرا اور پردہ پوش بلائے [illegible] اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقر میں تہذیب اخلاق کے اصول اساسی نہایت وضاحت [illegible] فرمائے ہیں۔ یہی وہ متاع زندگی ہے جس کو ہمارے آقائے نامدار [illegible] نہایت مستعدی کیساتھ اپنے جمیع معمولات میں صرف کیا۔

سبحان اللہ آپ حسن خلق و رفق دونوں کے جامع تھے۔ آپ جانتے [illegible] کسی کو یہ تمیز نہ ہوتی تھی۔ کہ آپ کو کس سے زیادہ محبت ہے [illegible] سمجھتا تھا۔ بلا مبالغہ آپ انک لعلیٰ خلق عظیم کا جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کی اصلی جھلک و حقیقی عکس فی الحقیقت آپ کی ذات تقدس ثابت اور فطرت پاک میں نمایاں تھی۔ آپ حیات بخش و نعمت [illegible] مستفیض ہو کر من احب شیئا فقد اکثر ذکرہ کے مصداق [illegible] دیا دہی میں مصروف رہتے تھے۔ مہمان نوازی [illegible] تیامی آپ کے دستور العمل میں تھی درجات [illegible] سے آپ کے لئے مخصوص تھے۔ وہ اہل بیت کہ آپ کی [illegible] عیال تھے ؎

آہن کہ بپارس آشنا شد فی الحال بصورت طلا شد

خورشید نظر چو کرد بر سنگ آن سنگ چراغ لعل ہا شد

Marfat.com
Marfat.com

توکّل

آپکی جس خوبی کی بھی تعریف کی جائے حقیقتاً ہر پہلو سے مکمل نظر آتی تھی۔ توکل آپ کا ایسا تھا۔ کہ بدوں منت درخت الٰہی کوئی کام نہ کرتے۔ ہر امر پیش آمدہ کے لئے بقول سعدی رحمۃ اللہ علیہ خوشنودی الٰہی کو ہی مدنظر رکھتے ؎

پسردم تو مایۂ خویش را　　تو دانی حساب کم و بیش را

بلکہ اکثر طالبین و یاران طریقت کو بھی توکل ہی کی تعلیم فرماتے۔ اگر کبھی زیادہ تفکرات کا سامنا ہوتا تو اپنے دل کو سمجھاتے ہوئے فرماتے۔

دائما یکساں نماند حال دوراں غم مخور　　کلبہ احزان شود روزے گلستان غم مخور

جمیع اعضا گوش و زبان و دست و پا و چشم کو جب حرکت میں لاتے پہلے توکل یاد فرماتے اور اسی کے مطابق ہر ایک کام کو انجام دیتے۔ کبھی طبیعت غصّہ کا خیال دلاتی تو فوراً اسے حلم و بردباری سے تبدیل فرماتے۔ اور کبھی کسی سے کسی طرح کی طمع نہ فرماتے۔ بلکہ اکثر غریب الحال کو اپنی جیب خاص سے اعانت فرماتے۔ اگر کوئی اہل محبت طالب یا عقیدتمند نذرانہ پیش کرتا۔ تو پہلے آپ مسکرا کر اس کو نہ لینے کی خواہش فرماتے۔ اور اگر کبھی قبول فرما لیتے تو اس کو جمع ہرگز نہ کرتے۔ ادھر سے لیکر اُدھر کسی سائل کو عطا فرما دیتے۔

آپ کی ہر بات ذکر خدا و رسول و ذکر شیخ پر ظاہر ہوتی تھی۔ خاموشی کی صورت میں ہر متعلقہ پہ فکر کر کے حق کے سپرد فرما دیتے۔ الغرض ہر طریقہ سے آپ خدا بین تھے۔ خود بین نہ تھے۔ اور آپ کا نصب العین بموجب ارشاد و حدیث مبارک تھا۔ لِلْمُتَوَکِّلِ سَبْعُ عَلَامَاتٍ لَا یَطْلُبُ اِذَا جَاعَ وَلَا یُعَالِجُ اِذَا مَرِضَ وَلَا یَسْئَلُ اِذَا اُغْتُمَّ وَلَا یَسْتَغِیْثُ اِذَا اُوْذِیَ وَلَا یَنْتَقِمُ اِذَا ظُلِمَ وَلَا یُبَالِیْ بِمَا ابْتُلِیَ بِہٖ وَلَا

Marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات تضمین بر قصیدۂ عربیہ فرمودہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیکس و مفلس ہوں سن فریاد یا ربّ جلیل | تیرے در پہ آ پڑا ہوں میں بھی اک لیکر دلیل
بارِ عصیاں سر پہ خالی ہاتھ ہے عمر قلیل | خذ بلطفک یا الٰہی من لہ زاد قلیل
مفلس بالصدق یاتی عندک بابک یا جلیل

ملتجی ہے درگہ عالی میں یہ عبد اثیم | بہر ذات مصطفیٰ یا ربّ تو کر لطف عمیم
ہر بلا سے لے بچا دکھلا دے راہ مستقیم | ربّ ھبلی کنز فضلک انت وھاب کریم
اعطنی ما فی ضمیری دلنی خیر الدلیل

عشق میں اپنے الٰہی کر مجھے تو اب تو محو | عفو کر جملہ خطائیں اور چھڑا دے لعب لہو
[illegible] | منہ عصیان ونسیان لعد سہو
منک احسان وفضل لعدا عطا جزیل

[illegible] | ہے یہی نوشہ کہ مجھ پہ جرم عصیاں بعدد
[illegible] | قال یا رب ذنوبی مثل رمل لا تعد
فاعف عنی کل ذنب فاصفح الصفح الجمیل

گر [illegible] ہوں پہ تیرا ہوں اے میرے عزّ وجل | کون تجھ بن سنتا ہے [illegible]
[illegible] الحاجات ہے تو کر دے مشکل کو حل | کیف حالی یا الٰہی [illegible]
سوء اعمالی کثیر [illegible] طاعاتی قلیل

کیا کروں کس سے کہوں جاؤں کدھر مشکل بنی | [illegible]
[illegible] | عافنی [illegible] وقبض عنی حاجتی

Marfat.com
Marfat.com

اِنَّ لِی قلبٌ سقیمٌ اَنتَ شافِی حَلیلُ

جانتا ہے تو کہ ہیں جس قدر میں نے قصور — رحم کر مجھ پہ بہر شافع یوم النشور
نفس ظالم سے بچا جو درد ہے کر دو اسے دور — اَنتَ شافِی اَنتَ کافِی فی مُہمات الاُمور

اَنتَ حَسبِی رَبِّی اَنتَ لِی نعمَ الوکیل!

میں گدا ہوں تیرے در کا اور تو ہے میرا کریم — میں غریق لجۂ عصیاں ہوں اور تو ہے رحیم
بحرِ غم سے پار کر کر دور دل سے خوف و بیم — ذنبٌ ذنبٌ عظیمٌ فاغفر الذنبَ عظیم

اَنتَ شَخصٌ غَدِیبٌ مذہبٌ عبدُ الذلیل

سختیٔ سکرات کرنا سہل مجھ پر اے خدا — بعد مُردن کر عذاب قبر سے تجھکو رہا
نارِ دوزخ سے قیامت کو مجھے دینا بچا — کُلُّ نارٍ ہَوِیٌ یارَبِّ فی حقّی کما

قُلتَ قُلنا نارکونی فی حقِّ خلیلُ

کھو چلا ہے دو جہاں سے تجھکو میرا کیرولاف — ہو چکا بدنام و رسوا قاف سے لے تا لقاف
واسطہ خیر الوری کا یا الٰہی کر معاف — بَعلنا ملکاً کبیراً نخنا مما نخاف

رَبَّنا اِنَّ اَنتَ قاضی والمناوِی جبرئیل

اُس نے بخشا ہے ہزاروں لاکھوں کو مثل نصوح — پھر تجھے کیوں فکر ناطق کر ہیں فعال قبوح
کہ دعا دل سے یہی کہتے ہیں شاہ با فتوح — اَینَ موسیٰ ابن عیسیٰ ابن یحییٰ ابنَ نوح

اَنتَ یا صدیق عاصی تب الی المولی الجمیل

وصلے اللہ تعالےٰ اعلیٰ خیرِ خلقہٖ محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین

خادم صادق عاشق علی خان ناطق
کلانوری نقشبندی مجددی عفی عنہ

بفضلہٖ تعالےٰ آج یکم جون ۱۹۳۷ء بار اوّل کلام (حافظ) جی این خان آرٹسٹ رسالہ
بخیر و خوبی کتابت ختم کی۔

بفضلہٖ تعالےٰ بارہویں محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق مئی ۱۹۶۵ء کو بخیر و خوبی کتابت ختم

(افتخار پرنٹنگ پریس بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر) (صوفی عبدالشکور ہاشمی)

Marfat.com
Marfat.com

وَلَا یَسْأَلُ اللّٰہَ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاہُ مَا لَہٗ فِیْہِ

نہ کبھی بھوک کی حالت میں کھانے کی خواہش فرماتے۔ نہ مرض کی حالت میں علاج کی فکر ہوتی۔ کسی طرح کا غم محسوس نہ فرماتے۔ اور کسی ظالم سے بدلا لینے کی خواہش نہ رکھتے۔ اور نہ کسی چیز کی کوئی پرواہ کرتے اور نہ اللہ تعالےٰ سے کوئی اپنی طرف کا سوال پیش کرتے۔ کہ وہ خود سب کچھ دینے والا ہے۔ اور یہ جانتے تھے کہ یہ جہاں ناپائیدار ہے۔

بسے بادشاہان جہاں داشتند کہ آخر گذشتند و بگذاشتند

زہد و عبادت

آپ ایسے عابد راہب عمل تھے۔ کہ ساتھ شرائط و ارکان مقررہ شرعی خشوع خضوع کے عبادت فرماتے۔ علاوہ اوقات عبادت آپکی ایسی تھی کہ ہر گھڑی ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ خدا تعالےٰ اور اُس کے برگزیدہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آپ نے اپنے دل میں اسقدر بسائی ہوئی تھی کہ حبِ ماسوا اللہ کا خیال بھی دل میں نہ رہنے دیا۔ فنائیت وجود کے ساتھ جمعیت خاطر حاصل کئے ہوئے تھے۔ وقت پر اذان سنتے ہی مسجد کی طرف رجوع فرماتے۔ فجر و مغرب کے بعد نفل وقت میں آپ حصول ترقیات مدارج کمال لطف۔ بانی فیض عرفانی [illegible] جہانی کے شوق میں مراقبہ فرماتے۔ اور اپنے مریدوں سے حالات پر تفصیلی نظر ڈال کر توجہ فرماتے۔ اسی طرح بعد انفراغ نماز [illegible] اور طالبین کے [illegible] لطائف پر اپنی توجہ کی۔ وشنی [illegible]

آپ کی خدمت میں آتا تو آپ اس کے مافی الضمیر سوال کا جواب [illegible] رموز و کنایات میں کوئی [illegible] ذکر ایک سائل کے سوال کی تشریح فرماتے۔ آپ کا [illegible] دیر نہ گزاری بھی ایک [illegible] کے ساتھ [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

حسب ارشاد شریعت ہر نفس ذاکر اسم ذات اور ہوش در دم کا رابطہ آپ کو اس قدر تھا۔ کہ چلتے پھرتے سوتے جاگتے اس کی نگہداشت ضرور فرماتے ہر طالب کو اس شعر کے موافق تلقین فرماتے ؎

غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش　　شاید ہمیں نفس نفس واپسی بود

آپ بموجب فرمان الٰہی ولوان اھل القریٰ امنوا واتقوا۔ جملہ شبہات شرعی کا انسداد فرماتے۔ جملہ مطالب دینوی کے بدلے آخرت کو ہی قبول فرما کر طاعت وعبادت میں رہتے۔ اور عذاب وثواب کے خیال سے بھی مستثنیٰ ہو کر حفاظت واحتیاط اختیار فرماتے رہتے۔ کیوں نہ ہو سعید ومتقی وہی ہوتا ہے۔ جو زہد وتقویٰ دونوں کو تا انجام پہونچا دیے۔ اور اس کا وہی نصب العین ہو ؎

متقی شاہ جنت المادی است　　سر بہ طاعت ویقین تقویٰ است

جس کسی باحوصلہ شخص کو آپ کی صحبت کا شرف حاصل ہوتا۔ وہ ضرور آپ کی قادر الکلامی عارفانہ سخن کا ثبوت دیتا۔ آپ صوفی باصفا بھی ایسے تھے۔ کہ جملہ کیفیات تجلیات معہ انکشافات اسرار وحقائق مقامات متعلقہ وارد ہوتی تھیں۔

المختصر آپ جملہ خوبیوں کے جامع اور جملہ خصوصیت اوصاف طیبات کے مورد ومظہر تھے۔ آپ کا کوئی قول وفعل وعمل خلاف اسوۂ محمدی نہ تھا۔ آپ کی پنتیس سالہ پاکیزہ ترین حیات جملہ محاسن وفضائل کمالات کیلئے شاہد ثبوت تھی

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی است　　بخط وخال ورنگ وبو چہ حاجت روئے زیبا را

Marfat.com
Marfat.com

مفتم
باب ہفتم
مع پانزدہم - در ذکر خاندان قومی خواجہ قادر بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ خاندان قوم افغانستان میں مان خیل شاخ کے تاریخی آفتاب اور یادگار ہیں آپ کے مورث اعلیٰ مصمدی خان تھے جن کے بیٹے موکل خاں نامی ہے۔ جو احمد شاہ درانی کے ایک رکن کے ایک اعلیٰ رکن سلطنت تھے۔ بلکہ وزیروں میں سے تھے۔

سکونت مورث مذکور کی قصبہ کلال گو علاقہ غزنی ہے۔ مفصل کیفیت قصبہ کلال گو زبانی فقیر محمد خاں سوداگر ساکن غزنی حسب ذیل معلوم ہوئی

بستی کلال گو ایک بڑا بھاری قصبہ ہے جس کا ضلع گردیز نامی مشہور ہے غزنی سے بیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ گردیز اور غزنی کے بیچ میں ایک پہاڑ حد فاصل ہے قصبہ کلال گو کی حدود اربعہ یہ ہیں۔

شمال میں بند دولت خاں جنوب میں بند کوہ جہاں سے غزنی اور گردیز کو جو خیلی سڑک جاتی ہے۔

مشرق میں اس کا ضلع خاص گردیز ہے۔ اور مغرب میں غزنی۔ اس قصبہ

حضرت عبدالرحمن صاحب بہشتی رضی اللہ عنہ کا مزار یادگار ہے جو ہیں

حسب ذیل شعر شاہد حال ہے۔

وہ یار بہشتی اند قطعی ٭ بوبکر و محمد علی و عثمان

طلحہ و زبیر و ابو عبیدہ ٭ بو سعاعد و سعید عبدرحمان

Marfat.com
Marfat.com

اس قصبہ میں اور بھی بہت سے مشہور خاندان آباد ہیں۔ زیادہ تر تاجک خاندان کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ احمد زئی و مہمند زئی کے بھی اکثر قبائل ہیں

موکل خاں موصوف کے پشت سے ممبر یز خان نامی ہوئے۔ کہتے ہیں کہ جب موکل خاں اپنے لڑکے ممریز خاں کی شادی کرنیکے لئے غزنی تشریف لیگئے۔ تو اثنار راہ میں ایک مقام پر جہاں مسافروں کی آرام گاہ تھی۔ آپنے آرام فرمایا۔ وہیں ایک درویش باکمال مسمی گلزار محمد خاں قوم مہمند زئی باشندۂ افغانستان رہا کرتے تھے۔ اور ایک تکیہ اپنی بود و باش کیلئے بنا رکھا تھا جب موکل خاں اور ان کے ہمرائیوں پر درویش صاحب کی نظر پڑی تو موکل خاں کی طرف آپ نے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر آپ کو یہاں قیام کرنا ہے۔ تو آج ہمارے یہاں ہی دعوت ہے۔ مجھ پر آپ لوگوں کی تواضع لازم ہے۔ خان صاحب موکل خاں نے اس پر اصرار کیا کہ معافی کے خواستگار ہیں آپ تکلیف نہ فرمائیں۔ درویش صاحب نے جواب میں پھر ارشاد فرمایا۔ کہ اگر آپ ہماری دعوت منظور نہیں فرماتے۔ تو یہاں سے چلے جائیں۔ اپنا بستر اٹھالیں۔ چونکہ سفر کے درماندہ تھے۔ اور وقت آرام کا تھا۔ اس لئے مجبوراً دعوت قبول کرنی پڑی۔ اور خیال ہوا کہ ممکن ہے کہ اس میں کچھ راز الٰہی ہو۔ جو شاہ صاحب نے دعوت کیلئے مدعو کیا ہے۔ پس شاہ صاحب نے کھانے پینے اور جملہ آسائشوں کے لئے کافی سامان بتادیا۔ کہ جس چیز کی ضرورت ہو اس میں سے استعمال کرو۔ مگر یہ تاکید ہے۔ کہ بکریوں کے غلہ میں سے جس بکری کو ذبح کرو اور خرچ میں لاؤ اس کی سری ہرگز نہ کھانا وہ علیحدہ رکھنا۔ خان صاحب نے فوراً اپنے ملازموں کو اور ہمراہیوں کو تاکید کردی کہ جو چاہے چیز استعمال کی جاوے لیکن بوجب حکم شاہ صاحب سری کو نہ کھایا جاوے۔ چونکہ شاہ صاحب کی امر ضرور ہو کر رہتا ہے۔ ان میں سے دو سپاہیوں نے بوجہ جہالت و خواہش طبع اس ارشاد اقتناعی کی تعمیل نہ کی اور سری جدا کر

Marfat.com
Marfat.com

کھالی۔ آخر جب صبح نمودار ہوئی۔ اور دوسری منزل کے لیئے سفر کو تیار ہوئے تو آپ شاہ صاحب حسب معمول حجرہ سے باہر نکلے۔ اور دیکھا کہ دو بکریوں کی ہری بھونی ہوئی ہیں اُسی وقت خان صاحب موکل خان کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ باوجود تاکید کے تم نے ہمارے حکم کی تعمیل نہ کی۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ خانصاحب نے شرمندہ ہوکر معذرت کی۔ کہ میں نے بموجب ارشاد عالی خود بھی سب کو تاکید کر دی تھی۔ مگر دو شخصوں نے اس پر غور نہ کیا۔ اور نہ ارشاد عالی پر عمل کیا۔ اور سری کھالی رہ شاہ صاحب نے سری کی طرف دیکھا۔ اور توجہ ڈالی تو دونوں بکریاں زندہ ہوگئیں۔ خاں صاحب یہ کرامت دیکھ کر اور بھی متعجب ہوئے۔ اور قدموں پر گر پڑے اور شاہ صاحب سے معافی چاہی اور شاہ صاحب سے ہی سلسلہ قادری میں بیعت ہوئے۔ آپ کے بعد جس قدر ہمراہی لوگ تھے۔ وہ بھی اس سلسلہ میں آپ کے مرید ہوگئے۔ اور اجازت رخصت طلب کی۔ اور وہاں سے منزل مقصود کی طرف روانہ ہوئے جب موسیٰ خان اپنے بیٹے کی شادی سے فارغ ہوکر واپس ہوئے۔ تو اسی آرام گاہ مذکور میں قیام فرمایا اور شاہ صاحب سے نیاز حاصل کیا۔ بعد مدت زیارت عرض کیا۔ کہ ارشاد ہو۔ تو برائے مہربانی حضور بھی اپنے غلاموں کے ہمراہ چلیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ میرا بھی دل تو چاہتا ہے۔ کہ تمہارے ساتھ ہی چلوں کیوں کہ [illegible] سے ایک قطب ہوگا جس کے انوار تمہارے [illegible] میں ہیں۔ [illegible] مظہری نسبت کے پاس میری بھی جائے مدفن ہو۔ لیکن [illegible] میرے خلفاء مسمیاں شیر خاں وحاجی ملک [illegible] جاویں انہیں سے تعلق [illegible] سلوک حاصل کریں۔ لہذا خانصاحب نے بموجب ارشاد ان دونوں صاحبان کو اپنے ساتھ لیا اور تھوڑے دن وطن میں قیام کر کے [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

ہوشیارپور میں جہاں خیل کی زمین پر آباد ہو گئے۔ اور وہیں اُن کا انتقال ہوا۔ جن کی قبریں جدید جامع مسجد جو یتیم خانہ سکول کوٹ عبدالخالق کے عقب میں بجانب غرب بنی ہوئی ہیں۔

ممریز خاں کے دو بیٹے مسمی غلام محمدؐ خاں و شاہ محمدؐ خاں پیدا ہوئے۔ بڑے غلام محمدؐ خاں جو حضرت مرشدنا ممدوح کے مورث اعلیٰ تھے۔ غلام محمدؐ خاں بیٹے شیر محمدؐ خاں نامی ہوئے شیر محمدؐ خاں بھی مثل اپنے بزرگوں کے نہایت خلیق سلیم الطبع اور نیک طینت تھے۔ زمانہ میں آپ کا خلق کریمانہ شہرت پذیر تھا۔ جب آپ بعد پرورش اور تربیت کے جوان ہوئے ریاست منڈی جو پور راجہ کی ریاست ہے۔ ملازم ہوئے آپ کا روزانہ معمول تھا۔ کہ ملازمت میں بھی ایام طفولیت کی طرح پچیس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ اور کبھی اس ورد کو ناغہ نہ کیا۔ اور درود شریف صلی اللہ علی جبیبہٖ وآلہٖ وسلم ہی وظیفہ تھا۔

آپ کا معمول تھا۔ کہ جنگل میں ایک باؤلی کے کنارے یہ وظیفہ پڑھا کرتے تھے اور بعد ادائے نماز فجر واپس آیا کرتے تھے۔ ایک دن واپسی کے وقت ایک فقیر نو وارد نے کہا۔ کہ پلاؤ تو اچھا ہے مگر بے نمک ہے۔ اس پر شیر محمدؐ خاں موصوف نے جواباً عرض کیا کہ حضرت! آپ ہی نمک ڈال دیجئے۔ درویش صاحب نے تبسم سے فرمایا۔ کہ بچہ دہلی جاؤ وہاں نمک ہے۔ خاں صاحب نے بیساختہ پوچھا۔ کہ دہلی کس کے پاس جاؤں۔ درویش صاحب نے فرمایا۔ کہ جس کے پاس نمک ہو۔ خاں صاحب نے مکرر دریافت کیا کہ اُس کا مفصل پتہ دیجئے۔ جو پلاؤ میں نمک ڈالیگا۔ فرمایا کہ دہلی میں لاہوری دروازہ کی طرف سے داخل ہونا تم کو خود مل جائے گا۔ پس شیر محمدؐ خاں صاحب صبح کو اپنے راجہ سے رخصت لیکر معہ دو تین آدمیوں کی گھوڑے پر سوار ہو کر دہلی کی طرف چلدئے۔ جب دہلی لاہوری دروازہ پر پہنچے۔ تو دیکھا کہ ایک درویش گیرو سے رنگ کے لباس میں ملبوس دروازے کے پاس کھڑے

Marfat.com
Marfat.com

ہیں۔ درویش صاحب کو دیکھ کر آپ فوراً گھوڑے سے اُترے اور دروازے کے اندر گئے۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ اے گھوڑے والے! ادھر آ۔ آپ شاہ صاحب کا ارشاد سن کر ہوشیار ہوئے۔ اور دل میں کہا۔ کہ ممکن ہے کہ۔ یہ وُہ ہی شخص ہوں کہ جو پلاؤ میں نمک ڈالینگے۔ آپ آگے بڑھے۔ اور معانقہ کر کے عرض کیا۔ کہ شاہ صاحب! کیا میرا نمک آپ کے پاس ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہاں ہے۔ اُسی وقت آپنے شاہ صاحب کو گھوڑے پر سوار کرایا۔ اور خود پا پیادہ ہمرکاب ہوئے۔ شاہ صاحب کی جائے سکونت ایک خانقاہ یعنی حضرت سید حسن رسول نما میں تھی۔ اور ہمیشہ وہیں حاضر باش رہتے۔ وہاں پہنچ کر آپنے ان کو سینہ سے لگایا۔ اور جو کچھ حصہ عرفانی آپ کا تھا اُس وقت دے دیا اس کے بعد خان صاحب چھ ماہ تک شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر رہے۔ بعد چھ ماہ دستارِ خلافت حاصل کر کے اپنے ملازمت پر ریاست میں واپس ہوئے۔ ریاست میں بھی اکثر لوگوں کو اپنے چشمۂ فیض سے سرسبز و شاداب فرمایا۔ اور ہزارہا مخلوق کو اپنے خوان کرم سے مستفیض فرمایا۔ آخیر عمر تک آپکے آستانہ فیض آشنا سے الحمد للہ مستفیض ہوتے رہے۔ آپکی عمر جب ۳۲ سال چھ ماہ کی ہوئی۔ تو آپ کی بیبی سے ایک فرزند دل بند تولد ہوا جن کا نام نامی دیدار بخش تھا۔ آخیر عمر اپنے ۲ سالہ بچہ کو اپنی آغوش عاطفت سے جدا کر کے خود ۱۲۰۶ھ میں انتقال فرمایا

ذکر حضرت دیدار بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت موصوف میرے مرشد خواجہ شمس الکونین علیہ الرحمۃ کے جد امجد۔
آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو آپکے والد ماجد کی عمر تیئس
سن تولید مبارک ۱۲۰۴ھ تھا۔ شیر خواری کا زمانہ بخیر و عافیت اندر اندر جس وقت آپ
دو سال کے ہوئے تو اچانک آپکے والد ماجد شیخ محمد خاں صاحب نے انتقال فرمایا
اور آپ یتیم ہو گئے۔ حضرت رب العزت نے پہلے آپکے یتیمی اولیسند فرمایا

Marfat.com
Marfat.com

آپکی صغر سنی یتیمی پر جہاں طرف سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو اس کا بڑا قلق ہوا۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ جوں جوں آپ کی عمر بڑھتی گئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا الم مسرتوں میں تبدیل ہوتا گیا۔ عہد طفولیت سے ہی آپ میں ادب و سعادت کی خوبیاں نظر آنے لگیں۔ جب آپ کی عمر دو سال چھ ماہ کی ہوئی۔ تو اچانک مرض چیچک میں مبتلا ہو گئے۔ آپ کی حالت دیکھ کر والدہ ماجدہ سخت پریشان ہوئیں اپنی یتیمی کا خیال دل سے دور نہ ہوا تھا۔ اور اس اضطراب و حیرانی کا سامنا ہوا۔ ہر چند معالجہ کیا۔ لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا یہاں تک کہ جانکنی کی نوبت پہنچ گئی۔ پھر تو آپکی والدہ ماجدہ گھبرائیں ؎

ایک آفت سے تو مر کے ہوا تھا جینا　　پڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی

آخر بحکم ایزدی قضا و امنگیر ہوئی۔ چاروں طرف ایک کہرام مچ گیا۔ لوگ دم بدم آنے لگے [illegible] رنج و ملال سے غم آلود ہو گئے۔ مگر اس پروردگار کی عجیب شان اور قدرت ہے کہ گھڑی میں خوشی سے غم اور غم سے خوشی بدل دیتا ہے۔ جب دن بھلے آتے ہیں ہر بگڑی بن جاتی ہے۔ اس کے فضل سے سب مشکلیں دور ہو جاتی ہیں۔ قدرت خدا کا تماشا دیکھیے۔ کہ حسن اتفاق سے ایک درویش وحدت کیش حضرت نادر علی شاہ صاحب اس جگہ پر رہتے تھے۔ فی الحقیقت عارف دقائق آگاہ بلکہ محبوب خدا تھے۔ ماشاء اللہ آپکے دربار فیض آثار سے کوئی سائل خالی ہاتھ نہ جاتا تھا۔ جب کہ بچہ کو نہلا دھلا کر کفن پہنا کر لیجانے لگے۔ تو آپ کی والدہ نے بحالت غم بچے کی نعش اپنی گود میں لیکر حضرت نادر علیشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور نعش کو انکی گود میں ڈال دیا چونکہ شاہ صاحب موصوف بوجہ کبر سنی و کثرت مراقبہ ہمیشہ آنکھیں بند رکھتے تھے جبکہ ان کو یہ معلوم ہوا۔ کہ گود میں کوئی چیز رکھی ہے۔ درویش نے دستہ بستہ عرض کیا۔ کہ بیوہ بشیر محمد نے اپنے اکلوتے بچہ کی نعش آپ کی گود میں رکھدی ہے۔ آپنے جو آنکھیں

Marfat.com
Marfat.com

کھولیں تو ارشاد فرمایا۔ کہ اس بچے کو پانی کی ٹب میں ڈالدو۔ خادم فوراً تعمیل حکم بجالایا۔ ادھر شاہصاحب خلوص و عجز کیساتھ بارگاہِ الٰہی میں سربسجود ہوکر اُسکی زندگی کیلئے دُعا فرمانے لگے، اُدھر اللہ تبارک تعالےٰ کا دریائے رحمت جوش میں آیا۔ اپنے مقبول اور برگزیدہ بندے کی دُعا قبول فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس معصوم مردہ کی نعش مبارک میں لغزش ہوئی۔ پہلے داہنے پیر کا انگوٹھا ہلا۔ پھر انگلیاں بھی حرکت میں آئیں۔ کچھ دیر کے بعد تمام وجود متحرک ہوا۔ اسوقت شاہ صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز نے سجدہ سے سر اٹھایا اور نعش کی کیفیت بدلی ہوئی دیکھکر دوبارہ سجدۂ شکر بجالائے۔ اور فرمایا کہ سبحان اللہ وبحمدہٖ ہزار ہزار شکر ہے کہ آج مجھ ضعیف و زار کی دُعا قبول فرمائی۔

حضرت شاہصاحب کی یہ کرامت مشہور ہوئی۔ تو دُور دُور سے لوگ جوق در جوق شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

آپکی والدہ ماجدہ نے جب اپنے نورِ نظر کو زندہ دیکھا تو دوڑ کر [illegible] سینہ سے چمٹا کر خوب پیار کیا۔ پھر شاہ صاحب کے قدموں پر ڈال کر [illegible] کرم سے ہی خداوند عالم نے میرا گلشن بار آور کیا ہے۔ یہ آپ کا [illegible] میں لپٹنے چمٹنے لگے۔ اور بچہ کو چھوڑ کر صدبار تعالےٰ کرتی ہوئی اپنے گھر [illegible]

اُدھر شاہصاحب نے اسی وقت سے اپنا نورِ نظر بنا کر اپنی حفاظت میں [illegible] کی ایک دایہ کو جو نہایت نیک خصلت اور پاکیزہ سیرت تھی۔ آپکی پرورش [illegible] اس کو بھی آپ سے بیحد محبت ہوگئی۔ اسی گھڑی آنکھوں سے [illegible] پر نہایت ناز و نعم سے پرورش پانے لگے۔ [illegible] ہے۔ ہوشیار بچے پہلے ہی معلوم ہوجاتے ہیں۔

جب شاہ صاحب نے آپکو ذہین و فطین پایا اس قابل دیکھا۔ تو نہایت خوشی کیساتھ [illegible] تحصیل علوم صوری و معنوی میں لگنے آمادہ کیا۔ و علوم صرف و نحو منطق و [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

فقہ وغیرہ دینیات حاصل کرائیے۔ انِ سب تحقیل علوم سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے راہِ طریقت میں قدم رکھا۔ تعلیم سلوک و سیر فقر و تصوف سے بہرور ہوئے اور حضور شاہصاحب کے دستِ مبارک پر بیعت حاصل کرکے زہد و ریاضت میں مشغول ہوئے۔ جملہ اوقات عبادتِ و بندگی میں صرف کرتے رہے۔ اور ارشاد مرشد پر پروانہ وار نثار ہوتے رہتے۔ یہاں تک کہ آپ کا فیض بھی مشہورِ عالم ہوا۔

آپ بہت بڑے متقی و پرہیزگار تھے۔ یہاں تک کہ کبھی کنوئیں کا پانی بھی استعمال میں نہ لاتے۔ ہمیشہ دریا کا ہی پانی استعمال کرتے۔ شاہصاحب نے آپکو چوبیس سال کی عمر تک تعلیم روحانی سے مستفیض فرماکر خرقہ خلافت و دستارِ فضیلت مرحمت فرمائی۔ اور منبعِ روحانیت سے اپنے دلدار کو مالامال کرکے مُلکِ بقا کو سدھار گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن اس صدمہ جانکاہ سے آپکی صحت پر مضر اثر پڑا۔ جس کے باعث چھ ماہ تک بیمار رہے اور مُنہ سے خون تھوکتے رہے۔

بعد ازاں صحت ہونے پر اپنے آقا و مرشد کے مزار مُبارک پر مراقب ہوتے رہے وہاں سے آپ کو کشمیر کا حکم ہوا۔ مرشد کی جدائی کا صدمہ لیکر چار و ناچار جانب کشمیر راجعت فرمائی۔ وہاں پہنچنے پر آپ کے فیض کرامات کے ایسے گرویدہ ہوئے۔ کہ آپکی ہر گھر میں شہرت ہوگئی۔ یہاں تک والئی کشمیر تک بھی یہ خبر جا پہنچی۔ جو بذاتِ خود زیارت کیلئے حاضر خدمت ہوا۔ اور ایک ہی نظر میں آپکی محبت اُس کے دل پر نقش ہوگئی۔ چنانچہ اُس نے عرض کیا کہ مجھکو بھی کوئی کارِ خدمت عطا ہوجائے۔ مَیں بھی آپ کا فرماں بردار ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ راجہ صاحب! مَیں تو خود آپکی خدمت کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ میرے لئے کسبِ حلال ہی کا کھانا درست ہے۔ مجھے کسی دُنیاوی درجات و مراتب سے تو سروکار نہیں۔ بس گذر اوقات کا سلسلہ ہوجائے تو بہتر ہے۔

راجہ نے عہدۂ صوبیداری آپکو پیش کیا۔ اور دفتر میں حضور کا نام نامی درج کرادیا۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ اپنے فرائض منصبی کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے اور اپنے کسب طریقت سے مخلوق خدا کو تعلیم ظاہری و باطنی سے بہرہ مند کرتے رہے جبکہ آپ کی عمر ۳۳ سال ہوئی تو مجذوب احمد شاہ نامی نے خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی۔ کہ آپ اپنے وطن میں جاکر شادی کریں۔ آپ کی پیشانی میں ایک قطب کا نور ہے جس کے ظہور کا وقت قریب آگیا ہے۔

آخر بعد غور و فکر مہاراجہ صاحب سے اجازت لیکر وطن کی طرف روانہ ہوئے۔ اثنائے سفر میں ایک کامل درویش سے ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے آپ کو مکان پہ لیجا کر کھانا کھلایا۔ اور وہی مجذوب کی پیشگوئی انہوں نے بھی بیان کی۔ پھر وہاں سے چل کر مقام دینا نگر پہنچے۔ تو ایک درویش نے سامنے سے آکر گھوڑے کی باگ پکڑ لی۔ اور مکان پہ لے جاکر کھانا کھلایا۔ اور پیشگوئی فرمائی۔ کہ ضلع ہوشیار پور میں موضع بسنی جلال خان مشہور جگہ ہے وہاں تمہاری شادی ہوگی۔ اور تمہاری منکوحہ کا نام زہرہ خاتون ہوگا۔ اور اس کے بطن سے ایک قطب پیدا ہوگا۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے رخصت ہوکر بسنی جلال خان پہنچے۔ چونکہ اس موضع کی رشتہ داری ہمیشہ سے جہاں خیلاں آپکے سکن میں ہی ہوتی رہی ہے۔ اس لئے بغیر کسی دقت و دشواری نہایت تزک و احتشام سے آپکی شادی خانہ آبادی کی رسم ادا کرکے دولہا دلہن معہ براتیوں کے جہاں خیلاں تشریف لائے۔ الحمد للہ وبارک اللہ تعالےٰ۔

پس ایک سال بعد حضرت قطب الاقطاب خواجہ قادر بخش

ظہور ولادت ہوا۔

حالات نصرت آیات خواجہ قادر بخش ساکن

کہتے ہیں۔ کہ آپ ۱۷ شوال المکرم بروز دوشنبہ سنہ ۲۳۰ھ ساعت سعید تولد ہوئے۔ تاریخ ولادت مطابق سن عیسوی آپ کے اسم مبارک خواجہ قادر بخش سے عیاں ہے۔ تاریخ

Marfat.com
Marfat.com

ولادت ۱۲۳۷ھ ہادی ہدا قادر بخش ہے اللہ تبارک تعالیٰ نے آپکو روزِ ازل ہی میں درجات عطا فرما دیئے تھے، اس لئے قدرتاً آپ کا اسم مبارک تاریخی ہے - آپ کا اس دنیا میں آنا پیشتر ہی سے تشہیرِ خلائق تھا۔ اکثر مشتاقان دیدار اس دن کیلئے اُمید لگائے ہوئے تھے، کہ کوئی اس تہنیت کی صدائے فرحت افزا ہمارے کانوں تک پہنچائے پس بفضلِ خدائے برحق وہ برج خوبی بہ ہزار آب و تاب برزخ عالم میں دکھائی دیا۔ ہر طرف مبارک باد کی صدا سے عالم گونج اٹھا۔ ولادت باسعادت کے وقت ہر سمت سے انوارات عرفانی چھپے ہوئے حقیقت اُنکی معطر و منور مشتاقان سلوک کیلئے مشام جان ہوگئی۔ پہلے ہی سے اس حسن باطنی کے شائق و زائر چشم انتظارہ کشی و بامراد اُمید راہ دیکھ رہے تھے کہ [illegible] چشمہ حیوان درون تاریکیست "۔

جب وہ مطلع انور قدس تاباں ہوا۔ تو فوراً سب دیکھنے والوں کے دلوں پر ادب و مسرت کا رنگ چھا گیا۔ مرحبا! آپ بہت ہی حسین و جمیل تھے اور جملہ مراتب کے جامع باکمال منبع تھے۔ آپکی صورت مبارک نہایت پاکیزہ و شستہ دلکش عالم تھی۔

خاکسار راقم الحروف نے آپکو عالم بیداری میں خوب اچھی طرح دیکھا ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ ابتدا ۲۵ھ میں یہ خادم حسب الارشاد مرشدی و مولائی خواجہ شمس الکونین علیہ الرحمۃ واسطے لکھنے حالات حضرت دادا پیر خواجہ قطب عالم موصوف الصدر کوٹ، عبدالخالق میں گیا۔ تو خادم کا یہ معمول تھا کہ بعد نماز عصر آپ کے مزار پر جاتا۔ پہلے ختم شریف بعد میں مراقبہ کرکے واپس آجاتا۔

ایک روز حسب معمول ختم وغیرہ سے فارغ ہوکر جب مزار کے دروازے کے قریب آیا کیا دیکھتا ہوں کہ حضور قبر کے پاس ہی سرہانے کھڑے ہیں۔ چونکہ بے ادبی کے خیال سے میں نے مزار مبارک کی جانب پشت نہیں کی تھی۔ اسلئے میں آپ کو چند سیکنڈ بخوبی دیکھتا رہا۔ اس کے بعد نظر سے غائب ہوگئے۔ آپکے جسم پر ملاگیری رنگ کا لباس تھا۔ تہبند۔ کرتہ۔ عمامہ آسی رنگ

Marfat.com
Marfat.com

کے تھے۔ قد میانہ۔ بدن دُبلا۔ آنکھیں متوسط چھوٹی نہ بڑی۔ بینی پتلی۔ اور آگے کیطرف گولائی پر سر کے بال کانوں تک ریش مبارک کے بال قریب ڈھائی انگشت سیاہ تھے۔ خلیفہ عبدالرزاق صاحب کے بالمشابہ آپ کا سراپا تھا۔ صرف بینی مبارک میں فرق تھا۔

آپ سراپا ایک نمونۂ قدرت تھے۔ شیر خواری کے زمانہ میں ہمیشہ وقت پر دُودھ پیتے تھے۔ عصر کے وقت سے مغرب تک کبھی شیر مادر نوش نہیں فرمایا۔ اور تمام عمر اسی کے پابند رہے۔ نہ کبھی لہو و لعب بچپنے کی سے بچھونے بچھائے۔ چارپائی پر لیٹے ہوئے اکثر آسمان کیطرف دیکھتے رہتے۔ علی الصبح اُٹھکر والدہ کو جگاتے۔ خواہ کوئی بھی ہوتا۔ فوراً اُس کی گود میں چلے جاتے۔ اور کسی کے پاس ہرگز

(۱) آپ کی والدہ ماجدہ سے منقول ہے۔ کہ ابتدا صغر سنی میں [illegible] ہوئے تھے۔ اُوپر سے دھوپ آگئی۔ ایک اژدہا نے [illegible] تک بار بار آتا رہا۔ جب تک کہ چارپائی سایہ میں نہ رکھی گئی۔

(۲) ایک روز آپکی والدہ صاحبہ نے دھوپ میں بچھونے [illegible] اوپر تو ابر سایہ فگن رہتا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے یہ بھی فرمایا [illegible] عالم رویا میں یہ مژدہ سُنایا گیا تھا۔ کہ مُبارک ہو کہ تیرے شکم سے [illegible] تشریف لاتے ہیں۔

(۳) ایک مرتبہ حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] فرمایا کہ تیرے شکم سے قطب [illegible] ہوگا۔ مبارک ہو۔

یا فائز بخش رکھنا۔ میں نے جب فرمان مبارک [illegible]

(۴) آپ فرماتی ہیں۔ جب آپ [illegible] کا سرور مجھے ہوتا رہا۔ اور وقت [illegible] لوگوں کی زیارت [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

میرا بازو پکڑا۔ اور مجھے آسمان کیطرف لے چلے۔ پہلے آسمانوں کی سیر کرائی۔ پھر بہشت بریں میں لیگئے۔ اور کہا کہ یہ مکان تمہارا اور تمہارے بیٹے قادر بخش کا ہے۔ جو تیرے شکم سے پیدا ہونیوالا ہے۔ تمہیں مبارک ہو۔

(۵) ایک روز فرمایا کہ میں خواب میں دیکھتی ہوں۔ کہ حضرت بی بی فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا، معہ ازدواج مطہرات حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملیں۔ اور سب نے مجھے مبارکباد دی۔ اور فرمایا کہ تم بڑی خوش نصیب بی بی ہو۔ کہ قادر مطلق نے تمہارے شکم میں شان قادری کو چمکایا۔ تم سے قطب زمانہ پیدا ہوگا۔ اللہ پاک نے تمہیں یہ آفتاب طریقت عطا فرمایا ہے۔

(۶) آپ فرماتی ہیں کہ اکثر دفعہ جاگتے ہوئے۔ ایک آواز غیب سے آتی تھی۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے یہ انعام کیا ہے۔ کہ قطب زمان تیرے شکم سے ظاہر ہوگا۔ حضرت سید میاں گامی شاہ صاحب، جو آپ کے ہمسایہ تھے، اور ۱۲۵ سال کی عمر رکھتے تھے۔ اور صاحب کمال بھی تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اے زہرہ! مبارک ہو۔ اللہ تعالےٰ نے تم کو زمانے کا قطب دیا ہے

(۷) ایک روز ایک درویش نے دروازے پر آکر کہا۔ کہ کوئی روٹی بھیجدو ہمیں بھوک لگی ہے۔ آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ کہ میں نے اسی وقت جو روٹی گھر میں موجود تھی لاکر درویش کو دی۔ روٹی لیکر درویش نے دعا دی اور فرمایا۔ کہ عنقریب تمہارے شکم سے قطب ظاہر ہوگا۔ خبردار ہوجاؤ۔ ہمیشہ ان کا پاس ادب کرنا۔ اس درویش کے کہنے کے تیسرے روز بعد آپ پیدا ہوئے۔

(۸) آپ کی والدہ فرماتی ہیں۔ کہ یہ لڑکا کبھی نہ رویا۔ اور نہ کسی قسم سے بچوں کی طرح کوئی ضد کی۔ اور نہ مثل اور بچوں کے کھیل کود میں مصروف رہا۔ جب آپ چار سال چار ماہ چار یوم کے ہوئے بسم اللہ کی رسم بڑی شان سے ادا کیگئی۔ فرماتی ہیں۔ کہ جب کوئی مصیبت یا رنج و فکر کا سامنا ہوتا۔ تو اسی وقت اللہ تعالیٰ مجھے صبر و استقلال عطا فرما دیتا۔ اور

Marfat.com
Marfat.com

اور آپ کے پیدا ہونیکے بعد توکّل اور یادِ خدا کا زیادہ خیال پیدا ہوتا گیا۔ اور جسقدر اُمورات متعلقہ تھے۔ سب سپُردِ خدا کر دیئے۔ اور وُہ بآسانی انجام پاتے رہے۔ سچ ہے جو خدا کا ہوتا ہے۔ خدا بھی اُس کا ہو جاتا ہے۔ اُنہی دنوں آپکے والد ماجد حضرت دیدار بخش صاحب کا وصال کشمیر میں ہوگیا۔ آپ کا مزار مبارک مشہور پنجابی پیر کے نام سے کشمیر میں مشہور ہے آپکو یتیمی کا داغ دیکر واصل بحق ہوئے۔ جب گھر میں یہ خبر وحشت اثر پہنچی۔ سب کو آپکے والد ماجد کی جُدائی کا سخت قلق ہوا۔ اُدھر آپکی والدہ مکرمہ کو آپکی یتیمی پر نہایت رنج والم ہوا۔ زیادہ اس لئے کہ اکثر بدعقیدہ لوگ آپکے مارنیکی فکر میں تھے۔ مگر یتیم و بیکس کا خدا مددگار رہے۔ خواجہ صاحب کو اللہ جلشانہٗ نے ہر قسم کی ایذا اور مرضِ جسمانی سے محفوظ رکھا

(۹) کہتے ہیں کہ آپنے پانچسال کی عمر میں قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ اور ساتویں سال ختم کیا۔ آپ قرآن شریف نہایت صحیح تلاوت فرماتے تھے۔ اُستاد کا بیٹا بھی ساتھ پڑھتے تعلیم کیوقت سوائے تعلیم کے اور کوئی کام نہ کرتے تھے۔ بوقت تعطیل دوسرے لڑکوں کی طرح کھیل کود میں وقت گزارتے۔ اس کے بعد محمد بخش صاحب سے اردو۔ فارسی نوشت خواند سیکھا۔ اس کے بعد دینیات کی کتابوں کے دیکھنے کا شوق ہوا۔ اور فقر و تصوف کی طرح محویت اختیار کی۔ تو دس سال تک تعلیم دینیات میں مصروف رہے۔ پھر دیگر حوادثات زمانہ یتیمی کے باعث تکمیل تعلیم سر انجام نہ پہنچی۔ دو سال اور کتب دینیہ دیکھنے میں گذارے جب بارہ سال کی عمر ہوئی۔ تو زمینداری کے کاموں میں دوراس بیل خرید کئے۔ زراعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور خود کاکام کرتے رہے۔ ابھی یتیمی ہی کی تکلیف سے سبکدوش ہوئے اور سبز باغ دکھلایا۔ نیا شگوفہ کھلا۔ ع بلائے درخیلان در دیگر آید

رمضان کا مہینہ تھا۔ کہ آپ روزے سے تھے۔ بیل گھر سے جنگل سیر کو لیجا رہے تھے۔ وقت دوپہر کا تھا۔ کہ ایک سکھ سوار راستہ میں ملا۔ اُس نے پوچھا کہ یہاں کوئی موضع

Marfat.com
Marfat.com

ٹھروٹی کو کونسا راستہ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ سیدھا جاتا ہے سکھ نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کونسا راستہ ہے تم اپنے بیلوں کو یہاں چھوڑ دو۔ اور مجھے ٹھروٹی تک پہنچا کر آؤ آپ نے فرمایا کہ میں روزہ دار ہوں۔ مجھے پیاس لگی ہے۔ کسی بے روزہ دار کو اپنے ہمراہ لیجاؤ۔ اور نہ یہاں میں بیلوں کو چھوڑ سکتا ہوں۔ اُن دنوں سکھوں کی عملداری تھی۔ لہٰذا اس نے دھمکا کر کہا کہ نہیں تمکو ہی چلنا پڑیگا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں میں ہرگز نہ جاؤں گا۔ اسی طرح تکرار ہوگئی سکھ نے خلاف مذہب بھی کچھ کلمات کہے اور نیام سے تلوار نکال لی۔ وہ ابھی وار کرنے کو ہی تھا۔ کہ آپ نے فوراً اپنی تلوار نکالکر اُسکی گردن پر ماری۔ سر اُس کا فر کا تن سے جُدا ہوگیا۔ اور آپ اپنے بیلوں کو لیکر گھر واپس تشریف لیگئے۔ اور کسی سورش وغیرہ کے خیال سے گھر سے بھاگ نکلے۔ اور موضع بستی جلال خان میں اپنے نانا کے گھر جاکر مقیم ہوئے۔ اور وہیں اقامت بسر کرنے لگے، نانا صاحب کے شامل میں زراعت کا سلسلہ تھا۔ کہتے ہیں کہ اس سال اسقدر پیداوار فصل کی آپکے نانا ماموں کے یہاں ہوئی۔ جو پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ جب فصل تیار ہوئی تو آپکے ماموں صاحبان کے دل میں کچھ خیال پیدا ہوا کہ کوئی ایسی شکل نکالوں کہ جو اسکو حصہ نہ ملے۔ اس خیال کے تحت آپکے ماموں نے غصہ، حسد، کینہ وغیرہ کا اظہار کیا۔ کہ آپ کو اس سے سخت رنج ہوا۔ اس وقت چودہ سال ہی تھے۔ آپ رنجیدہ ہوکر لدھیانہ کیطرف چلے گئے۔ آپ اپنے ہمراہ صرف بدن کے کپڑوں کے کچھ نہ لائے تھے۔ تلوار وغیرہ بھی ماموں نے اپنے قبضہ میں کرلی تھی۔ تن تنہا لدھیانہ میں آکر مقیم ہوئے۔ نہ کوئی سروسامان پاس تھا۔ اور نہ کوئی زادِ راہ کی سبیل تھی۔ لیکن آپنے اپنے ماموں سے کوئی سوال کیا اور نہ پھر تمام عمر کبھی اُنکے گھر گئے کہتے ہیں۔ کہ لدھیانہ میں ایک رسالدار میجر بریلی کے رہنے والے مقیم تھے۔ جن کے ایک لڑکا مسمّی افضل خان تھا۔ جو آپ کے یعنی حضرت خواجہ صاحب ممدوح کے ہم عمر اور ہم شکل تھا۔ مشیت ایزدی کہ اچانک اُس کا انتقال ہوگیا۔ اُس کے چند ہی روز بعد

Marfat.com
Marfat.com

آپ بارادۂ ملازمت اُس رسالدار میجر کے مکان پر تشریف لیگئے۔ چونکہ وہ بیٹے کے غم اور صدمہ سے نہایت پریشان اور کبیدہ خاطر تھا۔ چونکہ آپکی شبیہ مبارک اُس مرحوم سے ملتی تھی۔ لہذا دوڑ کر گلے سے لگا لیا۔ اور بولا بیٹا افضل! تم آگئے۔ اور خوشی خوشی مکان میں لیگئے۔ اور بیوی سے کہا۔ کہ لو مبارک ہو اللہ نے ہمارا بیٹا افضل واپس بھیج دیا۔

آپ اس معاملہ کو دیکھ کر نہایت متعجب ہوئے۔ کہ یہ کیا رازِ الٰہی ہے۔ رسالدار میجر کی بیوی بار بار پیار کرتی تھیں، اور بلائیں لے لیکر کہتی تھیں کہ یا کریم السائلین تیرا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ ہمارے بیٹے کو تو نے ہمیں پھر بخشدیا۔ آپنے فرمایا کہ مائی! میں تو فلاں جگہ کا ہوں میرا باپ فلاں ہے۔ یہ میرا نام ہے۔ لیکن وُہ دونوں اپنے خیالات پر اڑے ہوئے تھے آخیر جب یہ شہرت قریب و بعید میں پہنچی۔ تو اُس فوج کے تمام آدمی جس میں وہ رسالدار ملازم تھے۔ معہ کپتان صاحب وہاں آگئے۔ مگر کسی نے بھی آپ کو نہ پہچانا۔ اور سب نے کہا کہ شکل تو وہی ہے۔ لہذا آپنے مجبوراً وہاں ہی رہائش اختیار کر لی

۱۱۰۱ کچھ دنوں کے بعد آپ نے فرمایا۔ کہ اگر آپ مجھے ملازم رکھا دیں تو میں رکھ سکتا ہوں۔ ورنہ واپس چلا جاؤں گا۔ رسالدار صاحب میجر نے چونکہ آپکو پہلے سے سمجھا ہوا تھا۔ اسلئے آپکی ملازمت کیلئے صاحب بہادر سے عرض کیا۔ اور آپکو صاحب کے پاس لیگئے۔ صاحب نے دیکھنے کے بعد رسالدار سے کہا کہ یہ لڑکا ابھی بچہ ہے۔ بندوق اٹھانیکے بھی قابل نہیں۔ میں اس کو کیا ملازم رکھوں۔ صاحب نے کہا کہ اس کو طرم بجانا سکھاؤ۔ لیکن پہلے انواع میں سے کوئی چیز قاعدہ ہوگیا۔ الغرض آپ اسی کام پر معمور ہو گئے۔ کچھ دنوں کے بعد طرم بھی آپ ایسا بجاتے تھے کہ تمام فوج آپکے کام بجانے پر مفتون تھی اُس کی آواز کو کنہیا کی بنسری سے تعبیر دیتے تھے۔

۱۱۰۲۔ دوران ملازمت میں آپ سے بہت سے مناقب نمایاں ہوئے جن کا ذکر قابل بیان ہے

Marfat.com
Marfat.com

ایک مرتبہ دوران ملازمت میں شاہ کابل اور سلطنت برطانیہ سے جنگ شروع ہوئی انگریزی افواج نے کابل پر چڑھائی کی تو یہ رسالہ عسس میں آپ ملازم تھے۔ شامل ہوئے لڑائی ختم ہونے کے پانچسال بعد تک کابل میں مقیم رہے پہلے آپ نے حضرت شاہ عنایت اللہ صاحب کے دست مبارک پر خاندان قادریہ میں بیعت حاصل کی۔ اور وہاں خلافت حاصل کر کے وہاں کے اکثر طالبین بلکہ گرد و نواح کابل کے ساکنان کو اس خاندان میں اپنے دست مبارک پر بیعت کیا۔ اس اثنا میں رسالدار میجر اور اُن کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا۔ جو مال متاع یا سامان خانگی اسوقت اُن کے پاس تھا وقت رحلت آپ کے ہی سپرد کیا۔ آپ نے پہلے اُن کی جدائی کا رنج والم کا اظہار کیا۔ اور ایصال ثواب وغیرہ حتی المقدور اُن کو پہنچاتے رہے

کچھ عرصہ کے بعد آپ کے مرشد کا وصال ہوگیا۔ آپ نے اُنکی تجہیز و تکفین میں بہت سا روپیہ خرچ کیا۔ ہزار ہا درویشوں کو صدقہ و خیرات دی اور مدت تک مرشد کے مزار کی خدمت کرتے رہے۔ پھر وہاں سے چند ماہ قیام کرنے کے بعد اپنے اصلی وطن قصبہ کلاں گر علاقہ غزنی کی طرف مراجعت فرمائی۔ ایک سال تک وہاں مقیم رہے۔ اور دوران قیام میں وہاں کے بہت سے طالبوں کو مرید فرمایا۔ اور تلقین و ہدایت کے بعد اکثر کو مستفیض بھی فرمایا۔ وہاں کے لوگوں نے ہر چند خواہش کی کہ آپ یہیں رہیں۔ اور یہیں شادی بھی کرلیں۔ مگر آپ نے پسند نہیں فرمایا۔ آخیر وہاں سے بھی اپنے خدام و احباب کو مہجور کر کے ہندوستان کی طرف مراجعت فرمائی۔

مسمی بھیکے خاں ساکن جہانخیل آپ کے ہمراہ تھے پہلے پیر کے مزار پر چار ماہ قیام فرمایا۔ اس کے بعد عازم ہندوستان ہوئے۔ رفتہ رفتہ پشاور پہنچے۔

Marfat.com
Marfat.com

اور ایک مسجد میں قیام فرمایا۔ صرف ایک روز ٹھہر کر لاہور تشریف لائے اور نواب شیخ امام الدین کے مکان پر آرام فرمایا۔ نواب صاحب موصوف آپ کے احباب میں سے تھے۔ لہذا انہوں نے مرلی بجانے کے لئے بہت اصرار کیا۔ اور عرض کی کہ میں نے اکثر لوگوں سے بہت کچھ تعریف سنی ہے۔ مجھے بھی سنا دیجئے اول تو آپ نے انکار فرمایا۔ آخر دوست کے اصرار سے مجبور ہو کر مرلی بجانی شروع کی نواب صاحب مرلی سن کر آپکے اور بھی گرویدہ ہو گئے۔ اور آپکو اپنے ہی پاس رکھ لیا۔

شیخ امام الدین صاحب ایک معقول جائیداد کے مالک تھے۔ لہذا انہوں نے سابقہ تنخواہ کے بموجب آپکی تنخواہ مقرر کر دی۔ وہاں بھی اپنے دوران قیام میں ہزار ہا لوگوں کو فیض یاب فرمایا۔

(۱۳) آخر آپ لاہور سے بھی چل کھڑے ہوئے۔ اور سنگھڑ شریف کی جانب عازم سفر ہوئے۔ آپکے ہمراہ مولوی عبدالرحیم و مولانا نور احمد صاحبان تھے جو حضرت سلیمان شاہ صاحب تونسوی کے پیرِ بھائی تھے۔ جب سنگھڑ شریف میں حضرت سلیمان شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور شاہ صاحب موصوف سے شرفِ ملاقات حاصل کی۔ تو شاہ صاحب نے مولانا عبدالرحیم صاحب کی طرف ہو کر فرمایا۔ کہ یہ باز تمہارے کس طرح ہاتھ آیا۔ یہاں تو ہیں قطب ہند تھا۔ قطب زماں ہے۔ بس ہماری انتہا ہے۔ اور اس کی ابتدا ہو گی۔

صاحب بات سن کر بہت خوش ہوئے اور عرض کیا کہ الحمد اللہ پیر بھائی کی مجھے مبارک ہو کہ خدا نے مجھے بھی ایک ایسا صاحب عطا فرمایا۔

حضرت شاہ صاحب نے آپکو اسی وقت سلسلہ چشتیہ میں منسوب فرما کر جو کچھ دینا تھا دیدیا۔ اور اجازت بیعت و سندِ خلافت دیکر رخصت فرمایا

Marfat.com
Marfat.com

اس کے بعد آپ اپنی فوج نواب امیرالدین والی کشمیر میں آکر ملازمت پذیر ہوئے اور وہاں کے بزرگ نامی سید احمد صاحب سے خاندان سہروردیہ میں بیعت حاصل کی اور اپنے مرشد موصوف کی خدمت میں رہے۔ اور مرشد ہی سے تعلیم سلوک حاصل کی اور اجازت بیعت اور دستار خلافت سے ممتاز ہوئے۔ بعد ازاں قیام فرما کر جالندھر تشریف لے آئے۔ آپکی فوج میں ایک جالندھر کا سقہ بھی آکر ملازم ہوا۔ آپنے اُس سے دریافت فرمایا۔ کہ جالندھر میں کوئی درویش کامل ہے۔ اُس نے عرض کی کہ ہاں حضور ایک بزرگ بڑی شان کے ہیں۔ آپ حاجی حافظ قاری اور مولوی کے علاوہ نقشبندیہ خاندان کے پیر روشن ضمیر ہیں۔ آپ فوراً اُس مشک کے ساتھ حضرت بابا محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے۔ اور بعد شرف زیارت خاندان نقشبندیہ میں آپکے دست مبارک پر بیعت حاصل کی۔ اور تعلیم خجستہ سے مستفیض ہونیکے بعد تعلیم روحانی یعنی مکاشفات و مشاہدات کیلئے متجسس ہوئے۔ اور حاجی صاحب سے اجازت بیعت چاہی مگر اُسوقت تک حاجی صاحب کو بھی بابا صاحب سے بھی اجازت بیعت حاصل نہ تھی۔ اس وقت حاجی صاحب کے پیر بابا محمد شریف صاحب بھی حیات تھے۔ آپنے حاجی صاحب سے عرض کیا۔ کہ حضور اپنے خادم کو بھی بابا صاحب کی خدمت میں لیچلیں تاکہ غلام بھی شرف زیارت سے مشرف ہو۔ حاجی صاحب اُسی وقت آپ کو ساتھ لیکر ہوشیارپور بابا محمد شریف صاحب کی خدمت میں لیکر آئے۔ جب بابا صاحب موصوف کی خدمت میں پہنچے۔ حاجی صاحب اجازت لیکر بیت الخلاء میں تشریف لیگئے۔ اور آپ وضو کرکے نماز میں مشغول ہوئے

آپ کو دیکھ کر بابا صاحب نے مولوی غلام حسین جو ہوشیارپور میں اوّل خلیفہ اور خاص خدمتگزار اور معتقد تھے پکار کر کہا کہ غلام حسین دیکھ تو یہ فقیر ہے، یا امیر ہے؟ مولوی غلام حسین نے عرض کیا کہ حضور مجھے تو اسقدر علم نہیں۔ مجھے تو یہ بظاہر امیر معلوم۔

Marfat.com
Marfat.com

ہوتے ہیں۔ چونکہ آپ فوج کی وردی پہنے تھے۔ بابا صاحب نے پھر فرمایا۔ کہ غلام حسین یہ امیر نہیں ہے۔ درویش ہے۔ تین خاندان چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ میں اس کو اجازت بیعت حاصل ہے۔ چوتھے خاندان نقشبندیہ میں میرے سلسلہ میں پانچ لطائف کی تعلیم لے کر آئے ہیں۔

چونکہ بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف تھے۔ پہلے سب حالات معلوم کر کے من وعن بیان کر دیئے۔ یہ سن کر خواجہ صاحب کا حضرت بابا صاحب پر اور اعتقاد زیادہ ہو گیا۔ اتنے میں حاجی صاحب بھی ضروریات سے فارغ ہو کر بابا صاحب کی خدمت میں آ گئے۔ خواجہ صاحب نے نذر نیاز و شرینی وغیرہ واسطے طلب بیعت خدمت میں پیش کی۔ حاجی صاحب نے بھی سفارش پیش کی۔ حضرت بابا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ محمود میری ہنڈیا پک گئی ہے۔ میرا عمر لبریز ہو چکا۔ صرف پانچ چار مہینے دنیا میں اللہ تمام ہے تم ان کو بیعت کر لو۔ حاجی صاحب نے اصرار کیا۔ اور خواجہ صاحب نے بھی کہا۔ کہ حضور آپ ہی بیعت فرمائیں۔ بابا صاحب نے فرمایا نہیں تو مجھ سے ہی بیعت ہو۔ اور جھٹ سے خواجہ صاحب کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر فرمایا۔ کہ یہ میرا ہی ہاتھ ہے۔ حاجی صاحب نے مکرر اصرار کیا۔ کہ حضور کی حیات میں میرا بیعت کرنا موزوں نہیں۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ جب تم میری ہی زندگی میں بیعت نہیں کرتے۔ تو بعد میں کیا کرو گے۔ آخر چار و ناچار حاجی صاحب نے حسب الارشاد بابا صاحب خواجہ صاحب کو تعلیم و تلقین و شرائط بیعت سے سبکدوش فرمایا۔ بوقت بیعت حاجی صاحب کو [illegible] بتلاتے گئے۔ اور زبان مبارک سے ہی کلمات طریقت [illegible] شریف نقشبندیہ سنا کر اور کچھ تلقین فرمائی۔ اور دستار [illegible] فرمایا کہ قادر بخش تو آج اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ بعد ازاں حاجی صاحب [illegible] خواجہ صاحب یہاں خیل میں تشریف لے آئے۔

Marfat.com
Marfat.com

۱۳۔ جب آپ جالندھر میں جمعدار محکمہ پولیس تھے۔ اور پیر کی خدمت سے فارغ ہوتے کے بعد وہاں ملازمت اختیار کر لی تھی۔ اس ایام ملازمت میں آپنے سلوک نقشبندی کو پورا کیا۔ اور حاجی صاحب سے اجازت بیعت و شرف خلافت حاصل کر کے جالندھر سے راہوں میں رجعت فرمائی۔ اور وہاں اپنے سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت فرمائی سب سے پہلی خلیفہ امام بخش صاحب بیعت ہوئے۔ انہی دنوں آپ بعہدہ ڈپٹی انسپکٹری مامور کئے گئے خلیفہ امام بخش صاحب فرماتے تھے۔ کہ راہوں میں بہت سے لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔ جن میں غلام رسول خاں راہوں۔ دامیر خاں سپاہی و سلطان خاں صاحب محبت و عقیدت رکھتے تھے۔

۱۴۔ خلیفہ امام بخش صاحب فرماتے تھے۔ کہ ایک روز آپ سمن برج میں جو راہوں کے پاس تھانہ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ اور اس برج کے اندر ایک خانقاہ میں عبادت فرما ہے تھے۔ اتنے میں کپتان پولیس صاحب تشریف لے آئے۔ اور ادھر اُدھر دیکھ بھال کرتے ہوئے برج میں آگئے دیکھتے کیا ہیں۔ کہ آپکے تمام اعضا علحدہ علحدہ پڑے ہیں۔ کپتان صاحب یہ واقعہ دیکھتے ہی فوراً باہر نکلے۔ اور تھانہ والوں سے کہا۔ کہ تھانیدار کا قتل ہو گیا ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ کس نے اُس کو قتل کیا ہے۔ یہ کہہ کر پھر واپس برج کے اندر آئے۔ دیکھا تو خواجہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ کپتان صاحب سخت متعجب ہوئے۔ کہ یہ کیا قصہ ہے۔ جب کہ میں نے اپنی آنکھوں سے مقتول کو دیکھا ہے۔ ہاتھ پاؤں گردن سب کچھ علحدہ پڑے ہوئے تھے۔ اور ابھی جو واپس آکر دیکھتا ہوں تو بیٹھے ہوئے ہیں۔

آپ کپتان کو دیکھ کھڑے ہو گئے۔ اور فرمانے لگے۔ کہ جناب میں تو ویسا کا ویسا ہوں۔ یہ آپ کا خیال محض ہے۔ میں تو آپکے سامنے زندہ موجود ہوں

عقیدتمند لوگوں نے کہا۔ کہ حضور یہ تو ولی اللہ ہیں۔ ایسے لوگوں کی یہ حالت ہو ہی جاتی ہے۔ یہ سن کر کپتان صاحب بھی معتقد ہو گئے۔ اور خواجہ صاحب کی خدمت

Marfat.com
Marfat.com

میں مودبانہ عرض کیا۔ کہ حضرت میں لاولد ہوں۔ میرے لئے دُعا فرمائیں۔ خواجہ صاحب نے کپتان کی استدعا پر دعا فرمائی۔ اور زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ۔ تمہارے تین لڑکے ہوں گے۔ صاحب بہادر یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ اور محکمہ میں آپکی انسپکٹری کے لئے رپورٹ کی۔ کچھ دنوں کے بعد آپ انسپکٹر بھی ہو گئے۔ جب آپکی یہ کرامات طشت از بام ہوئی۔ اور خلق میں شہرت ہوئی۔ پھر تو بے شمار خلقت آپکے دست مبارک پر بیعت ہوئی۔ اس کے بعد حاجی صاحب کا مراسلہ بدیں مضمون پہنچا کہ فوراً تم نوکری چھوڑ کر چلے آؤ۔ اور راہ خدا کی ملازمت میں وقت صرف کرو۔ مخلوق خدا کو تلقین وہدایت سے بہرہ مند کرو۔

پس بموجب فرمان حاجی صاحب مرشدنا روحی فداہ آپنے استعفیٰ داخل کر دیا۔ اور ملازمت کا مطلق خیال نہ فرمایا۔ اور اشاعت اسلام تعلیم وطریقت کا شوق بڑھا لیکن کپتان صاحب نے استعفیٰ واپس کر دیا۔ اور آپ ایک سال اور بھی ملازمت کرتے رہے ایک مرتبہ حاجی صاحب بذات خود کپتان کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ اب اس کے لئے خدا نے ملازمت سے استعفیٰ داخل کرانے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے استعفیٰ منظور فرمایا جاوے۔ آخر مجبوراً کپتان صاحب نے استعفیٰ منظور کیا۔ آپ بعد استعفیٰ جہانخیل میں تشریف لے آئے۔

۱۵۔ جب آپ جہانخیل میں تشریف لیگئے۔ تو وہاں خاندان نقشبندیہ کے ذکر و [illegible] وعبادات میں مشغول ہوئے مسجد ہی میں قیام فرمانے۔ اور وہیں ذکر و اذکار [illegible] بعد نماز مغرب وفجر مراقبہ فرماتے۔ گاہے ذکر نفی اثبات جلی [illegible] جہانخیل والوں کو آپکے اس زہد وعبادت پر حسد ہوا اس لئے کہ وہاں ایک اور درویش سلطان شاہ نامی بھی رہا کرتے۔ اور وہ سب لوگ ان کے معتقد تھے۔ علاوہ ازیں آپ ساکنان جہانخیل قوم افغان کے بھائیوں میں سے تھے اس لئے

Marfat.com
Marfat.com

وہ لوگ مکر ہی سمجھتے تھے۔ اور یہ خیال کرتے کہ یہ بھی ہم پر پیر بننا چاہتے ہیں اس وہم و خیال جاہلانہ نے اُن لوگوں کو بغض و حسد پر مجبور کیا۔ اور ترقی دینیت سے بھی بیزار ہونے لگے۔ اور رات دن آپکی غیبت میں گزارنے لگے۔ مگر بقول شخصے۔ فضل مولا ایک طرف ساری خدائی ایک طرف۔ جب خدا مہربان ہو تو خواہ تمام جہاں دشمن ہو۔ ع

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

جس قدر وہ لوگ حسد کرتے تھے۔ اسی قدر آپکو ترقی دین و مرتبت و اوج و رفعت حاصل ہوتا جاتا تھا۔ گاؤں والے نہایت تنگ کرنے لگے۔ اور خامخواہ مذاق اڑانے لگے۔ اکثر کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کیا سانگ بھرا ہے۔ کبھی منہ لپیٹ کر مسجد میں بیٹھتا ہے۔ کبھی زور زور سے الا اللہ کے نعرے لگاتا ہے۔ لیکن ان کی اس جاہلانہ حرکت سے کیا ہوتا تھا۔ جن لوگوں کا آپکی دولت سرمدی میں حصہ تھا۔ وہ صحیح الاعتقاد ان کی بات کب مانتے تھے۔ انہیں میں اول اول وہ شخص میاں قلندر شاہ صاحب و سکندر شاہ صاحب نامی جو قوم سادات سے وہاں رہتے تھے۔ آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ اس پر اور لوگوں کو بھی حسد ہوا۔ اور کہا کہ تم سلطان شاہ صاحب سے کیوں نہیں بیعت ہوتے۔

آخیر بحث شروع ہوئی۔ کیونکہ قلندر شاہ نے اپنے پیر سلطان شاہ صاحب کی بیعت کو چھوڑ کر خواجہ صاحب کے دست مبارک پر بیعت ہوا تھا۔ اس بحث کی بنا پر علما جمع کئے گئے۔ اور سوال یہی درپیش ہوا کہ ایک پیر سے بیعت چھوڑ کر دوسرے پیر کے ہاتھ پر بیعت ہو سکتی ہے یا نہیں؟۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جب پیر ناقابل ہو۔ اور طالب کو اس سے تسکین نہ ہوتی ہو۔ تو وہ دوسری جگہ بیعت حاصل کر سکتا ہے

Marfat.com
Marfat.com

آخیر آپ لوگوں کی اِن بیجا حرکتوں سے متاثر ہوکر آپ کنارہ کش ہو گئے ۔ اور کوٹ عبدالخالق میں جہاں اب مدرسہ و یتیم خانہ بنا ہوا ہے ۔ قیام فرمایا ۔ جو خواجہ صاحب کی جدی جائیداد ہے ۔ وہاں آپ نے ایک چھپڑ ڈال لیا ۔ اور نماز کیلئے ایک چبوترہ بنا لیا ۔ اور وہیں بود و باش اختیار کی ۔ ہوشیارپور کی چھاؤنی اس وقت قائم تھی ۔ پس چھاؤنی اور آس پاس کے لوگ آپ کی خدمت میں آکر بیعت ہونے لگے ،

(۱۶) آپ کا یہ دستور العمل تھا ۔ کہ ہر سال بموقعہ عرس حضرت مجدد صاحب الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لیجاتے ۔ اور عرسوں میں شریک ہوکر اپنا حق خدمت ادا فرماتے ۔

حسب درخواست طالب اول آپ طالب کے حال پر نظر ڈالتے اور مشاہدہ فرما کر دیکھ لیتے ۔ کہ اس کا حصہ ہمارے یہاں ہے یا نہیں ۔ اگر تعلق نسبت ہوتا تو آپ مُرید فرما لیتے ورنہ اُسکو جواب ملجاتا ۔ آپ حجُرے کے اندر ہی عبادت فرماتے اسکے بعد کھانا تناول فرماتے ۔ بعد الفراغ طعام قیلولہ فرماتے ۔ پھر نماز ظہر میں مشغول ہوجاتے ۔ بعد نماز ظہر قرآن شریف کی تلاوت فرماتے ۔ غرضیکہ زیادہ وقت آپ کا عبادت و بندگی ہی میں صرف ہوتا ۔ آپ فرماتے کہ خاندان کے سب سردار میرے سردار ہیں ۔ کبھی یہ اشعار زبان مبارک سے فرماتے ؎

تو نقش نقشبنداں را چہ دانی تو حال ہیچکس حیران
ہنوز از کفر و ایمانت خبر نیست حقائق ہائے

(۱۷) زبانی سندھے خان نمبردار بجوارڈہ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک روز حجُرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ باہیچ جزامی آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا خواجہ صاحب ! آپکے حضور میں واسطہ حضور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ

Marfat.com
Marfat.com

وواسطہ حضرت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ وواسطہ بابا شریف صاحب کا لیکر آئے ہیں۔ ہماری حالت پر رحم فرما کر اللہ دعا کیجئے۔ کہ ہم اس عذاب سے نجات پائیں۔ اس مرض نے ہماری زندگی تباہ کر رکھی ہے۔ خلقِ خدا ہم سے نفرت کرتی ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ تم نے مجدد صاحب و بابا صاحب کا واسطہ کیوں دیا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور! ہم بھی نقشبندی ہیں۔ اس واسطے واسطہ بزرگان کا لائے ہیں۔ آپ یہ سُن کر خاندانی تعلق کیوجہ سے جوش میں آئے۔ اور اکیدم حجرے کے اندر تشریف لیگئے۔ اور دو گھنٹہ تک مقیم حجرہ رہے۔ بعدازاں حجرے سے باہر نکل کر فرمایا کہ تم سب مُنہ کھولو۔ ہر ایک نے اپنا مُنہ کھولا۔ آپ بسم اللہ کہتے ہوئے ہر ایک کے مُنہ میں لعاب دہن ڈالتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں سب کے سب اچھے ہو گئے۔ اور حضور کو دُعا دیتے ہوئے رخصت ہوئے۔

(۱۸) زبانی بیگے شاہ صاحب۔ ایک دن حضور لنڈر پور سے تشریف لائے۔ راستہ میں کوئی شخص پہاڑ کے غار سے پکار رہا تھا۔ کہ کوئی ہے جو مجھے راستہ بتا دے۔ مَیں گمشدہ ہوں۔ آپ یہ صدا سُن کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ سیدھے چلے آؤ یہ راستہ ہے میری آواز پر قدم اُٹھاؤ۔ اُس نے کہا کہ میاں مَیں کل کا گمشدہ ہوں۔ آنکھوں سے کم نظر آتا ہے۔ اور پاؤں کانٹوں سے زخمی ہیں۔ اگر آنے کے قابل ہوتا تو کیوں راہ پوچھتا۔ اور کیوں آپکو آواز دیتا۔ آپ خود اُس کے پاس تشریف لے گئے۔ جب اُسکو دیکھا تو وہ فی الحقیقت آنکھوں سے معذور تھا۔ اور پاؤں زخمی تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے شخص تیری آنکھوں میں دوا ڈالدوں لیکن تین گھنٹے یہاں آنکھیں بند کرے بیٹھے رہو۔ اُس نے کہا بہت اچھا۔ آپنے آنکھوں میں زبان پھیر دی۔ اور فرمایا۔ کہ یہیں بیٹھے رہو۔ یہ کہکر آپ وہاں سے چل پڑے اور موضع سالونی تحصیل گڑھ شنکر میں جا پہنچے۔ اور جاتے ہی وضو کر کے نوافل

Marfat.com
Marfat.com

پڑھنے لگے۔ اتنے میں دیکھتے ہیں۔ کہ وہ ہی شخص بھاگا ہوا۔ آپکے قدم بقدم چلا آرہا ہے
وہاں آکر خواجہ صاحب سے دریافت کیا۔ کہ یہاں کوئی فقیر آیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہم نے تو
کوئی فقیر یہاں نہیں دیکھا۔ اور یہاں تمہارا مطلب کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ حضور کوئی کیمیاگر تھا۔
میری آنکھوں میں دَوا ڈال دی۔ مَیں تندرست ہوگیا۔ آپنے فرمایا۔ کہ یہاں تو کوئی کیمیاگر
نہیں جاؤ۔ پس وُہ وہاں سے واپس ہوا۔ مسجد سے باہر تو خلیفہ بیگے صاحب اُسکو ملے۔
اُس نے خلیفہ بیگے صاحب سے کہا۔ کہ حضرت آج مجھے ایسا کیمیاگر ملا۔ کہ میری آنکھوں
میں دَوا ڈال کر کہیں چلا گیا۔ میں نابینا تھا۔ میری آنکھیں روشن ہوگئیں۔ اب خبر نہیں
کہ وہ کدھر ہے۔ خلیفہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اے بیوقوف وہ کیمیاگر نہیں تھا۔ بلکہ یہی شخص تھا
جو درویش ہے۔ اور انہوں نے دَوا نہیں ڈالی تھی۔ بلکہ اپنی زبان مُبارک تیری آنکھوں
میں پھیری تھی۔ جس کے اثر سے تیری آنکھیں روشن ہوگئیں۔ اُس شخص نے کہا کہ درویش،
کہاں سے ہوئے یہ تو تھانیدار ہیں۔ خلیفہ صاحب نے فرمایا۔ کہ تو اِن کے لباس اور
وردی کا خیال مت کر۔ یہ قطبِ زماں ہیں۔ یہ سُن کر اُسی وقت وہ شخص کہ قوم سے
ہندو راجپوت تھا۔ ایمان لے آیا۔ اور مُسلمان ہوکر آپکے دستِ مُبارک پر بیعت
ہوا۔

(۱۹) خلیفہ امیر خان صاحب نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک شب ایک بجے کے قریب خواجہ صاحب
نے مجھے آواز دی۔ اور ساتھ ہی سلیمان خان صاحب کو بھی پکارا۔ کہ تم سب علی
سلیم پور میں جاکر خبر لو۔ کہ وہاں ایک قتل ہوگیا ہے اور قاتل فلاں
فلاں جگہ دریا کے کنارے جھاڑ کے پیڑ کے نیچے دبا ہوا ہے
اُٹھا لاؤ۔ اور فلاں فلاں ملزموں کو گرفتار کرلاؤ۔ خواجہ صاحب کا یہ ارشاد سنتے
ہی سپاہی فوراً تیار ہوئے اور وہاں جاکر مقتول کی تلاش تلاش کی۔ جو خواجہ صاحب
کی بتائی ہوئی جگہ پر ملی۔ اور قاتل بھی جن کے نام بتلائے تھے۔ وہ ہی تھے۔ سپاہی

Marfat.com
Marfat.com

بہ تعمیل ارشاد مبارک مقتول کی لاش اور ملزموں کو گرفتار کر کے آپکے پاس لے آئے۔ صبح کو خواجہ صاحب موقعہ پر تشریف لے گئے۔ اور تحقیقات ضابطہ کے بعد ملزموں کے بیانات لئے۔ ملزموں نے اقرار کر لیا۔ آخر باضابطہ چالان کیا گیا۔ عدالت نے تینوں ملزموں کو سزائے موت دی۔

(۲۰) امیر خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ ایک روز موضع راہوں میں ایک ساہوکار کے یہاں چوری ہوگئی۔ ساہوکار کے یہاں شور ہوا۔ کہ چوروں نے نقب لگا دیا۔ آپ اسوقت عبادت میں مشغول تھے۔ اور نوافل سے فارغ ہوکر مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ یہ خبر پہنچتے ہی آپ ہوشیار ہو گئے۔ اور غلام محمد سپاہی کو آواز دی۔ اور حکم فرمایا کہ چار سپاہی اپنے ہمراہ لیکر اسی وقت دریا پور جاؤ۔ وہاں سکندر و رحمت اور نتھن تین چور ہیں۔ جنہوں نے نقب دیا ہے۔ اُنکو گرفتار کر لاؤ۔ اور فلاں مکان میں سمت مغرب بھوسہ کا جو انبار لگا ہوا ہے۔ اُس میں تمام سامان دبا ہوا ہے۔ وہ سامان بھی نکال لاؤ۔

غلام محمد جمعدار سمیت دیگر سپاہیوں کے فوراً وہاں پہنچ گئے اور موضع مذکور سے تمام سامان برآمد کر کے ہر سہ ملزموں کو بھی گرفتار کر لائے۔ جب ملزمان آپ کے سامنے آئے آپ نے حکم دیا کہ سچ سچ بیان کرو۔ تم نے یہ مال کس طرح لیا ہے۔ ملزموں نے اسی وقت اس خیال پر کہ جب آپکو بلا تحقیقات یہ معلوم ہو گیا۔ کہ فلاں فلاں چور ہیں۔ اور مال فلاں جگہ رکھا ہوا ہے۔ آپ کے سامنے اقرار کر لیا کہ ہم سارق ہیں۔ پھر ساہوکار کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ تم اپنا مال دیکھ لو۔ کہ سب موجود ہے یا کچھ نہیں ہے۔ ساہوکار نے جواب دیا۔ کہ میرا مال بموجب فہرست سب موجود ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ تمہارا مال سب مل گیا اب اِن کو قید کرا کر کیا لوگے۔ کیونکہ یہ آئندہ توبہ کرتے ہیں۔ ساہوکار نے اسی وقت اپنی رپورٹ بدلوا دی۔ اور لکھا دیا کہ میرا مال کچھ نہیں گیا۔ اور نہ چوروں پر میرا کچھ دعویٰ ہے۔ پس خواجہ صاحب نے ساہوکار کو مال دیکر رخصت کیا اور ملزموں کو

Marfat.com
Marfat.com

رہاکر دیا ۔ ملزموں نے بعد رہائی آپکے دستِ مبارک پر بیعت حاصل کی۔

(۲۰) زبانی امیرخان نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک روز خواجہ صاحب گشت فرما رہے تھے ۔ آپ کو معلوم ہوا کہ ایک جگہ نقب زنی ہو رہی ہے ۔ آپ معہ دو سپاہیوں کے موقعہ واردات پر تشریف لے گئے ۔ اور تھوڑی دُور چل کر آپ آہستہ آہستہ چلنے لگے ۔ اور پاؤں سے جُوتے نکال دیئے ۔ اور موقعہ پر پہنچتے ہی ہر دو چوروں کو گرفتار کرلیا۔ وہ دونوں ملزم خاکروب تھے ۔ اُنکو گرفتار کرکے تھانے میں لے آئے اور اُنکو نہایت نرمی سے سمجھایا ۔ کہ اُسی وقت اُن دونوں نے اِس فعل سے توبہ کرلی ۔ اور مُسلمان ہوکر مُرید ہو گئے ۔ دوسرے روز کئی مرد اور عورتیں ، بچے مُسلمان ہو کر آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے ۔

(۲۱) امیرخان نقل کرتے ہیں ۔ ایکدن حضور کی خدمت میں چودھری عثمان خان تشریف لائے ۔ وہ ہمیشہ سے شراب پینے کے عادی تھے ۔ اُس وقت بھی شراب پی کر آئے تھے ۔ آتے ہی نشہ کی حالت میں بکواس کرنے لگے ۔ حضور چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے ۔ آپ نے اُسکی یہ کیفیت دیکھ کر ایک اِلَّا اللّٰہ کی ضرب زور سے لگائی ۔ جس نے چودھری کے قلب پر ایسا اثر ڈالا ۔ کہ فوراً گر پڑا ۔ اور صبح تک ہوش نہ آیا ۔ تمام نشہ ہرن ہوگیا ۔ دوسرا خمار چڑھا ۔ ہوش آتے ہی فوراً آپ کے قدموں میں گر پڑا اور آئندہ کے لئے توبہ کی ۔ اور حضور کے ہاتھ پر بیعت ہوا ۔ اور اپنی بقایا عمر آپ کی ہی خدمت میں گذار دی ۔

(۲۲) امیرخان نقل کرتے ہیں ۔ کہ ایک دن ہم تالاب [illegible] کی طرف ہے غسل کرتے تھے ۔ بعد غسل ظہر کی نماز ادا کرکے وہاں سے چل پڑے راستہ میں سندھی کمار راہوتی ملا ۔ خواجہ صاحب بھی ساتھ ہی تھے ۔ آپ نے اس کمہار سے فرمایا ۔ کہ نماز پڑھا کرو ۔ کمہار نے جاہلانہ طریقہ سے جواب

Marfat.com
Marfat.com

دیا۔ کہ تم تھانیداری کی دھمکی دکھاتے ہو۔ نماز کیا تمہارے لئے پڑھونگا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں خدا کیلئے پڑھو۔ اور خدا سے ڈرو۔ اُس نے کہا کہ ہم تو خدا کو نہیں جانتے۔ ہمارے خدا تو یہ گدھے ہیں۔ انہی کے ذریعہ سے ہمیں رزق ملتا ہے۔ یہ سنکر آپ نے اسکی گردن پر ہاتھ رکھا۔ اور ایک ضرب اِلَّا اللّٰہ زور سے لگائی۔ کمہار اُسی وقت بیہوش ہوگیا۔ اور خود بھی اِلَّا اللّٰہ۔ اِلَّا اللّٰہ کرنے لگا۔ نہ یہ خبر رہی کہ میں کہاں ہوں۔ نہ یہ سُدھ رہی کہ گدھے کدھر ہیں۔ خواجہ صاحب آگے آگے چلنے لگے اور وُہ پیچھے پیچھے تھا۔ چلتے چلتے آپ تھانے میں آگئے۔ اور وُہ بھی پیچھے آگیا۔ اور تھانہ کے دروازے پر بیٹھکر بحالت بیہوشی اِلَّا اللّٰہ کے نعرے لگانے لگا۔ جب اِس حالت کی اس کے بیٹوں کو خبر ہوئی۔ تو وہ بھاگے ہوئے آئے۔ اور اُسکو پکڑ کر گھر لیگئے۔ ایک سال تک اُسکی وہی حالت رہی۔ ایک سال کے بعد جب اُسے ہوش آیا۔ تو آپ کے سلسلہ میں آکر بیعت ہوا۔ اور تمام عمر خدا کی عبادت میں مشغول رہا۔

(۲۳) مولوی پیر محمدؐ صاحب بنگے والے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ دوران ملازمت میں کسی صاحب کو لیکر مقام جالندھر جا رہے تھے۔ جب رات کا وقت قریب آیا۔ آپ اسامی کو چھوڑ کر نماز مغرب کیلئے مسجد میں تشریف لیگئے۔ وہاں میں اور ملّا شاہ معہ قاضی اور چند آدمی معہ بنے شاہ نماز میں شامل ہوئے خواجہ صاحب اُسوقت وردی میں تھے۔ وردی اُتار کر آپ نے وضو کیا۔ اور نماز کی تیاری کی۔ ہم لوگوں نے عرض کیا۔ کہ حضور نماز پڑھائیں۔ آپ نے منظور فرمایا۔ اور امامت کیلئے کھڑے ہوگئے۔ ہم سب نے اقتدا کی۔ نہایت محویت کے ساتھ نماز ادا ہوئی۔ ہر ایک کے قلب پر وُہ اثر ظاہری تھا۔ اور آنکھوں میں وُہ مشاہدات انوارات الٰہی کا نظارہ تھا۔ کہ سُبحان اللّٰہ! گویا وہ نماز الصّلوٰۃ معراج المومنین کا مصداق بن گئی

Marfat.com
Marfat.com

اور ایک لطف گوناں گون حاصل ہوا۔ ہم نے اپنی عمر میں ایسی نماز کبھی ادا نہیں کی
بعد نماز آپ مراقب ہوئے۔ ہم بھی آپکے ساتھ حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے۔ جس وقت آپ
نے قلبی توجہ ہم پر ڈالی۔ ہم سب کے سب بیہوش ہو گئے۔ اور ہمکو کسی طرح کی خبر نہ
رہی۔ یہ حالت عشاء کیوقت تک طاری رہی۔ آپ مراقبہ سے فارغ ہو کر نماز عشاء
میں مشغول ہو گئے۔ اور بعد انفراغ نماز تھانے میں تشریف لے آئے۔
رات بھر تھانہ میں مقیم رہے۔ پھر علی الصباح نماز کیلئے آپ مسجد میں تشریف
لے آئے۔ تو آپ نے وضو کر کے نماز پڑھی۔ تو ہمکو ہوش ہوا۔ ہم حیران ہو کر اٹھے
کہ یہ کیا معاملہ ہے ہم وضو کر کے جلد جلد جماعت کیساتھ شامل ہوئے۔ پھر بعد
نماز ہم سب نے آپس میں مشورہ کیا۔ کہ یہ ایسا تصرف اولیاء اللہ کا ہوتا ہے ممکن
ہے کہ آپ بھی ولی اللہ ہوں۔ آؤ ہم سب آپ سے بیعت ہو جائیں۔ پھر ہم نے
امیر خان صاحب کو سفارش کیلئے پیش کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میر محمد تم
دیکھتے ہو۔ کہ میں کس محکمہ کا ہوں۔ رات دن میرا کام کیا ہے۔ ہم نے پھر انکساری کیساتھ
عرض کیا آخیر حضور نے ہماری عرض قبول فرمالی۔
مولوی پیر محمد صاحب ساکن سنگہ جو قوم کے کشمیری تھے۔ اور ڈاکٹر سراج الدین
کے والد تھے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ رات تو ہم بیعت بھی نہیں ہوئے
تھے۔ تب بھی وہ لطف رہا کہ سبحان اللہ! اور بیعت ہونیکے بعد دیکھو کیا
ہوگی۔ آخیر ہم بیعت ہوئے۔ بوقت بیعت میرے قلب
مطلقاً بیہوش ہو گیا۔ ایک سال تک مجھ پر یہ کیفیت طاری
پاؤں تک ہر رگ و ریشہ اور بال بال سے لفظ اللہ کی آواز ہویدا تھی۔ اور
اسی دن تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس ہو کر ہمکو جمعیت خاطر ہوئی نفس مطمئنہ
بن گیا۔ ہم نے شکر بارگاہ ایزدی ادا کیا۔ سبحان اللہ پیر ہو تو ایسا ہو۔ کہ جنم

Marfat.com
Marfat.com

جنم کے مورچے پل میں ڈارے کھو۔ ایسے ہی پیروں کے بارے میں مولانا روم صاحب اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں۔ ؎

یک زمانہ صحبتے با اولیاء ؛ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

اور شان خدا کے قربان ہو جیئے کہ کیا کرشمہ ہے۔ کہ بظاہر جسم پہ پولس کی وردی۔ اندر اندر نور ہی نور بھرا ہوا ہے۔ بیعت ہونے کے کچھ دنوں بعد تک وہیں مقیم رہے اور بہت سے آدمی آپ کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔

(۲۱۷) حکیم کریم بخش ساکنہ بنگہ تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر نقل کرتے ہیں کہ میں بہت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ اور پندرہ جگہ طلب بیعت حاصل کی۔ مگر مجھے ایمان حصول نہ ہوا۔ اِلّا اب خواجہ صاحب کے دستِ مبارک پر بیعت حاصل کرنیکے بعد مجھے جو کچھ حاصل ہوا۔ اس میں کوئی طلب باقی نہ رہی۔

حکیم کریم بخش موضع بنگلہ میں ایک امیر کھتری کا علاج کرتے تھے۔ اور ایکہزار روپیہ روز آنہ فیس مقرر تھی۔ حکیم مذکور نے آپکی صبح کیوقت دعوت کی۔ جس وقت کھانے کیلئے دسترخوان تیار ہوا۔ اور خواجہ صاحب تشریف لائے۔ تو راستہ میں حکیم صاحب ایک مہاجن کے گھر کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب نے دیکھکر فرمایا۔ حکیم صاحب آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ حکیم صاحب نے عرض کیا کہ ایک لالہ صاحب جو اس مکان کے مالک ہیں۔ بیمار ہیں۔ میں اُنکی خبر گیری کیلئے یہاں آیا ہوں۔ آپ یہ سُن کر ہنسے اور فرمایا۔ کہ اگر یہ لالہ بجائے ایک ہزار روپیہ کے دو ہزار روپیہ روزانہ دے تو خُدا اس کو بھی اچھا کر دے۔ یہ ایک معمولی سی ہنسی کی بات تھی۔ لالہ نے سُن کر عرض کیا کہ میں حضور کے فرمان کے موجب دو ہزار روپیہ روزانہ ہی دوں گا۔ اگر فی الفور آرام ہو جائے

Marfat.com
Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ کھانا کھانے کے تھوڑی دیر بعد تک ٹھیرو۔ دیگر شخصوں نے جو آپ کے ہمراہ تھے عرض کیا کہ حضور! پہلے اسکو ملاحظہ فرمالیں۔ چنانچہ آپ مریض کی جانب مخاطب ہوئے۔ اور توجہ کا اُس پر اثر ڈالا۔ مریض کا ایک ہاتھ اُسی وقت ہلنے لگا۔ پندرہ بیس منٹ کے بعد وُہ مریض بالکل تندرست ہوگیا۔ لالہ نے اُسی وقت دو ہزار روپیہ آپ کے نذر کیئے۔ آپنے حکیم صاحب سے فرمایا۔ کہ روپیہ لے لو۔ حکیم صاحب نے عذر کیا۔ کہ حضور یہ تو آپ ہی کا حق ہے۔ آپنے فرمایا کہ کسی کا حق نہیں ہے۔ ہم تجھ کو بطور انعام دیتے ہیں۔ حکیم صاحب نے مکرر اصرار کیا۔ آپنے رنجیدہ ہوکر فرمایا۔ کہ حکیم صاحب تم فقیروں کے بھید سے واقف نہیں ہو۔ فقیروں کے قول کو ماننا ہی بہتر ہے۔ اسپر لوگوں کو اور بھی تعجب ہوا کہ یہ شخص تھا نیداری لباس میں۔ اور کرامات ایسی اور اسقدر متقی کہ روپیہ کی طرف نذر بھی نہ کی۔ پس حضور کی یہ کرامات وخوارق عادات بزرگانہ دیکھکر اکثر آپ کے بیعت ہوئے۔

۲۵۔ نقل کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے کچھ روز بعد مولوی پیر محمد صاحب کے اہل خانہ حضور کے دست طریقت پر مشرف بہ بیعت ہوئیں۔ اور خدا بخش جولاہا ساکن جہانخیل بھی بیعت ہوا۔ مگر دونوں بیعت ہونیکے بعد مجذوب ہو گئے۔ پھر تمام عمر ہوش نہ آیا۔ مگر الہیہ مولنا صاحب نے مجذوبیت کمال فی المراتب حاصل کیا۔ شان خدا ست بقول شخصے جسے دے مولا

(۲۶) بقول حضرت صاحب۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے۔ کہ میں لدھیانہ سے جہاز کو آرہا تھا۔ اور اس زمانہ میں مجھے تیرنا قطعی نہ آتا تھا۔ [illegible] ایک نالہ پڑتا تھا۔ اور وہ نالہ اُس وقت جہاز کی ہوا دینا لشتی والے ملاح ساحل پر آوازیں دے رہے تھے۔ کہ جلدی آؤ جہاز آگے بڑھ جائیگا۔ چنانچہ میں از خود اس نالہ میں گیا۔ اور وہاں غوطے کھانے لگا یہانتک کہ بیہوش ہو لیا [illegible] اٹھے میں

Marfat.com
Marfat.com

کیا دیکھتا ہوں۔ کہ مائی صاحبہ مذکور یعنی مولانا صاحب کی بیوی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور فرمایا کہ صاحبزادے خبردار ہو جاؤ۔ اور مجھے کھینچ کر نکالا۔ باہر نکلنے پر دیکھتا ہوں کہ مائی صاحبہ کہیں نہیں ہیں۔ میں بڑا متعجب ہوا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ جب میں گھر پہنچا ہوں۔ تو مائی صاحبہ نے پہلے تو کچھ بڑ ہانکنی شروع کی۔ بعد میں مجھ سے کہا کہ صاحبزادے پانی میں ایسی دلیری نہیں کیا کرتے اگر آپ کی یہ غلام ہاتھ نہ پکڑتی۔ تو ڈوب جاتے۔ سبحان اللہ

چہ غم دیوار اُمت را کہ باشد چوں تو پشتی بان

۲۷۔ ماگھے شاہ کہ میاں عالم شاہ کے مرید تھے۔ اور حضرت صاحب قبلہ سے سلوک کی تعلیم حاصل کی تھی۔ اور لطائف طے کئے تھے۔ ایکروز مائی صاحبہ کی خدمت میں آیا۔ اور خوب سا رونے لگا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میں نے خلیفہ صاحب کی بیعت بھی حاصل کی۔ لیکن مجھے آج تک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی نصیب نہ ہوئی۔ مائی صاحبہ نے فرمایا کہ اُو ماگھے پیر کی زیارت بھی رسول کی زیارت ہے۔ اگر تو زیارت کا ہی بھوکا ہے تو میرے نزدیک بیٹھ۔ وہ بموجب فرمان مائی صاحبہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ مائی صاحبہ نے اُس کے دل کی طرف توجہ ڈالی۔ تو اسوقت ماگھے شاہ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ تمام جسم میں شمع کیطرح روشنی ہو گئی۔ ہر رگ و تن شمع ہی بن گئے۔ اور مست و بیخود ہو کر گر پڑا۔ اور بالکل ہوش نہ رہا۔ پھر مائی صاحبہ نے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ یہ شخص حضور کی زیارت کا مشتاق ہے۔ میں حضور سے سفارش کرتی ہوں۔ کہ اس کی مراد پوری کر دیجئے۔ پس حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ماگھے کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ماگھے کو بہت سا پیار کیا اور فرمایا کہ تم بھی یہاں آجایا کرو۔ جب سے وہ بھی حضور کے دربار میں شامل ہونے لگا۔

Marfat.com
Marfat.com

حکیم صاحب مذکور نقل فرماتے ہیں۔ کہ جب خواجہ صاحب تہانہ راہوں کی طرف رخصت ہوئے۔ تو دیکھا کہ ایک گھوڑا تیز رو اپنے سوار کو ڈال کر دوڑا ہوا آرہا ہے۔ اور قریب تھانہ کے آگیا۔ دوسری طرف سے شور و غل ہوا۔ کہ گھوڑا سرکش ہے۔ اس سے بچنا یہ آدمیوں کو مارتا ہے۔ آپ یہ شور سن کر اُس گھوڑے کے مقابل پہنچے۔ اور آپ نے کلمۂ شہادت پڑھ کر انگلی کے اشارے سے فرمایا کہ اے گھوڑے کھڑا ہو جا۔ گھوڑا فوراً آپ کے اشارے سے کھڑا ہو گیا۔ اور قدم تک نہ ہلایا۔ گردن جھکا کر سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اُس کو پیار کیا۔ اور شاباش دی۔ اور فرمایا کہ اِسقدر شوخی نہ کیا کر۔ حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ پھر کبھی اُس گھوڑے نے سرکشی نہ کی۔

امیر خان نقل فرماتے ہیں کہ موضع گردیڑ سے رپورٹ آئی۔ کہ موضع مذکور میں قتل ہوا ہے آپ نے ایک جمعدار کو تفتیش کیواسطے بھیجدیا۔ اور دو سپاہی ہمراہ کر دیئے وہاں موقعہ پر جاکر انہوں نے تحقیقات شروع کر دی۔ خواجہ صاحب کسی اور کام میں مصروف تھے۔ چار روز تک آپ تشریف نہیں لیگئے۔ چوتھے روز آپ نے فرمایا۔ کہ امیر خاں چلو قتل کی تحقیقات درست نہیں ہوئی۔ بے گناہ ہو نکو گرفتار کر لیا گیا ہے چنانچہ امیر خاں کو ساتھ لیکر اُسی روز موضع مذکور میں پہنچے۔ سارجنٹ کا نام گوبند رام تھا۔ آپ اُس کی طرف خاطب ہوئے۔ اور فرمایا کہ گوبند رام تجھ سے تحقیقات نہ ہوئی۔ اچھا تمام گاؤں کے لوگ جمع کئے جاویں۔ جو حوالات میں ہیں۔ سب کو چھوڑ دیا جائے۔ پس بموجب ارشاد ان کو چھوڑ دیا گیا۔ اور اہل گاؤں میں جو اصل قاتل تھے۔ انکو گرفتار کر لیا۔ اور حوالات میں داخل کر دیا۔ اور [illegible] گئی۔ آخیر ملزمان نے اقبال کر لیا۔ کہ ملزمان ہمیں ہیں۔

۲۰۔ از حوالہ نفائس القصص مولفہ مولوی خلیل الرحمن صاحب خلیفہ حضرت صاحبہا توکل شاہ صاحب مرحوم درج ہے۔ کہ آپ پشاور میں تھے اور بھیک خاں آپ سے

Marfat.com
Marfat.com

ہمراہ تھے۔ ایکروز آپ مسجد کیطرف تشریف لیگئے۔ اور مسجد میں رونق افروز ہوئے۔ وہاں پہ دو مولوی آپس میں بحث کر رہے ہیں۔ ایک کہتا تھا کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے ٹپکا نکلتا تھا۔ دوسرا نکلتا تھا کہ یہ بعید از قیاس ہے خواجہ صاحب نے ان کو بحث کرنے سے منع کیا۔ مگر وہ باز نہ آتا۔ آخیر آپ نے فرمایا کہ دیکھ میں حضور کا ادنی غلام ہوں۔ لا ٹپکا میں نکال دیتا ہوں۔ اس مولوی نے ٹپکا لیکر آپکی کمر سے نکالا جسطرح مسکہ سے دھاگہ نکلتا ہے۔ نکل آیا۔ یہ دیکھکر وہ مولوی حیران ہو کر معتقد ہو گیا۔ اور خواجہ صاحب کے دست مبارک پہ بیعت کی بیبک خاں بھی اسی روز داخل سلسلہ ہوا۔

(۴) مکتوبات مجددیہ کو حضرت صاحب بغور دیکھتے تھے۔ ایکدن کا ذکر ہے کہ مولوی بدرالدین بھی وہاں آگئے۔ مضمون ذیل زیر مطالعہ تھا۔ کہ حضرت مجددیہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو شخص میرے سلسلہ میں آگیا۔ اس پہ دوزخ کی آگ حرام ہے۔ اور وہ بہشتی ہوگا۔ یہ مضمون سن کر اس کو خیال ہوا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بات قطعی غلط ہے توبہ توبہ اپنی تو خیر نہیں۔ اور یہ اپنے تمام خاندان کا دعوی کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس میں شک نہیں ہے۔ جو کچھ انہوں نے کہا درست ہے۔ اس بے ادب نے کہا آپ ایسی کیوں بات کہتے ہیں۔ حضرت نے صرف عشرہ مبشرہ کو جنتی کہا ہے۔ دوسرے کا حال خدا جانے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اے بے ادب اولیاء اللہ کی عیب جوئی نہ کر۔ یہ کہہ کر حضرت خواجہ صاحب کو پھر جوش آگیا۔ فرمایا کہ او بے ادب اولیاء اللہ کا کلام غلط نہیں ہوتا۔ میں مجدد صاحب کا ایک ادنی غلام ہوں۔ تا قیامت جو میرے مرید ہونگے۔ نار دوزخ سے بری ہوں گے۔ اور جنتی ہوں گے۔ ان پہ دوزخ کی آگ حرام ہوگی۔ اس مولوی نے اس بات پر حجت کی حضور نے بہت کچھ اسے سمجھایا۔ مگر نہ مانا۔ اور حجت

Marfat.com
Marfat.com

ہی کرتا رہا۔ تو حضور نے طیش میں آکر تین مرتبہ فرمایا۔ ارے اُد کوڑھی یہاں سے چلا جا۔ چنانچہ جب وہ اپنے مکان پر چلا گیا۔ جو وہاں سے پانچ کوس کے فاصلہ پر تھا وہاں پہنچتے ہی بیمار ہو گیا۔ اور تمام جسم پر جذامی کے داغ نمایاں ہو گئے۔ جب مولوی صاحب کی یہ حالت ہو گئی۔ پھر تو ناچار دوسرے دن صبح کیوقت حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تضرع زاری کے بعد آپ سے معافی چاہی۔ حضور نے اپنے منہ سے پانی کی کلی اُس کے ماتھے پر ماری۔ اور فرمایا کہ اس کلی کا نشان تیری اور تیری اولاد کی پیشانی پر بھی تا قیامت رہیگا۔ چنانچہ اب بھی اُس کی اولاد کی پیشانی پر وہی داغ بجنسہٖ موجود ہے۔

۳۲۔ ایک دن حضرت خواجہ نے درخت توت کی ٹہنی پکڑ کر بلاقی شاہ صاحب کو دی۔ جو آپ کے خلیفہ تھے۔ اور فرمایا کہ آج تو ہر طرف منادی کرا دے۔ کہ جو شخص آج مجھے دیکھ لیگا۔ جنتی ہو گا۔ یہ الہام خدا تھا۔ ہر شخص اس مژدہ کو سن کر شیدا ہو گیا۔ اور بہت سے لوگ حضور کی زیارت سے مشرف ہو گئے۔ ان میں دو ہندو بھی تھے جن میں ایک کا نام مالکی اور دوسرے کا سوندہی تھا۔ یہ دونوں نیک سیرت اور دونوں قوم زرگر سے تھے۔ دونوں معتقد ہو گئے۔ مالکی مسلمان ہو گیا۔ سوندہی ہندو ہی رہا۔ مگر سنا ہے کہ جب سوندہی کا انتقال ہوا۔ اور اُس کی لاش کو جلایا گیا تو لاش بہ مشیت ایزدی بالکل نہ جلی۔

(۳۳) راہوں میں حضرت خواجہ صاحب دوران ملازمت میں بحالت [illegible]
گشت و زیارت تھے۔ اور دوسرے [illegible]
آئی کہ شمس عرفان ہمیں ناحیہ سے [illegible]
کر مراقب ہوئے۔ معلوم ہوا کہ کسی ولی [illegible]
ٹیلے میں پوشیدہ ہے۔ حضور نے اس [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

کیسے معلوم ہوا کہ میرا خطاب شمس عرفان ہے۔ اُس صاحب مزار نے فرمایا کہ میں مجدّد صاحب کا خلیفہ ہوں حضرت مجدد صاحب نے فرمایا تھا کہ میرے سلسلہ میں ایک شخص شمس العرفان ہوگا۔ اور تیری قبر پر فاتحہ پڑھیگا۔

سنا ہے کہ اِس قبر پر بول و براز پڑا ہوا تھا۔ اور قبر کا کوئی نشان نہ تھا۔ خواجہ صاحب نے ہمرائیوں سے فرمایا کہ اس جگہ قبر ہے۔ سپاہیوں نے عرض کیا کہ حضور یہاں تو کوئی قبر معلوم نہیں ہوتی۔ صبح کو خواجہ صاحب نے اٹھ کر وُہ قبر کھودی۔ تین گز نیچے ایک پختہ قبر معلوم ہوئی یہ معاملہ دیکھ کر لوگوں میں اس کی شہرت ہوئی۔ چنانچہ قصبہ راہوں میں وُہ قبر اب تک موجود ہے۔

زبانی فقیر یا ملاں سکنہ جہانخیل ضلع ہوشیارپور نقل کیا گیا۔ کہ میرا معمول تھا کہ میں ہمیشہ دو بجے شب کے حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک روز کچھ دیر کے بعد قریب تین بجے حضرت کی خدمت میں پہنچا۔ اور نفل تہجد پڑھے۔ نوافل سے فارغ ہونے کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے نہایت مہربانی و شفقت سے میرے ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ آ فقیر یا آج تجھے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کچہری میں لیچلوں۔ وضو کر کے آنکھیں بند کرے۔ میں نے فوراً اپنی آنکھیں بند کر لیں اور مجھے ایک سرور سا پیدا ہوا۔ اور میرے کانوں میں دلچسپ اور شیریں آواز آنی شروع ہوئیں۔ میں اس آواز کو سنکر بیہوش ہوگیا۔ اور میرے خیال سے وہ آواز تمام جہان میں پھیل گئی۔ کچھ وقفہ کے بعد میں ایک وسیع میدان میں پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے پاکیزہ صورت انسان وہاں جمع ہیں۔ اور ایک مرصع تخت پر ایک نہایت پاکیزہ صورت انسان جلوہ افروز ہیں۔ کسی نے کہا کہ یہ ہمارے سرور کائنات حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں۔ اور قریب میں اصحاب کرام جمع ہیں۔ یہ سنکر میں حضرت کے پائے اقدس پر گر پڑا۔

Marfat.com
Marfat.com

آپ نے فرمایا کہ آ تجھے خدا کا دیدار کرا دوں۔ پس مجھے اور جگہ لے جایا گیا۔ وہاں بھی ایک تخت اتنا بڑا بچھا تھا کہ جس کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اور بہت سے پردے اُس پر پڑے ہوئے تھے۔ اور اُس کے اندر سے اُسی قسم کی شیریں آواز آ رہی تھی۔ اور ہر پردے سے ایک نئی اور عجیب آواز پیدا ہوتی تھی۔ وہاں میں اور بھی محوِ حیرت ہو گیا۔ بلکہ دو سال تک میری وہی حالت رہی۔ لوگوں نے مجھے پاگل اور مجنوں کا خطاب دیا۔ پھر مجھے ہوش آیا اور اُس جگہ کا نقشہ اور کیفیت و لطافت میرے قلب چشم و جہاں میں اب تک موجود ہے اُس کے مرنے کے بعد خواب میں کسی نے اُسے دیکھ کر پوچھا کہ فقیر یا اب تیرا کیا حال ہے۔ جواب دیا کہ اُسی حال میں ہوں

زبانی مولوی پیر محمد صاحب نقل ہے کہ ایک مرتبہ میری طبیعت بہت گھبرائی ہوئی تھی اتفاقاً وہاں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کہ اندلوں حضور بعہدہ تھانیداری تعینات تھے تھانہ موضع بنگلے میں تشریف لے آئے جب عصر کے وقت آپ مسجد میں تشریف لے گئے تو اُس وقت میں ایک تکیہ میں جو مسجد کے قریب تھا بیٹھا ہوا تھا۔ اُس تکیہ میں ایک درویش بھی رہا کرتے تھے۔ مجھ پر اُس درویش کی صحبت کا اثر ایسا غالب آگیا تھا کہ مجھ سے نماز روزہ وغیرہ کوئی بھی عبادت نہ ہوتی تھی۔ ہمیشہ لہو و لعب میں وقت گزار دیتا تھا۔ یہاں تک کہ اسلام کے تمام ارکان میں ترک کر دیئے تھے۔ میری یہ ناجائز صحبت دیکھ کر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آؤ مسجد میں نماز پڑھنے چلیں۔ جو کہ میرے دل پر فقیر کی صحبت کا ناقص اثر پڑا ہوا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ

کیا رکھا ہوا ہے۔ بس آپ ہی تشریف لی جائیے۔ میں [illegible]

کرتا۔ یہ جواب سن کر حضرت خواجہ صاحب ہنس پڑے اور فوراً میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد کی طرف لے چلے۔ اور فرمایا کہ یہ دھندے اگر سود مند ہو جائیں تو چھوڑ دو گے یا نہیں میں نے فرمایا کہ ہاں اگر مجھ کو اس کا فائدہ دکھلا دو گے۔ اور میں بیشک خود چھوڑ دوں گا۔

Marfat.com
Marfat.com

تو میں حکم ماننے کیلئے تیار ہوں۔ میں نے اپنے دل میں پختہ ارادہ کر کے کہہ دیا کہ چلیئے خیر جو کچھ کہنا سننا تھا ہو چکا۔ مگر دل میں یہ خیال تھا کہ فقیر تکیہ دار کی صحبت سے بڑا لطف آتا ہے۔

جب میں خواجہ صاحب کے ساتھ چلا اور خواجہ صاحب نے خلوص دل کے ساتھ میرا ہاتھ پکڑا۔ تو اُسوقت میری عجیب حالت ہوئی۔ تمام بدن میں ایک دم سناٹا سا آگیا۔ اور خوفِ خدا اسقدر موجزن ہوا۔ کہ دل کانپنے لگا۔ ہاتھ پیر تھرا گئے سوائے یادِ خدا کے اور کوئی خیال ہی نہ رہا۔ اور کہتا تھا کہ واہ واہ دستگیری کے یہ معنی ہیں اور دستگیری اس کو کہتے ہیں۔ کہ ہاتھ پکڑتے ہی اپنا کر لیا۔ دستگیری فرماتے ہی اسیر ہوا۔ مگر جب میں مسجد کے قریب پہنچا۔ تو پھر مجھے فقیر کی باتوں کا خیال ہوا۔ اور اس کی باتوں کا دل میں لوٹے پھیر کرتا تھا۔ اور اپنی یاد پر زور دیتا تھا۔ مگر کسی قوت نے میرے ذہن اور دماغ پر قبضہ کر لیا تھا۔ آخیر سب کچھ بھول گیا۔ کچھ اور ہی کیفیت طاری ہو گئی۔ ہمہ تن خواجہ صاحب کیطرف رجوع ہو گیا۔ ہر ذکر و فکر آپ کی جانب ہی چلتا رہا۔ جب میری یہ حالت ہوئی۔ تو دل نے چاہا کہ آپ سے بیعت ہو جاؤں مسجد میں پہنچکر خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ پہلے کپڑے دھو کر پاک کرو۔ اور پھر میرے ساتھ نماز پڑھو۔ میں نے تمام کپڑے صاف کیئے۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے برابر بائیں جانب کھڑا ہو کر نماز میں مشغول ہوا۔ پہلی رکعت تو جوں توں کر کے مدہوشی کے ساتھ ادا کی۔ مگر دوسری رکعت میں مجھ پر بیہوشی سی طاری ہونے لگی یہاں تک کہ تیسری رکعت میں بالکل بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ خواجہ صاحب نماز سے فارغ ہو کر اپنی جائے قیام یعنی تھانہ میں تشریف لیگئے میں دیر تک اُسی عالم میں پڑا رہا۔ جب مغرب کا وقت قریب آیا۔ اور نمازی مسجد میں آنے لگے انہوں نے مجھے اس حالت میں پڑا دیکھ کر اُٹھایا۔ اور آپس میں کہنے لگے۔ کہ یہ عجیب

Marfat.com
Marfat.com

بات ہے کہ پیر محمدؐ کی یہ حالت ہے۔ یہ تو کبھی مسجد میں آیا نہ کرتے تھے۔ آج مسجد میں اس کی یہ حالت کیوں ہے۔ آخیر پھر بھی مجھے ہوش نہ آیا۔ تو انہوں نے وہاں سے اُٹھا کر مجھے میرے گھر پہنچا دیا۔ گھر میں آنیکے بعد بھی میری وہی حالت رہی تیسرے دن مجھے ہوش آیا۔ مَیں نے پوچھا کہ تھانیدار صاحب کہاں ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ وُہ تو راہوں تشریف لیگئے۔ یہ سُن کر مجھے بیقراری ہوئی۔ خواجہ صاحب کی ایسی لو لگی۔ کہ بغیر دیکھے قرار آنا مشکل ہوا۔ اور فوراً اُنکی خدمت میں چلا۔ جب راہوں کے تھانہ میں پہنچا۔ اور خواجہ صاحب کو زیارت کیا۔ معلوم ہوا کہ وُہ موضع اکانپور مقدمہ کی تفتیش کے لئے تشریف لیگئے ہیں۔ یہ سُنکر اور بھی سخت بیقرار ہوا۔ اور وہاں سے روانہ ہوکر آپکی خدمت میں پہنچا۔ دیکھا کہ خواجہ صاحب مقدمہ کی تفتیش فرما رہے ہیں۔ مجھے دیکھکر آپ متبسم ہوئے۔ اور فرمایا کہ اب تو کیوں ایسی بیفائدہ اور نکمی باتوں کی طرف آیا۔ مَیں فوراً قدموں پہ گر پڑا اور عرض کی کہ حضرت مجھے بیعت کر لیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ پہلے تفتیش کرلوں۔ جس میں کچھ دیر لگے گی۔

آخیر تفتیش کرنے کے بعد مجھے اور چند دیگر طالبوں کو اندر بلا کر بیعت کیا سبحان اللہ بیعت ہونے کے بعد میرا کچھ اور عالم ہوگیا۔ تو مجھے اطمینان کامل ہوگیا۔ کہ تو ایماندار بن گیا۔

خواجہ صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ بغیر توجہ مرشد کے طالب حق ایماندار نہیں بن سکتا۔ ؎

مُرشد دِل داچاندنا بن مُرشد اندھیر
مُرشد بن [illegible]
جن ڈھونڈا اُن پائیاں گہرے پانی بیٹھ
جن پایا [illegible]

مولوی پیر محمدؐ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ صاحب موضع تلونڈی میں تشریف لیگئے۔ معلوم ہونے پر میں بھی فوراً تلونڈی پہنچا۔

Marfat.com
Marfat.com

حضرت صاحب کے پاس ایک درویش بھی مقیم تھا۔ میں نے اُس سے حضرت کا پتہ دریافت کیا۔ اُس نے کہا اسی مکان میں ہیں۔ کواڑ بند ہیں۔ میں نے آگے بڑھکر ادب کیساتھ کواڑ کھولے۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ چراغ روشن ہے اور خواجہ صاحب کے ہاتھ پیر اور سر علیحدہ علیحدہ ہیں۔ میں ڈر گیا اور مجھے غش آگیا۔ یہی سمجھا کہ حضرت صاحب کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ ہوش آنے پر دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ادب سے سلام کیا۔ اور اپنی حالت اور چشم دید واقعہ بیان کیا۔ حضور نے فرمایا کہ پیر محمدؐ تیرا یہ خیال ہے۔ میں نے اس پر اصرار کیا۔ اور دوبارہ کل کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا کہ اونادان! فقیروں کی کبھی ایسی حالت بھی ہو جایا کرتی ہے۔ فقیروں کی باتوں پر زیادہ اصرار نہیں کیا کرتے۔

میرا روزمرّہ کا معمول تھا۔ کہ بعد مغرب نماز سے فارغ ہو کر میں کوٹ میں آجایا کرتا تھا۔ اور پھر بعد نماز صبح وقت معینہ پر مدرسہ حاضر ہو جایا کرتا تھا۔ کوٹ سے میرے گاؤں کا فاصلہ دو میل تھا۔ ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ میں اپنے مکان کو واپس آرہا تھا۔ جب موضع سے تھوڑی دُور ایک ندی کے قریب پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چیتا میرے سامنے چلا آرہا ہے۔ اُسے دیکھکر مجھ پر دہشت غالب ہوگئی۔ پاؤں آگے چلنے سے رہ گئے۔ لہٰذا وہیں کھڑا ہوگیا۔ دل میں یہی خیال کہ اب مجھے یہ کھا جائیگا۔ اس خیال سے مجھ پر بیہوشی سی طاری ہونے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد غیب سے ایک آواز میرے کان میں آئی۔ خیال کیا تو آواز حضرت خواجہ صاحب کی تھی۔ پھر چند لمحہ کے بعد دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت خواجہ صاحب اُس چیتے کا کان پکڑے ہوئے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ کہ پیر محمدؐ جلد نکل جا میں اس کو پکڑ رہا ہوں۔ میں حضور کو دیکھ کر اور دلیر ہوگیا۔ وُہ ڈر اُسی وقت جاتا رہا۔ اور فوراً وہاں سے چل پڑا۔ اگلے روز وقت معینہ

Marfat.com
Marfat.com

پیر جب حسب معمول حاضر خدمت ہوا۔ میں نے کہا کہ حضرت میں نے آپکو ندی کے پاس دیکھا تھا۔ اور اب یہاں دیکھتا ہوں۔ مجھے سخت تعجب ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ تیرا محض خیال ہے۔ کوئی اور ہوگا۔ میں نے پھر عرض کیا۔ کہ حضرت میں نے آپکو بچشم خود دیکھا ہے۔ میں اسکو خواب و خیال کیسے تصور کرلوں۔ بلکہ آپکی آواز مبارک بھی میں وہاں سے چلا ہوں۔ یہ سب باتیں بیداری کی ہیں۔ اور ایسے وقت اور ایسے موقعہ کی کہ نہ خواب ہوسکتا ہے اور نہ خیال میں آسکتا ہے۔ وہاں تو کچھ اور ہی حالت تھی۔ اسی طرح جب میں نے کئی بار اصرار کیا۔ تو حضرت صاحب ہنس کر فرمانے لگے۔ کہ اے پیر محمد اللہ کے بندوں کے نزدیک ایسی باتیں کچھ مشکل نہیں ہیں۔ اور انسان تو اشرف المخلوقات ہے۔ سب وحوش وطیور درندو پرند وچرند اس کے تابع ہیں۔ تجھے کیوں تعجب ہوا جس وقت تم وہاں سے چلے ہو۔ تو میری روح تمہارے ساتھ تھی۔ اور مرشد کا یہ اصول اور فرض عین ہے۔ کہ جس وقت مرید پر کوئی مشکل آپڑے اسکی مدد کرے۔ پھر یہ شعر فرمایا ؎

بوٹے بوٹے ناگ بلے لبیرڈنگ چلاوے باہجوں مرشد واصل باللہ اپنے کون بچاوے

مولوی پیر محمد صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میرا معمول تھا۔ کہ جمعہ کے روز میں لوگوں کو پانی پلایا کرتا تھا۔ ایک روز پانی پلانے کے بعد جب نماز کیلئے تیار ہوا۔ تو ایک دم سب کچھ بھول گیا۔ اور اپنی اسی حالت پر بہت رویا۔ پس چار پانچ روز تک میری یہی حالت رہی۔ غلبہ بلحظہ رقت ہوتی رہی۔ آخر یہ ہوا کہ فیضان بند ہوگیا۔ پھر

عصر کے وقت میں نے حضرت خواجہ صاحب کو تشریف [illegible]

ساتھ ہی وہ درویش بھی ہیں۔ میں اسوقت بھی [illegible] مگر تعجب ہوا۔ کہ حضرت صاحب ایسے موقعہ پر کسطرح تشریف لے آئے۔ عصر کا وقت تھا پانی تو ادائیگی نماز کیلئے تشریف لائے تھے۔ مگر حقیقتاً میری پریشانی امداد کیلئے تو یہ فرما

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے۔ مجھے دیکھکر حضرت نے فرمایا کہ پیر محمدؐ میں اس لئے آیا ہوں۔ کہ فیضان تیرا بند ہوگیا ہے۔ تو نے ایک روز کہا تھا۔ کہ میں جمعہ کے دن خدا کیلئے پانی پلاتا ہوں۔ مگر اب کی دفعہ تو نے ثواب کی غرض سے پانی پلایا تھا۔ کہ مجھے اس کا ثواب ملے اسلئے تیرا فیضان بند ہوگیا۔ اگر واسطے خدا کے پلاتے تو فیضان بند نہ ہوتا۔ مگر چونکہ مجھے تکلیف زیادہ تھی۔ اور تیری انکساری و بیقراری زیادہ تھی۔ اس لئے مجھے خیال ہوا۔ اور میں چلا آیا۔ اب تیرا فیضان جاری ہوگیا۔ لہٰذا آئندہ صرف خدا کیلئے پانی پلایا کرو۔ میں پھر بموجب ارشاد حضور صرف اللہ کے واسطے پانی پلاتا رہا۔ اور حصول ثواب کی نیت نہ رکھی۔ پھر یہ فیضان کبھی بند نہ ہوا۔

دیگر۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بھی چند مہمان حضور کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سب کے سامنے عمدہ عمدہ آم رکھے ہوئے تھے میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں پانچ آم میں سے ضرور نکال لینے چاہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال ہوا۔ کہ حضرت صاحب کی اجازت بغیر تو لینا درست نہیں۔ مجھے یہ خیال آیا ہی تھا۔ کہ حضرت صاحب نے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ پیر محمدؐ دس پانچ آم ضرور کھاؤ۔ میں یہ سنکر حیران رہ گیا۔ کہ حضرت کو اس کا کیسے علم ہوا۔ اللہ اللہ! حضور کا تو بڑا مکاشفہ ہے۔

مولوی صاحب مذکور فرماتے ہیں۔ کہ ابتدائے زمانہ بیعت میں حسب تلقین مجھے اور اوراد و اشغال وغیرہ کی کثرت کیساتھ مشق تھی۔ یہاں تک کہ پچھتر ہزار مرتبہ اسم ذات کا ذکر کرتا تھا۔ لیکن میرے قلب پر کسی طرح کا کوئی تواردنہ ہوتا تھا۔ آخر مجھے فکر ہوئی کہ عجب معاملہ ہے۔ اسقدر محنت ذکر وغیرہ کی کرتا ہوں اور واردات قلب سے ابھی تک محروم ہوں۔ میں نے اپنی یہ تمام سرگذشت حضرت خواجہ صاحب کیخدمت میں پیش کی۔ حضور خواجہ صاحب نے کل کیفیت سماعت

Marfat.com
Marfat.com

کر کے فرمایا۔ کہ انوارات کا تواردر تو زاہدوں اور عابدوں کے لئے نہیں ہوتا۔ یہ تو عاشقوں پر ہوتا ہے چونکہ خدا کے راز و نیاز میں عاشقوں کا حصہ ہے۔ زاہدوں اور عابدوں کے لئے تو محض بہشت ہے۔ اور بغیر عشق رویت انوارات و مشاہدات ہرگز نہیں ہوتے۔ اور پھر یہ شعر فرمایا۔ ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد　　بسا کیں دولت از گفتار خیزد

مولانا رُوم صاحب فرماتے ہیں ؎

آتش عشق است کاندر مے فتاد　　جوشش عشق است کاندر نے فتاد

عشق تنہائی کے زہد و عبادت سے نہیں بڑھتا بلکہ محبوب کی باتیں ہر وقت ورد زبان کرنے سے بڑھتا ہے۔ محبوب کی ذاتی یاد بھی عبادت ہے نیز محبوب حقیقی کی محبت ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ اسکی ہر نگارش و صناعات سے اسکی شان کو معلوم کرے۔ اگر درخت پر بھی نظر ڈالے۔ تو اس محبوب صانع موجودات کی صنعت ہر پتہ پتہ سے نمایاں ہوتی ہے۔ اور اپنے دل سے بھی تمام باتیں محبوب کی کرے۔ اور اسکی خوبیوں کی صنعتوں پر موقوف رکھے اور خدا کی توحید کے اشعار جو دل کو نرم کرنے والے ہوتے ہیں آپ نے کسی بزرگ کا تذکرہ بھی فرمایا۔ کہ جب وہ بعبت سے فارغ ہوئے تو انہوں نے یہ شغل اور عادت اختیار کر لی کہ یا تو خدا کا ذکر و عبادت یا اپنے شیخ کی باتیں کیا کرتے وہ بزرگ قوم کے ارائیں تھے۔ نام اُن کا بدرالدین تھا۔ ذکر توحید و ذکر شیخ کو شغل میں رکھتے تھے۔ جو کوئی اُن سے باتیں کرتا۔ تو وہ اپنے پیر کا ذکر اور اُنکی تعریف و توصیف میں رطب اللسان رہتے۔ ایک [illegible] کی خدمت میں گئے۔ دیکھا کہ وہاں اُنکے بڑے [illegible] ہوئے ہیں جب پیر نے حلقہ میں توجہ فرمائی۔ تو اس میں بدرالدین کی طرف بھی دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ ان کے مراتب اور لوگوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ پیر صاحب نے حلقہ

Marfat.com
Marfat.com

سے فارغ ہو کر دریافت کیا۔ کہ تیرا کیا نام ہے۔ اور تجھ پر یہ حالات کہاں سے وارد ہوئے ہیں۔ اُس نے عرض کیا کہ حضور میں آج تک کسی کی صحبت میں نہیں رہا۔ آپ ہی کا مُرید ہوں اور آپ ہی کا ذاکر ہوں۔ آپ ہی کا عشق رکھتا ہوں۔ پھر پیر نے فرمایا کہ یہ دولت تجھے کہاں سے ملی۔ اُس نے کہا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا۔ بس اسی کا ورد رکھتا ہوں۔ پھر فرمایا اور کیا کرتے ہو۔ عرض کیا علاوہ اُس کے باقی اوقات حضوری یاد و محبت میں گذارتا ہوں۔ اور مجھ پر ان حالات سے کشف ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام مشاغل دُنیاوی کے ساتھ حضور کی یاد اور شغل وابستہ ہے پھر مُرشد نے یہ اشعار پڑھے :۔

بہر مُرید صادقِ صاحب تمیز — ہست ذاکر سیرتِ پیراں عزیز
ذکرِ پیراں تازہ ایمانش کند — جلوۂ جاں جلوہ برجانش کنند

پھر حضرت خواجہ صاحب نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ مولنا صاحب اللہ تعالیٰ کے یہاں عبادت کی پرواہ نہیں۔ اسپر مَیں نے عرض کہ یا حضرت اللہ تعالیٰ نے، تو وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک مگر عبادت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک اپنے مطلب کیلئے کہ بہشت ملے یا ثواب ملے۔ دوسری خاص اللہ کی محبت و خوشنودی کیلئے۔ مثلاً دو شخص ایک بادشاہ سے سوال کرتے ہیں۔ بادشاہ اُسکی طبیعت اور حیثیت کے موافق کچھ دید یتے ہیں۔ دوسرا شخص کہتا ہے کہ میں تو صرف بادشاہ کے دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ اور اسی تمنا میں منتظر رہتا ہوں۔

دوہا ؎ مرنا ہے مر جائے مرے ہر کے دوار — کبھی تو ہر پوچھینگے کون پڑا دربار

حالانکہ درباری اور سپاہی وغیرہ اسکو دکھے بھی دیتے ہیں۔ لیکن اگر وُہ اپنی دھن کا پکا ہے۔ تو وہیں پڑا ہوا وائے ویلا کرتا رہتا ہے۔ آخر بادشاہ کا سامنا ہو جاتا ہے۔ اور سوالی پر رحم آجاتا ہے۔ اور دریافت کرتا ہے کہ اے تو کون ہے اور کیا چاہتا ہے۔ سائل جواب دیتا ہے کہ مجھے اپنے دربار میں ایسی جگہ دے کہ

Marfat.com
Marfat.com

میں ہر وقت آپکی زیارت کرتا رہوں۔ چونکہ بادشاہ کے دل میں سائل کی محبت ہوگئی تھی۔ بقول شخصے دلِ کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ لہٰذا فوراً اجازت مل گئی۔ اور سائل کی مراد پوری ہوگئی۔

ایک وُہ عبادت کرنیوالے ہیں۔ کہ بعد عبادت طلبگار رہوتے ہیں۔ کہ یا اللہ ہمیں بہشت دے۔ عذاب قبر سے بچا۔ مگر اللہ اِن کا سوال بھی پورا کرتا ہے۔ اے پیر محمدؐ اگر مولا سے جنت لی تو کیا لیا۔ اُس عاشقِ صادق کے مثال ہونا چاہیئے۔ جس کو نہ بہشت سے کوئی غرض نہ دوزخ سے کوئی واسطہ صرف من از تو تیرا تو ہم کے مضمون پر اُس کا مشرب ہے۔ جب عاشق کو بجز محبوب کوئی تمنا ہی نہیں تو اللہ تعالےٰ بھی اُس بندے کو بہت سی نعمات عطا فرماتا ہے۔ واختیارات بشری غائب کردیتا ہے

ہر کہ ترا شناخت جان را چہ کند — فرزند و عیال و خانماں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی — دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

فرمایا کہ بھائی محب ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ سوائے اپنے محبوب و مطلوب کسی پر نظر نہ ڈالے تب طالب کمال کو پہنچتا ہے اور انوارات رحمانی اُس پر وارد ہوتے ہیں۔ محض عبادت اسی پہ منحصر نہیں۔

میرے مرشد حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ کہ جہانخیل میں رہا کرتے۔ ایک روز دوپہر کا وقت تھا۔ میں ایک چھپر میں تھا۔ جس میں حضرت خواجہ صاحب کی نشست رہا کرتی تھی۔ گاؤں سے آیا کرتا تھا۔ جب کھانا آیا تو لوگوں نے خواجہ صاحب کھانا کھا لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تھوڑی دیر میں کھاؤنگا۔ پھر دیر کے بعد لوگوں نے پھر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں ایک گھنٹہ کے بعد کھاؤنگا۔ الغرض تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ ایک جذامی آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اُسے دیکھکر [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے ۔ اور اس سے نہایت محبت کیساتھ پیش آئے ۔ وہ اس قدر جذام میں مبتلا تھا ۔ کہ اس کے ہاتھوں کی انگلیاں بھی جھڑ چکی تھیں ۔ آپ نے اسکے سامنے کھانا رکھ کر کہا اور کھا لیجئے ۔ اور آپ بھی کھانے لگے ، خواجہ صاحب نے سات لقمے اپنے ہاتھ سے اس جذامی کے منہ میں دیئے ۔ جب ساتواں لقمہ اس نے کھایا ۔ تو اس کا سارا جذام جاتا رہا ۔ کھانا کھانے کے بعد وہ جذامی چلتا ہوا ۔ اس کے جانیکے بعد خواجہ صاحب نے فرمایا ۔ کہ تم جانتے ہو یہ کون شخص تھا ۔ ہم نے لاعلمی ظاہر کی ۔ آپنے فرمایا کہ یہ ابدال تھا ۔ اسکو حکم خداوندی ہوا تھا ۔ کہ تو قادر بخش کے پاس جا ۔ اس نے چونکہ اللہ تعالےٰ سے دعا کی تھی ۔ اس لئے آج میں اس کے انتظار میں تھا ۔ اور کھانے میں توقف کی یہی وجہ تھی ۔

خلیفہ بلاقی شاہ صاحب فرماتے تھے ۔ کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب باغ سے جہانخیل کو تشریف لے جا رہے تھے ، راستہ میں ایک جگہ یونس خان معہ اپنی اہلیہ کے بیٹھے ہوئے تھے ۔ جب حضرت خواجہ صاحب ان کے قریب سے ہو کر گذرے تو دونوں نے فوراً اٹھ کر آپ کے پیر پکڑ لئے ۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے مطلب بیان کرو ۔ انہوں نے عرض کیا حضرت ہمارے یہاں عرصہ بارہ سال ہوا کہ ایک لڑکا پیدا ہوا تھا ۔ جو بفضل ایزدی موجود ہے ۔ لیکن اس کے بعد سے کوئی اولاد نہیں ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ سے آپ ہمارے لئے اولاد کی دعا فرماویں ۔ جب ہم آپ کے پائے اقدس چھوڑیں گے ۔ آپ نے خاموش ہو کر دل سے دعا فرمائی ۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ جاؤ یونس خان اللہ تعالےٰ تم کو دو لڑکے اور دو لڑکیاں اور عنایت فرمائیگا ۔ پہلا لڑکا جو پیدا ہو وہ ہماری نظر کرنا ۔ لہٰذا آپ کے فرمان کے بموجب یونس خان کے چار اولاد اور ہوئی ۔ پہلا لڑکا مسمی عمر خان مطابق ارشاد حضور کے نذر کیا ۔ جو حضرت خواجہ صاحب کے وصال

Marfat.com
Marfat.com

کے بعد حضرت مرشد ناروحی فداہ سے مشرف بہ بیعت ہوا۔

غوث گڑھ کے میاں ہیرا کا بیان ہے۔ کہ میں نے اپنی چارپائی سونے کے لیئے کھیت میں ڈال رکھی تھی۔ ایک روز بعد نماز مغرب جب میں سونے کیلئے اپنی چارپائی پر جانے لگا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ خواجہ صاحب چارپائی کے قریب کھڑے ہوئے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ کہ خبردار چارپائی پر قدم نہ رکھنا۔ میں سنکر متعجب ہوا اور چارپائی کی طرف دیکھا کہ کیا معاملہ ہے۔ دیکھا تو ایک بڑا سانپ چارپائی پر پڑا ہوا ہے میں نے فوراً ایک لکڑی سے اُسے مارا۔ اُس کو پھینک کر میں چارپائی پر آکر سو گیا۔ دوسرے روز جب میں خواجہ صاحب کی خدمت میں آکر حاضر ہوا۔ اور شب کا تمام واقعہ بیان کرنے ہی والا تھا۔ کہ آپ نے فرمایا کہ معلق اور متصل میں اتنا ہی فرق ہے۔ میاں ہیرا شاہ اگر میں تجھ کو آگاہ نہ کرتا۔ تو وہ سانپ تم کو ضرور گزند پہنچاتا تیرا اس سے مطلع ہونا ارادۂ معلق سے ہے۔ میں یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ اور خواجہ صاحب کے پاؤں مبارک پر گر پڑا۔ دل میں خیال کیا۔ کہ اگر ایسا مرشد کامل مجھ کو نہ ملتا تو میری جان ہی پر بن جاتی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ پیر کا فرض ہے کہ اگر مرید کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کو اس سے آگاہ کرے

ربانی خلیفہ الٰہی بخش صاحب ساکن کوٹ ضلع لدھیانہ معلوم ہوا کہ ایک تنہیں دوران ملازمت میں دو ہ پر لیا ہوا تھا۔ ایک شخص کا کچھ کام تھا۔ جو میرے [illegible] انجام پذیر ہوا۔ اُس کی عوض میں اُس نے مجھے دس روپیہ [illegible] جس کو میں نے اپنی جیب میں ڈال لے لیکن [illegible] میرے منہ پر آکر لگا اور یہ بھی ہوا آ [illegible] لگتا ہے۔ یہ تو حرام [illegible] لگتے ہی پیٹ [illegible] ہوش نہ آیا۔ جب ہوش ہوا تو میں اس [illegible] کے پیچھے جا کر اور اس کی وہ [illegible] واپس کر دی۔ اس کے بعد جب

Marfat.com
Marfat.com

میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو حضور نے مجھ سے رخ بدل لیا۔ میں پھر حضرت کے قدموں پہ گر گر کر یہ وزاری کرتا رہا۔ [illegible] عرض کیا کہ حضور مجھ سے کیوں کبیدہ ہیں۔ برہم مزاجی کا کیا باعث ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے بوقتِ بیعت ہم سے کیا کیا معاہدہ کیا تھا۔ کیا تو نے ممنوعات شرعیہ سے توبہ نہ کی بھی۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ تو نے دس روپیہ ہی کے لالچ میں اپنی توبہ توڑ دی۔ میں نے بصد ادب عرض کیا۔ کہ حضور اُس قصور کے عوض تو طمانچہ کھایا۔ اور میں نے تو روپیہ بھی واپس کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے اگر تیرے فعل کی خبر نہ ہوتی۔ تو رشوت کا مال تو ہضم کر لیتا میں بہت شرمندہ ہوا اور آپ سے تجدید بیعت کی۔ اور میں یہ سمجھ گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے نسبت طریقت کے ساتھ پیر کو اسقدر علم بھی ضرور دیا ہے۔ کہ وہ اپنے مرید کی خبر و نگہبانی رکھیں

خلیفہ عالم شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز مولوی عبداللہ صاحب تلمیذ مولوی نور محمد صاحب سیر کرتے ہوئے حضرت اقدس میں پہنچے۔ حضرت اُسوقت نماز سے فارغ ہو کر مراقبہ کر رہے تھے۔ حلقہ میں اور بہت سے آدمی بھی مراقب تھے خواجہ صاحب اسوقت سکر و استغراق میں تھے۔ اور جس قدر بھی لوگ مجلس میں شریک تھے۔ اُن پر بھی جذب و سکر طاری تھا۔ مولوی صاحب نے آکر سلام کیا۔ جب اُدھر سے بوجہ بیہوشی کوئی جواب نہ ملا۔ تو مولوی طیش میں آکر حسب عادت اپنے اُستاد جنہوں نے اکابرین مثلاً حضرت مولانا روم، سعدی رح وجامی رح وغیرہ کو کافر لکھا ہے بیباکانہ طور پر بکواس کرنے لگے۔ کہ یہ کیا فریب کیا ہوا ہے۔ یہ سب مراقبہ وغیرہ بدعت ہے۔ کچھ فقیری نہیں۔ سنت رسول کے خلاف ہے۔ سب دھوکا بازی ہے۔ اور ایک قسم کا کھیل ہے۔ اُس کے بکواس اور ہرزہ سرائی پہ خواجہ صاحب کو جوش آگیا۔ اور فرمایا کہ بیٹھ

Marfat.com
Marfat.com

جاؤ۔ بلکہ اپنے دست مبارک سے پکڑ کر اُنکو زور سے بٹھا دیا۔ اور دل پر ایک نگاہ ڈال کر کہا کہ خبردار اب بارہ سال تک نہ بولنا۔ نگاہ کا پڑنا تھا۔ کہ مولٰنا ایک دم چیخ اُٹھے۔ اور اپنے تمام کپڑے پھاڑ ڈالے۔ بارہ سال تک اُن کی زبان بند رہی۔ بلکہ ہمیشہ ہی مجذوبیت کی حالت طاری رہی۔ پھر انہوں نے جذبات کے ساتھ ہی مدارج حاصل کئے۔ چھاؤنی جالندہر میں قیام پذیر رہے۔ اور بہت سی کرامات دکھا کر لوگوں کو اپنا شیدا بنایا۔ وہاں موضع بٹھرو تحصیل چھڑو کے پاس ایک قبر ہے۔ اور اُس سے فیض ملتا ہے۔ باطنی طور پر ضلع جالندہر کے مالک تھے۔ اور خواجہ صاحب نے اُنکو خلافت بھی عطا فرمائی تھی

فرماتے ہیں کہ ایکروز خواجہ صاحب قدس اللہ سرہ اپنے ایک مزید مسمی اکبر خاں قوم ارائیں کے گھر تشریف لے گئے۔ اکبر خاں نے جولاد لڑکا حضرت سے دُعا کیلئے استدعا کی۔ خواجہ صاحب نے اُن کے حق میں دعا کی اور فرمایا کہ اکبر خاں کریم تجھ کو ایک لڑکا عنایت فرمائیگا۔ اُس کا نام کریم الٰہی رکھنا۔ اللہ تعالےٰ نے تیری دعا قبول فرمائی ہے۔

سنا ہے کہ جب اکبر خاں کا لڑکا چالیس روز کا ہوگیا۔ تو دونوں میاں بیوی بچے کو لئے ہوئے خواجہ صاحب کی خدمت میں جا رہے تھے۔ کہ راستہ میں ایک درویش بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کہاں جاتے ہو۔ دونوں میاں بیوی نے بیان کیا۔ کہ چونکہ یہ بچہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں خواجہ صاحب کی [illegible] مرحمت فرمایا ہے۔ اب اس کو [illegible] پاس لے جاتے [illegible]

کہا کہ ارے یہ تو لڑکی ہے لڑکا کہاں ہے۔ فقیر کے کہنے پر جو دیکھا واقعی وہ لڑکی ہی تھی۔ اس واقعہ سے وہ بہت گھبرائے۔ اور سیدھے خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر تمام ماجرا و کیفیت بیان کردی۔ اسپر خواجہ صاحب نے

Marfat.com
Marfat.com

نے فرمایا کہ کون کہتا ہے کہ یہ لڑکی ہے۔ یہ تو لڑکا ہی ہے۔ اکبر خاں نے جو دیکھا تو بہ مثل سابق لڑکا ہی نظر آیا۔ دونوں میاں بیوی لے کر جب واپس ہوئے۔ تو پھر وہی درویش ملا۔ اُسی طرح پھر اُس نے کہا کہ میاں یہ لڑکی ہے۔ وہ پھر واپس خواجہ صاحب کے پاس لیگئے۔ اور عرض کیا کہ حضورؒ تو پھر لڑکی بن گئی۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں لڑکا ہی ہے عرضیکہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ کہ اُدھر لے جاتے تو لڑکی ادھر لاتے تو لڑکا بن جاتا۔ آخیر مرتبہ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اکبر خاں کیا تم کو وہی راستہ رہ گیا ہے۔ اب کی دفعہ دوسری طرف سے جانا۔

خلیفہ بیگھا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز عشا کے وقت کچھ بارش کے آثار تھے میں نے ایک چونہ کا بھٹہ لگا رکھا تھا۔ خیال ہوا کہ اگر بارش ہوگئی تو بھٹہ بالکل خراب ہو جائیگا۔ جس سے کافی نقصان ہوگا۔ اِس خیال کو لیکر میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جو مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ مجھ سے خفا ہو کر فرمانے لگے کہ یاد رکھو! فقیروں کے پاس اس قسم کے خیال اور وساوس لیکر نہیں آیا کرتے۔ یہ خانہ خدا ہے یہاں سوائے ذکر الٰہی کے اور کچھ نہیں چاہیئے۔ بلکہ تو رو فیضاں معارف اللہ کا بواسطہ قلب مرشد اپنی قلب پر خیال ہونا چاہیئے کہ مرشد کے قلب سے انوارات آن کر میرے قلب میں جمع ہوتے ہیں۔ پیر کی خدمت میں حاضر ہونے سے ہمیشہ یہی مقصد رکھنا چاہیئے۔ کہ مرشد کے فیض باطن سے اپنے قلب کا تصفیہ کروں۔ اگر حضوریٔ قلب کے خیال کو لیکر پیر کی صحبت و خدمت اختیار کرے۔ تو ضرور کچھ نہ کچھ فیض باطنی حاصل ہوتا ہے۔ بقول شخصے

"با سوختگان نشین شاید کہ تو ہم سوزی"

نور محمد صاحب ساکن جوشحال ضلع لدھیانہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے ابتدا سے فراغ علوم عملیات وغیرہ کا شوق ہوا تھا۔ اور اس میں تبحر کر کے میں نے موکلات پر

Marfat.com
Marfat.com

بھی قبضہ جمالیا تھا۔ ایک مرتبہ ایک مسجد میں جو میرے مکان سے قریب تھی، وظیفہ میں مشغول تھا۔ ایک درویش تشریف لے آئے۔ میں نے درویش کو کھانا کھلایا اور اُس کی حتی المقدور مہمان نوازی بھی کی۔ کھانا کھانے کے بعد وُہ درویش سو گئے اور میں اُن کے پاس بیٹھا رہا۔ اور تمام شب جاگتا رہا۔ تہجد کے وقت وہ بزرگ بیدار ہوئے۔ اور صبح تک ذکر اسم ذات کرتے رہے۔ بعد انفراغ نماز صبح مجھ سے کہا کہ تم نے بیکار تمام رات کھوئی۔ کیا گڑیوں کے کھیل میں پڑے ہو اس سے تو بہتر تھا کہ تمام رات سوتے اور نماز تہجد کے بعد نماز فجر باجماعت ادا کرتے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی فقیر کی صحبت نہیں لی ہے۔

اگرچہ میں تسخیرات و عملیات وغیرہ سے دل لگائے ہوئے تھے لیکن درویش کی ان باتوں نے دل پر بہت اثر کیا۔ میں نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ کچھ بتلائیے آخیر اُنہوں نے میری عرضداشت پر توجہ کر لیا۔ اور جو کچھ انہوں نے بتلایا اُس کے مطابق میں ذکر و شغل میں مصروف رہا لیکن کوئی کیفیت حاصل نہ ہوئی اس کے بعد بہت سے فقرا سے ملا۔ یہاں تک کہ ستائیس درویشوں سے طلب حاصل کی۔ مگر مراد بر نہ آئی۔ اور یکسوئی قلب میسر نہ ہوئی

ایک مرتبہ حضرت خواجہ صاحب لدھیانہ سے ہمارے گاؤں مانچھو والی میں تشریف لائے۔ ایک مسجد میں عصر کی نماز ادا کی۔ جب آپ واپس آنے لگے تو راقم میں نے آپ کو چھیڑ کر کچھ عرض کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت جانا ہے پھر کبھی سہی۔ آپ کے اس طرح فرمانے پر مجھے خیال ہوا پیشتر بھی ستائیس درویشوں سے طلب حاصل کرنے پر ہاتھ نہ آیا تو اس سے درویشوں سے طبیعت متنفر ہو گئی [illegible] کہ افسوس ملمبا سے بھی گئے اور فقیروں سے بھی کچھ حاصل نہ ہوا۔

Marfat.com
Marfat.com

؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

طبیعت درویشوں کی جانب سے بالکل بے اعتقاد ہوگئی۔ بلکہ مرتد ہونے تک ارادہ کر لیا تھا۔ آخر ایک روز خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بعجز وانکسار آپکو اپنے گھر لے آیا۔ آپکے ساتھ اور بھی کئی درویش تھے۔ لیکن مجھے آپ سے کچھ قلبی انس ہوگئی تھی۔

نماز عشاء کے بعد آپنے مجھے آواز دی کہ مولوی صاحب یہاں آؤ اور فرمایا کہ آپنے تو درویشوں کی صحبت اختیار کی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ بد اعتقاد ہوگئے لیکن طالب کو نا اُمید نہ ہونا چاہیئے۔ اور عملیات سے تو واقعی فضول چیز تھی خدا کو تلاش کرتے رہو انشاء اللہ عاقبت پاؤ گے۔ پس میں نے آپ بیعت حاصل کی۔ اور اپنی مراد کو پہنچا۔ اور اپنی قسمت پر نازاں تھا کہ پیر ہو تو ایسا ہو۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کو میرے حالات کا کیسے علم ہوا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسی حالتوں سے خبردار کر دیتا ہے۔

جن ڈھونڈاں اُن پائیاں گھری پانی بیٹھ ۔ میں پاپن ڈوبت ڈری کنارے بیٹھ

بس پھر تو ذرے ذرے سے جسم میں اللہ اللہ کی آواز آنے لگی۔

زبانی نجدخاں ساکن بستی بائیاں ضلع ہوشیارپور سے نقل ہے کہ میرے چچا شیر خاں نے ملازم کو تنبیہ کی کہ گھوڑے کو لیجا کر بیلوں کے واسطے جنگل سے چارہ لے آ اُس نے دریافت کیا کہ کس جگہ سے لاؤں بتایا کہ میاں قادر بخش کے کھیت میں بہت عمدہ سبز گھاس لگا ہوا ہے۔ وہاں سے کم از کم ایک لادی تو لے ہی آنا۔ ملازم نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ اور ایک لادی موٹھ کی کاٹ لایا۔ جب وہ شام کو بیلوں کے آگے ڈالا گیا۔ تو اُس میں سے ایک کالا سانپ نکلا اور اُس نے نکلتے ہی ایک بیل کے منہ پر فوراً کاٹ لیا جس سے بیل اُسی وقت

Marfat.com
Marfat.com

چکر کھا کر گر پڑا۔ اور صبح تک مر گیا۔ شیر خاں اُسی وقت دوڑے ہوئے خواجہ صاحب کی خدمت میں گئے۔ آپ نے فرمایا کہ شیر خاں فقیروں کی چیزوں کا اللہ نگہبان ہوتا ہے۔ جاؤ آئندہ پھر کبھی ایسی حرکت مت کرنا۔ اُس واقعہ کے بعد بستی والوں نے کوئی چوری نہ کی۔

سوند ھے خاں ساکن نگران ضلع ہوشیار پور سے نقل ہے کہ میں اپنے بھائی کے ہمراہ جو فوج میں ملازم تھا عدن گیا۔ اور وہاں پر ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میرا وطن دریافت کرنے کے بعد پوچھا کہ وہاں کوئی قصبہ جہاں خیل بھی ہے۔ اور وہاں کوئی بزرگ خواجہ قادر بخش کے نام سے ہیں میں نے جواب دیا کہ خواجہ صاحب کی تو حال ہی میں وفات ہو گئی۔ یہ سن کر اُس بوڑھے نے اس قدر آہ و زاری کی کہ اُن کو غش آ گیا۔ میں یہ تمام حالت دیکھ کر متعجب تھا جب اُن کو ہوش ہوا تو مجھ سے پوچھا کہ میاں تم نے انہیں دیکھا تھا۔ میں نے کہا کہ جی ہاں دیکھا تھا۔ یہ سن کر پھر وہ گریہ و زاری کرنے لگے۔ اور پھر وہی حالت ہو گئی میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ کہیں میرے بھی وہی حالت نہ ہو جائے اور اپنا اثر ڈال دے غرض انہوں نے اپنی تمام شب اسی طرح رو رو کر گزاری۔ صبح کو میں نے دریافت کیا کہ آپ کو اُن سے کس طرح کا تعلق تھا۔ اُس پیر مرد نے جواب دیا کہ میں اور وہ دونوں [illegible] اور جب غزنی کابل میں راجہ رنجیت سنگھ کے [illegible] اُن کا اور میرا یہ ہمیشہ دستور رہا کہ [illegible] ہر صبح مجھ سے پوشیدہ ہوتا اور [illegible] بھی اسی قسم میں مشغول پایا۔ انہوں نے اپنا مصلیٰ بچھا کر اذان دی [illegible] ایک مدت سے پانچ [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

بوقت صبح غیب سی نمودار ہوئے اُن کے بدن پر سبز پر مزین تھے ۔ انہوں نے آکر سلام علیک کے بعد مصافحہ و معانقہ کیا ۔ اور پھر نماز کی تیاری کی ان میں سے چار مقتدی اور ایک امام بن گیا ۔ جماعت میں خواجہ صاحب بھی شامل ہوگئے جب وُہ تشہد میں بیٹھے ۔ تو سلام پھیر کر فارغ ہوئے ۔ تو میں نے بھی قریب پہنچ کر جا سلام کیا ۔ اُنہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا ۔ اور چپ چاپ گھوڑے پر سوار ہوکر چلے گئے ۔ مگر میاں قادر بخش نے میرے سلام کا جواب دیا ۔ میں کئی روز تک اُن سے پوچھتا رہا ۔ یہ کون لوگ تھے جو دیا ڈاکو ؟ اور آپ کے پاس کیوں آئے تھے ۔ کئی روز تک میں یہی اصرار کرتا رہا مگر انہوں نے کچھ جواب نہ دیا ۔ آخیر میں نے واسطہ خدا اور رسول کا دیا ۔ کہ سچ بتاؤ یہ کون لوگ تھے ۔ آپ نے کہا خبردار یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا یہ ہمارے آقائے نامدار حضور محمد الرسول اللہ صلی اللہ وسلم چاروں خلفا کے ہمراہ تھے ۔ میں نے کہا کہ مجھے پھر کسی طرح زیارت ہوسکتی ہے ۔ آپنے فرمایا کہ تیری قسمت میں یہی تھا ۔ اگر تیری قسمت اچھی ہوتی تو تو بھی نماز میں شامل ہوتا ۔ اس کے بعد اُس پیر مرد نے کہا کہ چونکہ تم میاں قادر بخش کے دیکھنے والوں میں سے ہو ۔ اس لئے تم کو رخصت کرنے کیلئے میری طبیعت نہیں چاہتی ۔ اور دو چار روز قیام کرو ۔ میرا نام عبدالغنی ہے میں ریاست کچھ علاقہ کاٹھیا واڑ کا رہنے والا ہوں ۔ پس اُس مرد ضعیف کے اصرار پر دو تین روز میں نے وہاں اور قیام کیا اور جب تک رہا خواجہ صاحب کا ہی ذکر خیر ہوتا رہا ۔

ہمشیرہ کریم بخش ساکن جہاں خیل سے نقل ہے کہ ایک روز خواجہ صاحب باہر سے گھر کی طرف تشریف لائے ۔ میں بھی اُن کے پیچھے چپ گئی ۔ میں نے حضرت صاحب سے بیان کیا ۔ کہ ایک بزرگ تحصیل گڈھ شنکر کے باشندے ہیں ۔ اُن کے پاس

Marfat.com
Marfat.com

دو پٹھان آئے۔ بزرگ نے دریافت کیا۔ تم کون ہو۔ اور تمہارا کیا مطلب ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم اسوا سطے آئے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوجائے۔ اُس بزرگ نے درود شریف کا ورد بتایا۔ مگر وُہ چونکہ زبان سے ہکلے تھے۔ اس لئے ذرۃٍ ومرۃٍ میں لے کوڑے سے ادائیگی کرتے رہے اِن دونوں نے لیکن صحت الفاظ کے لحاظ سے ہی ادا کی۔ لیکن چالیس دن گذر جانے کے باوجود کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر اُن دونوں نے آکر عرض کیا کہ ہمیں تو اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ درود شریف کیسے پڑھا اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم نے صحت الفاظی کے لحاظ سے بالکل صحیح پڑھا تھا آپ نے فرمایا کہ جو میری زبان سے ادائیگی ہوتی ہے وہ ہی پڑھو۔ ضرور اثر ہوگا آخیر آپ کے فرمان کے موجب پڑھا گیا۔ اور وُہ دونوں اپنی مُراد کر پہنچے لہٰذا خواجہ صاحب میں اسی غرض سے آئی ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ مائی ابھی مغرب کا وقت ہے۔ پھر آنا۔ یہ کہکر خواجہ صاحب نماز میں مشغول ہو گئے اور قصیدہ پڑھنے لگے۔ میں گھر چلی آئی۔ دوسرے روز پھر حاضر خدمت ہوئی۔ خواجہ صاحب نے گھر سے مائی صاحبہ کو بلایا اور فرمایا کہ اُس بزرگ نے تو وظیفہ بتلا کر حضور کی زیارت کرائی تھی۔ اور فقیر ابھی زیارت کرا دیتا ہے۔

پس اُسی وقت خواجہ صاحب نے مراقبہ کر کے دربار رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں استدعا کی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور معہ صحابہ کرام کی زیارت خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ مائی بیگاں جو کچھ عرض کرنا ہے اس وقت میں نے جب دل کھول کر عرض معروض کی۔ کیوں نہ ہو خواجہ صاحب نائب رسول اللہ تھے۔ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست کیوں نہ قبول فرماتے۔ زہے قسمت کہ آپ کے طفیل میں بھی شرف زیارت سے مشرف ہوئی۔

Marfat.com
Marfat.com

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ موضع سرائے سے تقریباً آٹھ بجے چلکر موضع بدھی تحصیل گڑھ شنکر میں پہنچے۔ جب بدھی سے آگے نکلے تو ایک طرف غار میں سے آواز آئی۔ کہ کوئی مجھے اللہ کے واسطے راستہ بتاؤ کہ میں دھنس رہا ہوں۔ تاکہ میں اس دلدل سے کسی طرح سے نکلوں میں اندھا ہوں حضرت یہ آواز سن کر اُس کے پاس تشریف لیگئے اور اُسکو تسلی و تشفی دی۔ پھر نیچے اتر کر دیکھا کہ اُسکی تمام ٹانگیں کانٹوں سے زخمی تھیں۔ آپ نے اُسکی یہ حالت دیکھ کر فرمایا۔ کہ اے بندۂ خدا۔ میں پہلے تیری آنکھوں میں دوا ڈالدوں مگر شرط ہے کہ چار گھنٹے بعد آنکھیں کھولیں بس آپ نے اپنی زبان مبارک سے تھوڑا سا لعاب اُسکی آنکھوں میں ڈالدیا اور پٹی باندھ دی۔ بعد میں خواجہ صاحب تشریف لے آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس شخص جس کا نام عبدالواحد تھا۔ آنکھیں کھولیں جن سے نظر آنے لگا۔ اُس نے یہ کیفیت دیکھ کر خیال کیا کہ شاید یہ کوئی کیمیاگر تھا۔ پھر حضرت خواجہ صاحب کے پاس مسجد میں پہنچا۔ اور یہ کہکر چلدیا۔ کہ اور کہیں ہو [illegible] حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں ہو کر وعظ بیان کیا آپ نے فرمایا کہ جاؤ کیمیاگر سے بچنا۔

خلیفہ حیات محمد صاحب ساکن ہوشیارپور سے نقل ہے کہ ایک روز حضرت مائی صاحبہ یعنی والدہ ماجدہ حضرت مرشد شمس الکونین روحی فداہٗ کی خدمت میں عرض کیا کہ مائی آج عجب ماجرا دیکھا۔ کہ ایک شخص عزیزالدین نامی سقہ ہوشیارپور مرگیا۔ وہ ایک دنیا ساز آدمی تھا۔ نہ کوئی عابد و زاہد تھا۔ نہ متقی پرہیزگار تھا۔ ایک نہایت ہی معمولی سا آدمی تھا۔ شیخ رحمت علی اُن کے جنازے کیساتھ گئے۔ میں دیکھتا تھا کہ اُسکے جنازے پر انوارات برستے ہیں۔ اور جس وقت بعد میں اس کا مُنہ دیکھا تو کفن کے نیچے ایک موٹی چادر کھدر کی نظر آئی۔ وہ بہت ہی میلی تھی۔ میں سمجھا کہ شاید کسی بزرگ کا ترک ہے۔ مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ محمد حیات! جب

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ صاحب شہید ہوئے تو ایک چادر کھدر کی جس پر خون بھی لگا ہوا تھا خواجہ صاحب کے کفن کے اوپر تھی۔ وہ چادر عزیز الدین جس کا ذکر تم کرتے ہو لیگیا تھا اسی چادر کے باعث اُس پر انوارات برستے تھے۔

خلیفہ بیگے شاہ جن کی قبر پر حضرت خواجہ رحمت اللہ علیہ کی قبر شریعت کے بائیں طرف ہے مجھے بڑی محبت تھی۔ ایک روز خلیفہ صاحب نے مجھ سے کہا کہ ایکدفعہ اس چھوٹی مسجد میں خواجہ صاحب تشریف لائے تھے۔ یکبارگی ہم سب کیطرح تڑپنے لگے جب ہوش آیا تو میں نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کو بڑی مصیبت اور تکلیف ہوئی یہ کیا بات ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ خداوند کریم کی مہربانی ہے۔ میں نے بہت کچھ اصرار کیا۔ تو فرمایا کہ ایک درویش صاحب جانفشانی خواہشات پر کچھ بیان کرتے ہیں۔ یعنی پاپ کر دوھ لوبھر موہ لوبھ کی یہ بُرائی بیان کرتا تھا۔ اور مجھ پر تجلیات والنوارات وانکشاف مقامات ہوتے تھے۔

زبانی خلیفہ بیگے شاہ صاحب کہ ایک شخص حکن شاہ نامی ساکن بستی غلام حسین ضلع ہوشیارپور جو حضرت خواجہ صاحب کا مرید تھا۔ ایکدفعہ حاجی محمود صاحب جالندھری قدس سرہ کی خدمت میں گیا۔ حاجی صاحب اُسوقت مراقب تھے۔ وہ بھی حلقہ میں مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ بعد توجہ حاجی نے اس کا نام لیکر فرمایا۔ کہ تُو تو بڑے مقام کا مراقب تھا یہ مرتبہ کہاں سے حاصل کیا۔ اُس نے کہا کہ یہ مجھے اپنے مرشد حضرت خواجہ صاحب سے ملا۔ پھر حاجی صاحب خواجہ صاحب کے پاس خود تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ قادر بخش کے مریدوں پر بڑی عنایت ہے خواجہ صاحب نے [illegible] کیا بات ہے۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ فلاں شخص مراقب تھا میں نے دیکھا وہ مجھ سے بھی اونچے مقام پر مراقب تھا۔ خواجہ صاحب نے عرض کیا کہ یہ تو حضور ہی کا صدقہ ہے مگر آپ مرید سے ناراض ہو رہے تھے۔ کہ اس نے میرے پیر کا بھی ادب نہ کیا۔

Marfat.com
Marfat.com

اُسوقت تو خواجہ صاحب نے بات ٹال دی۔ مگر جب وُہ مرید آیا۔ تو خواجہ صاحب نے اُس سے تمام فیضان و نعمات اُس سے چھین لیں۔ کہ تو نے میرے پیر کیساتھ کوئی ادب کا خیال نہ رکھا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ میاں عبدالوحید خاں صاحب پر درد قولنج کا دورہ پڑا اور اسقدر تکلیف ہوئی کہ برداشت کرنے کی بھی ہمت نہ ہوئی۔ خلیفہ بیگے شاہ صاحب حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ کہ عبدالوحید قریب المرگ ہے۔ آپنے شکستہ دل ہوکر فرمایا کہ یا اللہ آج کل مرچوں کی نلائی کے دن ہیں مجھے تو کوئی اور آدمی ملنا مشکل ہے۔ اگر اُس کی موت قطعی ہے تو بھی اُس کی موت کو ایک سال اور تاخیر کردیجئے۔ اُس کے بعد پانی پڑھکر بھیجا۔ کہ جاؤ اُس کو پلادو جب وُہ پانی اس کو پلایا گیا تو اُسے فوراً آرام ہوگیا۔ ایک سال بعد ٹھیک اُسی تاریخ اور وقت پر اُس کا انتقال ہوگیا۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

اولیارا ہست قدرت از الٰہ ٭ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود ٭ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

چھانگے شاہ صاحب ساکن ہنسکوڑہ بیان کرتے ہیں۔ کہ مجھے ہمیشہ سے چنے اور گڑ ملا کر کھانیکی عادت تھی۔ جس کی وجہ سے میرے پیٹ میں ایک قسم کا کیڑا پیدا ہو گیا۔ جس سے مجھے سخت تکلیف ہوئی۔ ایک روز خواجہ صاحب سے تمام کیفیت بیان کی آپنے فرمایا کہ سوتے وقت گڑ کھاکر سوجانا۔ اور صبح کیوقت آرد کے پتے گھول کر پی لینا۔ لہذا میرے پیٹ سے وہ تمام کیڑے نکل گئے۔ لیکن میرے چنے اور گڑ کھانیکی عادت نہیں گئی۔ یہ بھی میں نے حضرت صاحب سے بیان کیا۔ آپ نے تھوڑا سا پانی دم کرکے۔ ایک کلی اپنے منہ میں لے کر میرے منہ میں ڈالدی وُہ شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت روز محشر میں جو لوگوں کو

Marfat.com
Marfat.com

ملیگا۔ یہ پانی اُسی کی مثال تو نہیں ہے۔ آپنے فرمایا خبردار خاموش رہ اور کبھی دلیل مت کر اُس روز سے نہ صرف میرا فرض جاتا رہا۔ بلکہ قلب ایسا روشن ہوگیا۔ کہ مجھے ہر طرح کا القا ہونے لگا۔ اور وہ کیفیت طاری ہوئی۔ کہ بیان سے باہر ہے۔ اور ہمیشہ یہ آرزو رہی کہ ایسا ہی پانی پھر پیوں مگر ہائے بدقسمتی کہ تھوڑے عرصہ بعد خواجہ صاحب کا انتقال ہوگیا

ہم رہے مونس قفس میں ہوچکی فصل بہار　　گل کی حسرت رہ گئی شوق گلستان رہگیا

نقل ہے کہ ایکدفعہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ موضع راجپورہ ریاست پٹیالہ کی ایک مسجد میں رونق افروز ہوئے۔ تھوڑے فاصلہ پر ایک چھپر کے مکان میں ایک سید صاحب سعداللہ نامی معہ پانچ آدمیوں کے بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں بارش ہونے لگی۔ چھپر ٹپکنے لگا۔ سید صاحب نے اُن لوگوں سے کہا کہ تم مرید ہوجاؤ۔ اور بخت پاؤ۔ اور تم کو بہشت بھی ملے۔ انہوں نے کہا کہ اچھا ہمیں مرید کرلو۔ لہذا سید صاحب نے اُسی وقت اپنے طرز طریقہ پر جو سراسر خلاف شریعت تھا بیعت کرلیا۔ مرید کرنے کے بعد کہا کہ نذرانہ لاؤ اُنہوں نے مدیافت کیا نذرانہ کیا ہے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ مبلغ پانچ روپے پیش کرو اُنہوں نے عذر کیا کہ حضرت اسقدر روپیہ تو ہمارے پاس نہیں ہے۔ البتہ تین تین روپے ہیں۔ سید صاحب نے کہا کہ اچھا تین تین ہی روپے لاؤ۔ آخیر انہوں نے نذرانہ پیش کیا نذرانہ لیکر سید صاحب نے کہا کہ بس اب تم کوئی فکر نہ کرو۔ تمہاری بخشش ہوگئی۔

حضرت خواجہ صاحب یہ کیفیت دیکھ کر ہنس پڑے۔ اور [illegible]

ضرب لگائی۔ اور انکو بلاکر تنبیہ فرمائی کہ یہ امر خلاف شریعت [illegible]

نہیں ہے۔ ایسا ہرگز نہ کرو۔ اور خود خواجہ صاحب نے [illegible]

ہیرا سکنہ غوث گڈھ ضلع لدھیانہ [illegible]

مبتلا رہتا تھا۔ اور تنگدستی اسقدر غالب تھی کہ پیٹ بھر کھانے کو نہ ملتا

Marfat.com
Marfat.com

ملتا تھا۔ ایک مرتبہ خواجہ صاحب غوث گڈھ تشریف لے آئے۔ کئی آدمیوں نے آپکی دعوت کی تیس چالیس درویش حضرت کیساتھ تھے۔ جب آپ واپس تشریف لے جانے لگے۔ تو میں رات کو بہت رویا۔ اور اپنی تنگدستی پہ دل میں پشیمان ہو کر کہتا تھا۔ کہ اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو میں بھی حضرت صاحب کی خدمت یا دعوت کرتا۔ آخیر دوسرے روز صبح کی نماز کے بعد حضور نے مجھے بلوا بھیجا۔ اور کہا کہ تیرے گھر میں کچھ ہے بھی۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت کچھ نہیں ہے۔ کل پانچ سیر آٹا قرض لایا تھا جس میں آدھا کھا لیا۔ اور آدھا رکھا ہے۔ آپنے فرمایا کہ اچھا جاؤ اسی کو پکالو۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت تیس چالیس آدمی ہیں ڈھائی سیر آٹے میں کیا ہوگا۔ آپ نے پھر یہی فرمایا کہ جاؤ اسی کو پکالو۔ میں نے تیسری بار پھر وہی عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے اس سے کیا غرض ہے تو اسی کی روٹیاں پکا لے۔ پس میں نے وہ تمام آٹا پکوا لیا۔ اور کچھ معاش کی دال بھی پکائی۔ حضرت صاحب کھانا کھانیکے لئے گھر تشریف لائے اور سب درویش بھی ہمراہ تھے۔ وضو کیا اور مجھ سے فرمایا کہ تو بھی وضو کر لے آپنے اپنی چادر مبارک روٹیوں اور دال پہ ڈال دی اور فرمایا کہ جب تک سب کھانا نہ کھا چکیں۔ چادر اس پر سے نہ ہٹانا۔ پہلے تو آپ کے ساتھیوں نے خوب پیٹ بھر کھایا بعد میں دیگر عزیز و اقارب اور متعلقین کو کھلایا۔ بعد فارغ ہونیکے جب چادر ہٹا کر دیکھا۔ تو تمام کھانا جوں کا توں رکھا ہوا تھا۔ پھر حضرت نے اپنے گلے سے کرتہ اُتار کر معہ اُس چادر کے مجھ کو عنایت فرمائی۔ کہ اس کو اپنے پاس رکھنا۔ جب تک یہ تیرے گھر میں رہیگی۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو رزق کی تنگی نہ دیگا۔ اُس وقت میرے پاس دو بیل تھے دو سال کے بعد میرے پاس چالیس بیل ہو گئے۔ جن کی خدمت کیلئے پانچ چھ ملازم تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق کی ترقی عطا فرمائی۔ پھر میں نے زمین بھی خریدی اور اللہ تعالےٰ نے وہ دن دونی رات چوگنی عزت عطا فرمائی۔ کہ تمام اہل گاؤں

Marfat.com
Marfat.com

مجھ بڑے آدمیوں میں شمار کرنے لگے۔

وُہ دونوں کپڑے اسوقت تک میرے پاس موجود ہیں۔ اُنکی کیفیت یہ ہے کہ اُنکی زیارت سے ہی لطافت و برکت پیدا ہوتی ہے

ہوشیار پور کے خلیفہ محمد بخش صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک جن نے مجھے بہت ستایا۔ کبھی مجھ پر سوتے وقت پانی ڈالدیتا تھا۔ کبھی مجھے اور میری بیوی کو دریائے بیاس کی ریتی میں ڈال دیتا تھا۔ اور وہیں کھانا بھی پہنچا دیتا تھا۔ کئی روز تک ہمیں وہیں رکھتا۔ مجھے کوئی کام نہ کرنے دیتا تھا۔ غرض ہمیشہ کچھ نہ کچھ فتنہ بپا رکھتا ہم اُس سے پریشان ہو گئے تھے۔ ایک روز میں نے خواجہ صاحب سے عرض کیا آپ نے قرآن شریف کی آیت پڑھ کر اپنے انگوٹھے پہ دم کی۔ اور زمین پر دبایا۔ اس وقت وُہ جن بہ شکل انسان حاضر ہوا۔ اور کہا یا حضرت مجھے بچالو میں جلا تین مرتبہ یہی کہکر چیخ ماری کہ میں مرا۔ میں جلا۔ آپ نے فرمایا کہ تو اس غریب کو کیوں تنگ کرتا ہے۔ میں یہ لفظ سنکر سمجھ گیا۔ کہ یہ وہی جن ہے جو مجھے تنگ کرتا ہے۔ اس لئے میں نے بھی کہا کہ بھائی میں نے تیرا کیا نقصان کیا تھا جو تو مجھے پریشان کرتا ہے اُس نے خواجہ صاحب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ چونکہ اس کی مجھ سے محبت ہے۔ میں اس کے ساتھ کبھی کبھی مذاق کیا کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیری ہنسی میری اور اس کی جان ضیق میں آگئی۔ لہذا تجھ جیسے ظالم کو چھوڑنا نہیں چاہیئے۔ پھر تو اس جن نے بہت سے واسطے وسیلے پیش کئے چھوڑ دو میں پھر کبھی اس کے پاس نہیں آؤں گا۔ آپ نے فرمایا [illegible] کی ممانعت نہیں ہے مگر اس کو کسی قسم کی تکلیف مت دینا اس نے تکلیف دینے سے توبہ کی۔ اس کے بعد وُہ جن میرے پاس ہر دوسرے تیسرے روز آتا تھا۔ کہتا تھا کہ یہ بڑا بزرگ شخص ہے مجھے اس سے بڑا خوف معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کبھی اپنی

Marfat.com
Marfat.com

اپنی عمر میں ایسی تکلیف نہیں اُٹھائی۔ میں نے جواب دیا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ ان کا لقب خدا کی طرف سے شمس العرفان ہے۔ اور یہ زمانہ کے قطب ہیں۔ پھر وہ ہر روز آنے لگا۔ اور اکثر حضور کی باتیں کرتا رہتا۔ لیکن مجھے اُس کی ذات سے خوف رہنے لگا۔ لیکن جب وُہ حضرت کی باتیں کرتا تو مجھے تسکین ہوتی۔ ایک روز کہنے لگا کہ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ میں ان سے بیعت ہو جاؤں۔ میں نے کہا پھر دیر کیا ہے بسم اللہ کیجئے۔ آخیر ایک روز عصر کی نماز کے بعد ہوشیار پور سے چل کر مغرب کے وقت حضرت کی خدمت میں پہنچے۔ آپنے اُس کا نام دریافت کیا۔ اُس نے بتایا کہ میرا نام زماں خاں ہے اور بیعت ہونیکے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپنے اُس کو بیعت کرنیکے بعد میرے سپرد فرما دیا۔ کہ تم اسکو تلقین و ہدایت کرو۔ میں اسکو تلقین و ہدایت کرتا رہا اور اُسروز سے میں بیفکر ہوا۔

کچھ عرصہ بعد ایک روز اُس کی عورت بھی آئی۔ اُس نے بھی درخواست کی کہ مجھے بھی بیعت کرا دو۔ بس حضرت نے اُس کو بھی بیعت کر لیا۔ پھر تو وہ دونوں مرد و عورت بڑے تہجد گزار اور عابد و زاہد بن گئے۔ ہوشیار پور میں پہاڑی کھیڑے کے پاس جو مسجد ہے۔ اس کے نیچے حجرے میں وُہ رہتے ہیں۔ میرے پاس کبھی کبھی اصلی صورت میں وُہ آجایا کرتے تھے۔ مگر اُن سے مجھے وُہ خوف نہ رہا۔ بلکہ اور بھی بہت سے جن اُسکے پاس آکر بیٹھتے۔ تب بھی مجھے کوئی خوف معلوم نہ ہوتا تھا۔

خلیفہ بیگ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ نے ایک بلاؤ۔ پالا ہوا تھا۔ اور اُس کا نام چمبہ رکھ چھوڑا تھا۔ ایک روز کوئی آوارہ کتیا آپ کے دروازہ میں کہیں سے آکر بیٹھ گئی۔ خواجہ صاحب نے اُس کو روٹی دی۔ اور درویشوں کو بھی ہدایت کی کہ اِس کتیا کو روٹی کھلایا کرو۔ لہذا اس پر عملدرآمد ہونے لگا۔

ایک روز خواجہ صاحب نماز پڑھ کر تشریف لا رہے تھے۔ کہ وُہ کتیا آپ کی

Marfat.com
Marfat.com

پشت کی جانب گھومنے لگی ۔ آپ نے اس سے کہا کہ اللہ اللہ کیا کر ۔ آپ اس سے یہ کہہ رہے تھے کہ بلاؤ بھی آپ کے پاس آ بیٹھا ۔ آپ نے اس کے سر پر بھی ہاتھ پھیر کر فرمایا ۔ کہ اللہ اللہ کیا کرو ۔ آپ کا دونوں کو فہمائش کرنا تھا ۔ کہ ان کے اوپر ایسا اثر پڑا ۔ کہ جب آپ حلقہ کرتے ۔ تو یہ دونوں بھی حلقہ کے قریب بیٹھکر اپنے انداز میں ذکر کرتے ، کچھ دنوں کے بعد کتیا کی کچھ مجذوبانہ حالت ہو گئی ۔ کبھی بیہوش چپ چاپ پڑی رہتی ۔ گویا کہ بیمار ہے ۔ کبھی لڑکھڑا کر چلتی ۔ اور گردن کو ہر وقت جھکائے رکھتی ۔ کہتے ہیں کہ جس وقت خواجہ صاحب کا وصال ہوا ۔ یعنی آپ نے انتقال فرمایا ۔ تو یہ دونوں آپکی فرقت میں اپنی جانوں کو نثار کر گئے ۔ ان دونوں کو بھی دفن کیا ۔ سبحان اللہ عجب شان ہے ۔

سگِ اصحاب کہف روزی چند پئے نیکاں گرفت و مردم شد

خلیفہ صاحب مذکور فرماتے ہیں ۔ کہ ایک روز خواجہ صاحب نے پانی وقت پینے طلب فرمایا ۔ اور ارشاد ہوا کہ میری کمر مل دو ۔ میں حسب الارشاد حضور کی کمر ملنے لگا ۔ آپ کے جسم مبارک میں سے گلاب کی خوشبو آتی تھی ۔ میں اس کیفیت سے خوب سرشار ہوا ۔ میرے دل میں آیا ۔ کہ آپ کا جسم مبارک پر ناک لگا کر سونگھوں جب میں نے ناک لگا کر سونگھا تو عطر سے زیادہ خوشبو آئی ۔ منہ سا[illegible] مبارک کے اندر سے ذکر اسم ذات کی آواز نکلتی ہوئی معلوم ہوئی کہ جس طرح ہانڈی جوش کے وقت آواز پیدا کرتی ہے ۔ ویسے سانپ کی لہر چلتی ہوئی معلوم ہوتی تھی ۔ یہ [illegible] کی کیفیت تھی ۔ جب میں اس کیفیت سے [illegible] لگا ۔ [illegible] کرتہ مبارک نیچے اتار لیا ۔

خلیفہ سائیں توکل شاہ انبالوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الشہ مرتبہ خواجہ

Marfat.com
Marfat.com

صاحب کے چہرے کی رنگت میں بدلتے ہوئے دیکھا کرتا تھا۔ کبھی زرد کبھی سُرخ کبھی سبز اور کبھی سفید بھی ہوجاتی تھی۔ مَیں نے خواجہ صاحب کیخدمت میں عرض کیا۔ کہ حضور یہ کیا معاملہ ہے۔ کہ آپ کے چہرۂ انور کی رنگت بدلتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اے توکل شاہ فقیروں کی حالت کبھی یکساں نہیں رہتی۔ ایک حالت پر ہمیشہ نہیں رہا کرتے ہیں۔ جس طرح سے انوارات الٰہی برستے ہیں۔ اسی طرح سالک کی حالت بدلتی رہتی ہے انوارات الٰہیہ کے مختلف رنگوں پر ہی سالک کے لطائف کے انوارات حالتِ جسمانی سے نمایاں ہوتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ ہم پر بھی وارد ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اگر تم اسکی حالت وکیفیت سے آگاہ ہونا چاہتے ہو تو یہاں میاں بلاقی شاہ عالم کو بُلا لاؤ۔ مَیں نے اسی وقت اُن درویشوں کو اطلاع دی اور وہ حسبِ ارشاد عالی حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ باہر جاکر آنکھیں بند کرکے دیکھو۔ بس آپ جُھکیوں توجہ فرماتے تھے۔ اسی طرح انوارات کا ورود ہوتا تھا۔ ہر لطیفہ اپنے تشبیتی رنگ کی کیفیت دکھلاتا تھا۔ بلکہ انوارات کا تواردِ لطائف پر ہوتا ہوا اور لطائف کو رنگ بدلتے ہوئے دیکھا۔ اور بیرنگی و بے کیفی کی سیر کی۔ انوارات مثل بارش کی دھاروں کے برستے تھے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آنکھیں کھول کر بھی دیکھو۔ بس مَیں نے جب آنکھیں کھول کر دیکھا۔ تو وہی کیفیت ظاہر بھی اسی طرح نظر آئی جس طرح باطن میں اسکی کیفیت تھی۔ انوارات بیرنگ و بے کیف بھی ظاہر ہوتے۔ آپ نے فرمایا کہ آنکھیں پھر بند کرلو۔ آپ نے توجہ کی تو ایک مقام نظر آیا۔ جس کی سیر کا بیان احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

راقم حضور خواجہ صاحب مرشدنا روحی فداہٗ کی خدمت میں حاضر تھا۔ چند ماہ تک مقیم رہا۔ مضمون بالا کے مطابق اکثر مرتبہ حضرت صاحب کی حالت کو رنگ بدلتے ہوئے دیکھا۔ کبھی دیکھتا تھا۔ کہ آپ سراپا نورانی صورت میں ہیں۔ کہیں چہرۂ مبارک

Marfat.com
Marfat.com

سے لحظہ بہ لحظہ انوارات ولطائف کا منظر دیکھتا۔ جسمانی حالت کی یہ کیفیت دیکھی کہ کبھی آپ جوان عمر کے معلوم ہوتے تھے۔ اور ایک قسم کے جوش و جذب میں نظر آتے ہیں۔ کبھی ایسے کمزور و ناتواں دکھائی دیتے تھے۔ کہ جیسے سو برس کے بوڑھے ہوں۔ غرض طرح طرح سے میں اُنکو دیکھتا رہا۔ اور متعجب تھا۔ کہ اَللّٰہ اَللّٰہ عجب شان الٰہی ہے۔ کہ اس کا مختصر طور پہ انسانی صورتوں میں ظہور ہوتا ہے۔

؎ حسن خویش از روئے خوباں آشکارا کردہ پیش چشم عاشقاں خود را تماشا کردہ
خویشتن را جلوہ کردی اندریں آئینہ ہا آئینہ ہمی سنہادی خود باطنہا۔ آدی

خلیفہ خواجہ عالم شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز ہم چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نہایت شکستہ حال پھٹے ہوئے کپڑے پہنے وہاں آیا۔ اور آتے ہی خواجہ صاحب کی خدمت میں سوال کیا۔ کہ میں بھوکا ہوں۔ مجھے کھانا کھلوا دو۔ حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ میاں عالم شاہ گاؤں سے روٹی لاکر اُن کو دو۔ اُس نے بلتاب ہوکر کہا کہ حضرت گاؤں جانا اور وہاں سے روٹی لیکر آنا بڑی دیر کا معاملہ ہے۔ اور میں بھوک کیوجہ سے بیچین ہوں۔ یہاں پہ اگر تھوڑی بہت روٹی ہے تو مجھے دو۔ ورنہ خیر۔ ہماری مدت قریب ہے۔ یہ سنکر خواجہ صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ جنگل میں کہاں روٹیاں ہوتی ہیں۔ اُس نے یہ شعر پڑھا ؎

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ
از سر بالیش بر آید چشمہ شیریں بر خاک روز نگاہ پاکی پیش جا[illegible]

خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ میں تو ولی ہونے کا دعوی نہیں [illegible] یہ معاملہ یہ دو حال سے خالی نہیں ہے۔ یا تو تمام خلقت بھولی ہے یا آپ جھوٹے ہیں۔ دونوں میں سے ایک بات تو ضرور ہے۔ اس کلام کے سنتے ہی آپ [illegible] کھڑے ہوئے۔ اور حجرہ کے اندر تشریف لے گئے۔ اور قریب ایک سیر کے تازہ گرم گرم

Marfat.com
Marfat.com

تشریف لائے ۔ اور اُس کے سامنے رکھدیئے ۔ اُس نے کہا کہ حضرت یہ تو کم ہیں مجھے بھوک بہت زیادہ ہے ۔ آپ پھر اندر گئے اور ایک سینی اور بھر کر لے آئے اُس نے خوب سیر ہو کر کھا لئے ۔ اور باقی بچے ہوئے حاضرین کو تقسیم کر دیئے پھر نے حضرت صاحب سے بھی اصرار کیا ۔ مگر آپ نے نہیں کھائے ۔ ہم لوگوں نے اُس اجنبی سے ہر چند دریافت کیا ۔ کہ تم کہاں رہتے ہو ۔ لیکن اُس نے کوئی جواب نہیں دیا ۔ پھر اُس نے سوال کیا ۔ کہ میرے کتبہ کے لئے بھی دو ۔ کیونکہ کتبہ کو بھی فاقہ ہے ۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ کھانا پہنچا چاہتے ہو ۔ اُس نے جواب دیا ۔ کہ اتنی دُور کھانا کیونکر لیکر جاؤنگا راستہ میں خراب ہو جانیکا بھی اندیشہ ہے ۔ پھر حضور نے فرمایا کہ کچھ روٹیاں لیجاؤ ۔ اُس نے کہا کہ اتنی روٹیوں سے میرا کیا کام چلتا ہے ۔ یہ سُن کر مجھے بڑا غصہ آیا ہے ۔ کہ یہ کیسا آدمی ہے ۔ اور اس میں کیا بھید ہے ۔

آخر خواجہ صاحب نے ایک سفید کاغذ نکالا ۔ اور اسپر اپنی مہر لگا دی اور اُسکو دے کر فرمایا کہ جاؤ ۔ ہوشیار پور کی پہاڑی کے نیچے ایک پیپل کے نیچے خارش والا کتا بیٹھا ہوا ہے ۔ یہ اُسکو دکھلا دینا اور یہ کاغذ ہمیشہ اپنے پاس سنبھال کر رکھنا ۔ جب ضرورت ہو ۔ اُس کتے کو دکھلا دینا ۔ یہ سنکر وہ اُس کاغذ کو لے گیا ۔ میں اور خلیفہ رنگ علیشاہ دونوں مشورہ کر کے اُس کے پیچھے ہو لئے ۔ ہوشیار پور میں پہنچکر ۔ اُس کتے کے نزدیک جاکر کھڑے ہو گئے ۔ اُس سائل نے بھی وہاں پہنچکر وہ کاغذ کتے کو دکھلایا ۔ کاغذ کو دیکھتے ہی کتا اُٹھ کھڑا ہوا ۔ اور سیدھا قبرستان کے راستہ پہ ہو لیا ۔ ہم لوگ سائل کے پیچھے تھے ۔ جب قبرستان میں پہنچے تو دیکھا ۔ کہ ایک شخص سفید چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے ۔ وہ کتا سائل مذکور کیطرف دیکھ کر کوں کوں کی آواز سے اشارے کرنے لگا ۔ کہ وہ کاغذ اس شخص کو دکھلا دے ۔ اُس نے کتے کے اشارے کو سمجھکر وہ کاغذ اُس شخص کو دکھلا دیا ۔ وہ شخص کاغذ کو دیکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا

Marfat.com
Marfat.com

اور اُس سائل کا داہنا بازو پکڑ کر اوپر کو اُٹھایا۔ اِس کے بعد نہ وہ سائل اور نہ ہی وہ شخص اور وُہ کُتا نظر آیا۔ ہم سخت حیران ہوئے۔ کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ اِدہر اُدہر بہت کچھ تلاش کیا۔ مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ آخیر حضرت صاحب کی خدمت میں واپس آ گئے۔ مگر خوف کے باعث کچھ عرض نہ کر سکے۔

چند ماہ کے بعد عرض کیا کہ حضرت وُہ کیا ماجرا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ مخفی بھید ہیں۔ ایسی باتیں فقیروں سے نہیں پوچھا کرتے۔ لیکن ہم سب نے مکرر اصرار کیا۔ کہ حضرت یہ بھید تو ضرور بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ جسکو قطب بنا دیتا ہے۔ اُس کے اختیار میں سب باتیں کر دیتا ہے۔ وہ شخص جو کُتے کی شکل میں تھا۔ ہوشیار پور کا محافظ ہے۔ ہم نے اُس کے پاس ایک چٹھی لکھدی تھی۔ جسکو وُہ قبرستان میں اپنے ایک افسر کے پاس لے گیا تھا۔ اب وہ ہمیشہ کیلئے اس سائل کو کچھ دے گا۔ یا کوئی دفینہ اُس کو دیتا رہیگا۔ اللہ تعالےٰ مُراد والوں کی مُراد اسی طرح پوری کرا دیتا ہے۔ یہ سب کرشمے اُسی کی قدرت کے ہیں۔ فقیر لوگ اس خدمت پر مامور کر دیئے گئے ہیں۔ اور جب اسکی رضا ہوتی ہے تب ہی زبان کھولتے ہیں۔

خلیفہ عالم شاہ رحمتہ اللہ سے نقل ہے کہ ایک روز میاں عبدالکریم لدھیانوی و احمد بخش و تندر محمد راہونی سب نے مجھ سے کہا کہ ہم حج کو چلتے ہیں۔ تُو بھی ہمارے ساتھ چل۔ اُنہوں نے حضرت خواجہ صاحبؒ سے آکر اجازت لی۔ ا
سامنے ہی میری طرف بھی چلنے کا اشارہ کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ
اسکی فکر نہ کر۔ یہ سُنکر میں نے بھی حضرت صاحب سے اجازت طلب کی۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تجھے کچھ ضروری نہیں۔ تجھ پر حج فرض نہیں ہے تیرے لئے تو میری خدمات ہی کرنا حج کے برابر ہے۔ میں یہ سُنکر خاموش ہو گیا۔ مگر میرے

Marfat.com
Marfat.com

دل میں یہ خیال ضرور آتا رہا۔ کہ کاش مجھے بھی خواجہ صاحب اجازت فرما دیتے تو میں بھی مُفت میں حج کر آتا۔

جب حج کا موقعہ آیا۔ تو یوم الحج کو علی الصباح حضرت خواجہ صاحب حجرہ سے باہر تشریف لائے۔ اور دریافت فرمایا۔ کہ عالم شاہ کہاں گیا۔

ایک درویش کریم بخش نے آپ سے عرض کیا۔ کہ وُہ کسی ضرورت کیلئے باہر گیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ عالم شاہ کو جلد بلا لاؤ۔ جب کریم بخش نے آپ کا فرمان مجھ پر آکر ظاہر کیا۔ تو میں فوراً دوڑا ہوا آیا۔ اور حاضر ہوکر سلام کیا۔ آپ دیر سے میرے منتظر تھے۔ فوراً حکم دیا۔ کہ جلد وضو کرکے آؤ۔ کریم بخش نے عرض کیا کہ حضور میں بھی وضو کر آؤں۔ آپ نے اُس کو بھی اجازت دیدی۔ جب ہم دونوں وضو کرکے خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ کہ تم دونوں میرے داہنے پیر پر اپنے پیر رکھ لو۔ اور اپنی آنکھیں بند کر لو۔

ہم کو اپنی آنکھیں بند کئے ہوئے دو منٹ بھی نہ گذرے تھے۔ کہ دونوں کعبہ شریف پہنچ گئے جس جگہ حضرت صاحب کا ڈیرا وغیرہ تھا۔ اُسی جگہ ہماری آنکھ کھلوائی گئی۔ وہاں دیکھا کہ فضل کریم نے کھانا وغیرہ تیار کیا ہوا تھا۔

ہم سب نے مِل کر کھانا کھایا۔ پھر سب نے حج کیا۔ گیارہ تاریخ کی صبح کو ہم باب علی میں کھڑے تھے۔ اُسوقت آواز سنی۔ کہ عالم شاہ اور کریم بخش جلدی آؤ۔ ہم یہ سن کر باہر نکلے۔ واپس ڈیرے میں آئے۔ تو اُنہوں نے کہا کہ میاں عالم شاہ ہم نے گیارہویں تاریخ کو تمہیں بہت کچھ تلاش کیا۔ مگر تمہارا پتہ نہ چلا۔ یہ باتیں حضرت صاحب کے سامنے ہی بیان کر رہے تھے۔ آپ یہ سُنکر ہنس پڑے۔ اور فرمایا کہ تم نے ولایت کے ذریعہ حج کیا ہے۔ یہ

Marfat.com
Marfat.com

غریب تھے۔ خدا نے ان کو ایسے ہی پہنچا دیا
یہ سن کر وہ لوگ بہت متعجب ہوئے۔ اور ہم دونوں سے مُصر ہوئے کہ یہ کیا بات ہے۔ آخر ان کے اصرار پر ہم نے تمام کیفیت اُن کے روبرو بیان کر دی۔ جب کھانا کھانے کا وقت ہوا تو سب لوگ اکٹھے ہو کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ دیکھو ہم نے منع کیا تھا کہ یہ راز نہ بتانا۔ ہم نے عرض کیا کہ یا حضرت ہم سے ان لوگوں نے بہت اصرار کیا۔ اس لئے ہم سے نہ رہا گیا۔ یہ کہہ کر پاؤں پر گر پڑے اور رونے لگے۔ حضرت صاحب نے ہمیں معاف کر دیا۔

خلیفہ نورالدین صاحب سے نقل ہے کہ ایک روز میں موضع راہوں میں صبح صادق کے وقت مسجد کے قریب میں ایک فصیل پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور یہ بیت اسکی دھن میں بغیر کسی ساز کے گا رہا تھا۔

"رہو چشماں دے سامنے جاویں مکھ سے بول نہ بول"

میں اسکو نہایت جذباتِ عشق میں محو ہو کر پڑھ رہا تھا۔ میری آواز حضرت خواجہ صاحب تک پہنچ رہی تھی۔ جب میں گا چکا۔ تو آپ نے مجھے آواز دے کر اپنے پاس بلایا۔ اور بہت کچھ شاباش کہا۔ اور فرمایا کہ ہر فرد و بشر میں ایسا ہی عشق ہونا چاہیئے۔ اس میں کچھ اور ہی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

یہ کہہ کر آپ نے مجھے سینہ سے لگا لیا۔ اور ایسی توجہ [illegible] راگ وغیرہ بند ہو گئے۔ اور ہر قسم کے راگ راگنی کی آواز وجود کے اندر رگوں کے تار کے اندر سے آنے لگی۔ اور اب تک یہ کیفیت ہے۔ کہ بلا کسی محنت و مشقت کے تمام وجود ذاکر حق ہو گیا۔ بعد ازاں چند دوستوں

Marfat.com
Marfat.com

نے گانا سننے کی فرمائش کی۔ مگر مجھے گانے میں قطعی لطف نہ آتا تھا۔
سندھے خاں ساکن بجواڑہ ضلع ہوشیارپور نقل کرتے ہیں کہ ایکدن میں نے حضرت خواجہ صاحب کی معہ دیگر درویش صاحبان دعوت کی۔ حضور علیہ الرحمتہ بعد انفراغ طعام جب واپس تشریف لیجانے لگے۔ تو میں معہ متعلقین مشایعت میں ہمراہ ہوئے بجواڑہ کے قریب حضور نے فاتحہ پڑھی۔ ہم لوگ حیران تھے کہ یہاں کس لئے فاتحہ پڑھی جارہی ہے۔ فاتحہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ یہاں ایک بہت بڑے ولی اللہ کی قبر ہے۔ یہاں فاتحہ ضرور پڑھا کرو۔ وہاں سے چل کر ایک دوراہے پر پہنچے۔ جو ایک جہانخیل دوسرا آپ کے باغ کو جاتا ہے۔ اُس جگہ چھ جذامیوں نے سامنے آکر دریافت کیا۔ کہ کیا آپ خواجہ قادربخش ہیں۔ آپنے وجہ دریافت فرمائی۔ اس پر انہوں نے جواب دیا۔ کہ سنا کرتے ہیں۔ کہ جہانخیل میں اس نام کے بہت بڑے درویش قطب الاقطاب ہیں۔ اُن کے دستِ شفا سے بہت جذامیوں کو صحت ہوئی ہے۔ آپکی صورت مبارک سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وُہ بزرگ شاید آپ ہی ہوں نیز خانقاہ پہ جانے سے معلوم ہوا تھا کہ آپ بجواڑہ دعوت میں تشریف لیگئے ہیں لہذا اسی اُمید پر ہم یہاں آرہے ہیں۔
آپنے سنکر فرمایا کہ سب منہ کھولو۔ چار آدمیوں کے منہ میں آپ نے تھوکا جب پانچویں کا نمبر آیا۔ تو اُس نے کہا کہ میں تو اپنے منہ میں نہ تھکواؤنگا۔ ان میں دو ہندو اور دو مسلمان تھے۔ ہم سب نے دیکھا کہ اُسی وقت مرض کا نام نشان بھی باقی نہ رہا جو اُنگلیاں اُن کی گر گئیں وہ بھی بدستور ہوگئیں۔ یہ حالت دیکھ کر بقایا دو نو جذامی تیار ہوگئے۔ کہ اچھا اب ہمارے منہ میں بھی تھوک دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ وقت نکل گیا اب کچھ نہیں ہوسکتا۔ جاؤ۔
یہ عجیب و غریب معاملہ دیکھ کر ہم لوگ معہ چاروں جذامیوں کے آپ کے

Marfat.com
Marfat.com

دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ دو تین روز کے بعد ہم لوگ تو اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے۔ اور دونوں جذامیوں کو آپکے در دولت ہی پر روتے ہوئے چھوڑا اور وہ دو سال تک اسی طرح روتے اور افسوس کرتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد میں اور شادی شاہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور مراقبہ فرما رہے تھے کہ ہم باہر چبوترہ پر بیٹھ گئے۔ حضور جس وقت باہر حجرہ سے تشریف لائے۔ تو دونوں روتے اور گڑگڑاتے ہوئے قدموں پر گر گئے۔ ایک شخص نے یہ اشعار پڑھنے شروع کئے ؎

بادشاہا بردرت بار گناہ آوردہ ام ❊ بردرت ایں بر دالپشت دوتا آوردہ ام
من نمی گویم کہ بودم سالہا در راہِ تو ❊ ہستم آں کہ گمرہ کہ اکنوں رو براہ آوردہ ام
چشم رحمت بر کشا غدر گناہِ من ببیں ❊ زانکہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام

یہ سنکر حضور علیہ الرحمتہ نے دونوں کے منہ کھلوا کر تھوک دیا۔ بفضلِ خدا اسی وقت دونوں صحت یاب ہو گئے چونکہ اُن میں سے ایک بال بچوں والا تھا۔ اس لئے وہ تو اپنے گھر چلا گیا۔ دوسرا داخل اسلام ہو کر بیعت ہو گیا۔ اس کا نام محمد سلام رکھا گیا جو بہت عرصہ تک حضور کی خدمت میں رہا۔ اور وہیں انتقال ہوا۔ اُسکی قبر خانقاہ شریف کے باہر ہے۔

نقل ہے کہ ایکروز خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ مکان میں تشریف فرما تھے چند عورتوں نے آکر عرض کیا کہ میاں تو انسپکٹر پولیس اور بیوی چاندی کی بالیاں [illegible]
آپنے فرمایا کہ اگر یہ حکم دیں تو رشوت لیکر دس بیس ہزار
ہزاروں۔ مگر ایسا کرنے سے دونوں کو دوزخ میں جلنا [illegible] کیونکہ یہ [illegible]
خلاف حکم خدا اور رسول ہوگا۔ اگر خدا [illegible] خریدلی ہے۔ تو انکو بھی راہ خدا میں دیدیں بہشت میں [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

زیور مرحمت فرمائیگا۔

اس گفتگو کا مائی صاحبہ پر بہت اثر ہوا۔ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد کبھی میرے دل میں کسی اچھی چیز کی خواہش پیدا نہ ہوئی۔ اگر کبھی کوئی عورت مجھ پر آوانہ کستی۔ تو میں کہتی کہ میرا خاوند تو فقیر ہے۔ مجھے تو اس کی رضا اور اتباع پسند ہے۔

خلیفہ عالم شاہ صاحب سے نقل ہے۔ کہ ایکمرتبہ ایک برہمن نے آکر عرض کیا۔ کہ حضرت میرے پانچ لڑکیاں کنواری ہیں جنکی شادی کا مجھے بیحد فکر ہے جلال الدین نے مجھے آپکی خدمت میں بھیجا ہے۔ اگر پانچسو روپیہ کا انتظام ہو جاوے تو سب لڑکیوں کی شادی ممکن ہے۔ لوگوں نے اُسے دھوکا دیا۔ جس وجہ سے وہ مایوس ہو کر چلا گیا۔ لیکن آپنے مجھے بھیج کر اُسے بُلوایا۔ اور ایک دوکان سے پانچ سو روپیہ لے کر اُس کو دلوایا۔ اس کے آٹھ ہی روز بعد آپ کا وصول ہو گیا۔ لہذا وہ روپیہ حضرت مرشد نا خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ نے ادا کیا۔

نقل کرتے ہیں کہ ایکروز حضرت تھانہ راہوں میں بیعت و تصوف کی گفتگو فرما رہے تھے۔ اتفاق سے میں بھی چلا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور یہ تو قصے کہانی ہیں جو ہمیشہ سے سنتے آئے ہیں۔ اور نہ معلوم کب تک سنتے رہیں گے۔ وہی ہما اور عنقا والے قصے ہیں۔ نہ کسی نے اُنکو دیکھا۔ نہ دیکھنا ثابت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب اس کے تو قران و حدیث گواہ ہیں۔ یہ بھی ضروری بات نہیں کہ تمام جہان عنقار کو دیکھ لے۔ جو چیز دنیا میں نہ ہو اس کا نام نہیں ہوتا۔ جب فی الحقیقت عنقا کا نام ہوا۔ تو عنقا کا وجود بھی دنیا میں ضرور ہوا۔ آخر کسی نے تو اس کو دیکھا ہی ہے۔ اسی طرح سے خدا کو بھی ہزاروں نے دیکھا۔ اور واصل الی الحق ہوئے اگر آپنے خدا کو نہیں دیکھا۔ تو خدا بھی کیا نہیں ہے۔ کچھ دیر کے بعد میں نے عرض کیا

Marfat.com
Marfat.com

؎ یا دیکھوں من اپنے میں یا دیکھوں گر کی پوتھی میں

یہ سنکر خواجہ صاحب نے تبسم فرمایا۔ اور فرمایا کہ نہ آپنے اب تک گر پکڑا۔ نہ خدا دیکھا نہ تصوف سے آگاہ ہوئے۔ خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ پہلے پیر پکڑو پھر بھی کچھ نظر نہ آئے تو کہنا۔ میں نے عرض کیا کہ بیعت ہونے سے پیشتر جب تک مجھے کچھ اسرار نظر نہ آجائیں۔ تب تک اطمینان نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ اچھا جاؤ آج رات کو کچھ خیال کر کے سونا۔ کم از کم اس عاجز کا ہی تصور کر لینا۔ لہٰذا میں آپ کا تصور کر کے سو گیا۔ شب کے تقریباً ایک بجے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا کہ میں محمدؐ ایلچی خدا کا ہوں۔ میں نے عرض کیا واقعی خدا کوئی چیز ہے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں تجھے خدا دکھلا دوں۔ اُسی وقت کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ تخت بچھا ہوا ہے۔ اور اُس پر نور ہی نور نمایاں ہے جس کی میں کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ کہ دنیا کی کوئی چیز اُس کے مثال نہیں ہے۔ لیس کمثلہ شیئ۔ میں یہ دیکھ کر بیہوش ہو گیا۔ اور دو روز تک مجھ پر بے ہوشی طاری رہی۔ ہوش آنے پر میرے دل نے گواہی دی کہ واقعی یہ خواب سچا تھا۔ اور مجھے کامل اطمینان ہو گیا۔ طبیعت درست ہونے پر حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اور اپنی گذشتہ رندانہ باتوں سے تائب ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ گونگے کا گڑ ہے جانے بس اُس کا دل ہی جان سکتا ہے۔ بیان نہیں کر سکتا۔ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرما گئے ہیں

؎ مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد

Marfat.com
Marfat.com

ایں مدعیاں در طلبش بے خبراند کان را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

میری بدعقیدت کی یہ کیفیت تھی۔ کہ کسی بات پر یقین نہ آتا تھا۔ مگر خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ نے میرا اطمینان کر دیا۔ اور میری روز بروز حالت بدلتی چلی گئی۔

میاں کریم شاہ راوت سکنہ لدھیانہ سے نقل ہے۔ کہ میں خاندان چشتیہ میں بیعت تھا۔ مجھے اپنے مرشد سے بہت کچھ محبت تھی سماع وقال کا بے حد شوق تھا۔ گانے میں اسقدر کمال تھا کہ قوال مجھ کو اُستاد مانتے تھے۔ ایک مرتبہ خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ ایک مقدمہ کی تفتیش کے لئے زمانہ انسپکٹری میں لدھیانہ میں تشریف لائے۔ لوگوں نے حضور کی بزرگی بیان کر کے مجھے آپ سے ملنے کی بہت کچھ رغبت دلائی لیکن میں برابر یہی کہتا۔ ہاکہ کہیں پولیس والے بھی ولی اللہ ہوتے ہیں۔ مجھے کسی ولی کے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن تمام دن مجھے اس کا خیال ضرور رہا کہ بلا کسی کو دیکھے کیوں اظہار نفرت کیا

میرا معمول تھا کہ بعد نماز مغرب قرآن خوانی کرتا۔ اور عشا کے بعد اکثر قوالی سنا کرتا اُسی روز شب کو خواب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ایک بہت بڑے وسیع میدان میں فرش میز کرسیاں بچھی ہوئیں ہیں۔ وہاں پر ہر قسم کی سواری آنی شروع ہوئی میں ہر ایک سواری کے متعلق پوچھتا گیا کہ یہ کس کی سواری ہے۔ پہلے تو حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آئی اس کے بعد کی سواری کے متعلق جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سواری خواجہ قادر بخش صاحب کی ہے جو اس زمانے کے قطب الاقطاب اور یہاں انسپکٹر پولیس ہیں۔ اس کے بعد بہت سے حضرات تشریف فرما ہوئے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھتے گئے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کریم بخش کو بلاؤ میں ادب سے حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ کریم بخش تو قطب زمان کی

Marfat.com
Marfat.com

شان میں کیا کہتا تھا۔ کہ انسپکٹر کہاں اور اولیائی کہاں۔ اگر تمہارا
پیر زندہ ہوتا۔ تو ضرور انسپکٹر صاحب کی بیعت اختیار کرتا۔ تم کو
بھی چاہیئے کہ ان کی بیعت اختیار کرو۔

جب آنکھ کھلی تو نہایت بے چین تھا۔ کہ نہ معلوم انسپکٹر صاحب یہاں
ہوں بھی یا نہیں۔ صبح کی نماز کے بعد اُس شخص کے پاس گیا۔ جس سے مجھے
آپ کی تعریف معلوم ہوئی تھی۔ وہ اپنے ہمراہ لیکر مجھے انسپکٹر صاحب کی
خدمت میں پہنچا۔ حضور مراقبہ فرما رہے تھے۔ حالتِ بیتابی میں میں نے
گانا شروع کردیا۔

گھونگھٹ چک پیارے بول   بہت ایہہ شرم کیوں رکھیا دے
مکھ چھپا کی بیٹھوں رلا باشہر نہ گئے ڈھول   گھونگھٹ چک پیارے بول۔

جب میں نے گانا شروع کیا۔ تو آپ نے منہ سے پردہ ہٹا لیا۔ جب میری نظر
چہرے پر پڑی تو انوارات تجلیات کے باعث آنکھیں چکا چوندھ ہو گئیں۔
اور میری زبان سے ایک دم یہ نکلنا شروع ہوا۔

تیرا دیدہ و یوسف را شنیدہ   شنیدہ کے بود مانند دیدہ

اسی طرح چند اشعار فی البدیہہ میں نے پڑھے۔ تمام خیالات فاسدہ
دور ہو گئے۔ التجا کرنے پر حضور نے بیعت فرما لیا۔ اور ایسی توجہ [illegible]
کہ کثرت موارد فیضان سے میرا قلب روشن ہو گیا۔ اور [illegible]
ذاکر ہو گیا۔ اور ہمیشہ انوارات فیضان وارد ہو [illegible] پردہ غیوب
کی سیر ہو گئی۔ جس کو میں بیان نہیں کر سکتا

زبانی شیر خاں ساکن [illegible] ضلع ہوشیارپور سے نقل ہے کہ ایک
[illegible] کے پاس [illegible] باپ [illegible] جیلا [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

میرا دل آم کھانے کو چاہتا تھا۔ اور اُس سپاہی یعنی قصائی نے باغ خرید کیا ہوا تھا۔ میں نے ایک سندھی عمدہ آم توڑ کر کھایا۔ اور چونکہ آم بہت لذیذ تھے۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کیلئے بھی میں نے اس میں سے کچھ آم مانگے اُس نے پانچسیر کے قریب آم توڑ کر مجھے دئے

جس وقت میں نے لاکر حضور کی خدمت میں پیش کئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ آم تو کھانے حرام ہیں۔ چونکہ اس باغ میں تین آدمیوں کا حصّہ اور ہے۔ اور تمہیں صرف ایک حصّہ دار نے یہ آم دیئے ہیں۔ میں پھر دوبارہ وہاں گیا۔ اور اس امر کی تصدیق کی۔ تو واقعی تین حصّہ دار اور تھے میں نے سب سے اجازت لی۔ اور دوبارہ آموں کو لیکر آیا۔ تب خواجہ صاحب نے اُن آموں کو کھایا اور خوش ہوکر فرمانے لگے۔ کہ تجھے بہت محنت کرنی پڑی۔

زبانی فتح محمد خاں سکنہ جہانخیل ضلع ہوشیار پور سے نقل ہے کہ ایک روز میں موضع بوتھ گڈھ کی طرف بکریاں چراتا ہوا چلا گیا۔ وہاں سے دو عمدہ بکریاں میری بکریوں میں مل کر چلی آئیں۔ میں اُن کو وہاں سے جلد جلد لیکر چلا۔ کہ کہیں ان کا مالک نہ آجائے۔ تھوڑی ہی دور لے کر چلا تھا کہ مالک بھی پیچھے سے آتا ہوا نظر پڑا۔ میں جہاں خیل پہنچ گیا۔ اور ریوڑ سے نکال کر دوسرے راستہ سے خواجہ صاحب کے گھر پہنچا دیں۔ آپنے بلاقی شاہ درویش کو حکم دیا۔ کہ دونوں بکریوں کو ذبح کر دو۔ بلاقی شاہ نے فوراً ذبح کر ڈالیں۔ اور جب بلاقی شاہ کو فتح خاں سے یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ چوری کی تھیں۔ سخت پریشان ہوا۔ اُدھر فتح خاں کو بکریوں کا مالک زدوکوب کرنے لگا۔ کہ تم میری بکریوں کو چرا کر کیوں

Marfat.com
Marfat.com

لائے حضرت خواجہ صاحب نے جب یہ شور سنا۔ تو بکری والے کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے۔ اور بلاقی شاہ کو بھی بلا لیا گیا۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا بکری والے نے عرض کیا کہ حضور میں نے دو بکریاں آپ کی نظر کرنے کیلئے رکھ چھوڑی تھیں جنکو فتح محمد اپنے ریوڑ کے ساتھ ملا کر لے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ ہماری تھیں تو ہمارے ہی پاس پہنچ گئیں۔ اور وہ ذبح بھی کر لی گئیں ہیں تب بلاقی شاہ کو بھی اطمینان ہوا۔ اور فتح محمد بھی بہت متعجب ہوا۔ بکریوں والا قدموں پر گر پڑا۔ اور آپکی بیعت اختیار کی

بلاقی شاہ سے نقل ہے۔ کہ دو ولایتی پٹھان حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بیعت کی درخواست کی۔ آپ نے ان کو بیعت کر لیا۔ ایک کا نام غلام رسول دوسرے کا واجد علی شاہ تھا۔ بیعت ہونے کے بعد واجد علی شاہ پر فیضان نسبت کا ورود ہوا۔ اور ذرہ ذرہ اللہ اللہ کرنے لگا۔ غلام رسول نے عرض کیا کہ یا حضرت مجھ پر تو کچھ فیضان نہ ہوا آپ نے فرمایا کہ تیرا دل بہت سخت ہے۔ کچھ عرصہ ٹھیرے۔ عرض کیا کہ اس نے چھ ماہ تک قیام کیا۔ اور یہی کہتا رہا۔ کہ مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اگر اجازت ہو تو میں گھر واپس جاؤں۔ آپ نے ایک پتھر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ وہ اٹھا لا۔ پتھر اٹھا لانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ خواجہ صاحب نے [illegible] پر توجہ ڈالی۔ پتھر کے چار ٹکڑے ہو گئے۔ فرمانے لگے کہ دیکھ تو نے

تیرا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ ابھی دو چار [illegible] محنت کروں گا۔ اور تو بھی محنت کر۔ جب ایک سال تک بھی کچھ اثر نہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تو راگ سنا کر۔ اور اپنا دھیان اس میں لگائے رکھ۔ ایک سال کے بعد پھر خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو ایک

Marfat.com
Marfat.com

توجہ میں مجذوب بنا دیا۔ تمام کپڑے بدن کے پھاڑ ڈالے ۔ اور کچھ ہوش نہ رہا۔ اور حضور کی خدمت ہی میں رہا۔ آپ کے وصال کے بعد ہی اُس کا بھی انتقال ہوگیا۔ خواجہ صاحب کے مزار کے قرب میں ہی اُس کی بھی قبر ہے۔

خلیفہ قلندر شاہ صاحب سکنہ جہانخیل سے نقل ہے۔ کہ میرا لڑکا محمد اور عرف گوجر شاہ صاحب تین سال کا تھا۔ مسلان کے مرض میں ایسا مبتلا ہوا۔ کہ قریب المرگ ہوگیا۔ اور جانکنی کی نوبت پہنچ گئی۔ چونکہ میرے صرف یہی ایک لڑکا تھا۔ اس لیے میں نہایت بیتاب ہوا۔ اور یہی خیال آیا کہ اس کو مرشد کی خدمت میں لے چلنا چاہیئے۔ لہذا میں اُسکو اُسی حالت میں لے کر حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ حضور اُسوقت حجرے کے اندر تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آواز دی جواب نہ ملا۔ کچھ دیر کے بعد حجرے کا دروازہ کھلا اور آپ نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ قلندر شاہ گھبراؤ مت میں تمہارے لڑکے ہی کیلئے دُعا مانگ رہا تھا۔ جب میں نے تیری آواز سنی تو اسی وقت دست بہ دُعا ہوا۔ پھر آپ حجرے سے باہر تشریف لائے۔ اور بچے کے سر پہ تین مرتبہ دست مبارک پھیرا۔ اُسی وقت لڑکے کی حالت بدل گئی۔ اور ایسا معلوم ہونے لگا۔ کہ جیسے کبھی بیمار ہی نہ ہوا تھا اور نہ کبھی آئندہ اُسکو یہ مرض ہوا۔

زبانی رحمت علی شاہ سکنہ پسرور ضلع سیالکوٹ فرماتے ہیں۔ کہ میں بعد تحصیل علم اپنے دل کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوکر سوچتا تھا۔ کہ دل کے اندر کیا ہے۔ میں نے اُسکو اسقدر بیمار سمجھا۔ کہ سوائے کفر اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ لہذا اچانک میرے دل سے یہ صدا نکلی۔ کہ میرا دل کافر ہے کوئی اِس کا علاج کرے۔ میرے والدین اور دیگر متعلقین نے کہا کہ

Marfat.com
Marfat.com

کہ اسکو مالیخولیا ہوگیا ہے ۔ لہٰذا میرا معالجہ کیا جانے لگا ۔ مگر میرا وہم ترقی پذیر ہوتا رہا ۔ آخیر مجھے مقفل کر دیا گیا ۔ میں تنہا رہتے رہتے نہایت پریشان ہوا ۔ ایک روز میں نے اپنے والد سے کہکر زنجیر کھلوالی ۔ اور وہاں سے نکل کر یہ ارادہ کیا کہ یہ مرض بلا کسی فقیر کی توجہ کے دُور نہیں ہوگا ۔ لہٰذا جس فقیر کی شہرت سُنتا اُسی کے پاس چلا جاتا ۔ میری حالت دن بدن گرتی چلی گئی ۔ کہ نماز روزہ وغیرہ سب کچھ چھوٹ گیا ۔ صرف ایک کمر اور لنگوٹی پاس تھا ۔ جب درویش نے مجھے دیکھا یہی کہا کہ بھائی تم مخدولی ہو ۔

الغرض ہندوستان ، سندھ ، بلخ ، بخارا ، اور مکہ معظمہ مدینہ وغیرہ بارہ سال تک اسی طرح پھرتا رہا ۔ اور ہر جگہ یہی کہتا کہ میرا دل کافر ہوگیا ہے کوئی مسلمان بنادے ۔ لوگ سمجھتے کہ یہ مجذوب ہوگیا ہے ۔ اسی طرح پھرتے پھرتے میں حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے مزار پاک پر پیران کلیر شریف میں آیا ۔ وہاں ایک مجذوب بابا بھیرے ہوئے بیٹھا تھا ۔ مجھ سے کہنے لگا ۔ کہ ارے پاگل کہاں پھر رہا ہے ۔ جا ضلع ہوشیار پور میں میاں قادر بخش صاحب تیرے کفر کا علاج کرینگے ، یہ سُنتے ہی میں وہاں چل پڑا ۔ اور منزل در منزل حضرت کی خدمت میں جہاں خیل پہنچا ۔ حضور اسوقت ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر بیٹھے تھے ۔ میں بھی پاس بیٹھ گیا ۔ عصر کی نماز کو جس وقت میں اُٹھا ہوں ۔ تو دیکھتا ہوں کہ

کیا سر سے پاؤں تک میرے وجود کا ہر رگ و ریشہ [illegible] کا ذاکر ہوگیا ہے ۔ حضور نے نماز پڑھی اور میں نے تو نماز ہی ترک کردی تھی ۔ بعد انفراغ نماز ان کے پاس ہی بیٹھا رہا ۔ حیران تھا ۔ اور غور کرتا تھا ۔ کہ جو باتیں مجھے کافر بناتی تھیں ۔ وہ ایک دم کیسے

Marfat.com
Marfat.com

رفع ہو گئیں۔

مغرب کی آذان کے وقت میں نے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے بھی کوئی کپڑا مرحمت ہو جائے جس سے نماز ادا کر سکوں آپ نے فرمایا کہ پہلے غسل کرو۔ میں نے بموجب فرمان غسل کیا۔ حضرت نے مجھ کو تہمند باندھنے کیلئے عطا فرمایا۔ میں نے نماز ادا کی۔ اور بعد میں بیعت کے لئے التماس کی۔ حضور نے فرمایا کہ کل دیکھا جائے گا۔ پس جسقدر بیعت ہونے میں دیر ہوتی تھی۔ ذکر کا جوش بڑھتا جاتا تھا۔

صبح کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا تو ایک گھنٹہ کے اندر مجھے خاندان نقشبندیہ کے کل مقامات طے ہو گئے۔ اور بارہ بجے تک حضور نے چاروں خاندان کے مقامات طے کرا دیئے۔ نماز ظہر کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ کو بیعت کر لیجئے۔ آپ نے پھر فرمایا کہ کل دیکھا جائیگا۔ غرض دوسرے روز تک لطائف کے تمام اسباق مجھے خود بخود حفظ ہو گئے۔ میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مجھے تمام سبق زبانی یاد ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے سناؤ۔ میں نے سب بتلا دیئے پھر آپ نے مجھے دوسرے روز ظہر کی نماز کے بعد بیعت فرما لیا۔ اُس وقت اپنی دستار مبارک اُتار کر میرے سر پر رکھ دی۔ اور فرمایا کہ جاؤ ہم نے تمہیں چاروں خاندان کی اجازت دے دی۔ اور فرمایا کہ صبح ہی اپنے گھر چلے جانا۔ آپ نے دستار کے علاوہ ایک جوڑا جوتا ایک چادر اور ایک کرتہ بھی مرحمت فرمایا۔ اور کہا کہ جلدی جاؤ۔ تمہارا باپ بہت ضعیف ہو گیا ہے اور ماں اندھی ہو گئی ہے۔ جب حضور نے والدین کا ذکر فرمایا۔ مجھے بھی خیال ہوا۔ کہ بیشک سچ ہے۔ بس میں دوسرے روز

Marfat.com
Marfat.com

صبح کی نماز پڑھ کر حضرت سے رخصت ہوا، جب چلنے لگا تو حضور نے مجھے پانچ روپیہ زادِ راہ عنایت فرمائے، اور میرے وجود کی جذب و ذکر سے یہ حالت ہو گئی۔ کہ میں اُسی دُھن میں صبح سے چل کر شام تک امرتسر پہنچا۔ وہاں ایک مسجد میں قیام کیا۔ احمد شاہ شاہ نامی ایک کشمیری سید کا لڑکا میرے پاس آیا، اور مجھے دیکھ کر کہنے لگا۔ کہ مجھے بیعت کر لیجئے۔ میں نے اُس کو بیعت کر لیا۔ اُس کی بھی میری سی حالت ہو گئی۔ اور وُہ نماز عشاء پڑھ کر فوت ہو گیا۔ میں وہاں سے صبح کی نماز پڑھ کر پسرور اپنے وطن پہنچ گیا مگر مجھے کچھ تھکان محسوس نہ ہوئی۔ سیدھا گھر کے دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا اور تھوڑی دیر تک کچھ نہ بولا۔ کہ میرے آنے سے کہیں متعلقین کو شادیٔ مرگ نہ ہو جائے۔ میں نے اپنے والد کو آواز دی۔ لیکن اُنہوں نے میری آواز نہ پہچانی۔ اور پوچھا کہ کون ہے۔ میں نے اپنے ہاتھ اُن کے پیروں پر رکھ دیئے۔ اور عرض کیا کہ میں ہوں آپ کا نالائق بیٹا۔ یہ سُنکر والد صاحب چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ اندر سے والدہ بھی بھائیں آئیں کہ میرا بچہ بخیریت شاہ آگیا۔ یہ کہہ کر مجھے سینے سے لگایا اپنی تمام مصیبتیں شروع سے آخیر تک بیان کیں۔ تمام شب اسی طرح گذر گئی۔ اور کسی رشتہ دار سے نہ مل سکا۔ آخیر رات میں خیال ہوا کہ یہ تیرے ماں باپ ہیں ان کا حق بھی تو تجھ پر ہے۔ صبح اُٹھ کر میں نے اپنی بیعت وغیرہ کی کیفیت [illegible] والد نے دو نفل شکرانہ ادا کئے۔ اور کہا کہ بیٹا مجھے بھی [illegible] میں نے چل۔ لہٰذا میں والد کو ہمراہ لیکر [illegible] مغرب اُن کو بھی آپ سے بیعت کرایا۔ اور اجازت فاتحہ کے لئے توجہ دی۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ اللہ تعالیٰ نے وہ دولت عنایت فرمائی کہ

Marfat.com
Marfat.com

جو کبھی نہ ٹلی تھی۔ خواجہ صاحب کی والدہ ماجدہ اور میری بھی والدہ محترمہ آپس میں ملیں۔ اور تمام قصہ سنایا۔ میری والدہ نے خواجہ صاحب کا بہت کچھ شکریہ ادا کیا۔ کہ آپ نے ہمیں مالا مال کر دیا۔ اور یہ بھی عرض کیا کہ یا حضرت اگر آپ کی عنایت ہو جائے تو پھر ان آنکھوں سے اپنے بیٹے کی شکل دیکھ لوں۔ مائی صاحبہ نے بھی سفارش فرمائی۔ کہ ان کی آنکھوں سے نور جاتا رہا تم دعا کرو کہ یہ اچھی ہو جاویں پس آپ نے دعا فرمائی۔ اور اس کی آنکھوں میں اپنی زبان کو پھیرا فضل الٰہی سے اس کی آنکھیں اسی وقت بینا ہو گئیں۔

ناظرین کرام! آپ کے حالات و کمالات یوں تو بیشمار ہیں۔ لیکن فراہم نہیں کئے جا سکے۔ بموجب ارشاد حضرت مرشد ناروی فداہ بہت سے اصحاب نے اس کام کو انجام دینے کیلئے قلم اٹھایا مگر سب پانچ دس صفحہ تک خامہ فرسائی کر کے رہ گئے۔ کمال حالات لکھنے کیلئے کسی کو جرات نہ ہوئی۔

آخیر حضرت مرشد ناروی فداہ نے اس غلام ناکام کو حکم دیا۔ کہ اس خدمت کو تم انجام دو۔ لہٰذا اس خاکسار نے کوٹے عبدالخالق میں مستقل پانچ ماہ قیام کر کے اس ذخیرہ کو حضور کی ذہانت و تصرف روحانی سے جمع کیا۔ لیکن پھر بھی جس قدر آپکے حالات و کمالات درج ہونے چاہیں تھے۔ وہ نہ ہو سکے۔ لیکن اگر حضور نے اس کو بھی قبول فرما لیا۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ میری محنت [illegible]

اب میں بعد حالات و کرامات آپکی وفات حسرت آیات کا احوال درج کرتا ہوں۔

Marfat.com
Marfat.com

ذکر وفات شریف قطب عالم شمس العارفین رح

ما طفل کم سواد و سبق قصہ ہائے دوست + صد بار خواندہ ایم و دگر سر گرفتہ ایم

اے عندلیب طبع ناطاقت تک تو نے اس گل چمنستان قطبیت کی مدح سرائی میں بہت کچھ نغمہ سرائی کی۔ اب ذرا دل تھام کر اس محبوب دل آرا کے درد مفارقت میں غم نوائی کر۔ آہ یہ عالم ناپائیدار بھی کیسا بے ثبات و ناآشنا ہے کہ کبھی اہل دل باکمال کو بھی اس وحشت انگیز و تحیر خیز عالم میں قرار و سکون نہیں کیسے کیسے نامی و گرامی لوگوں کو اس بے وفا شعار عجلت پسند نے پیغام انفصال سنا کر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جدا کر دیا ہے

کسی شاندار کو اس جا پہ نہ تھمتے دیکھا کسی [illegible] رنگ [illegible] دیکھا

لیکن زیادہ تر افسوس اُن مقدس ہستیوں کی وفات حسرت آیات پر ہے جو اپنے سرمایہ مستحصات الحیات بالغنی کو [illegible] کمسن بچوں کی تحویل میں [illegible] فرما کر ہمیشہ کیلئے پیغام مفارقت سناتے ہوئے پردہ فرما گئے [illegible] رہنمایان راہ حق و حصول فیضان معارف و تشنگان زلال کی منابع [illegible] کو [illegible] والد [illegible] ہوتے سایہ دیوار کی طرح سرگرداں [illegible] چھوڑا [illegible] گردوں کب تک تیری نوحہ خوانی ہیں [illegible] ردر و صبر کریں ؎

تیری یہ پیر فلک ہائے ستم گری + [illegible]

نوحہ بے ثباتی عالم

کیلئے رونا جہاں فانی کا | [illegible] زندگانی کا

Marfat.com
Marfat.com

کون ارماں اس سے لے نہ گیا
کون جی جہان اس پہ دے نہ گیا

رہی ہر ایک کو آرزو اس کی
دل کو بھاتی ہے ہر ادا اس کی

کوئی دے اس پہ دل وہ نادان ہے
دوست بن کر یہ دشمنِ جان ہے

کس سے کی موافقت اس نے
کس سے کی ہے موالفت اس نے

اس کے چھل بھل ہزاروں لاکھوں ڈھنگ
اک گھڑی میں بدلتا ہے سو رنگ

کس کا غم خوار و آشنا ہے یہ
کس کا مونس و دل ربا ہے یہ

دیکھئے جس طرف اُٹھا کے نظر
ہے اس کے ہر ایک اس کی دور میں مضطر

اس کو ہر ایک سے کج ادائی ہے
ہر گھڑی دور بیوفائی ہے

آہ جو کل تھے صاحبِ ذی شان
آج ان کا نہیں ہے نام و نشان

جن کا مشہور تھا جہاں میں کمال
آج زیرِ زمین ہیں وہ پامال

یاران طریقت آج اس قلم افسردہ رقم سے میں اُس عالی تبار مہتاب عالم تاب محب ذاتِ لم یزل کا درد و مفارقت کس تاب و مجال و عبرت و منال سے صفحۂ قرطاس تحریر میں لاؤں۔ کیا کہوں، کیا سناؤں۔ آپ کا واقعہ وفات حسرت آیات ظاہرہ صورتوں اور کیفیتوں کے ساتھ ایک وحشت خیز اور حیرت انگیز ہے مگر حقیقتاً صاف اور صحیح معنوں میں لفظِ وصال کا شاہد ہے۔ حالات و ارشادات اور مناقب آنحضرت تقدس مآب قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ تر ایک مسرت و اطمینان سے قلمبند کئے۔ اور ذکر خلفائے راشدین تک یہ نہج شائستہ و طریق بائستہ مضامین خوش آئین زیبِ قرطاس کئے مگر حسب سلسلہ ذکر جب حالات وفات شریف کے ضمن تحریر میں لانے کا ارادہ کیا۔ تو قلم ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ سامان دقت افسردگی و بیتری کی حالت میں ہوا۔ دل مشتاق جو خوگر غزل خواں دوست تھا۔ ایک دم پھوٹ کر رویا۔ چشم خیرہ عالم تیرہ ہو کر

Marfat.com
Marfat.com

پریشاں نرگس حیران کی طرح تکنے لگی۔ اپنی زندگی بھی موت کی صورت میں نظر آنے لگی سرمایہ انبساط و حصول سرور و فرحت پہ ایک وبال آیا۔ اپنی بے کسی و ناصبوری جو پہلے ہی سے قدرتی طور پر ہر لحظہ دامن گیر تھی۔ اس واقعہ جگر اندوز کی خامہ فرسائی کے لئے اور بھی غم و الم کی چٹکیاں لینے لگی ؎

کہاں سے لاؤں تاب سخن زباں کیلئے — اک اُف بھی کر رہے دشوار نیم جاں کیلئے
تقاضہ ضبط محبت کا ہے فغاں کیلئے — کہے نہ درد میں بنی ہوئی فغاں کیلئے
نہیں خبر مجھے کیا درد میں صدا نکلے — کہوں کچھ اور ہی دل سے زباں سے کیا نکلے
اے شہنشاہ بلند اختر خدا را ہمتے — تا بوسم ہمچوں گردوں خاک ایوان شما!

یاران نسبت حضرت خواجہ خواجگان قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ نے جب اس عالم ناپائیدار کی نمود بے سود سے رُخ بدلا۔ تو قبل از وصال ایک عرصہ پہلے ہی آپ اپنے طالبان و یاران طریقت و احباب اللہ والوں سے رموز و نکات میں عبرت انگیز سبق و پند نصائح اظہار فرماتے جس کے سماع سے ذی خیال اہل محبت محسوس کر لیتے کہ یہ طرز اظہار، ملفوظات تو کچھ اور ہی صورت ظہور میں لانے کو ہے کبھی اپنے کمسن معصوم بچوں کے خیالات و رجحان طبیعت پر بہ عین شفقت و پیار ایسی باتیں زبان مبارک سے سناتے تھے کہ مبادا ان رغبت و محبت میں مزید غلبہ طلب و اشتیاق دیدار نہ ہو گا گاہے گاہ اپنی والدہ ماجدہ محترمہ کی خدمت میں تشریف لیجا کو گھنٹوں [illegible] جوئی فرماتے۔ حضرت خواجہ شمس الکونین قبلہ عبدالخالق [illegible] کے فرزند ارجمند تھے۔ نہایت لطف و کرم [illegible] اور محبت مبارک آپ کے سر پر پھیرتے۔ حضرت [illegible] صاحب ابھی بچہ ہی تھے مگر مائی صاحبہ جو اپنے اکلوتے چہیتے بیٹے کی پرورش و نشو و نما [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

میں ہر دم ہر لحظہ متوجہ و مصروف رہتی تھی۔ آپ کے اس نئے طرز و طریق کو دیکھ کر نہایت متعجب ہوتیں۔ لیکن ضبط کر کے خاموشی کے ساتھ درگاہ۔ رب العزت میں دست بہ دعا ہوتیں۔ کبھی آپ باہر تشریف لے جاتے تو ہراساں ہو جاتیں۔

اتفاقاً ایک روز بارش بڑے زور سے ہونے لگی۔ رات اندھیری تھی آپ بمعہ اپنے خلیفہ رنگ علی شاہ بلاقی شاہ رحمتہ اللہ علیہم کے حجرہ شریف میں بیٹھے کہ ذکر حق میں مشغول فرمانے لگے جب اچانک بجلی چمکی تو باہر چند صورتیں نظر پڑیں جو درحقیقت انسانی صورت میں آسمانی فرشتے تھے۔ آپ نے خلیفہ بلاقی شاہ صاحب سے فرمایا کہ دیکھنا باہر کون ہے حسب الارشاد جب خلیفہ بلاقی شاہ صاحب باہر نکلے تو حجرہ کی چھت گر پڑی جس میں دونوں متبرک و مقدس ہستیاں یعنی خلیفہ رنگ علی شاہ صاحب و حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ ذکر و شغل تھیں۔ اس صدمہ سے ان کی روح مطہرہ اس قفس عنصری کو چھوڑ کر پرواز کر گئی۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

یہ آواز سنکر ادھر ادھر سے آدمی دوڑے۔ دیکھا کہ حجرہ کا ڈھیر ہوا پڑا ہے خلیفہ بلاقی شاہ صاحب حیران و پریشان بے تاب و مضطرب ہو کر ادھر ادھر دوڑنے لگے جب اور لوگ آئے۔ تو مٹی وغیرہ ہٹا کر دونوں کی نعشوں کو باہر نکالا۔ اس واقعہ جانکاہ سے ایک کہرام مچ گیا۔ چاروں طرف نالہ و بکا ہو رہا تھا۔ کوئی کہتا کہ ہائے افسوس ایسے آقائے نامدار کا دنیا سے اٹھ جانا ہماری بدقسمتی ہے کسی کی زبان پر تھا کہ آپ کے چشمہ فیضان سے کس قدر خلقت مستفیض ہوتی تھی کوئی درس ہدایت آثار سے مایوس المرد نہ جاتا تھا۔ دن رات ہر دم و ہر لحظہ ذکر و ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلس گرم رہتی تھی ہزار ہا لسان لاہ

Marfat.com
Marfat.com

خدا تعالےٰ دست بیعت ہو کر جاتے تھے ۔ ایک سیر و بہار عرفان کا عالم تھا ۔ اچانک گردش فلک نے ایک ہی چکر میں سب بہارستان وقفِ خزاں کر دیا۔ اُدھر جناب کی پُر درد صدائیں سُن سُن کر سامعین کے دل و جان سنسناتے تھے۔ اور بار بار یہی شعر زبان پر لاتے تھے ۔ ؎

حیف در چشمِ زدن صحبتِ یار آخر شد　　روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد

یاران طریقت و خلفائے راشدین کا آپکی اس دوری زمانے کی حالت پر یہ عالم تھا کہ نالاں و گریاں مثل ماہی بے آب و مانند مرغ نیم بسمل خاک پر لوٹتے پھرتے تھے ۔

حضرت والدہ معظمہ آنحضرت قبلہ عالمؒ کی حالت کا کیا اظہار کروں ۔ دل گھبراتا ہے ۔ اور قلم تھراتا ہے کبھی اپنے نورِ نظر نونہال کیطرف دیکھکر زار زار روتیں ۔ اور کبھی دم بخود ہو کر خاموش ہو جاتیں ۔ آپ کے اس دردِ مفارقت سے متاثر ہو کر بیک زبان کہہ رہے تھے ۔

کیا ستم ڈھایا غضب ٹوٹا قیامت آگئی　　اُٹھتے جاتے ہیں جہاں سے سب اہلِ کمال
کب تلک روئیں تجھے اے گردشِ دوں　　کر دیا تو نے ہزاروں نامیوں کو پائمال
دو دلوں کو ایک جا رہنے نہیں دیتا کبھی　　کیا پسند آئی تجھے یہ تفرقہ سازی کی چال
مرنے والوں کی خبر سُن سُن کے روتا ہے جگر　　ہو گیا دشوار جان یہ روز کا حزن و ملال
آہ قبلہ قطب عالم خواجۂ کل خواجگان　　شانِ محمدی کے مظہر
شمس عرفانی معین دین و ملت با وفا　　صوفی و کامل
جن کے اخلاق و کرامت کی تھی ایک عالم میں دھوم　　تھے زمانہ میں جو یکتا صاحبِ جود و نوال
نازکش جنکی غلامی میں تھا ہر اہلِ طلب　　کامیاب جن کی سلامی میں تھا ہر اہلِ کمال
طرح انداز سعادت جن کا تھا فیضِ قدم　　خالی جاتا تھا نہ جن کے در سے ہر اہلِ سوال

Marfat.com
Marfat.com

آج دُنیا سے آپ جہاں سے چلدیئے مُنہ موڑ کر | چھوڑ کر اکثر دلوں میں اپنی صورت کا خیال
اب کسکو جا کے ہم کہاں جائیں پکاریں کس کو کیا | کون ہے جسکو سُنائیں اپنے دردِ دل کا حال
اب کہاں وُہ لطف وُہ راز و رموزِ معرفت | وُہ سلوکِ جذبۂ دل وُہ نظر وہ حال وقال
کس کے شوقِ دید میں خوشیاں منائیگا یہ دل | کیوں نظر آتی نہیں ظاہر میں یہ صورت بے مثال
ہائے قسمت اب کہاں وُہ مجلسِ رازونیاز | وائے حسرت اب کہاں وُہ رویتِ شانِ جمال
کون آئیگا نظر دنیا میں اب ایسا ہمیں | مونسِ غمخوار و ہمدرد و رفیقِ خوش خصال
ہر طرف ہر شے پہ ہے افسردگی چھائی ہوئی | بیکس و معصوم بچے جن کے غم سے ہیں نڈھال
کیا ہی دردانگیز ہے صدمہ وصالِ پاک کا | جز الم ناطق کو اظہارِ سخن ہے اب محال

الغرض ہر ایک طبیعت پر آپ کا ایسا غم تھا۔ کہ سب کے چہروں سے پژمردگی اور حیرت ٹپکتی تھی۔ قریب و جوار سے کئی ہزار عقیدتمندان جمع ہو گئے۔ اور تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گئے۔ اور عجب شان و شوکت کے ساتھ آپکو سپُردِ خاک کیا گیا۔ مزار پاک آپ کا کوٹھی عبدالخالق میں یتیم خانہ خالقیہ کے ہائی سکول کی پشت پر ہے۔ جو نقشہ منسلکہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔

ناظرین فوتیدگی انسان سے کیا مراد ہے۔ ایک مقام سے دوسرے مقام پر بدل کر جانیکا نام ہے۔ جو شے اپنی اصل سے جُدا ہوتی ہے۔ بالآخر بعد ت العمر موعودہ کے بعد پھر اپنی اصل کیطرف رجوع کرتی ہے چنانچہ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ہر کسے کو دور ماند از اصلِ خویش
باز جوید روزگارِ وصلِ خویش

بقول اِنَّ اللّٰہِ وَاِلَی اللّٰہِ تُرجَعُ الامور۔ نیز بموجب حدیث شریف کُلُّ شَیءٍ یَرجِعُ اِلٰی اَصلِہٖ۔ ہر چیز اپنے اصل سے واصل ہوتی ہے جو صاحبین اہلِ مرتبت وفات پاتے ہیں اوّل تو عالمِ حیات میں ہی مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا۔ کے مصداق موت اختیاری

Marfat.com
Marfat.com

کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اور پردہ فرمانے کے بعد اصل الاصل تک پہنچ کر واصلِ حق ہو جاتے ہیں۔ اچھے وہی لوگ ہیں۔ جو اپنے اختیار سے حالت زندگانی میں اس نفس کو مار کر صورت باطنی ہی میں مر جاتے ہیں۔ اور ذاتِ حق میں محو ہو جاتے ہیں۔ ایسے اشخاص کی وفات ہی لفظِ وصال کے مترادف ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

جان بجاناں وگرنہ از تو بستاند اجل خود تو منصف باش ایں این نکو یا آں نکو

حُبُّ الوطن من الایمان۔ اسی وطن باطنی کا نام ہے۔ یعنی وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ کامل ایمان والے اپنی موت اختیاری موت اضطراری سے پہلے حاصل فرما لیتے ہیں۔ اور موتِ اختیاری سے انکو حیاتِ ابدی و حقیقی سے حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے کلمۃ اللہ کیلئے جو اپنی جانیں نثار کر دیتے ہیں۔ وہ [illegible] شمار ہوتے ہیں۔ اور انکو شہید کہتے ہیں۔ انِ لوگوں کی موت صوری و معنوی موت ہے اور موت صوری میں وہ نقلِ مکانی کر کے قربِ حق میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور بدول موت کے لقائے باری تعالیٰ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ کما قال سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَلموتُ اَشدُّ قبلَہٗ اَمرانَہٗ مَا بَعدُہٗ الی قولہٖ لایموتُ ابدًا بعدَہٗ بل اَنتقلَ المومنُ من دارٍ الی دارٍ فی جوارِ الحق الخ ؎

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

بقولہٖ تعالیٰ :۔ کُلُّ نفسٍ ذائقۃُ الموت، سے [illegible] فنا ہوتی ہے۔ وہ حیاتِ حقیقت و معرفت میں ہمیشہ زندہ ہیں۔ موت صوری سے انِ کی کوئی مماثلت نہیں بدلتی۔ اور انکی نعش کو بھی زمین نہیں کھاتی اور مرنے کے بعد بھی انِ کے معجزے اور کرامات جاری رہتی ہیں۔ اور اپنی کرامات سے بھی

Marfat.com
Marfat.com

معزول نہیں ہوتے ؎

مشو ہمرگ زاہد و اہلِ دل نومید کہ خواب مردم آگاہ عین بیداریست

اللہ تبارک تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ :۔ یعنے شہدا کو مُردہ مت کہو اور یہ نہ گمان کرو کہ وُہ مرگئے ہیں۔ بلکہ وُہ زندہ ہیں۔ اپنے رَبّ کے نزدیک۔ دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَھُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاھُمْ وَمَمَاتُھُمْ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ۔ یعنی کیا گمان رکھتے ہیں وُہ لوگ جنہوں نے کیں بُرائیاں کہ کر دیں گے، انکو برابر اُن کے جو ایمان لائے۔ اور کئے نیک عمل برابر ہے اِن کا جینا اور مرنا کیونکہ وہ کامل ایمان والے ہیں۔ نیز تفسیر میں آیا ہے محی المومنین وممات المومنین سواء لسیدالنبیؐ۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جامع البرکات میں لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر احوال و امتیان مطلع اند و بر مقربان و خاصانِ خود ممد و مفیض و حاضر و ناظر۔ صحیح بخاری شریف میں حضور رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ شہید پانچ قسم کے ہیں۔ طاعون، ہیضہ کے مرض میں مبتلا ہو کر مرجائے یا پانی میں ڈوب کر، چھت یا دیوار سے دب کر، اور جہاد میں جان جانیسے درجہ شہادت حاصل کرلیتا ہے۔

آپ حجرے کے اندر بمعہ خلفاء مراقبہ و یادِ الٰہی میں مصروف تھے، پس ایسے ہی خاصانِ خدا کا وصال اپنے اصلی رُوحانی معمول میں مظہر البیان ہے

آپ کا مادہ تاریخ وصال ہجری یہ ہے۔

قطب عالم پناہ ۔ شمس العارفین ۔ محبوبِ ربی = یعنی ۱۲۷۳ھ ہجری اور

۳۱۰ ۸۴۲ ۱۲۰

مادہ تاریخ سن عیسوی یہ ہے :۔

Marfat.com
Marfat.com

آفتاب طریقت والحقیقت ۔ ۱۸۵۸ء آپ کے بعد حضرت قبلہ دارین شمس الکونین
۵۸ ۱۸
خواجہ عالم مرشد عبدالخالق صاحب مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے ۔ آپ سات
سال کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے ۔ سائیں توکل شاہ صاحب خلیفہ آنحضرت
قدس سرہٗ نے آپ کی پرورش و تربیت اور خدمت اخوت میں بڑی
شفقت و محبت سے اپنے آپ کو متصرف فرمایا ۔ اس یتیمی کے عالم
میں آپ نے جسقدر مصائب و تکالیف اعداء قریب سے برداشت کیں وہ
ایک طویل البیان ہیں ۔ مفصل طریقہ پر آپ کی سوانح عمری میں درج
کئے جائینگے ، آپ نے حضرت تاج السالکین و لعارفین حاجی محمود صاحب
جالندہری رح سے حسب لبشارت خواجہ صاحب رح بیعت ، و ارادت حاصل کی
مگر پہلے اپنے قبلہ والد بزرگوار حضرت قطب الاقطاب شمس العارفین خواجہ
صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے بتوسل مزار مبارک مستفیض ہو چکے تھے اور
خدمتِ نیابتی کو کہ چند پشتوں سے شاملِ حال پسماندگان چلی آرہی ہے اپنے
مشاغل و مشارب میں مقدم رکھا ۔ چنانچہ آخر دم تک اس خدمت کو نہایت
سپردی و سعی بلیغ کے ساتھ نبھایا ۔ اس خدمت نیابتی کے باعث اور
بھی ترقیات کی صوری و معنوی حاصل ہوئیں ۔ اور جسقدر فیضان معارف و
حقائق آپ کو سرچشمہ عرفان رسالت مصطفوی سے حاصل ہوئے
کا بھی مفصل ذکر دوسری کتاب میں کیا جائیگا ۔ آپ کے
نہایت حیرت خیز ہیں ۔ صدمات یتیمی و بے کسی
طبع مبارک کو بڑی بڑی الجھنوں میں ڈالا
خیالات کے اثرات پہ ابتدائی حالت میں ہی اپنے آپ کو

Marfat.com
Marfat.com

باب ششم - در ذکر خلفائے راشدین حضرت خواجہ صاحبؒ

لمعہ شانزدہم - در ذکر خلیفہ اوّل امام بخش صاحبؒ راہونی

آپ بڑے عابد و زاہد اور کامل انسان تھے۔ شب و روز یادِ خدا اور عبادت و بندگی ہی میں گذارتے تھے۔ نیچہ بندی کیا کرتے تھے۔ جس سے آپکی گذر اوقات کا سلسلہ قائم تھا۔

حضرت شمس العارفین خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بہت تعریف فرمایا کرتے تھے، کہ امام بخش دین و دنیا میں میرا نام روشن کرنیوالا ہوگا۔

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے بعیت ہونے اور دستارِ خلافت حاصل کرنے کے حالات اس طرح بیان کئے جاتے ہیں۔

کہ جب گورنمنٹ برطانیہ صوبہ پنجاب پر اچھی طرح مسلّط ہوگئی۔ اور بابر اور شاہ شجاع نے علاقہ کابل پر یورش کی۔ تو اس جنگ میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ بھی گورنمنٹ برطانیہ کیطرف سے شریک ہوئے تھے۔ اور بہت کچھ کارنمایاں دکھلائے تھے۔

بہت عرصہ یہ جنگ جاری رہنے کے بعد ختم ہوئی تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کے صلہ میں بہت کچھ سندیں اور چٹھیاں

Marfat.com
Marfat.com

گورنمنٹ عالیہ سے عطا ہوئیں۔ خواجہ صاحب نے اپنی چھپیاتہ گورنمنٹ پنجاب
کو دکھلائیں۔ اسپیر گورنمنٹ نے آپکو صوبیدار مقرر کر دیا۔ کچھ انہیں کیفیات
کے ذریعہ آپ ملٹری سے تبدیل ہو کر پولیس میں بعہدہ تھانیداری چلے گئے تھے
اور اوّل قصبہ راہوں کے تھانہ میں آپ تعینات ہوئے۔ ان دنوں آپکا عالم
شباب تھا۔ خلیفہ عالیہ نقشبندیہ کے صاحب مجاز تھے۔ نور و حدت آپ پر مسلط تھا
ہر دم و لحظہ آپکی طبیعت کا کچھ اور ہی رجحان تھا۔ قلبی جوش اور روحانی محبت کی
یہ کیفیت تھی۔ کہ ساعت ساعت میں جذب و حال وارد ہوتا تھا۔ انہی دنوں میں
نے عرض کیا تھا۔ کہ حضرت مجھے اپنے سلسلہ عالیہ میں داخل فرمالیجئے۔ موت کا کچھ بھروسہ نہیں
جانے کس وقت آجائے عمر یوں ہی ضایع ہوتی جارہی ہے۔ آپ کی ذات کیمیا سے مجھے
اُمید ہے کہ یہیں سے کچھ ملیگا۔ اسلئے خدمت میں یہ آرزو لایا ہوں۔ کہ دست
مبارک پر بیعت ہو کر آپ کا غلام کہلاؤں۔ اور راہ ہدایت پر آجاؤں۔ آپ نے
فرمایا کہ امام بخش میں پولیس میں تھانیداری کے عہدے پر ہوں۔ اول تو یہ عہدہ ایسا
ہے جس میں کسی عہدہ دار کا ثابت قدم رہنا دشوار ہے۔ دوسرے تھانیدار تو
ایسے ہی ہوتے ہیں کہ بغیر رشوت ستانی و دروغ گوئی کے ان کا کوئی کام نہ
میں بیعت کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ اور کسی جگہ جاؤ۔ مگر میں نے
ارادہ کر کے یہی دل میں عہد کر لیا۔ اگر بیعت ہوا تو آپ سے
میں مدت تک خواجہ صاحب کی خدمت میں التجا کرتے رہے
آپ کو بیعت فرما کر سلسلہ میں داخل فرمالیا۔
سُنا ہے کہ سلسلہ میں داخل ہونیکے بعد ایک سال تک حاضر خدمت
رہی اور اس حالت میں مقام فنا فی الشیخ طے کر چکے۔ خواجہ صاحب
خواجہ صاحب اور آپکی صورت میں ذرا بھی فرق معلوم نہ ہوتا تھا۔ بعد ایک

Marfat.com
Marfat.com

جناب خواجہ صاحب کی خدمت میں گریاں و نالاں حاضر ہو کر عارض ہوئے۔ کہ حضرت ہمارا تو یہی لڑکا تھا۔ اسی کو آپ نے فقیر بنا دیا۔ اب ہمیں کون کمائی کھلائیگا۔ اب ہماری زندگی کس طرح بسر ہوگی۔ آپ نے اُنکو تسلی و اطمینان دلایا۔ ابھی اس کو اسی جگہ رہنے دو۔ یہ بڑا اچھا فقیر ہوگا۔ مگر خلیفہ صاحب کے والدین غلبہ محبت میں اسی طرح روتے رہے۔ آخر خواجہ صاحب نے جوش نسبت کو سلب فرما کر خلیفہ صاحب کو تھوڑا سا ہوش دلایا۔ اسی وقت والدین انکو گھر لے گئے۔ خلیفہ صاحب گھر پہنچکر کاروبار متعلقہ کرتے رہے۔ مگر آپ کا یہ معمول ضرور تھا۔ کہ حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں روزانہ حاضر ہوتے تھے۔ اس شہرت پر اور بھی شائقین طریقت خلیفہ صاحب کے ساتھ حاضر خدمت ہونے لگے۔ خلیفہ صاحب کا تو تمام کنبہ ہی داخل سلسلہ ہوگیا اور بھی بہت سے اشخاص حضور سے بیعت ہوئے۔

آپ اکثر ساکت رہا کرتے تھے۔ کم سخن تھے۔ اگر کوئی فقرہ یا جملہ زبان مبارک سے اظہار فرماتے۔ وہ ذکر الٰہی میں ہی صرف ہوتا۔ یا اسلام و محبت رسول کا ذکر ہوتا۔ آپ اپنی عمر میں کبھی کھل کھلا کر نہیں ہنستے۔ کبھی ایسا موقعہ پیش آتا تو تبسم فرماتے۔ مگر تبسم کے وقت چہرہ انور سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا کہ پھول جھڑتے ہیں۔ ایسے ہی آپ صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ رات دن عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ ذکر اسم ذات میں اسقدر محو تھے کہ ہر رگ و ریشہ سے آواز اسم اللہ کی آتی تھی۔ پاس بیٹھنے والوں کو قلب کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اوقات (بسری) کے لئے آپ نے نیچہ بندی کا کام لے رکھا تھا۔ نیچہ باندھنے کی اجرت جتنی ہوتی اسی پر اکتفا فرماتے۔ کام کرتے وقت بھی ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ اگر دوست احباب آجاتے تو عشق خدا اور رسول کی ہی باتیں کرتے قصبہ راہوں میں بہت سے لوگ آپکے معتقد تھے۔ اکثر آپکے دیدار کے مشتاق رہتے

Marfat.com
Marfat.com

چونکہ آپ حضرت خواجہ صاحب کے ہم شباہ تھے۔ اس لئے خلفت کو اور بھی زیادہ اُنس تھا۔ ذکر و اذکار سے فارغ ہو کر صبح ۹ بجے آپ باہر تشریف لایا کرتے تھے ایک روز آپ دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے۔ سامنے سے دو ہندو عورتیں نالاب سے نہا کر آ رہی تھیں۔ آپ نے دیکھکر زور سے اللہ کی ضرب لگائی۔ اس آواز سے اُن پر ایسا اثر ہوا۔ کہ وہ اللہ اللہ بیخود ہو کر گرنے لگیں۔ اور ذکر کرتے کرتے بیہوش ہو گئیں۔ آپ اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ اور وہ اسی طرح شاغل و ذکر رہیں۔ تین چار روز تک اِن کی یہی کیفیت رہی۔ جب اِن کے وارثوں کو اطلاع ہوئی وہ اُنکو اپنے گھر اُٹھا کر لے گئے۔ لیکن اُنکی حالت بدستور رہی۔ اسی طرح ذکر کرتی رہیں۔ مجذوبانہ حالت ہو گئی۔ آخر اُن دونوں عورتوں کے خاوند خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ نے ہماری عورتوں پر کچھ کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم بھی کرنے لگ جاؤ۔ آپ کا یہ کہنا تھا کہ وہ دونوں شخص بھی اسی طرح ذکرِ اسم ذات کرنے لگے،

کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی تمام عمر اسی شغل و محبت میں بسر کر دی۔ کمالات میں آپکو کشف بھی حاصل تھا۔ ایک روز ایک شخص راجپوت قوم سے آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ خلیفہ صاحب آپ ذرا میری مائی صاحبہ کی قبر پر چلو۔ دیکھئے کہ اس کا کیا حال ہے۔ آپ اس کے ساتھ تشریف لیگئے۔ چند منٹ قبر پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا۔ کہ راندۂ درگاہ! تو ہماری آزمائش کیوں کرتا رنڈی کی قبر ہے۔ کیا تیری ماں کنجی تھی۔ یہ تو دوزخ [illegible] اور بہت ناراض ہے۔

وہ شخص فی الحقیقت آپکی آزمائش کرنیکے لئے آیا تھا۔ لہذا آپکا یہ فرمانا اثر ہوا کہ وہ اُسی وقت سے پاگل ہو گیا۔ وارثوں نے آکر التجا کی آپ نے فرمایا کہ فقیروں کی

Marfat.com
Marfat.com

بُرائی کرنی اچھی نہیں۔ اب وہ ٹھیک نہیں ہوسکتا۔

نقل کرتے ہیں۔ کہ خلیفہ صاحب بڑے متشرع اور متقی عابد و زاہد تھے تھے۔ اور عبادت اس محویت و رغبت کیساتھ کیا کرتے تھے۔ کہ کوئی غیر خیال دل میں جاگزیں نہ ہوتا تھا۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ حسب عادت عبادت میں مشغول تھے۔ صبح کا وقت تھا۔ ایک شخص مسمی سمان قوم جاٹ سکنہ سلیم پور ضلع جالندھر آپ کے پاس آیا اور یہ ارادہ لیکر آیا۔ کہ ان کے کپڑے اور سامان وغیرہ چھین لوں۔ قریب آکر آپکو مارنے کیلئے لاٹھی اٹھائی۔ جب لاٹھی سر سے اوپر گئی۔ دونوں ہاتھ وہیں رک گئے اور تمام سن ہوگیا۔ زبان بھی بولنے سے رہ گئی۔ پتھر کی تصویر بنکر محو حیرت ہوگیا۔ جب خلیفہ صاحب عبادت سے فارغ ہوئے۔ تو پیچھے پھر کر دیکھا۔ کہ ایک شخص متحیر صورت میں کھڑا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے کیوں کھڑا ہے وہ چونکہ بے حس و حرکت تھا۔ کچھ نہ بول سکا۔ آپ نے اللہ تعالےٰ سے دعا مانگی۔ کہ یا اللہ اگر اس نے میرا کوئی قصور کیا ہے۔ تو اسے معاف کر دیجئے۔ اور اسکی حالت بہ مثل سابق بدل دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا قبول فرمالی۔ وہ شخص ویسا ہی ہوگیا۔ پھر آپ نے دریافت کیا۔ کہ یہ تیری حالت کیوں ہوئی۔ اس نے پہلے کیفیت بیان کی۔ پھر آپ کے قدموں پر سر رکھکر رونے لگا اور اپنی خطا پر بہت نادم ہوا۔ آپ نے اسکی خطا معاف کر دی۔ پھر اس نے توبہ کی۔ اور آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوا۔

کرم الٰہی ساکن اچھی ہوڑہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز آپ دوپہر کیوقت سوئے ہوئے تھے۔ اور میں پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کی اسوقت عجب حالت تھی۔ ہر رگ و ریشہ خصوصاً سینہ سے اس طرح آواز آتی تھی۔ جسطرح کھانا پکتے وقت دیگ سے نکلتی ہے۔ اور سینہ مبارک میں اسطرح مسلسل مختلف الاطراف لغزش تھی

Marfat.com
Marfat.com

کہ مثل مرغ بسمل سینہ تڑپ رہا تھا۔ میں یہ کیفیت دیکھکر غور کر رہا تھا۔ کہ آپ کی آنکھ کھل گئی۔ میں نے کیفیت منظرہ آپ سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ اے فقیروں کی ایسی ہی حالت ہوتی ہے۔ مگر جس وقت میں سو رہا تھا۔ تو خواب میں حضور رسئول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے تھے۔ میں حضور کی زیارت سے مسرور و مدہوش تھا۔ تواردِ فیضان بیحد ہو رہا تھا۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مگر فقیروں کے وجود پہ غور نہیں کیا کرتے کہ مقام ادب ہے۔

عنایت علی شاہ ساکن ماچھی واڑہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز آپ ماچھی واڑہ میں تشریف لائے۔ اور میرے مکان پہ قیام پذیر ہوئے۔ ایک عورت آپ کا نام لیتی ہوئی آئی۔ اور عرض کرنے لگی۔ کہ یا حضرت میرے ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ عرصہ دس سال سے گم ہے۔ خدا کے لئے اسکی خبر کچھ بتائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا مائی صبح کو نماز کے وقت آجانا۔ یہ سنکر وہ چلی گئی۔ اور صبح حاضر خدمت ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ مائی تیرا لڑکا کراچی میں ہے وہ آٹھ روز کے بعد آجائیگا اُسکے آنے کی تیاری ہو رہی ہے۔

چنانچہ جب آٹھ روز گذر گئے وہ لڑکا گھر آگیا۔ دوسرے روز وہ عورت اس لڑکے کو لیکر موضع راہوں پہنچ گئی۔ اور آپ کے سلسلے میں بیعت کر لیا

نقل ہے کہ آپ کی بیوی نے کہا۔ کہ صبح اُٹھکر گائے کے واسطے دودھ لایا کرو۔ لہٰذا آپ صبح اُٹھکر گلاس لینے کیلئے چلے گئے میں دیر آگیا۔ ذکر مراقبہ وغیرہ قضا ہوگیا۔ آپ، تو، ا، گلاس لیکر واپس آگئے آپ نے فرمایا۔ کہ یہ بیوی میرے کاموں میں حاج ہوئے۔ خدا کرے یہ بیوی مرجائیں۔ آپ کا فرمانا تھا کہ گیارہ بجے کے قریب پہلے تو بھینس مرگئی۔ پھر گائے کا کام تمام

Marfat.com
Marfat.com

ہوگیا ۔ آپ کی بیوی بہت ناراض ہوئیں ۔ آپ نے فرمایا ۔ کبھی جیالاتی ہے ۔ خدا اور دیگا لیکن مجھے کبھی تنگ نہ کرنا ۔ میں کبھی گھاس نہ لاؤنگا ۔

خلیفہ قادر بخش صاحبؒ فرماتے ہیں ۔ کہ میں ایک مرتبہ خلیفہ صاحب کی دوکان پر بیٹھا ہوا تھا ۔ ایک شخص آپ کے پاس بیس عدد خربوزے لیکر آیا ۔ اور حضور کے نذر کئے تھوڑی دیر کے بعد بیس آدمی محلہ دا ذناں کے آپ سے ملنے کے لئے آئے ۔ آپ نے تواضعاً وہ خربوزے ہر ایک کو نظر کئے ۔ مگر میرے سمیت کل اکیس آدمی تھے ۔ جب سب کو تقسیم کر چکے تو ایک باقی رہ گیا ۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ لاؤ یہ خربوزے واپس کردو ۔ ہم دوبارہ تقسیم کرینگے ۔ اُن لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ایک تو آپ تقسیم کر چکے یہ ہم اپنا تبرک کیسے واپس کردیں ۔ میاں قادر بخش کو اور خربوزہ منگا دیجئے ۔ آپ نے فرمایا ۔ اسوقت تو بازار میں خربوزے نہیں ملینگے ، مناسب یہی ہے کہ ان ہی خربوزوں کو دوبارہ مساوی تقسیم کردیں ۔ سب سنکر کہنے لگے ۔ کہ حضرت اللہ تعالےٰ سے دعا کیجئے ۔ آپ تو خواجہ صاحب کے خلیفہ ہیں ۔ اللہ تعالےٰ اور خربوزے دیگا ۔ آپ نے اسی وقت آسمان کی جانب دیکھ کر عرض کیا ۔ کہ یا اللہ اسوقت میرے پیر بھائی آئے ہوئے ہیں ۔ یہ بیس خربوزے تو نے اپنی عنایت سے بھیجدیئے صرف دو کی اور ضرورت ہے ۔ میں اور قادر بخش صاحب اور باقی رہ گئے ہیں ۔ پروردگار دو خربوزے اور عنایت فرما دے ۔ آپ یہ دعا کر ہی رہے تھے ۔ کہ ایک شخص ہاتھ میں دو خربوزے لئے ہوئے آیا اور کہا کہ حضرت یہ آپکے لئے لایا ہوں ۔ یہ بہت میٹھے ہیں ۔ میں آپ کے لئے لایا ہوں قبول کیجئے ۔ آپ نے فرمایا کہ ترکیا لایا ہے ۔ یہ تو میرے مولا نے بھیجے ہیں ۔ یہ سنتے ہی وہ شخص نظروں سے غائب ہوگیا ۔ ہم نے بہت کچھ دیکھا ۔ لیکن کہیں نظر نہ آیا ۔

سبحان اللہ ! عجب اللہ والے تھے کہ دعا فوراً مقبول ہوتی تھی ۔

Marfat.com
Marfat.com

خلیفہ فادر بخش صاحب مذکور نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں چار پانچ آدمیوں سمیت بمبئی سے بارہ ایک بجے کے قریب راجوں پہنچا۔ ہم کو بڑی تیز بھوک لگی ہوئی تھی۔ روٹیوں کا کوئی انتظام نہ تھا۔ جب بھوک زیادہ غالب آئی تو آپ نے فرمایا کہ روٹیوں کا کیا انتظام کریں۔ میرے گھر سے تو اپنے والدین کے یہاں گئی ہوئی ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت اسونت تو روٹیاں بہت ہیں۔ صبح کو دیکھا جائیگا۔ آپ نے ہنس کر فرمایا۔ کہ بھائی آج تو ہم کو دوپہر سے کھانا نہیں ملا ہے۔ اسی وقت آپ کوٹھڑی میں گئے۔ اور ایک سینی گرم چاولوں کی لاکر ہمارے سامنے لاکر رکھ دی۔ ہم نے پوچھا کہ خلیفہ صاحب یہ کھانا کہاں سے آیا۔ یہ تو گرم ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہیں اس سے کیا مطلب۔ کھانے سے واسطہ رکھو۔ آم کھاؤ۔ پیٹ نہ بھرو خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔ کھانا خواہ کہیں سے آئے۔ پس ہم خاموش ہو گئے اور خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔

خلیفہ پیر بخش صاحب سے نقل ہے کہ ایک روز ہم باغ کی سیر کو جا رہے تھے باغ وہاں سے دور تھا۔ چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہنچے۔ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ چاند کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس روشنی میں تھوڑی دیر آرام لیکر وضو کیا اور نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر جب مسجد سے اترنے لگے تو ایک بڑھیا عورت جسکی عمر تقریباً ساٹھ سال ہوگی مسجد کے دروازے پر کھڑی تھی جب خلیفہ صاحب اترنے لگے، تو اس نے [illegible]

میں نے کہا کہ یہ خلیفہ امام بخش صاحب ہیں۔ جو راجوں [illegible] وہ عورت آپکی زیارت کا اشتیاق رکھتی تھی۔ چونکہ آپکی شہرت سن چکی تھی نہایت خوش ہو کر آپ کے قدموں پر گری۔ اور آپ کے پائے مبارک [illegible] کہ خلیفہ صاحب نہ [illegible] سے۔ ہر چند خلیفہ صاحب نے منع کیا۔ مگر وہ نہ مانی۔ عورت

Marfat.com
Marfat.com

بھی زبردست تھی۔ قوم راجپوت، مدت سے اشتیاق لئے ہوئے تھی۔ کہ خلیفہ صاحب کی زیارت کرکے اپنی مُراد کا اظہار کرونگی۔ سو اسی مضبوطی سے پاؤں پکڑے کہ باوجود کہنے سُننے کے کسی طرح نہ چھوڑتی تھی۔ اور کہتی تھی۔ کہ مَیں لاولد ہوں۔ جب تک آپ مجھے کوئی تعویز نہ دینگے۔ مَیں ہرگز نہ چھوڑوں گی۔ آپنے ہنس کر فرمایا۔ کہ ارے تُو تو بوڑھی ہوگئی۔ عمر تیری زیادہ ہے اب اولاد کی کیا اُمید کرتی ہے۔ تیرے مُنہہ میں دانت بھی نہ رہے۔ اُس نے عرض کیا کہ خُدا کی قدرت سے کچھ بعید نہیں۔ آپ اللہ تعالےٰ کے پیارے ہیں۔ اسی واسطے تو مَیں نے آپ کے پاؤں پکڑے ہیں۔ کہ اس دربار سے مستفیض و بامُراد ہوکر جاؤں گی۔ لہٰذا جب تک آپ مجھے کوئی تعویز نہ دینگے ہرگز پیر نہ چھوڑوں گی۔

بالآخر آپنے تنگ آکر ایک درخت ڈیگ کے پتے توڑے اور اُنکی گولی بنا کر فرمایا کہ لے یہ گولی کھا لے تیری مُراد پوری ہوجائیگی۔ اُس نے کہا کہ حضرت، مَیں تو تعویز لونگی۔ آپ مجھے کیوں ٹالتے ہیں۔ مَیں نے بھی اُس سے کہا کہ یہ گولی کھا لے۔ خلیفہ صاحب تیری مراد کیلئے عنایت فرمائے ہیں۔ اُس نے آخر بعد اصرار وہ گولی لیکر چبالی۔ اور اپنے گھر چلی گئی۔ جب ایک سال کے بعد ہمارا گذر اس کے گھر کی طرف ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ مَیں یہ سُن کر بہت حیران ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ کو اپنے نیک بندوں کی کیسی خاطر منظور ہوتی ہے۔

ناز بر آں کن کہ خریدار تست

پھر مَیں نے اس کے گھر جاکر کہا کہ کیوں مائی خدا نے تیری مُراد پوری کردی یہ سُنکر وہ میرے پاؤں پر گر پڑی۔ اور کہنے لگی۔ کہ یہ بچہ حضرت خلیفہ صاحب کے صدقے سے ہوگیا۔ ورنہ مجھ بدنصیب کے بچے کہاں سے ہوجاتے۔ مَیں نے پوچھا کہ مائی تیری عمر کتنی ہے۔ اُسنے کہا میری عمر پچاس سے اُوپر ہے شاید ساٹھ کے قریب ہو۔

Marfat.com
Marfat.com

اور چھ سال سے میرے ایام بھی بند تھے۔ مَیں نے تو خلیفہ صاحب کی صورت ہی دیکھ کر یقین کر لیا تھا۔ کہ یہ واقعی ولی اللہ ہیں۔ غسلِ زچگی کے بعد بچے کو لیکر خلیفہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہونگی۔ اور شکریہ ادا کرونگی۔

ذکر خلیفہ عمر بخش صاحب

کہتے ہیں کہ خلیفہ صاحبؒ بڑے سادہ لوح حلیم الطبع اور صالح انسان تھے، اکثر کرامات آپ سے ظہور میں آئے ہیں۔ مگر مختصراً لوگوں کی زبانوں پہ باقی ہیں اور قابل ذکر ہیں۔ ایک روز خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یا حضرت جس وقت میں گھر جاتا ہوں۔ تو راستہ میں میاں ٹوٹرو شاہ کی خانقاہ کے پاس ایک ڈروانی صورت جس کے منہ پہ داڑھی بھی ہے مجھے ڈراتی ہے۔ اور یہ واقعہ مجھے اکثر پیش آتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ عمر بخش اگر اب وہ آدمی ملے تو دوڑ کر اُسکی داڑھی کو پکڑ لینا۔ چنانچہ آپ نے اُسی طرح کیا جس وقت دوڑ کر اُس کی داڑھی کو پکڑا۔ تو وہ صورت غائب ہوگئی۔ اور اپنی داڑھی ہی اپنے ہاتھ میں آگئی۔ مَیں نے یہ ذکر آپ سے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تمہارا وہم ہی صورت لیکر سامنے آجاتا ہے۔

زبانی سائیں توکل شاہ صاحبؒ معلوم ہوا۔ کہ [illegible]
گود میں تھا۔ عرسوں کی وجہ سے مجمع کثیر تھا۔ خلیفہ صاحب [illegible]
تشریف فرما تھے۔ عرس نادر علیشاہ صاحب کے [illegible]
اس وقت موقعہ ہے۔ دُعا فرمائیے۔ [illegible] کو دیں۔ [illegible]
ثانی ہو جائے۔ حاجی صاحب نے فرمایا کہ سب [illegible] دعا کرو۔ شاید کسی کی دعا قبول ہو جاوے
سب نے ملکر دُعا کی۔ لیکن حاجی صاحب نے [illegible] دعا مانگی تھوڑی

Marfat.com
Marfat.com

دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے دعا قبول فرمالی ہے یہ عبدالخالق ثانی ہی ہوگا

خلیفہ نورالدین صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز خلیفہ عمر بخش صاحب توجہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حلقہ میں دو شخصوں کو جذب ہو گیا۔ اور وہاں وارد ہوا بڑے زور سے اللہ اکبر کی ضرب لگانے لگے، میں نے کہا کہ خلیفہ صاحب اس کیفیت کو حضرت خواجہ صاحب نقشبندؒ منع فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ طرز عمل اور ایسے زور سے چلانا درست نہیں۔ ایک درویش نے ایسا کیا تھا۔ آپ نے اسی وقت اس کو لکھوا دیا۔ خلیفہ صاحب نے جواب دیا۔ کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ علیہ نے اسکو ٹھیک نکالا۔ اس لئے کہ اس وقت خواجہ صاحب وصل ذات باری تعالیٰ سے مستغنی تھے اور یہ جذب وصال حالت ہجر میں ہے ایسی تعبیر کی ہے اگر جذب طاری ہو تو جائز ہے۔

ذکر خلیفہ نور احمد صاحبؒ

ایک روز بعد وصال حضرت خواجہ صاحبؒ آپ تقریب عرس پر تشریف لائے آپ نے اپنی سوانح عمری بیان فرمائی۔ کہ جب میں چار برس چار ماہ کا ہوا تو والدین نے مجھے تعلیم کے لئے مکتب میں بٹھایا۔ میں بڑے شوق سے تعلیم حاصل کرتا رہا۔ اور سترہ سال کی عمر تک تعلیم واجبہ حاصل کی۔ پھر سلسلہ طریقت میں داخل ہونے کا اشتیاق ہوا۔ پہلے سلسلہ خاندان قادریہ میں بیعت اختیار کی۔ اور سال بھر تک اسی خاندان عالیہ کے ذکر و اشغال میں مصروف رہا۔ لیکن میرا اشتیاق پورا نہ ہوا اس کے بعد اور عالموں کی خدمت میں بھی اکثر جاتا رہا۔ بہت عملیات کئے۔ چلہ کشی کی۔ جنات موکلات بھی تابع کئے۔ کشف و مجاہدہ اس قدر ترقی پہ تھا۔ کہ تمام زمین کے حالات منکشف ہوئے۔ تمام واقعات نظر کے سامنے آتے تھے۔ جیسے شیشہ میں منہ نظر آتا ہے۔ ایک روز ہم بہت سے آدمی جمع تھے۔ خلیفہ امام بخش صاحبؒ گرد ہوئے

Marfat.com
Marfat.com

ہوئے اور کہا کہ ہم سُنا کرتے ہیں۔ کہ پریاں تماشہ کرتی ہیں۔ یہ تو قابل یقین بات نہیں ہے۔ ورنہ دکھلا دو۔ چنانچہ بعد نماز مغرب ہم سب حضرت صاحب کے باغ گئے۔ آپ وہاں بیٹھکر کچھ پڑھنے لگے۔ اور ہم سب کو فرمایا۔ کہ تم سب خاموش بیٹھے رہو۔ پس ہم سب خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ پہلے ایک خاکروب آیا۔ اور اُس نے جاروب کشی کی۔ پھر سقہ آیا۔ اُس نے چھڑکاؤ کیا۔ پھر فراش نے آکر فرش کیا۔ پھر میز کرسی بالترتیب بچھا کر مجلس آراستہ کی تھوڑی دیر کے بعد ادھر سے خلقت آنی شروع ہوئی۔ پھر ایک شاہانہ سواری آئی اور تخت پر بیٹھ گئی۔ دوسری دفعہ ایک اور شاہانہ صورت آکر اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ دوسری دفعہ ایک اور شاہانہ صورت آکر اس کے پاس بیٹھ گئی جو نئی بادشاہ تخت پر بیٹھا۔ تمام حاضرین مجلس نے استقبال کیا۔ پھر قوالوں کی طرف اشارہ ہوا اور گانے بجانے کا رنگ جما۔ پہلے قوالی ہوئی۔ بعد میں ایک عورت خاص عمدہ لباس پہنے ہوئے فرش پر آئی۔ اور ناچنا گانا شروع کیا۔ ادھر آپ نے پڑھنا شروع کیا۔ یکایک وہ تمام مجلس خاموش ہو گئی۔ اور دو آدمی آئے انہوں نے پوچھا کہ ہم کیوں بلایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ دس منٹ کے بعد ایک طرف سے دس ہزار روپیہ لاکر انہوں نے دری پر ڈال دیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ ایک ٹوکرا انگوروں کا لاؤ۔ آدھ گھنٹے کے بعد تازہ تر انگور [illegible] آپ نے پڑھنا شروع کیا۔ وہ تمام مجلس غائب ہو گئی۔ مگر [illegible] آپ نے خلیفہ عالم شاہ صاحب کی طرف مخاطب ہو [illegible] اور روپیہ کی ضرورت ہو تو اس میں سے لے جاؤ۔ خلیفہ عالم شاہ نے کہا۔ کہ یہ مال کھانا شریعت کی رُو سے منع ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک یہ سچ ہے۔ پھر آپ نے پڑھنا شروع کیا۔ آپ نے پھر کچھ پڑھنا شروع کیا۔ کہ وہ آدمی آکر روپیہ [illegible] انگور لیکر

Marfat.com
Marfat.com

پھر آپ فرمانے لگے، کہ میں نے بہت کچھ عملیات کئے، اور سترہ جگہ بیعت حاصل کی۔ تواردو فیضان بھی ہوتا رہا۔ مگر مشاہدات انوارات الٰہیہ و مقامات عالیہ کے سیر و سلوک سے محروم رہا۔ اس طرح حیران و سرگردان ہوتا رہا۔ ایک مرتبہ میں لدھیانہ گیا۔ وہاں ایک مجذوب صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے پاس گیا۔ مجذوب صاحب نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ کہ میاں اب تم در در نہ پھرو سب کے سامنے سر نہ جھکاؤ۔ اب ایک شخص ضلع ہوشیارپور سے آئیگا۔ وہ تیرا اطمینان کریگا۔ چھ ماہ کے بعد حضرت خواجہ صاحب۔ مقام لدھیانہ تشریف لائے اتفاقاً میں بھی لدھیانہ گیا ہوا تھا۔ میں اس مجذوب کی خدمت میں پھر گیا۔ مجذوب نے مجھے دیکھتے ہی اشارہ کیا۔ کہ وہ شخص آج لدھیانہ آیا ہوا ہے۔ جاؤ انکی خدمت میں چلے جاؤ۔ میں ان کے فرمانے کے موجب ادھر ادھر دریافت کرتا ہوا خواجہ کی خدمت میں پہنچا۔ اوّل تو صورت مبارک دیکھتے ہی مجھے تسکین ہوگئی۔ اندر سے قلب مضطر میں یہ ارادہ پیدا ہوا۔ کہ بس تیرا منشا و مقاصد اسی جگہ پورے ہونگے۔ اسوقت حضرت توحید و تفرید کے مراتب و رویت و مشاہدات کا ذکر فرما رہے تھے۔ اور جو جو رکاوٹیں اور خیالات میرے دل میں گشت کر رہے تھے۔ سب کو بیان فرمانے لگے۔ اور کریم بخش صاحب کی طرف آپ کا روئے سخن تھا۔ مگر معنوی طور پر مجھے سمجھا رہے تھے۔ پھر میں نے درخواست پیش کی۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ میاں نور احمد تم نے سترہ جگہ بیعت حاصل کی۔ پھر بھی ہوس نہ گئی۔ بھلا میرے پاس کیا ہے۔ یہ سنکر میں قدموں پر گر پڑا۔ اور عرض کیا کہ آپ نے یہ تجاہل عارفانہ فرمایا ہے۔ لیکن کچھ ہی فرمائیے اب مجھے آپ ہی سے اطمینان حاصل ہو سکتا۔ آپ جس قدر بھی ملفوظات فرماتے تھے۔ وہ میرے لئے ہدایت تھی۔ اور حضور کو استفادہ پہنچانا مجھے مقصود تھا۔

Marfat.com
Marfat.com

پھر آپ نے مجھے اپنے سلسلہ میں داخل فرمایا۔ اور میں اپنی مراد کو پہنچا۔

خلیفہ بیگے شاہ صاحبؒ فرماتے تھے۔ کہ ایک روز میں اور حضرت خواجہ صاحب معہ میاں نور احمد صاحب جنگل میں جا رہے تھے۔ آپ نے میاں نور احمد صاحب کو ارشاد فرمایا۔ کہ آؤ حلقہ کریں۔ میاں نور احمد صاحب نے اسی وقت حلقہ بندی کی۔ سینکڑوں آدمی حلقہ میں بیٹھ گئے۔ اور میں اور خواجہ صاحب دونوں ایک طرف چھپ کر بیٹھ گئے۔ اندھیرا زیادہ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ادھر سے آکر حضرت صاحب کے پاس بیٹھ گئے۔ مراقبہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت نے دعا مانگی۔ اور فرمایا کہ مولوی نور احمد تم نے ہم کو کہاں پہنچا دیا ہم تو یہاں چھپ کر بیٹھ گئے تھے۔ خلیفہ صاحب نے عرض کیا۔ کہ حضرت جس وقت آپ بیٹھے ہیں۔ آپکی نسبت میری جانب بڑھی ہوئی تھی۔ اور نوار و فیوض بڑھتا تھا پھر کس طرح معلوم نہ ہو۔ میں اسی رُخ پر ہو لیا۔ سامنے حضور بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ میں نے پہچان لیا۔ کہ حضور ہیں۔

نقل کرتے ہیں کہ آپ کو کشف بہت تھا۔ اکثر ولیاں شہر کے نشان بتاتے تھے۔ ایکدن ہم بہت سے آدمی چلے آرہے تھے۔ راستہ میں ایک جگہ جنہ شیشم سایہ دار کھڑے ہوئے تھے حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہاں سایہ میں بیٹھ جاؤ۔ ہم سب ایک جگہ بیٹھ گئے۔ اور حضرت صاحب [illegible] کیلئے تشریف لے گئے۔ میاں نور احمد صاحب بیٹھے [illegible] تو مولوی عبداللہ نے جو پائل کے رہنے والے تھے اور [illegible] یہاں فاتحہ پڑھنا حرام ہے۔ خلیفہ صاحب نے [illegible] ہے۔ اور تم کو معلوم نہیں کہ یہاں ولی اللہ کی قبر ہے [illegible] آخیر دونوں صاحب نے حضرت صاحب کو مصب [illegible] اور انہوں نے اپنا [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

بیان حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ بیشک یہاں فاتحہ پڑھنا تمہارے لئے حرام ہے۔ مگر مولوی نور احمد کے لئے جائز ہے۔ پھر مولوی عبداللہ نے کہا کہ یہاں تو کوئی قبر نہیں ہے۔ نہ کوئی نشان ہے حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں یہاں قبر ہے۔ اسپر مولوی صاحب اور حضرت صاحب میں بھی بحث ہوگئی۔ آخیر خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اچھا کسی کو لاؤ۔ اُسی وقت ایک درویش موضع مہربان سے ایک شخص کو بلا لیا۔ اور وہاں سے کھدوایا۔ کئی ہاتھ نیچے پختہ قبر نمودار ہوئی۔ آپ نے فرمایا اے عبداللہ! دیکھ لے یہ ولی اللہ ہیں۔ ان سے انکار کرنیوالے زور سے امکان کرنیوالے ہیں۔

خلیفہ بیگے شاہ صاحب یہ نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہم اور خلیفہ صاحب تلور سے آرہے تھے۔ راستہ میں سخت دھوپ کی وجہ سے درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ خلیفہ صاحب سو گئے اور ہم وہاں بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر میں خلیفہ صاحب گھبرا کر اُٹھے ہم نے پوچھا۔ کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ جو یکایک پریشان خاطر ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اس جگہ شہید کی قبر ہے۔ میں نے کہا تو اسطرح اکثر بے ادبیاں ہوئی ہوں گی۔ یہاں ضرور نشان بنا دینا چاہیئے۔ لیکن دل نے یہ کہا کہ بغیر زمین کھودے اور قبر کو دیکھے کیسے یقین ہوسکتا ہے کہ یہاں قبر ہے۔ آپ نے میری ضمیر کو معلوم کر لیا۔ اور فرمایا کہ جاؤ کسی لے آؤ۔ اور دو چار آدمیوں کو ساتھ لے آؤ۔ میں اسی وقت شہر سے کسی اور آدمیوں کو بلا لایا۔ اور وہاں سے کھودنا شروع کیا۔ پانچ چھ ہاتھ نیچے دیکھا تو چند وجود شہدا کے مدفون ہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت ہیبت ہوئی۔ زمین پہ گر پڑا۔ اور باقی سب لوگ بھاگ گئے۔ مگر خلیفہ نور احمد صاحب اس طرح باہوش کھڑے رہے۔ اور مجھے آواز دی۔ اور اُن کو بھی پکارا۔ ہم پھر سب جمع ہو گئے۔ اور اُن نعشوں کی نماز پڑھی۔ اور پھر ان کو

Marfat.com
Marfat.com

اور پھر ان کو دفن کر کے وہاں ایک بڑا سا چبوترہ بنا دیا۔ اور قبروں کے نشان بنا دئے۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے جسم سے خون اسی طرح نکلتا ہے۔ جیسے کہ تازہ نعشیں ہیں۔ یہ قبریں اب تک ضلع جالندھر میں موضع بلونی کے قریب ہیں

حضرت مرشدنا خواجہ صاحب روحی فداہٗ فرماتے تھے۔ کہ ایک مرتبہ بوقت دس بجے دن میں اور خلیفہ نور احمد صاحب چلے جا رہے تھے جس وقت بجواڑہ کے قریب جہاں ایک تکیہ بنا ہوا تھا۔ پہنچے۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہاں نسبت کی بو آتی ہے۔ کوئی اہل نسبت اس جگہ دفن ہے۔ میں نے دریافت کیا کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بڑے کامل ولی اللہ سہروردیہ خاندان سے ہیں۔ ہم دونوں نے اس جگہ فاتحہ پڑھی وہ قبر اب تک موجود ہے

خلیفہ امام بخش صاحبؒ فرماتے تھے۔ کہ خلیفہ نور احمد صاحب بڑے کامل تھے میں نے اکثر دیکھا کہ ان کی توجہ میں بے ہوشی کی حالت ہوتی تھی۔ یعنی حضرت خواجہ صاحب اور خلیفہ صاحب کی توجہ میں ایک ہی کیفیت ہوتی تھی۔ اور آپ کی توجہ میں نسبت کی ایسی خوشبو ہوتی تھی جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔

بونٹے شاہ صاحبؒ فرماتے تھے۔ کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے خلیفہ صاحب سے آکر پوچھا کہ یا حضرت میاں حاجی صاحب دھیانہ والے کے حلقہ میں اکثر طالب شور مچایا کرتے ہیں کبھی ہائے ہو کبھی اللہ کی ضرب میں زور سے لگاتے ہیں [illegible] کا ذکر ہے۔ کہ بہت سے اہل علم ان کے حلقہ میں تھے جس وقت [illegible] ضرب لگائی۔ تو تمام اہل مجلس اچھلنے کودنے لگے [illegible] لگے۔ ایک دہائی سی مچ گئی۔ یہ کیا معاملہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک شخص نے اسی طرح نعرہ لگایا تھا۔ آپ اس پر بہت ناراض ہوئے کہ نکال دو اس کو مجلس سے

Marfat.com
Marfat.com

یہ گدھے کی طرح چیختا ہے۔ پھر آپ نے خفا ہو کر فرمایا کہ بھائی جب ایک ادنیٰ عورت کے وصل میں انسان اسقدر محو ہو جاتا ہے۔ کہ سانس بھی نہیں لیتا۔ تو بھلا اس احکم الحاکمین کے وصل میں اسقدر چیخ و پکار اور نعرے لگانے۔ یہ ایک سخت بے ادبی ہے۔ ظاہری حکام کے سامنے اگر بے ادبی کی جاوے۔ یا کوئی شور مچاوے تو اس کو فوراً عدالت سے باہر نکال دیا جائیگا۔

چنانچہ ایک بادشاہ اپنے دربار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور آپ کا وزیر کھڑا ہوا کچھ امور سلطنت کی گفت و شنید کر رہا تھا۔ بادشاہ نے اسکو تنبیہاً اشارہ ہوں کا کیا۔ وزیر نے کچھ جواب نہیں دیا۔ پھر بادشاہ نے وزیر کی طرف دیکھا۔ وہ اپنے پیرہن کا بند لگا رہا تھا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو میرا وزیر ہے۔ اور اس وقت میرے روبرو کھڑا ہے۔ میں تجھے مخاطب کرتا ہوں۔ اور تو اپنے بند باندھنے میں مصروف ہے۔ یہ کیا گستاخی ہے۔ اسی وقت اس نے حکم دیا کہ اس کو حوالات میں پیش کرو۔ بادشاہ کا حکم ہوتے ہی وزیر کو جیلخانہ بھیج دیا گیا۔ اب جائے غور ہے۔ کہ ایک دنیاوی بادشاہ کے سامنے اسقدر ادب درکار ہے۔ اور اس شہنشاہ احکم الحاکمین کے دربار میں اسقدر بدتمیزی اور یہ چیخ و پکار ہو۔ کیا اس شان بے نیاز کو ناگوار نہ ہوگا۔ یہ لوگ اس لئے ہائے ہو کرتے ہیں۔ کہ ان کے سینہ میں کسی قدر جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بے سود وائے ویلا کرتے ہیں۔ انکو وصل کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔ چنانچہ حاجی صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز — کان سوختہ را جاں شد و آواز نیامد
ایں مدعیان در طلبش بیخبر اند — کاترا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

جو شخص اس اسرار سے واقف ہو جاتے ہیں۔ وہ کبھی چیخ پکار نہیں کرتے بلکہ اُف تک

Marfat.com
Marfat.com

اُن کی زبان پر نہیں آتا۔ اور ایک ایسا رعب غالب ہوتا ہے کہ نعرہ تو کیا معنی بالکل تصویر سنگ بن جاتے ہیں۔ اور بے حس و حرکت ان کا وجود ہو جاتا ہے۔ اور تمام تعلقات وجودی و اُمورات دنیوی سے بیخبر ہو جاتے ہیں۔ یہ روّیہ طریقہ اختیار کرنا اچھا نہیں ہے۔ از راقم۔

بیخود ہوا وہی جو تیرے بریں آگیا — یہ گھر اسی کا ہے جو تیرے گھر میں آگیا۔

طالب کو خبردار رہنا چاہیئے۔ بیسیوں واقعہ سے اپنے آپ کو بچا رکھے اگر قلب پر جوش طاری ہو۔ تو اسکو ضبط کرنا چاہیئے [illegible] کے حالات سے واقف نہیں ہو کہ جس وقت [illegible] کی وفات شریف ہوئی۔ اس کے بعد احباب [illegible] کیا کرتے تھے کہ کہیں حضرت [illegible] کبھی آپ کو نعرہ لگاتے یا آواز بلند پکارتے [illegible] جس وقت آپ کو جوش ہوتا تھا۔ تو اس وقت اپنا رخ [illegible] یہ سنکر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے [illegible] تھا۔ غور فرمایئے کہ وہ کیسے عاشق الٰہی تھے۔ اور ہم ایسے [illegible] ہیں کہ اُدھر ناچے اِدھر کودے اُدھر اچھلے [illegible] بے ادب ہیں۔ سالک کو کہیں آواز نہ لگانی چاہیئے [illegible] دونوں سے گذر کر عالم توحید میں سیر کرتے ہیں۔ وہ [illegible]

اس تذکرہ کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا [illegible] کر خیال کرو۔ ہم سب آپ کی توجہ [illegible] صورت پیدا ہوئی۔ اور ایسی ہیبت طاری [illegible] اپنے وجود کی بھی خبر نہ رہی۔ اور [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

پڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے یہ شعر زبان سے ارشاد فرمایا۔

تو اں در بلاغت بہ سمبان رسید + نوائے ولادت کجوں سمناں رسید

اور فرمایا کہ ایسے لوگو! کیا وجود کی طاقت باقی ہے۔ بس پھر مجلس برخاست ہوگئی نماز کا وقت آگیا۔ سب نے نماز پڑھی۔ کچھ آدمی چلے گئے۔

ذکر خلیفہ خواجہ عالم شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مرشدنا روحی فداہ فرماتے تھے کہ خلیفہ عالم شاہ صاحب بڑے باکمال درجہ مرتبہ انسان تھے۔ اکثر ریاضت و عبادت آپکی حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے ملتی جلتی تھی۔ آپ کا خلق ایسا تھا کہ ہر ایک کے ساتھ بڑی محبت و تحمل کیساتھ باتیں کرتے۔ آپ کا فیضان اسقدر جاری تھا اور خلقت اسقدر فیضیاب ہوتی تھی کہ جہاں کسی نے دُعا کیواسطے آپ سے استدعا کی۔ آپ اُس کو تسکین دلاکر خلوص دلی کے ساتھ دُعا فرماتے۔ الغرض ایک عالم آپ کے اخلاق حمیدہ کا گرویدہ تھا۔ اللہ تعالےٰ کی جناب سے آپکا خطاب خواجہ مشہور تھا۔ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے بعد آپ ہی جانشین ہوئے اور آپ کے دست مبارک پہ ہزاروں اشخاص بیعت ہوئے حلیہ مبارک آپ کا نہایت موزوں اور قابل تعریف تھا۔ سادہ مزاج فرخندہ پیشانی چہرہ نورانی تھا۔ سوائے ذکرِ خیر کے آپ کبھی کوئی دنیاوی بات زبان پہ نہ لاتے تھے۔ فی الحقیقت آپ ایک سراپائے خوبی تھے۔

حضرت مرشدنا روحی فداہ سے نقل ہے۔ کہ میں بچہ سا تھا۔ صرف سات سال کی عمر تھی۔ ایک روز چند لڑکوں کے ساتھ مچھلیوں کے شکار کو چلا گیا۔ جب مجھے زیادہ دیر ہوگئی۔ تو خلیفہ صاحب موصوف نے اور لوگوں سے دریافت کیا کہ عبدالخالق کہاں ہے؟ انہوں نے کہا کہ مچھلیوں کا شکار کھیلنے لڑکوں کے ساتھ گئے ہیں

Marfat.com
Marfat.com

یہ سُنکر خود خلیفہ صاحب ندی پر پہنچے اور مجھ سے فرمایا۔ کہ تو اسقدر بے انتہا پانی میں کہاں آیا۔ اگر ڈوب جاتا تو ہم کیا کرتے۔ میں نے کہا کہ اور لڑکے بھی آئے ہیں۔ میں بھی اُن کے ساتھ چلا آیا۔ میرا یہ عذر سنکر خلیفہ صاحب نے مجھے مارا میں اس مار پیٹ پر بہت رویا۔ اور مکان پر آکر حضرت قبلہ والد صاحب علیہ الرحمتہ کو یاد کر کے خوب رویا۔ بس یہی خیال دل میں تھا۔ کہ دُنیا کے لڑکے اور بھی تو ہیں۔ اُن کو کچھ نہیں کہا۔ میں تو بالکل بے قصور تھا۔ مجھے صرف اسی لئے مارا ہے کہ میرا باپ مرچکا ہے۔ ورنہ والد صاحب کی زندگی میں دوسرے کی کیا مجال تھی۔ کہ کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھتا۔ یہ باتیں یاد کر کے روتا روتا سو گیا۔ حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ خواب میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ عبدالخالق تو واقعی ڈوب جاتا۔ تو میرے دوستوں کو نہایت رنج و صدمہ پہنچتا۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو پانی میں نہیں گیا تھا۔ دوسرے لڑکے مچھلیاں پکڑ رہے تھے۔ مجھے کنارہ پر بیٹھے ہوئے کو ناحق مارا۔ اور بیخطا ہی مجھ پر ظلم کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ عبدالخالق اللہ تعالےٰ نے مجھکو تم سے ظاہری طور پر علیحدہ کر دیا ہے۔ باطن میں میری نظر تجھ پر ہے۔ اور یہ عالم شاہ خلیفہ میرا جانشین ہے۔ یہ بڑا بزرگ ہے کمالات و مراتب عالیہ اسکو حاصل ہیں۔ میرے بعد تمکو یہ بھی بہت میں نے عرض کیا کہ جب سے آپ جدا ہوئے ہیں میری تمام آنکھیں بیمار ہوگئی ہیں میرے آج تک کوئی قصور نہیں کیا کہ جس سے میں سزا پاؤں۔ مجھے آپ کی جدائی کا بیحد صدمہ ہے میں نے آج تک [illegible] نہیں کی۔ اور نہ کوئی شوخی کی یہی تھا کہ لڑکے مجھے مارتے [illegible] کھیل رہے تھے۔ اور میں آپ کو [illegible] تو واقعی سزا کے لائق تھا۔ [illegible] مجھے کو میں [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

بہت اسا پیار کیا۔ اور فرمایا کہ عبدالخالق بیشک وہ اِس امر کو نہیں سمجھے۔ لیکن مجھے بہت بردباری کرنی چاہیئے۔ کیونکہ بقول شخصے۔ خطا نے بزرگان گرفتن خطا است۔ اور فرمانے لگے کہ عبدالخالق اس شخص کو جناب باری تعالیٰ سے خواجہ کا خطاب حاصل ہے۔ ان کی صحبت سے تم بہت کچھ فلاح پاؤ گے۔ اور اُنکی ہدایت پر چلنے اور اُن کے جبر و تشدد پر عمل کرنے سے تمہاری بہبودی و فلاح دارین ہے۔ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں اُٹھ بیٹھا۔ اور مجھے صبر و سکون ہو گیا۔ اور مجھے یقین قطعی ہو گیا۔ کہ یہ خلیفہ صاحب واقعی صاحب کمال ہیں۔ اُن کی تنبیہ و ہدایت پر عمل کرنا چاہیئے

یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ خواجہ عالم شاہصاحب تشریف لے آئے۔ اور مجھے سینہ سے لگا کر بہت روئے اور فرمایا کہ وہاں سوتا تھا۔ کہ حضرت خواجہ صاحبؒ خواب میں تشریف لے آئے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچھا کیا کہ میرے لڑکے کو تنبیہ کی لیکن میرا لڑکا ایسا نہیں ہے۔ یہ لڑکا اعلیٰ مراتب کا ہوگا۔ خدا تعالےٰ نے اس کو کمالات صوری و معنوی عطا کئے ہیں۔ یہ عتاب دیکھ کر میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ لہذا مجھ سے خطا ہوئی۔ معاف کر دو۔ اور آپ میرے پیروں پر گر پڑے۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں حضرت میں واقعی قابلِ سزا ہوں۔ اس لئے کہ آپ کی رائے کے خلاف بلا اجازت شکار کو گیا۔ اب آئندہ کیلئے میں عہد کرتا ہوں کہ میں بلا اجازت پھر ایسا نہ کرونگا۔

دیگر نقل فرماتے ہیں کہ میں ایک روز ماچھواڑہ ضلع جالندھر میں تھا۔ خلیفہ صاحب مجھے اپنے ساتھ موضع بیگہ میں لیگئے۔ آپ اندر بیٹھ کر مراقبہ فرمانے لگے۔ میں کتاب کے مطالعہ میں مشغول ہو گیا۔ مراقبہ کرتے وقت آپ نے اکثر لوگوں کو توجہ دی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ عبدالخالق یہ سب مکر و فریب کی باتیں

Marfat.com
Marfat.com

ہیں۔ جب خلیفہ صاحب فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ صاحبزادے تم ابھی بچہ ہو ان باتوں کو کیا جانو

ذکر مبارک حضرت عمدۃ الواصلین سائیں توکل شاہ صاحب

وطن۔ آپ کے وطن مبارک کے نسبت آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا۔ کہ میرا مکان موضع بچھوکی میں ہے۔ جو ضلع گورداسپور میں موضع اترجھپتر اور ڈیرہ بابا نانک کے درمیان واقع ہے۔ بعد ازاں جب تحقیق کی گئی۔ تو دراصل اسی جگہ آپ کا وطن ثابت ہوا۔ منشی نور احمد صاحب مولف مذکرہ توکلیہ نے صحیح لکھا ہے اور لوگوں نے جو مختلف روایتیں نقل کی ہیں۔ وہ سب نا قابل اعتبار ہیں۔

حلیہ شریف۔ موزوں قد۔ بھاری جسم۔ گندمی رنگ۔ چوڑا سینہ۔ ہاتھ پیر مضبوط۔ قوی ہیکل۔ بارعب و داب۔ سر سے سینہ تک ترمہ گوش تک دراز۔ ڈاڑھی گنجان۔ ابرو باریک خمدار۔ بشکل ہلال۔ پیشانی نورانی فراخ۔ بینی سیف یعنی نہایت موزوں رخسار سے بھرے ہوئے۔ آنکھیں بڑی بڑی۔ اور ہالہ وحدت سے مخمور۔ رنگ سرخ و سفید مثل دانہ انار

لباس۔ اکثر آپ نیچا کرتہ اور ہندوستانی قطع کا کوٹ پہنا کرتے اور عربی طرز کا تہبند باندھتے تھے۔ سر پر کبھی سپاہیانہ عالمانہ انداز کا عمامہ باندھتے تھے۔ اور اکثر سفید رنگ زنگین یا گیروا رنگ کا لباس آپ کے جسم پر کبھی دیکھا گیا

ابتدائی حالات

نقل ہے کہ ایک دفعہ حضرت وطن مبارک [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

انبالہ آیا جس کے ساتھ دو ایک آدمی اور بھی تھے۔ وہ بڑی عمر کا آدمی تھا کہنے لگا۔ کہ جب آپ کو بچپن میں ذرا ہوش آیا۔ تو آپ نے ان لوگوں کی صحبت اختیار کی۔ جو یادِ خدا میں مشغول رہا کرتے۔ اور اگر کوئی نماز نہ پڑھتا۔ تو اس کو فرمایا کرتے کہ نماز پڑھا کرو۔ یہ بڑی اچھی نعمت ہے تمام لوگوں کو آپ کی باتیں بہت پیاری معلوم ہوتی تھیں۔ اور فرطِ محبت سے اکثر لوگ آپ کو گود میں اٹھا لیتے۔ پھرا کرتے تھے۔

حالت مستانہ۔ اور صورت پیاری تھی۔ میں نے سات برس کی عمر میں آپ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ کسی وقت کی بھی نماز قضا نہ ہونے دیتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد آپ وہاں سے چلے آئے۔ کچھ خبر نہ لگی کہ آپ کہاں ہیں۔ پھر وہ زمیندار آپ سے بھی ملا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا۔ زمانہ طفلی کی باتیں دیر تک ہوتی رہیں۔ اسوقت عرض کیا گیا۔ کہ حضور! میاں عبدالقادر تو کہتے تھے۔ کہ حضور سے بچپن سے لیکر اب تک کوئی نماز قضا نہ ہوئی آپ نے فرمایا کہ ہمیں بھی اسی طرح یاد ہے۔ کہ جب سے مجھے ہوش ہوا ہے میری کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔

ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ہم کو بچپن سے یہ عادت تھی۔ کہ جہاں کسی اچھے بزرگ کو سنتے وہیں چلے جاتے۔ اسی طرح پھرتے پھراتے اجمیر شریف پہنچ گئے اور وہاں عرصہ تک خواجہ بزرگ نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواجہ معین الحق والدین کے روضہ پر رہتے رہے۔ وہاں ایک مولانا صاحب بھی رہتے تھے جو ایک حجرے میں گوشہ نشین تھے۔ اور کسی سے نہ ملتے تھے۔ ہم ان کی خدمت کرتے رہے۔ ان کو پانی وغیرہ لا دیا کرتے۔ اور وضو کرا دیا کرتے۔ اور ان کی صحبت میں رہا کرتے تھے۔ ایک روز روضہ شریف پر قوالی ہو رہی تھی۔ لوگوں

Marfat.com
Marfat.com

نے مولنا صاحب کو بلایا۔ کہ مجلس سماع میں تشریف لائیں۔ آپ نہ گئے اور فرمایا کہ میرے عشق کے جوش کی تم تاب نہ لا سکو گے۔ انہوں نے مجھ سے سفارش کرائی۔ میں نے بھی جا کر عرض کیا۔ مولنا صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ بٹیا میں چلا تو جاؤنگا۔ لیکن میرے جوش کو کوئی برداشت نہ کر سکیگا۔ میرے عشق سے زمین کانپتی ہے۔ لیکن میرے بڑے ہوئے اصرار سے مجبور ہو کر چلنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اور قوالی میں شریک ہو گئے۔ جب آپ کو جوش ہوا تو آپ نے کھڑے ہو کر ایک الا اللہ کا نعرہ لگایا۔ تمام مجلس کے لوگ معہ قوال بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور آپ والیس حجرہ میں تشریف لائے جب میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو میں نہ کہتا تھا کہ ہمارے عشق کے جوش کو نہیں سنبھال سکیں گے۔ اگر دوسرا نعرہ مارتا تو تمام جن کو خاک سیاہ ہو جاتے۔

مولینا صاحب کی عادت تھی۔ کہ حجرہ کا دروازہ بند کر کے لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے۔ اور کسی کو بیعت نہیں فرماتے تھے۔

تھوڑے دنوں کے بعد مولینا صاحب نے ہمیں کلمہ [illegible] اور عجیب لذت و کیفیت اس میں آتی ہے [illegible] وہ وقت آتا جس وقت کہ ہمیں مولینا صاحب [illegible] خود بخود ہی کلمہ شریف اندر جاری ہو جاتا۔ [illegible]

اور ہمیں رہیں سے چشتیہ طریق کا فیض حاصل [illegible]

صاحب کو خواجہ صاحب کی روح نے [illegible] قطب ہو گئے۔ وہاں پہلے جاؤ [illegible] کے بعد ہماری بیعت کبھی وہاں [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

ہم کو خواب میں ارشاد ہوا۔ کہ تم خاندان نقشبندیہ کے صاحب طریقت و ہدایت ہو گئے۔ نقشبندیہ سلسلہ سے فیض حاصل کرو۔ ہم وہاں سے اسی طرف کو نکل گئے۔ اور اسی تلاش میں تھے۔ کہ کہاں جائیں۔ اور کس سے بیعت ہوں۔ ایک روز ہم کو ایک مست ملا اس نے کہا کہ تم جہاں خیلاں چلے جاؤ چنانچہ ہم اسی طرف چل دیئے۔ جب جہاں خیلاں کے قریب پہنچے تو ہم کو ایک مجذوبہ عورت ملی۔ اس نے کہا آ گئے ہو تو اچھا جاؤ آفتاب ہدایت کے غروب کا وقت قریب آگیا ہے۔ جلدی جا کر اپنا حصہ لو ابھی ہماری عمر گیارہ سال کی تھی۔ اور بارہویں میں قدم تھا۔ ڈاڑھی مونچھ کچھ نہ آئی تھی۔ چنانچہ ہم شمس عرفانی حضرت خواجہ قادر بخش صاحبؒ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ہمیں پیار کیا اور بیعت کر کے فرمایا کہ توکل شاہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے۔ اکواری کہ کیاری کیاری" میں نے عرض کیا کہ حضور اکواری ٹھیک ہے۔ کیاری کیاری میں دیر لگتی ہے حضور نے توجہ دی۔ اور اس قدر غلبہ فیض کا ہوا۔ کہ ہماری ناک سے خون بہنے لگا۔ اور ہم بیہوش ہو گئے۔ جب حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ ناک سے خون آگیا ہے۔ تو تھوڑا سا فیض کھینچ لیا۔ تب ہمیں ہوش آیا۔

پھر کچھ عرصہ ہم وہاں رہے۔ بعدہٗ انبالہ جانے کی اجازت مل گئی جب انبالہ آ گئے۔ تو کبھی کبھی مسجد میں پڑے رہتے۔ کبھی نند سنگھ باغ میں اور کبھی قبرستان میں۔ باکر تنے۔ جب طبیعت چاہتی تو حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں چلے جاتے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت خواجہ صاحبؒ نے ہم کو بیعت کرنے کی بھی اجازت مرحمت فرمادی۔

ایک روز ہم نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

Marfat.com
Marfat.com

ہوگیا۔ چنانچہ اس کی تصدیق کرنے پہ معلوم ہوا۔ کہ خواب صحیح ہے۔ لہذا
ہم وہاں گئے چہلم کے موقعہ پر تمام خلفا کی دستار بندی ہوئی۔ مگر
مجھ کو کم سن سمجھ کر کسی نے دستار نہ دی۔ مجھے اس بات کا قلق ہوا۔
کہ مجھے کسی نے نہ پوچھا۔ اسی رنج میں میں جنگل میں نکل گیا۔ اور ذکر الٰہی
میں مشغول ہوا۔ کچھ غنودگی سی ہوگئی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ عرش سے ایک
لمبی دستار کا پلہ اُتر کر میرے پاس آیا۔ اور ندا ہوئی کہ لو اسے باندھو۔ یہ
آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کیطرف سے یہ دستار آئی ہے۔ میں نے اس کو اپنے
سر پہ باندھنا شروع کیا۔ وہ اتنی لمبی دستار تھی۔ کہ باندھتے چلا گیا۔ مگر ختم
ہونے میں نہ آتی تھی۔ آخر میں نے تنگ آکر اس کو خود ہی چھوڑ دیا۔

فرمایا کہ بعد وصال حضرت خواجہ صاحب آپ کے صاحبزادے حضرت
عبدالخالق صاحب و حضرت غلام قادر صاحب بہت ہی کمسن تھے۔ الہٰذا ہم کو
ان کی پرورش کا فکر ہوا۔ اور ہم وہیں رہنے لگے۔ ان کے تمام کاروبار کی نگرانی
رکھتے۔ اور کھیتی وغیرہ کو دیکھتے رہتے۔ اور صاحبزادے عبدالخالق صاحب کو
ہر جگہ گود میں اٹھائے پھرتے۔ اور جب وہ ذرا بڑے ہوگئے تو ہم ان کو
ساتھ لے انبالہ پہنچ گئے۔ ان کی تعلیم شروع کرادی۔ [illegible]
رہا کرتے۔ تو روزانہ بعد نماز ظہر دو تین آدمی کام کو لینے [illegible]
اگر کوئی کام نہ ملتا۔ تو جنگل سے جا کر گھاس لکھوا لاتے [illegible]

صاحبزادہ عبدالخالق صاحب میرے لڑکپن [illegible]
بھی ہم سے محبت ہوگئی تھی۔ ہم بھی [illegible]
اور ان کی بچپن کی سنتیں پوری کرتے۔

پھر فرمایا کہ اگر ہمارا دل جنگل یا قبرستان میں [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

جنگل کی طرف ڈیرہ لبسی کے پاس اور اس سے آگے پہاڑوں میں چلے جایا کرتے تھے، جب ذرا جذب میں کمی ہوتی تو واپس چلے آتے، ہم درگاہ بھی شاہ صاحب اور حضرت شاہ عبدالرسول صاحب میں بہت بیٹھا کرتے تھے، اور وہاں سے مستفیض ہوتے تھے، ان دونوں کی ارواح پاک ہم سے بہت خوش تھیں جب وہاں سے دل بھر جاتا تو جنگل کو چلے جاتے

نقل معتبر ہے کہ بعد وصال حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے حضرت سائیں تونسوی رضی اللہ عنہ نے سلسلہ جاری نہ کیا، اور جو کوئی بیعت ہونا چاہتا اس کو حضرت حاجی صاحب جالندھری یعنی حضرت داؤد پوتے سے بیعت کرا دیا کرتے تھے یا اپنے پیر بھائی خلیفہ غلام شاہ صاحب کی خدمت میں بیعت کے لئے پیش کر دیتے، مگر بعد بیعت حاجی صاحب، اور خلیفہ صاحب بھی فرماتے کہ اللہ اللہ سیکھنا ہو تو سائیں سے ہی سیکھنا۔ چنانچہ سب سے پہلے خلیفہ مظفر علی خاں حصار والوں کو بتایا، مگر بیعت حاجی صاحب جالندھری سے ہی کرایا تھا۔

نقل معتبر ہے کہ بہت عرصہ تک سائیں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں خیلاں عرس میں شریک ہوا کرتے تھے، مگر جب وہاں خلقا کا ہجوم زیادہ ہونے لگا۔ تو آپ وہاں جانے سے گھبرانے لگے۔ اس لئے حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ مستقل! جہاں تم انبالہ ہی میں اپنے مرشد کا ختم دلا دیا کرو۔ چنانچہ حضور علیہ الرحمۃ نے حسب فرمان حاجی صاحب جالندھری انبالہ ہی میں خواجہ صاحبؒ کا ختم کرانا شروع کر دیا، انبالہ ہی میں تو معمولی طریقہ سے ختم کی تقریب ہوا کرتی رہی، لیکن چند سال بعد بہت دھوم دھام اور لوگوں کا اژدہام ہونے لگا، چنانچہ وہاں سے بھی گھبرا کر شاہ عبدالرسول

Marfat.com
Marfat.com

میں چلے جاتے جس پر حاجی صاحب علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ مسند ابھی گھبراتے کیوں ہو۔ یہ ختم قیامت تک جاری رہے گا اس ختم پر حضور کے بڑے بڑے خلفاء، صاحبزادے اور خود حاجی صاحبؒ شریک ہوتے اس عرشی دستار والے کے پاس سب آتے۔ کئی کئی روز تک قیام رہتا خوب خاطر مدارات ہوتی۔ اور صاحبزادگان نذرانے پیش کرتے۔ اس طرح اُسی عرشی دستار کا ظہور شروع ہوا۔ اور رونق و ترقی میں افزونی ہوتی رہتی۔

ایک روز ارشاد ہوا کہ پھر ایک دفعہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک سے حکم ہوا کہ تم لوگوں کو بیعت کیا کرو۔ اور فیض پہنچایا کرو۔ تب ہم نے یہ سلسلہ شروع کر دیا۔

ایک روز ارشاد ہوا۔ کہ جب کبھی ہم چھاؤنی انبالہ جایا کرتے۔ تو ایک مجذوبہ عورت جو وہاں رہا کرتی تھی۔ ہمیں دیکھ کر ہمیشہ یہ کہتی۔ کہ اس لڑکے کی شادی کا مجھے بڑا فکر ہے۔ ہم حیران ہوا کرتے۔ کہ اس کو ہمارا کیوں فکر ہے۔ حالانکہ ہمیں تو خیال تک بھی نہیں۔ مگر چھاؤنی میں ہمارا نکاح ہو گیا تو سمجھ میں آیا کہ یہ اُس مجذوبہ کا تصرف ہے۔

نقل ہے کہ ابتداء میں اکثر ہر تنہ کئی کئی وقت فاقہ میں گذر گئے۔ یہاں تک کہ آپ میں ضعف کا احساس ہونے لگا۔ آپ شاہ عبدالرسول صاحب کی خانقاہ میں جا کر مراقب ہوتے۔ بعد مراقبہ جب باہر تشریف [illegible]

آپ پر غشی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ [illegible] تو آپ نے درویشوں سے فرمایا کہ بعد [illegible] منہ سے کیا لفظ نکلا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خیریت گذری۔ کیونکہ جب بے ہوش ہوتے تو ہماری روح جسم سے نکل کر آسمان پر اُس جگہ پہنچ گئی۔ جہاں رزق کا

Marfat.com
Marfat.com

خزانہ ہے وہاں جا پہنچی ۔ خزانہ کے دروازے پر روح کی ٹکر لگی تو وہ کھل گیا
اب یقین ہے کہ روزی کھل گئی
پھر آپ خانقاہ شاہ عبدالرسول میں جا کر مراقب ہوئے ۔ اور درویشوں کو حکم دیا ۔ کہ باہر سے کنڈا لگا دو ۔ کسی کو اندر نہ آنے دینا ۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آیا ۔ درویشوں نے اُس کو اندر آنے سے روکا اس نے بڑی عاجزی سے کہا کہ مجھے کچھ عرض کرنا ہے ۔ اُس کی التجا اور عاجزی دیکھ کر درویشوں نے کنڈا کھول دیا ۔ اُس نے اندر جا کر آپ کے پیش روپے نذر کئے ۔ آپ نے اُس میں سے دو روپے تو گھر بھجوا دیئے ۔ اور باقی روپے درویشوں کو دے دئے کہ جاؤ اس کا کھانا پکا کر خود بھی کھاؤ ۔ اور لوگوں کو خوب کھلاؤ ۔ ہمیں بھی اُس میں سے کچھ دے دینا ۔ پھر آپ نے اُس شخص کو بلا کر اُسکی کیفیت دریافت کی ۔ اُس نے عرض کیا کہ حضور میں تحصیل جگادھری کا رہنے والا ہوں ۔ اور اور گھاس بیچ کر اپنا گزارا کرتا ہوں ۔ روزانہ ایک پیسہ یا کبھی اس سے زیادہ بھی آپ کے نام کا ایک جگہ ڈالتا رہتا تھا ۔ جب یہ روپے جمع ہو گئے ۔ تو حضور کے پاس لے کر آیا ہوں ۔ اور چند روز کے گزارہ کا خرچ گھر سے لایا ۔ دو روز تک وہاں پہنچ کر پھر کچھ محنت مزدوری کروں گا ۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ اُس نے ہم کو عین حلال روزی اپنی قدرت سے مرحمت فرمائی ۔ اور اس کے لئے دعا فرمائی ۔ کہ خداوند عالم تو اُس کی تنگی اور بھوک دُور کر دے ۔ لہٰذا آپ کے حالات و کرامات بہت ہیں تذکرہ توکلیہ میں اِن کا مفصل ذکر آیا ہے ۔ شائقین ملاحظہ فرما سکتے ہیں ۔ قلت صفحات کے باعث اُن سب کا درج کرنا مشکل ہے ۔
لہٰذا اب میں آپ کی وفات کا ذکر کرتا ہوں ۔

Marfat.com
Marfat.com

حالات وصال وغیرہ سائیں توکل شاہ صاحبؒ

وفات کے کچھ عرصہ پیشتر آپ نے کسی سے فرمایا کہ مولوی صاحب آج ہم نے دیکھا کہ ایک پُر ہیبت شکل میں کوئی بلا ہمارے حجرے کے سامنے کھڑی ہوئی ہے اور وہ بلا اس قدر بڑی ہے کہ صرف اُس کا منہ ہمارے حجرے کے برابر ہے۔ پہلے تو ہمیں یہ گمان ہوا کہ یہ کوئی جن ہوگا۔ چونکہ جن بھی ایسی ہی ہیبت ناک شکلوں میں ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ آخیر وہ ہم کلام ہوئی۔ ہم نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اُس نے بیان کیا کہ میں موت ہوں ہم نے کہا کہ تو ویسے ہی آئی ہے یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ اُس نے کہا کہ میں اللہ کے حکم سے آئی ہوں۔ ہم نے کہا کہ اگر تو اللہ تعالےٰ کے حکم سے آئی ہے تو ہمیں کیا عذر ہے۔ تو ہمیں کیا عذر ہے خدا تعالیٰ کا حکم بخوشی منظور ہے۔ لیکن اُس نے کہا پہلے میں آپ کا خون پیوں گی۔ پھر گوشت کھاؤں گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب دنیا سے رخصت ہونے کا وقت قریب ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے ہم بیمار ہوں گے۔ اور پھر وہی مرض موت میں تبدیل ہوجائیگا۔

اُس وقت جو درویش آپکی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے سب حیران اور پریشان ہوگئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم گھبراتے کیوں ہو آخر ایک دن سب کو آنی ہے۔ اور بہت سی تسلی آمیز باتیں کرتے رہے۔

اِس واقعہ کے کچھ دنوں بعد آپ کو مرض اسہال لاحق ہوا آپ اکثر حالت صحت میں دعا فرمایا کرتے تھے۔ کہ خداوندا مجھے درجہ شہادت

Marfat.com
Marfat.com

عطا فرمایا۔ چنانچہ یہ اسی دعا کی برکت تھی۔ کہ آپ کو اسہال شروع ہو گئے۔ چونکہ مرض اسہال سے جو موت لاحق ہو وہ شریعت محمدی میں شہادت کی موت ہے۔ اس وقت حضرت کی یہ حالت تھی۔ کہ آپ نماز پنجگانہ باجماعت ادا فرماتے۔ اور تمام اذکار و اشغال اور مراقبات وغیرہ اسی طرح پورا کرتے تھے۔ جیسے کہ حالت صحت میں۔ آپ کے حبس قدر معمولات تھے۔ اس میں ایک بھی کم نہ ہوا تھا۔ کئی روز اسی حالت میں گزر گئے علاج معالجہ ہوتا رہا۔ آپ دوا کھاتے وقت فرمایا کرتے کہ ہم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھتے ہوئے دوا کھاتے پیتے ہیں۔ ورنہ ہم یہ جانتے ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے دوا کچھ نہیں کر سکتی لوگوں سے کشادہ پیشانی اور فراخ دلی سے پیش آتے۔ کسی قسم کی گھبراہٹ یا پریشانی کے آثار نہیں پائے جاتے تھے۔

ایک روز آپ نے ظہر کی نماز باہر پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوتے ہی آپ پر غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ مگر صلبہ ہی ہوش آ گیا۔ حضور نے ہوش میں آتے ہی فرمایا کہ افسوس ہمیں خبر نہ تھی کہ گھوڑی چٹیل میدان میں ہی ڈال جائے گی اب روح بدن سے آزاد ہو کر اوپر جانا چاہتی ہے۔ اور جسم اس کے سامنے التجا کرتا ہے کہ ذرا ٹھہر جا۔ اس کے بعد آپ اندر مکان میں تشریف لے گئے۔ اور خدام بھی آپ کے ہمراہ اندر گئے۔ پردہ ہو گیا۔ آپ پر وہاں پہنچتے ہی پھر غشی کی حالت طاری ہو گئی۔ اس وقت وہاں پر سائیں مغلی شاہ خلیفہ مظفر علی خاں مولوی عبدالرحیم مسکین۔ حاجی کریم بخش۔ اور دیگر خلفا ہر وقت کے پاس رہنے والے خاص خاص درویش حاضر خدمت تھے۔ آپ کی وہ بیہوشی کی حالت دیکھ کر سب رونے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا۔ تو فرمایا کہ

Marfat.com
Marfat.com

روتے کیوں ہو۔ بہتر تو یہ ہے کہ ہماری شفا کے واسطے دعا کرو۔ سب کو ایک طرح کی تسلی سی ہوگئی۔ سائیں مغل شاہ نے کہا ضرور میرے واسطے دعا فرمائیں کہ میرا خاتمہ بخیر ہو۔ میرا تو اور کہیں ٹھکانہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے سب کے ساتھ اچھا سلوک ہوگا۔ اور سب کا ہی یتیمی پر خاتمہ ہوگا۔ اطمینان رکھو۔

بعد ازاں آپ کی صحت کیلئے بکرے ذبح کئے گئے۔ اہل عقیدت ہر چہار اطراف سے جمع ہو گئے۔ دہلی سے حکیم لطیف حسین خاں و حکیم محی الدین اور دیگر بہت سے حکمار اطبا تشریف لائے۔ ہر چند تدابیر کی گئیں۔ مگر افاقہ نہ ہوا۔ آخر آپ بیٹھ کر نماز باجماعت ادا کرنے لگے۔ اور اپنے معمولات کو فکر کے ساتھ ادا فرمانے لگے۔ اسی حالت بیہوشی میں صاحبزادہ عبدالخالق صاحب بھی تشریف لے آئے۔ اور رونے لگے۔ آپ نے اُن کی تشفی فرمائی

مرض بدستور تھا۔ لیکن طبیعت میں سکون اور اطمینان تھا۔ ہر اُس شخص کیلئے جو آپ کی زیارت کو آتا بڑے اطمینان اور تسلی کے ساتھ ملاقات فرماتے۔ اور دعا کرتے۔

ان ایام میں متواتر خیرات و صدقات کا سلسلہ جاری رہا۔ سید احمد علی صاحب بھی جو کرنال میں ملازم تھے۔ اور آپ کے خاص متبعین میں سے تھے۔ چند بکرے ذبح کرا کر کشت تقسیم کیا گئی۔ روز تک کھانا تقسیم ہوتا رہا۔ آپ نے بھی اُس میں سے چند لقمے تناول فرمائے۔

وصال سے تین چار روز قبل ایک دن فرمایا کہ ہم نے خواب میں ایک بے انتہا نورانی نور دیکھا جسکی نہ کوئی انتہا تھی اور نہ کوئی ابتدا۔ ہم وہاں گئے۔ ایک دیوار نظر آئی جبکہ دوسری طرف ہم کو بلایا گیا۔ مگر ہم نے جواب دیا کہ ہم ابھی نہیں آتے۔ حضور سے اس ارشاد سے لوگوں کو بہت اطمینان ہوا۔

Marfat.com
Marfat.com

ایک گونہ تسلی ہوئی کہ اب صحت ہو جائے گی علالت کی خبر سن کر دور دور سے زائرین بکثرت آتے تھے جن کو وستہ وبستہ زیارت کرائی جاتی تھی، صرف اتنی مہلت ملتی تھی کہ زیارت بخوبی کر سکیں۔ البتہ بات چیت کا موقع نہ ملتا تھا۔ میر ہاشم علی صاحب سے آپ نے فرمایا کہ اب ہمارا دل یہاں رہنے کو نہیں چاہتا۔ اور بار بار فرمانا شروع کیا کہ اب ہماری روح اُس بیحد نور کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہے۔ دنیا میں رہنے کو جی نہیں چاہتا۔ آخر میں وہ دن آیا۔ جس روز اس شناور دریائے وحدت کو قید عنصریات سے رہا ہو کر مطلوب حقیقی کے ساتھ وصل عرفانی ہونا تھا۔ یہ دن سب لوگوں کے واسطے نہایت غم آمیز بلا خیز لمحہ پُر آشوب تھا۔ ۴ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ بروز چہارشنبہ آپ نے صبح کی نماز چارپائی پر لیٹے لیٹے باجماعت اشارے سے ادا کی اس کے بعد نیچے ایک چٹائی بچھوا کر اس پر بہ طریق مسنون لیٹ گئے۔ دس بجے کے قریب ایک عجیب جوش کی کیفیت پیدا ہوئی جو ساعت بہ ساعت ترقی کرتی گئی۔ آپ نے اس وقت باتیں کرنے سے منع فرمایا۔ اس وقت حضور کے ہر وقت پاس رہنے والے تمام خدام موجود تھے۔ آپ اس حالت ذوق و شوق و طپش جوش میں کبھی اُٹھتے۔ اور کبھی بیٹھتے۔ اور بار بار پانی پیتے مغلی شاہ آپ کا سر آگے سینہ کی طرف سے پکڑے ہوئے۔ اور کمر کی جانب سنبھالے ہوئے تھا۔ اس وقت حضور زبان سے کچھ نہیں بول سکتے تھے۔ سائیں مغلی شاہ کا انگوٹھا اپنے منہ میں لیکر ایک خاص طریقے سے دباتے جس سے سمجھا جاتا تھا۔ کہ حضور اُٹھنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اس اشارے کے ساتھ ہی آپ کو اُٹھایا جاتا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ سامنے سے پردہ ہٹا دو۔ لہٰذا دروازے پر جو چق پڑی ہوئی تھی۔ ذرا ہٹا دی گئی۔ اسی حالت میں

Marfat.com
Marfat.com

صاحبزادہ صاحب میاں خالق داد سرہانے کیطرف سے پاس آکر شجرہ شریف سنانے لگے۔ آپ نے اشارے سے منع فرمایا۔ وہ خاموش ہو گئے آپ نے پھر فرمایا کہ مجھے صاف کپڑے پہناؤ چنانچہ آپ کو کپڑے بدلوائے گئے۔ پھر آپ نے تیمم کے لئے فرمایا۔ جو فوراً کرا دیا گیا۔ پھر آپ نے نماز کا وقت دریافت فرمایا۔ یوسف علی شاہ صاحب نے عرض کیا۔ کہ حضور نماز کا وقت تو ابھی نہیں ہوا ہے۔ آپ نے سائیں متلی شاہ اور سائیں کریم بخش کو ہاتھ اپنے داہنے ہاتھ میں پکڑ کر آسمان کیطرف آنکھوں سے اشارہ کیا۔ وہ کچھ نہ سمجھے۔ اور آپ معاً سلطان الاذکار میں مشغول ہو گئے۔ ایک بار حبس دم کیا۔ پھر دوسری مرتبہ حبس کر کے سانس لیا۔ پھر تیسری مرتبہ حبس کیا تھا کہ روحِ پاک قیدِ عنصری سے نجات حاصل کر کے محبوبِ حقیقی سے جا واصل ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

ذکر خلیفہ الٰہی بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ پیشہ بخاری کیا کرتے تھے۔ ان کا اصلی نام جو والدین نے رکھا تھا۔ اللہ دیا تھا۔ آپ کو سحر یعنی جادو سیکھنے کا بہت شوق ہوا۔ اتفاقاً ایک دن وہ سائیں توکل شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کا کچھ اثر پڑا۔ کہ سحر ذوق جاتا رہا۔ اور یادِ خدا کی طلب ہوئی۔ حضرت نے ان کو درود شریف پڑھنے کے لئے فرمایا۔ لہٰذا درود شریف کی برکت سے آپکی حالت اور بھی اچھی ہو گئی۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد سب سے قطعاً توبہ کر کے حضرت صاحب علیہ الرحمۃ سے بیعت کی

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بعد بیعت آپ کا نام اللہ دیا کے بجائے الٰہی بخش رکھدیا۔ اس کے بعد آپ ذکر و اشغال میں بہت مصروف ہوئے۔ اور اسقدر ورد بڑھا کہ چوبیس ہزار مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھا کرتے تھے۔

آپ علم سے بالکل بے بہرہ تھے۔ آپ کے بھائی شاہ عبدالقادر کی سفارش سے آپ کو تلقین و ہدایت کی اجازت حضور علیہ الرحمتہ نے دیدی تھی مگر فرماتے تھے، کہ یہ نا سمجھ ہے۔ اجازت کے قابل نہیں، تمہاری خاطر سے اجازت دے دی ہے۔

کچھ عرصہ بعد خلیفہ صاحب کو کشف قبور ہو گیا۔ اور وہ قبروں سے فیض حاصل کرتے ہوئے گجرات پہنچے۔ کیونکہ وہ اکثر سیاحی میں رہا کرتے تھے وہاں آپ نے دولہ شاہ صاحب کی قبر سے خوب فیض حاصل کیا۔ اور بہت سے لوگوں کو مرید بھی کیا۔ کچھ دنوں کے بعد وہاں سے حضور علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اور فیض حاصل کرتے رہے اور یہاں تک کہ آپ کی شکل حضور علیہ الرحمتہ کی شکل سے مشابہ ہو گئی تھی پھر آپ حضور سے اجازت لیکر حج کیلئے گئے۔ اور روضہ اطہر حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر واپسی پر حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

آپ حضورؒ کے وصال کے بعد بہت عرصہ تک زندہ رہے۔ اور لوگوں کو نام خدا بتلاتے رہے۔ اور بڑے صاحب تصرف ہو گئے۔

ایک مرتبہ آپ فصد کھلواتے ہوئے۔ آپ نے نائی سے کہا کہ اگر خون نکلنے سے آرام ہوتا ہے۔ تو خوب گہرا نشتر لگاؤ۔ فصد لگنے کے بعد بازو پر

Marfat.com
Marfat.com

درم ہوگیا۔ اور اسی میں آپ کی وفات ہوگئی۔

حاجی الٰہی بخش بہت ہی نیک سیرت، پاکباز، متقی اور صالح آدمی تھے۔ بعد آپ کی وفات ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ کہ حضوری قلب کیساتھ درود شریف پڑھ رہے ہیں۔ آپ سے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ جواب دیا کہ میں یہاں بہت خوش ہوں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہاں رہنے میں تو کوئی کمال حاصل نہیں کیا تھا۔ سوائے تلقین اور ہدایت کے۔ لیکن کمال اب حاصل ہوا ہے۔

جس روز آپ کا وصال ہوا [illegible] کے بعد کی حالت نظر آئی۔ کہ قبر میں جب آپ سے پوچھ گچھ کی گئی۔ منکر نکیر آئے۔ تو آپ نے خوف اور دہشت سے [illegible] حضرت صاحب تو کل شاہ صاحب کی ارواح مقدس کا [illegible] خوش آگیا۔ کہا کہ میں ان حضرت کا مرید ہوں۔ [illegible] فرمایا کہ ہاں یہ ہمارا مرید ہے۔ یہ سن کر منکر نکیر [illegible] اور علیین میں صاحب پر آثار مغفرت ہونے لگے۔ اور وہ [illegible] میں مشغول ہوگئے۔

اس امر سے صاف ظاہر ہے کہ [illegible] قبر اور حشر میں بطور اتم ضروری ہوتی ہے۔ اللہ ہی اوقات [illegible] کی بعینہ اصلی اور حقیقی اور ضروری ہے۔ اس لئے حضرت [illegible] فرماتے ہیں۔

گر نہ گردد طالبان را دست پیر [illegible]

نقل ہے کہ آپ کے ہمسایہ میں ایک شخص نے [illegible] دوسرا فریق آپ کی خدمت میں حاضر ہوا [illegible] کیا ہے آپ کو ہمارے [illegible] آپ یہ سن کر خاموش

Marfat.com
Marfat.com

ہو گئے۔ جب مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ اور گواہاں گذرے تو آپکا نام گواہان میں دیکھکر ڈپٹی صاحب نے کہا کہ ہم آپکی گواہی آپ کے مکان ہی پہ جا کر لے لینگے۔ لہذا جب ڈپٹی آپ کے مکان پر شہادت لینے کے لئے پہنچا۔ تو آپ اُس وقت شاہ عبدالرسول صاحبؒ میں یاد الٰہی میں مصروف تھے ڈپٹی اُسی جگہ پہنچا۔ جب وہ دروازے کے قریب پہنچا ہے تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا۔ کہ اُس گواہی کیلئے وہ ڈپٹی اِسی جگہ آیا ہے۔ تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ کہاں ہے۔ اور باہر کی جانب اُس کی طرف دیکھا آپ کا دیکھنا تھا کہ وہ ڈپٹی لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اور اُٹھ کر معافی مانگتا ہوا اُلٹے پاؤں بھاگا۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمتہ کو یہ خیال ہوگیا کہ امام کے پیچھے الحمد شریف ضرور پڑھنی چاہیئے۔ آپ کے دل میں ابھی یہ خیال پیدا ہی ہوا تھا۔ کہ روحانیت امام اعظم رحمتہ اللہ کی آپ کو نظر آئی۔ اور آپ کو خطاب کر کے فرمایا کہ افسوس آپ جیسے مشائخ بھی ایسے مسائل میں متردد ہونے ہیں حالانکہ میرے زمانہ سے لیکر آج تک ہر زمانہ میں اکثر اولیاء اللہ میری تحقیق پہ چلے۔ اور اس مسئلے میں میرے قول پر عمل کرتے آئے ہیں۔ آپ باوجود شیخ طریقت ہونے کے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس طریقہ کی مقبولیت ہو چکی ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ باقی اللہ نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر عقیدہ جائز ہے۔ لیکن کسی ایک کی تقلید بھی کرنا لازمی اور ضروری ہے تاکہ ہر شخص کے ارادے کی پختگی اور عمل قوت مضبوط ہو سکے۔

Marfat.com
Marfat.com

طبقہ سوم

باب نہم ۔ در ذکر خیر حضرت شمس الکونین خواجہ محمد عبد الخالق صاحب

لمعہ صفت دہم ۔ بیان پیدائش

شکفتہ شد گلے از باغِ عرفاں
نمایاں شد دُرِ گنجِ حقیقت

محبِ حق حبیب شانِ احمد
دل آرائے مجدد با کرامت

بیاد و حسب دل ہائے خلائق
بماند خاندانش تا قیامت

دعا بر خوان و ناطق از سرِ دل
ندا کن بہر تاریخ ولادت

دلے با غور سر در لب کشادہ
بجذبہ شوق مسرت با جذبہ شوق مسرت

الٰہی روز افزوں باد دائم
کمال و جاہ و خوبی دین و ملت

الحمد للہ خلاقِ عالمیان را کہ از مشیت خود انسان را بر طرز تین صوری و معنوی پیدا نمود شقی و سعید و ہر کہ از ازل سعید است بعد آوردن در عالم [illegible] آں در عالم ہویدا میشود و ہر کہ بد بخت ہست شقاوت آ[illegible]

امد حضرت سید امیر شاہ صاحب نے چند اشعار ذیل بہ حسن پیدائش طبع او فرمودہ

آنرا سعدی نوشتند
از روز ازل چنیں سرشتند

از پشتِ پدر ز بطنِ مادر
آرند سعید و نیک اختر

Marfat.com
Marfat.com

شمع در پیش او فروزند — واز عالم دیدنش بدوزند

آرند بجلوہ گاہ نازش — برسند نشان زبے نیازش

چشم دل او کند روشن — سراسر بہ پیش او سپر من

بتیند جہان دمہر برلب — نوشند محیط عطش اغلب

اسرار نہاں باد نمایند — [illegible] زبان از او در بابند

خواہاں کہ بیاں کنم توضیح — تلمیح بر آورم بتصریح

چوں ماہ بہ مہر ہمقرآں بود — مریخ بہ زہرہ ہمعناں بود

تفریح ز ہر طرف نمایاں — [illegible] انبیا [illegible]

کافور ز ہر طرف بجشن [illegible] — [illegible] عیش با عدیش

مفقود و غم و سرور موجود — از ساعت [illegible] جنان معمور

ہر خانہ [illegible] شب دل افروز — [illegible] دروز نوروز

آمد بجہاں ماہ کنعان — [illegible] شمس عرفان

نور الابصار قرۃ العین — بدر المشرقین و شمس کونین

شبلی طالع و جنید ثانی — ہم نام و مسمی غوث صمدانی

کردند دعا برائے مولود — [illegible] از بخت مسعود

درود [illegible] بیش کا [illegible] — [illegible]

ہر سال [illegible] جشن امروز — ہر [illegible] بہار نوروز

ہر ساعت [illegible] دقیقہ [illegible] — [illegible] یاد طریقہ یا حق

مختصر مطلب یہ ہے کہ انسان کی ولادت دو طرح پر ہوتی ہے ایک صوری یا دو والدین [illegible] ولادت [illegible] عنصری کا ساخت و صفات اعضا سے مرکب ہے۔ دوسری ولادت معنوی کہ نتیجہ مشیت ایزدی

Marfat.com
Marfat.com

وعکس النوادر ولطائف وعوارف ہے۔ ولایت صوری تو ہر ایک انسان کے واسطے ہے مگر معنوی یعنی واردات باطنی انتخابی طور سے بالتخصیص بہ سبب وہبی وخاصۂ روحانیت ازلی کے ساتھ ہے۔ ایسی ولادت یا سعادت اُسی کو نصیب ہوتی ہے جو اُس کے لائق ہوتا ہے۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔

ہاں بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ عالم طفلی میں نسبت کسبی کے ساتھ متصرف ہوکر ولادت کو پاک بنا دیتی ہے۔ ولادت معنوی کے اثرات انہیں پاکبازی کی صورتوں میں کیفیات قلبی کے ساتھ ظہور میں آتے ہیں جن کی صورت ظاہری منور پاکیزہ ودل کش ہوتی ہے۔ اس کے متعلق حضرت خواجہ شمس الکونین علیہ الرحمۃ نے خود فرمایا تھا کہ روز ازل جب اللہ تعالیٰ نے شان جمالی وجلالی کے ساتھ لفظ کن ارشاد فرمایا تھا۔ تو چار قسم کی ارواح پیدا ہوگئیں۔ ارواح جلالی مشترک۔ ارواح جمالی دوسرے جمالی مشترک بہ جلالی تیسرے خالص جمالی۔ چوتھے عین جلالی پس پاک ولادت معنوی انہی روح کی ہے جو سعید ازلی ہے۔ اور عین جمالی ہے۔ ایسی ہی پاک ولادت معنوی حضرت مرشدنا خواجہ شمس الکونین علیہ الرحمۃ کی تھی۔ آپ نے صغر سنی سے لیکر آخیر دم تک سعادت کے ساتھ ہی زندگی بسر کی کسی قسم کی قولی وفعلی حرکت [illegible]

سنی۔ طلب فقر ومحبت الٰہی وعشق [illegible]

ہی سب دن گذارے آپ کا اسم گرامی [illegible] تاریخ پیدائش سعید ازل ہونے کا بین ثبوت ان سے عیاں ہے

منجانب ولیعہد الٰہی محمد عبدالخالق ۱۲۶۰ھ

Marfat.com
Marfat.com

مزید برآں آپ کا خطاب ابو سعید ہر شخص کو معلوم ہے۔ یہ خطاب بھی خود شاہدِ بیان ہے

قطعہ تاریخ ولادت یعون تائید غیبی

از مولف

شکر تو اے شانِ ذات داد دہی — ہست زیبا مرترا ہر بہتری
مرحبا کز رحمت حسب المراد — آشکارا گشت وقتِ بہتری
صبح دم از منزل سعد السعود — شد طلوع ماہِ برجِ انوری
شد خطابِ شمسِ کونین انتخاب — از خطیبِ سعد چرخِ عنبری
ہم زہے حسنِ سرشتِ غیب گفت — بر ولادت معنوی و ظاہری
بارک اللہ وہ چہ تازہ تر شگفت — ایں گلِ عرفاں بازیبا تری
ماشاء اللہ خوبیٔ حسن و جمال! — شاہدِ انداز و ناز دلبری
یادگارِ خاندان نقشبند — قرۃ العین شانِ قادری
جوہرِ گنجِ شہ دیدار بخش — جلوہ آرائے سریرِ انوری
بہرِ یادِ سال و تاریخِ ظہور — اہلِ دانش فکرِ طبعم را بری
یومِ تولیدِ سعیدش واشود — گر بدورِ شرفِ زہرہ بنگری
نسبتِ اسمِ مبارک درخواص — منسلک با طبعِ سعد اکبری
خاصۂ احساسِ قلبی با اسد — طالعِ اخلاق و سیرت مشتری
مظہرِ تخمیرِ تخلیقِ وجود! — خاکی و بادی ز خلطِ عنصری
ماہ و تارِ بخشش بجو با فکرِ دل — ہم بیاد آں صرف کن صنعتگری
بہرِ سالش گر کند غور و خیال — با ادب دانا بنظرِ سرسری

Marfat.com
Marfat.com

داشتند اعداد ستہ عسیری — داشتم مخفی بایں صنعت گری
خوش بگو ناطق دعا با جذب دل — بہر شان درباگاہِ داوری
یا الٰہی آں کند اندر جہان — بہر گم گشتہ دیں رہبری
با ہمہ جاہ و کمالات و جمال — مے نماید ہر کجا جلوہ گری
باد روز افزوں کمال و قدر جاہ — اوج علم و مال و غربا پروری
حق بحرمیم انیکہ زیبا صورتش — لائق شایان شان قیصری

آپ کو قدرت نے سنہ ۱۲۷۰ھ سن پیدائش ہی میں صدہا خطابات سے مرصع فرمایا۔ چند اسماء مبارک مع خطابات درج ذیل ہیں جن صفات و خطابات کو آپ کے اسم مبارک کے ساتھ شامل کیا جاوے اُسی سے سن پیدائش کا اظہار ہوتا ہے۔

خواجہ عالم پناہ ولی و اہلِ ولی محمد عبدالخالق سنہ ۱۲۵۰ھ
سعید ازل زبدہ عالم محمد عبدالخالق سنہ ۱۲۶۰ھ
عقلمند ولی محمد عبدالخالق سنہ ۱۲۷۰ھ
دانا و اہل درد زیبا و بے بہا محمد عبدالخالق سنہ ۱۲۸۰ھ
صوفی سالک لاجواب محمد عبدالخالق سنہ ۱۲۹۰ھ
عالی حوصلہ و باوفا محمد عبدالخالق سنہ ۱۳۰۰ھ
ہادیٔ ہدا دلی و پارسا محمد عبدالخالق سنہ ۱۳۱۰ھ
محبوب اللہ سالک حق آگاہ محمد عبدالخالق

غرضیکہ قدرت نے روزِ ازل ہی سے آپ کو [illegible] وجود امکان میں بھیجا تھا۔ گویا مراتب علیا سے سرفراز ہونا مجموعہ حسن و کمالات بنا کر آپ دنیا میں تشریف لائے۔ ۱۰ شوال المکرم یوم جمعۃ المبارک

Marfat.com
Marfat.com

وقت صبح صادق آپ کی ولادت خیر آثار معجز نما ظہور میں آئی۔
احسنت مرحبا وہ بھی وقت کیا ہی مسعود تھا کہ رحمت حق احباب
واقربا کے سروں پہ ابر کو ہر بار کیطرح برس برس کر ہر ایک کا دامن
مقصود بھرتی ہو گی۔ اور ہر طرف سے مبارک سلامت کی آواز در گوش
بن بن کر سمع خیال میں خوشی کی آب و تاب دکھلاتی ہو گی۔ کیوں نہ ہو
آپ مطلع انوار عرفانی مجمعہ حسن نزولات رحمانی سراپا عظمت و برکت
تھے مشیت ایزدی نے کیا ہی موزوں نسبت اسم گرامی و نام نامی میں
رکھی ہے۔ کہ جس کے ہر دو الفاظ خاصیت میں اسم اعظم اور ہر ہر لفظ
اسرار و نکات سے لبریز ہے۔ ہر حرف شاہد حال و قال و سیرت ہے

قطعہ متعلق اسم مبارک بہ صنعت مراتب

عالم دین عقلمند و عابد و عالی گہر — بندۂ پرور بندۂ معبود برحق باخبر
دلنواز و درد مند حالت درماندگان — اہل ایمان و انیس حق ادیب خوش سیر
لاکق الطاف لطف و لمع شان لم یزل — خواجہ خوش خلق و خو خورشید پیکر خوب تر
فکر کردم چوں نہادش بر خیال مدحتش — نسبت موزوں ز ہر حرفش بر آمد در نظر
گر تو ناطق آرزوئے وصل میداری بدل — بالصور و رد ایں نامش بخن شام و سحر

حدیث شریف۔ السعید من سعد فی بطن امہ۔ یعنی نیک بخت وہ شخص ہے کہ نیک بنایا جاتا ہے۔ ماں کے پیٹ ہی سے اور واقعی آپ کے سعید ازل ہونے میں شبہ ہی کیا ہو سکتا ہے آپ کی تولید سعید ایسی برکت آثار و مسرت خیز ہوئی کہ ہر طرف سے مبارک و صدائے تہنیت

Marfat.com
Marfat.com

سنی جاتی تھی۔ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ شمس العرفان آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ خاتون کو جو خوشی ہوئی ہو گی۔ اِس کا اندازہ اِن کے اِس وقت کے ایثار سخاوت سے ہو سکتا ہے لنگر جاری کیا گیا۔ خلفائے شمس العرفانی حضرت سائیں توکل شاہ و میر عالم شاہ صاحب و مولوی نور محمد شاہ صاحب وغیرہ نے جوش مسرت میں اپنے پیران فقرا کو پہنائے شیرینی کی تقسیم و تہنیت خوانی کئی روز تک ہوتی رہی ہے

بالائے سرش زہوشمندی ۔۔۔ ہے تافت ستارۂ بلندی

زمانہ شیر خوارگی

زمانہ شیر خوارگی میں مثل عوام کے بچوں کے آپ کبھی نہ روتے تھے۔ والدہ ماجدہ وقت معینہ پر دودھ پلا دیتی تھیں۔ خود خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ میں نے سوائے اپنی والدہ ماجدہ کے اور کسی کا دودھ نہ پیا۔ اور خالق داد کو ایک غیر عورت کا دودھ پلایا گیا تھا۔ اور میری والدہ فرماتی تھیں کہ جب میں چارپائی پر لیٹا ہوتا۔ تو آسمان کی طرف بہت دیر نظر جمائے دیکھتا رہتا تھا۔ جب ادھر سے نظر ہٹتی۔ تو اپنے والدین کی طرف دیکھ کر مسکرا دیتا

بعد زمانہ شیر خوارگی جب آپ زمین پر چلتے تو نگاہ ہمیشہ

جب آپ کی عمر تین سال سے تجاوز ہوئی تو [illegible]

بباسی وغیرہ کے دیگر قسم کی ہر ایک [illegible]

کی پیدائش [illegible]

آبادیہ نوماری [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

اُمید بھی نہ آیا تھا۔ کہ اچانک گردش گردوں نے اپنی کج ادائی دکھائی یعنی والد ماجد قطب عالم شمس عرفان کا وصال ہوگیا ؎

فصلِ گل آتے ہی مالی نے شجر کاٹ دیئے　　منہ نہ کھولا تھا کہ صیاد نے پر کاٹ دیئے

دیگر۔ اس گلشنِ ہستی میں عجب دید ہے لیکن　　جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزاں کا

ساری خوشیاں اس رنج و الم سے بدل گئیں۔ آپ کی صغر سنی و حالت یتیمی کو دیکھ کر سب کے چہروں کا رنگ فق ہوگیا۔ ہر سمت سے مسرت و افسوس کی صدا آتی تھی۔ دراصل آپکی یتیمی قدرت کے بھیدوں سے خالی نہ تھی۔ مشیت ایزدی کو یہی منظور تھا۔ کہ ایسی روحانیت کی نسبت یتیمی حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہو۔ آثارِ تخلیق وجودی کے تعلقات و منسوبات حاضر و غائب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف رجوع نظر آتے تھے۔ نیز یہ صورت یتیمی آباؤ اجداد کی یتیمی کا غائبانہ اتباع رکھتی تھی۔ تین لشتوں میں ہر مورث کو اسی ڈھائی تین سال کی عمر میں پیام یتیمی ملتا رہا۔

سید دین علی شاہ صاحب سے مرقوم ہے کہ ۱۵ر جون ۱۹۰۴ء کو حضور نے خانقاہ شریف خواجہ شمس عرفان علیہ الرحمتہ میں فرمایا۔ کہ جب میری عمر تین سال کی تھی۔ تو فرشتگانِ الٰہی میں مجھے قطبِ زمان پکارا جاتا تھا۔ اور میرے سینہ کو چیر کر دل کو نکالا گیا۔ اور اسکو صاف کرکے پھر رکھا گیا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ سات سال کی عمر میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی زبان مجھے چوسائی۔ اور فرمایا۔ کہ ہم نے سارا علم تمہیں دے دیا۔

خلیفہ بیگے شاہ صاحبؒ سے منقول ہے کہ سائیں توکل شاہ صاحبؒ

Marfat.com
Marfat.com

فرماتے تھے، کہ ایک روز صاحبزادہ عبدالخالق صاحب میری گود میں تھے اور عرس خواجہ شمس العرفان کا موقعہ تھا۔ مجمع کثیر تھا۔ حاجی محمود صاحبؒ جالندہری بھی تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ یہ موقعہ ہے۔ دعا کی جاوے۔ کہ عبدالخالق سلمہٗ بھی اپنے وقت کا عبدالخالق عجدوانی ہو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ سب مل کر دعا کرو۔ سب نے مل کر ہاتھ اٹھائے۔ خصوصاً حاجی صاحبؒ نے نہایت خشوع خضوع کے ساتھ دعا فرمائی۔ کچھ دیر کے بعد حاجی صاحب نے فرمایا۔ کہ خدا القادر نے دعا قبول فرمائی۔ یہ اپنے زمانہ کا مثل عبدالخالق عجدوانی ہوگا۔

سید دین علی شاہ صاحبؒ سے منقول ہے کہ یکم مارچ ۱۹۱۲ء کو مجھ سے حضرت خواجہ صاحب مرشدنا علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔ کہ میری دادی صاحبہ نے تبرکاً میاں عالم شاہ صاحب سے مجھے بیعت کرا دیا تھا۔ اور اسی حالت میں انہوں نے زبانی ساتوں لطیفے مجھے پڑھائے۔ میرے والد ماجد خواجہ شمس العرفان رحمتہ اللہ علیہ کے ختم چہلم پر جب حاجی محمود صاحبؒ قبلہ جالندہری تشریف لائے۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ دستارِ خلافت عبدالخالق کے سر پہ باندھی جاوے۔ لہٰذا اپنے ہاتھ سے انہوں نے میرے سر پہ دستارِ خلافت باندھی۔ اس موقعہ پر سب خلفا خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ اور جملہ مریدین و حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ خلیفہ امام بخش صاحب و خلیفہ بلاقی شاہ صاحب و خلیفہ بلاقی شاہ صاحب و خلیفہ بلاقی شاہ صاحب و خلیفہ بلاقی شاہ صاحب و خلیفہ بیکے شاہ صاحب و خلیفہ نور احمد شاہ صاحب [illegible] حضرت شمس العرفان کے کامل مریدوں میں سے ہیں۔ اس لئے ان کو دستارِ خلافت دی گئی ہے۔ لہٰذا تم آج سے پانچوں وزیر اور عبدالخالق تمہارا بادشاہ مقرر ہوا۔

Marfat.com
Marfat.com

بچپن کے حالات

صنعاتِ شانِ خالقیہ سُناؤں کیا حقیقت میں
عدیم المثل ہے ہر خوبی ادا اعزاز عظمت میں ؛
تعالی اللہ فدا ہوں آپکی پاکیزہ صورت پر
ابھی نامِ خدا بچپن ہے اور شہرت ہے خلقت میں
یہ ہے مجموعہ صنعاتِ نادرِ پیکرِ انور
سبھی اوصاف احسن ہیں سرشتِ پاک سیرت میں
صیادِ صبر و علم و فہم و ادراک و سخا پرسب،
ازل سے ہی لکھے ہیں کاتبِ قدرت نے قسمت میں
حمیت دین و ہمدردی یتامیٰ کیلئے اکثر
گذارے عمر کے دن رنج و افکار مصیبت میں
تعلق نسبتِ روحی کے متعلق کہہ گیا پہلے
خیالِ روحِ ناطق وقت و موقعہ پر محبت میں

بعد شہادت حضرت شمس العرفان علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ عالم مرشدنا اپنی دادی صاحبہ کی زیر نگرانی پرورش پاتے تھے۔ دادی صاحبہ آپ کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ خلیفہ عالم شاہ صاحب و سائیں توکل شاہ صاحب آپ کو بہلاتے اور کھلاتے رہتے تھے۔

تذکرہ توکلیہ میں مرقوم ہے کہ حضرت سائیں توکل شاہ صاحبؒ جنگل سے ایک بڑا گٹھا لنگر کیواسطے لکڑیوں کا لائے۔ جب حضور شمس الکونین علیہ الرحمۃ کے قریب پہنچے۔ تو سائیں صاحب علیہ الرحمۃ سے فرمایا۔ کہ مجھے گود میں لے لو۔ آپ نے گود میں اٹھالیا۔ پھر فرمایا۔ کہ میں تو معہ گٹھے گود میں اندر ہی جاؤنگا چونکہ دروازہ بہت چھوٹا تھا۔ بہ مشکل تمام بیٹھکر آپ کو گود میں لیے ہوئے گٹھا اندر پہنچایا سائیں صاحب علیہ الرحمۃ کو بیحد محبوب تھے۔ اور ہر طرح کی تیمارداری اپنا فرض اولین سمجھتے تھے۔ جب آپ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے

Marfat.com
Marfat.com

تو سائیں نیک محمدؒ صاحب کے پاس پڑھنے کے واسطے درویش جہانخیلاں لے جاتے اور چھٹی کے بعد لے آتے۔

بعد ازاں گردشِ فلاکت نے اور نئی مصیبت کا سامنا دکھلایا۔ یعنے آپکی والدہ ماجدہ اور دادی صاحبہ کی جدائی کا بار بھی سر پہ آپڑا۔ اور باوجود پے در پے تکالیف مصائب کے ایک اور نیا غم دامنگیر ہوا۔ آپ خود فرمایا کرتے تھے۔ کہ اسی بیبیتی و بیکسی نے جملہ آرزوؤں اور مرادوں پہ بچپن ہی سے پانی پھیر دیا۔ ہر روز نئے غم اور تازہ صدمات اٹھائے۔ صبر کی تاب بھی نہ رہی۔ بیکسی و بے بسی نے قبضہ کر لیا۔

حسب معمول ایک دن میاں نیک محمدؒ کے پاس جہانخیلاں پڑھنے گیا ہوا تھا۔ کہ آندھی بڑے زور شور سے آئی۔ جس وقت میں جہانخیل سے اپنے گھر آرہا تھا۔ تو راستہ میں سمندے خان جو میرے ہی جدی خاندان سے تھا ملا۔ اس نے جھپٹ کر میری گردن کو اس زور سے دبایا۔ کہ میری دونوں آنکھوں کے ڈھیلے باہر نکل آئے۔ اس کے بعد مجھے مردہ تصور کر کے میرے منہ میں مٹی بھر کر بھاگ گیا۔ میں بالکل بیہوش ہو کر گر پڑا تھا۔ مگر خداوند کریم کو میری زندگی مقصود تھی۔ کہ میں بچ گیا۔ جب مجھے کچھ سکون ہوا۔ تو میں اٹھا اور کپڑے جھاڑ کر چلنے کیلئے تیار ہوگیا۔ کہ ایک شخص سامنے سے آتا ہوا دکھائی دیا دیکھ کر میں چیخا۔ کہ خدا کے لئے مجھے نہ مارنا۔ جب وہ مجھ سے مل آؤں۔ میں پھر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اس شخص نے دیکھا کہ شاید یہ کسی بیماری میں مبتلا ہے اور مجھے اٹھا کر میری دادی صاحبہ کے پاس لے آیا۔ میں گیارہ روز تک بیہوش رہا۔ جب آہستہ آہستہ مجھ میں

Marfat.com
Marfat.com

طاقت گویائی آئی ۔ تب میں نے تمام اپنی کیفیت بیان کی ۔ یہ تمام واقعہ سُن کر دادی صاحبہ نے مجھے سخت تاکید کردی تھی ۔ کہ اس معاملہ کا ذکر خبردار کہیں نہ کرنا ۔ ورنہ تمہاری جان کے لالے پڑ جائینگے ، نہ مقدمہ کی طاقت ہے نہ ہی سر پہ کوئی وارث ہے ۔ خداوند کریم خود ہی تمہارا محافظ و نگہبان ہوگا ۔ آخیر قہر درویش برجان درویش سمجھکر صبر کیا ۔

تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت قبلہ شمس العرفان علیہ الرحمتہ کے عرس کے موقعہ پہ جملہ خلفاء و مریدین نے باہمی مشورہ کرکے مجھے مولنا پیر محمدؒ کے سپرد کردیا ۔ جس وقت میں والدہ معظمہ سے ملنے گیا ۔ تو اُس وقت میری عجیب حالت تھی ۔ چونکہ باپ کا سایہ تو پہلے ہی سر سے اُٹھ چکا تھا بے کسی ، بے بسی ۔ یتیمی کا قلق و اضطراب دل پہ ورد میں لیکر مایوسانہ حالت میں والدہ ماجدہ سے رخصت ہوا ۔ والدہ میری افسردہ دلی و عزلسئی کی حالت میں اپنے نورِ نظر کو آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہوئے دیکھ کر زار و قطار رونے لگی ۔ اور اسی حالت زاری و بیقراری میں اپنے دونوں ہاتھ جامع المتفرقین کی بارگاہ میں دُعا کیلئے اُٹھائے ۔ کہ تو ہی اس کا معاون و محافظ ہے ۔ یہ تیری امانت ہے ۔ اسکو اس کے آباؤ اجداد کیطرح سے اپنا خاص مقبول بندہ بنائیو ۔ اور اس کو علم و اقبال عطا فرمائیو ۔ اور بخیر مجھ سے جلد ملائیو ۔ اس کے بعد پیشانی پہ بوسہ دے کر رخصت فرمایا ۔ اور آسمان پہ آبدیدہ ہوکر دیکھا ۔ اور فرمانے لگیں ۔ ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

والدہ ماجدہ کو سلام کیا ۔ اور رخصت ہوکر مولنا پیر محمدؒ صاحب کے ساتھ

Marfat.com
Marfat.com

اُن کے گھر بنگلے پہنچ گیا۔ مولٰنا صاحب مرحوم ومغفور مجھ سے بیحد محبت رکھتے تھے۔ مگر آپ کی والدہ صاحبہ مجھ سے نہایت سختی کا برتاؤ کرتی تھیں۔ جس کی وجہ سے آپ کو بھی ہر وقت رنج و پریشانی کا سامنا رہتا تھا۔ آپ نہایت پریشان تھے۔ کہ ادھر والدہ کا پاسِ ادب ادھر اپنے مرشد زادے کی تکالیف دیکھ کر کلیجہ مُنہ کو آتا تھا۔ آخیر اُنہوں نے مجبور ہو کر اپنے پیر بھائی محمد بخش صاحب سب انسپکٹر پولیس کے حوالے کر دیا۔

آخیر آپ پیر بخش صاحب کی زیر نگرانی تعلیم پاتے رہے اور کبھی کبھی اپنی والدہ اور دادی صاحبہ سے ملنے تشریف لے جایا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت مرشدنا علیہ الرحمتہ خود فرماتے تھے۔ کہ میں رات کو ہی سنگہ سے جسوقت اپنے گھر جانے لگا۔ تو میاں شاہ دین نے مجھے سو روپے دیئے کہ یہ تم پریم گڑھ پہنچا دینا۔ راستہ میں ایک بہت بڑا بن پڑتا تھا۔ جس میں سے سولہ ڈاکو نمودار ہوئے۔ اور مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کیا ہے۔ میں نے اُنکو صاف جواب دیا۔ کہ میرے پاس سو روپیہ کی رقم فلاں کی امانت ہے۔ جو اُس کی ہمشیرہ کو پہنچانی ہے۔ میں اِس کو ہرگز نہیں دے سکتا۔ میرے انکار پر وہ حملہ کرنے کو تیار ہو گئے۔ میری بھی طبیعت میں جوش پیدا ہوا اور اس حالت میں اُنکے قلوب پر الا اللہ کی ضرب لگائی۔

وہ سب کے سب بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ [illegible] تھوڑی دُور جا کر انہوں نے پھر آکر مجھے گھیر لیا۔ اور میرے قدموں میں گر کر معافی مانگنے لگے، میں نے اُنکو چوری سے توبہ کرائی۔ اور کلمہ شریف معہ دو دو نفل پڑھوا کر سلسلہ شمس عرفانیہ میں داخل کیا۔ پھر

Marfat.com
Marfat.com

اُنہوں نے عمر بھر کبھی چوری نہ کی۔

سیّد دین علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور مُرشدنا شمس الکونین علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے بچپن کی حالت میں بھی میری دُعاؤں کو قبول فرمایا۔ چنانچہ دو واقعہ میرے یاد ہیں۔ اوّل یہ کہ سنگلہ کے حکیم محمد بخش صاحب جن کے پاس میں رہا کرتا تھا۔ لاولد تھے اُن کے یہاں ایک عورت بطور خادمہ رہا کرتی تھی۔ جو اپنے بیٹے کے غم میں اکثر مغموم رہا کرتی تھی۔ اور اسی غم میں وُہ دیوانی سی معلوم ہوتی تھی۔ میں نے حکیم صاحب سے کہا کہ آپ اس عورت سے نکاح کر لیجئے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اولاد دیگا۔ چونکہ وہ عورت حکیم صاحب کے قوم میں سے نہ تھی۔ اس لئے یہ تجویز حکیم صاحب کے عزیز و اقارب کو بہت ناگوار معلوم ہوئی۔ مگر خدا کی شان کہ کچھ عرصہ بعد حکیم صاحب نے اُس بیوہ سے نکاح کر لیا جسکے بطن سے بحکم ربّی ایک لڑکا بھی تولد ہوا جس کا میں نے انعام اللہ نام رکھا۔ اب وہ ریاست بہاولپور میں ایک اچھے عہدے پر ممتاز ہے۔ اور صاحبِ اولاد بھی ہے۔

دوسرا واقعہ میاں کریم بخش صاحب کے متعلق ہے کہ وہ میرے دوست تھے۔ اور دونوں اکٹھے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک ہی جگہ کھیلا کرتے تھے۔ اگرچہ وُہ مجھ سے اگلی جماعت میں تھے۔ وہ ایک غریب اور مفلوک الحال شخص کے لڑکے تھے۔ جب میں میاں جی کے ساتھ اُنکے گھر جایا کرتا تھا۔ تو اُنکی غربت کا مجھ پہ بہت اثر پڑتا تھا۔ چنانچہ میں نے دُعا کی کہ اے اللہ میرے دوست کی غربت کو ثروت میں تبدیل کرنے۔ چنانچہ میاں جی فارغ التحصیل ہو کر مدرس ہو گئے۔ اور افلاس جاتا رہا۔ پھر میں نے اُنکی مدد کی۔ اور اُن کے دو بیٹوں کو دسویں جماعت تک اپنے پاس رکھا۔

Marfat.com
Marfat.com

اور اُن کو تعلیم دلائی۔ اب خدا کے فضل و کرم سے وُہ اچھے اچھے عہدوں پہ کام کر رہے ہیں۔

پھر خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔ کہ میں زیر تربیت حکیم محمد بخش صاحب مذکور کچھ عرصہ بنگہ ہی میں تعلیم پاتا رہا۔ پھر کچھ ایسے واقعات پیش آئے۔ کہ میں وہاں سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو روانہ ہوا۔ شانِ خدا دیکھئے کہ راستہ میں چند مقامات پر اُن تمام لوگوں نے جو میرے والد صاحب علیہ الرحمتہ کے مُرید تھے۔ آنکھیں چُرالیں اور ایسے وقت میں میرے سے بات تک نہ کی۔ جب کہ میں تھک کر چور ہو رہا تھا پاؤں میں چھالے پڑے ہوئے تھے۔ اور سخت تکلیف ہو رہی تھی۔ اتفاقاً ایک اجنبی شخص سے ملاقات ہو گئی۔ جو نہایت ہمدردی سے پیش آیا۔ مجھے مکان پر لے جا کر میاں بیوی دونوں نے میری بہت خدمت کی گرم پانی سے منہ ہاتھ دُھلایا۔ کھانا کھلایا۔ میرے آبلوں پر مرہم لگائی۔ نئے کپڑے پہنائے۔ راستہ کا خرچ اور سواری کا انتظام کر کے نہایت خندہ پیشانی سے مجھے رخصت کیا۔ وہاں سے چل کر میں مکان پر پہنچ گیا۔ پھر سائیں توکل شاہ صاحب اپنے ہمراہ مجھے مکان پر انبالہ لے گئے۔ ہر وقت میری دل جوئی کرتے اور نہایت شفقت و محبت کے ساتھ رکھتے۔ ایک شخص کو [illegible] کہ میرے لئے مقرر کیا۔ علم دینیات مولوی احمد [illegible]

پڑھواتے تھے تعلیم و تربیت کا میری بے حد خیال رکھتا اس لئے مجھے اپنے سامنے سے جدا نہ ہونے دیتے تھے۔ آپ کی بیوی بھی بڑی پارسا سی تھی۔ میں ایک روز گھر میں گیا۔ تو حسبِ عادت دروازہ کھولنے میں

Marfat.com
Marfat.com

بہت دیر کی۔ جب میں واپس ہوا تو میرے دیر سے پہنچنے کی وجہ سائیں صاحب نے دریافت کی۔ میں نے وجہ بیان کر دی۔ آپ یہ سن کر غصہ سے کانپنے لگے۔ اور اسی غضب آلود حالت میں گھر پہنچے۔ اور اپنی بیوی پر بہت ناراض ہو گئے ہر چند میں نے اور دوسرے لوگوں نے بھی سفارش کی لیکن آپ نے معاف نہ فرمایا۔ چونکہ آپ میرے بہت ہی ناز بردار تھے۔ اس لئے میں اس رنج میں کہ میری سفارش آپ نے کیوں نہ مانی وہاں سے چل دیا۔ آپ نے میرے پیچھے مریدوں کو دوڑا کر مجھے واپس بلایا۔ اور وجہ دریافت فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ جب تک آپ اپنی بیوی صاحبہ کو معاف نہ فرمائینگے۔ میں ہرگز خوش نہ ہوں گا۔ آخیر مجبوراً آپ نے معاف فرمایا۔ مگر اسی روز سے میرے خورد و نوش کا خود خیال رکھنے لگے۔ اور بہت ہی محبت و شفقت فرمانے لگے۔ عرصہ تک آپ کی صحبت میں رہ کر فیض یاب ہوتا رہا۔ بعد ازاں بموقعہ عرس حضرت والد ماجدؒ مکان پر چلا گیا۔ عرس شریف کے بعد خلیفہ عالم شاہ صاحب کے ساتھ موضع لکھنا ضلع لدھیانہ پہنچا۔ خلیفہ صاحب موصوف کا وہاں پر ایک مرید محمد بخش مدرس تھا۔ وہ نہایت گستاخی اور بے ادبی کے ساتھ پیش آیا۔ کہنے لگا کہ میں تو تم کو سائیں توکل شاہ صاحبؒ سمجھ کر مرید ہوا تھا۔ اور مدرسہ بند کر کے بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ مجھے اس کی حرکت پر سخت افسوس ہوا۔ میں نے کہا کہ یا تو اس گاؤں سے واپس چلو یا یہاں پر کسی اور کے مکان پر چلو۔ مگر آپ وہیں ٹھہرے رہے۔ میرے کہنے پر کوئی خیال نہ کیا۔ بازار سے میرے لئے روٹی اور اپنے لئے بھنے ہوئے چنے لے آئے۔ اور کھا کر سو گئے۔ جب آپ تہجد کے وقت بیدار

Marfat.com
Marfat.com

ہو تے۔ تو وہی مدرس وائے ویلا کرتا ہوا آیا۔ اور خلیفہ صاحب کے قدموں پر گر کر زار و قطار رونے لگا۔ اور معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تیری اُس بجرا س پر کچھ خیال نہ کیا تھا۔ اور اب بھی میرے دل میں کوئی رنج نہیں ہے۔ چونکہ تم خدا کے واسطے معافی مانگ رہے ہو اس لئے میں تمہیں معاف کرتا ہوں

دوسرے روز اُس محمد بخش مدرس نے لوگوں سے مخاطب ہو کر بیان کیا۔ کہ مجھے آپ کی بدولت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اِس طرح نصیب ہوئی۔ کہ آپ حضور کی گود میں لیٹے ہوئے ہیں۔ اور حضور نبی اکرم آپ کا چہرہ چوم چوم کر اس طرح فرما رہے ہیں۔ کہ شاہ عالم جو تیرا مقبول وہ میرا مقبول۔ جو تیرا مردود وہ میرا بھی مردود ہیں دست بستہ ہو کر پابوسی کے لئے آگے بڑھا۔ حضور نے غصہ سے حکم فرمایا کہ اس مردود کو فوراً باہر نکال دو۔ اس کلمہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ اُسی وقت افتاں و خیزاں حضور کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر معافی طلب کی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ آپ نے مجھے معاف فرما دیا۔

اِس کے بعد ہم انبالہ چلے گئے۔ ایک روز فیض طلب خاں ڈیرہ بسی کے رہنے والے نے سائیں توکل شاہ صاحب و خلیفہ عالم شاہ صاحب اور میری دعوت کی۔ بعد فارغ طعام اس نے سائیں صاحب موصوف سے بیعت ہونے کی خواہش ظاہر کی چونکہ سائیں صاحب موصوف نے اُس وقت تک کوئی مرید نہ کیا تھا۔ بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر خلیفہ عالم شاہ صاحب کے اصرار کرنے پر فیض طلب خان کو مرید کر لیا

Marfat.com
Marfat.com

جو آپ کے سب سے پہلے مرید ہیں۔ اس کے بعد خلیفہ عالم شاہ صاحب واپس اپنے مکان پر تشریف لے گئے۔ اور میں وہیں تعلیم حاصل کرتا رہا۔

ایک روز بھی شاہ صاحب کے روضہ پر ایک مجذوب بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے مجھے بلایا۔ اور کہا کہ تم نے کسی کو اپنا یار بھی بنایا ہے۔ میرے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ میں نے جواب دیا کہ ابھی تو کتاب سے یارانہ ہے اس کے بعد کسی آپ جیسے کو یار بنا لوں گا۔ اس پر وہ مجذوب بہت خوش ہوا۔ اور کہا کہ میری ایک نصیحت یاد رکھنا۔ فقیر خواہ کیسا ہی میلا کچیلا ہو اس کو بُرا نہ سمجھنا۔ اور اُس کی ہمیشہ عزت کرنا۔

بعد ازاں میں مولانا علی صاحب محدث کی خدمت میں سہارنپور حاضر ہوا۔ اور حدیث پڑھتا رہا۔ مولانا حسین احمد صاحب کانپوری و پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی میرے ہم سبق ہیں۔

اس کے بعد میں دہلی پہنچا۔ اور مولوی کریم اللہ صاحب و مولوی سعید احمد صاحب سے علم دینیات کو پورے طور سے حاصل کیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب جبری اپنی کتاب خالقیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب موجودہ زمانہ میں کامل و اکمل شخص ہیں۔ اور مولویوں کی جماعت کے ایک بڑے عالم ہیں۔

منشی غلام نقشبند صاحب صفی فرماتے ہیں کہ جب لوگ حضور کے سفر و سیاحت کا احوال سنا کرتے۔ تو حضور کی سعی و جانفشانی کا خیال کر کے حیران رہ جاتے۔ ہندوستان کی تمام زمین کو آپ نے چھان مارا۔ بیرون ہند عرب و عجم کا سفر بھی فرمایا۔ جناب شیخ احمد صاحب قادری بخارا شریف سے صرف آپ کی ہی خاطر ہندوستان تشریف لائے

Marfat.com
Marfat.com

اور مرید فرما کر اپنا خلیفۂ اول قرار دیا۔ اکثر حضرت شیخ صاحب کوٹ عبدالخالق تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کے پیشوا حاجی محمود صاحب نقشبندی جالندہری؟ کو بھی آپ سے اسقدر محبت تھی۔ کہ اکثر دیکھنے کی غرض سے کوٹ تشریف لایا کرتے تھے۔

حلیہ شریف

اگرچہ گلزار خلقیہ میں جو میری ہی مبعزا دہے۔ اس میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ مع صفات ومناسب صوری ومعنوی عرض کر دیا گیا ہے مگر کتاب ہذا میں بھی مختصراً عرض کرنا مناسب سمجھا گیا۔ آپ سراپا یکایک مجموعہ خوبی وپیکر عرفانی تھے۔ آپ کا قد دراز نہایت سڈول خوشنما بہ مثال سرو شمشاد تھا۔ مزید برآں یہ قد [illegible] نے ایک معشوقی کمال قدِ زیبا کے ساتھ عطا فرمایا تھا۔ کہ آپ [illegible] عالم میں سب سے بلند وبالا نظر آتے تھے۔ جلسہ بیوگان [illegible] میں ہو تو اصلاً کہ یہاں بموجب شمار آنحضرت تیرہ ہزار [illegible] کا مجموعہ تھا۔ سب میں آپ بالا نظر آتے تھے۔ آپ کا رنگ گندم گوں ملیح وشفاف انوارِ عرفانی کے ساتھ [illegible] آنکھیں [illegible] زمانہ میں بوجہ کمال فقر وجذبانہ [illegible] آنکھوں کی پتلی پر ایک ایسا غبار سا معلوم ہوتا تھا [illegible] کر دیکھکر آپ کے جملہ کمالات [illegible]

پیشانی کشادہ ومصفا تاباں تھی [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

جو نظر پیشانی پر پڑتی تھی شیدائی بن کر متبع ارشاد ہو جاتی۔ ابرو کے خمدار پر قوس و قزح کی مثال دیجئے۔ یا قوس طاق حرم کہیئے۔ مگر حقیقتاً سجدہ گاہِ عاشقان کیلئے محراب طاعت ہی تھیں۔ بینی مبارک مصفاو آبدار قدرے بلند و دراز گولائی پر نہایت موزوں و متزین تھی۔ دہن مبارک کو غنچۂ نو شگفتہ یا کوزہ قند و نبات کہدینا تو محض معمولی ہے۔ البتہ کان جواہر سے مشابہ کیجئے۔ تو نسبتاً موزوں ہوگا۔ اس لئے کہ لب و دنداں و زباں کی مثال اکثر لعل و گوہر عقیق پر صادق آتی ہے یا ساغر صہبائے عرفاں کہدوں تو بھی روا ہے۔ آپ کا ہر نطق تکلیم و اندازِ تبسم بوالعجب ایسا کہ اعجازِ مسیحائی کا کام دیتا تھا۔ جب کبھی آپ مسکراتے ہوئے زبانِ اطہر سے کچھ ارشاد فرماتے۔ تو ایسے پیارے معلوم ہوتے کہ ایک گلدستۂ معرفت سے نورانی پھولوں کی بارش ہو رہی ہے۔ ریش مبارک گردِ رخ ماہِ کامل کے ہالے کیطرح بہت ہی خوشنما و تاباں تھی گوش معنبر بھی عجیب طرحدار و دل کش معلوم ہوتے تھے۔ گردن مبارک کو شجرۂ بلور یا قمقمۂ نور کہیئے۔ تو مضائقہ نہیں۔ ہر گردن فراز جس کے سامنے گردن جھکاتا تھا۔ شاندار شانوں اور سڈول و مدور بازوؤں کیلئے کیا نسبت لاؤں لاکھوں تیامیٰ و بیکس انہیں کے سایہ میں پرورش و قرار پاتے رہے ماشاء اللہ قربان جائیے آپ کے دستِ مبارک پر جس پر لاتعداد شیدایان و طالبان راہ خدا ہزار جان سے تصدق و نثار ہو کر بیع ہو چکے۔ ساعد سیمین ایسے پُرزور کہ پنجۂ شیر کے مانند جہاں کہیں پڑ جاتے۔ اس عضو کو بیکار کر دیتے۔ ایک روز کورٹ شریف میں ایک سرکش بھینسے کے شکم پر ایسے زور سے گھونسہ مارا کہ اسکی دو پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ نیز نکاح ثانی کے

Marfat.com
Marfat.com

جلسہ کے موقع پر دوران ذکر میں آپ نے فرمایا۔ کہ میں جوانی کی حالت میں
سولہ من پختہ پتھر کو زمین سے اٹھا کر کھڑا کر دیتا تھا۔ سینۂ مبارک
کو گنجینۂ انوار یزدانی کہوں یا لوحِ طورِ سینا کی مثال دوں۔ حق تو یہ ہے
معنوی انوارات تو مصداق اُولیٰ نسبتین کے مطابق تھے۔ لیکن بہ ظاہر
بھی یہ سینہ مبارک بڑا وسیع و فراخ ابھرا ہوا تھا۔ شکم مبارک کی خوبیوں
کا تو ذکر ہی کیا منبع صبر و قناعت حامل ضبط و تحمل تھا۔ قدم مبارک سیدھے
خوش وضع و توانا تھے۔ عالم پیری میں بھی جب کبھی جذبات کی حالت ہوتی
تو قدموں کو زمین پر زور سے چلاتے تھے۔ المختصر یہ سراپا باوجود باوجود مسعود
فی الحقیقت شاہد صفاتِ قدرت تھا

صوفی غلام احمد صاحب سے نقل ہے کہ حضرت خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ
کے متعلق پیشگوئی۔ کہ عمر دراز خاں سکنہ جہانخیلاں جو ایک مشہور بیوپاری
تھا۔ اس نے بروایت اپنے والد بزرگوار بیان کیا کہ ایک شخص جہان خاں
نامی جہانخیلاں کے رہنے والے اس باغ میں رہا کرتے تھے۔ جس میں
اب لنگر خانہ اور اس کی پشت پر اب چاہ و باغ لگایا گیا ہے۔ اس چاہ
پختہ کے قریب قبرستان ہے جس میں جہاں خاں صاحب کی قبر بھی ہے۔
جہاں خاں صاحب کثرت زہد و تجرد مرض جذام میں مبتلا تھے۔ فرمایا کرتے
تھے۔ کہ اس سرزمین پر انوارات کی بارش بکثرت ہو رہی ہے۔ اور دل [illegible]
زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس زمین پر [illegible]
پیدا ہوگا۔ جو بہت بلند مرتبہ ہوگا [illegible]
سکوں گا۔ اور دنیا دیکھے گی اور ہم دیکھیں گے۔ عمر دراز خاں
نے حضور سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ تو
حضور مرشدنا شمس الدین نے فرمایا کہ یہ پیشین گوئی حضرت

Marfat.com
Marfat.com

حضرت خواجہ شمس العرفان رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تھی لیکن جب حضور اٹھ کر کہیں تشریف لے گئے۔ تو عمر دراز خاں نے کہا۔ اور اس کے بھائی اللہ دیئے خاں نے تائید کی کہ وہ پیشین گوئی ان ہی حضرت کے لئے تھی

سیاحت فی الطلب مرشد

چونکہ آپ کو علم ظاہری سے تو کمال واقفیت ہو چکی تھی۔ میرا مقدور نہیں کہ آپ کے علم کا بخوبی اندازہ کر سکوں۔ مگر جہاں تک مفہوم کی رسائی بقدر توفیق ہوئی۔ یہ یقین دلاتی ہے کہ آپ ایک جلیل المقدر اور متبحر عالم تھے۔ علم دو اسمت تو آپ کے ارشادات و مکتوبات سے عیاں ہو سکتا ہے۔ مگر علم حقیقت لدنی سے بھی آپ مستفیض اور بہرہ ور تھے۔ آپ کے اکثر مکاشفات کا ذکر مکتوبات مناقب ہوگا جس قدر مضامین واعظانہ آپ ظاہر فرماتے تھے۔ وہ سب نکات معانی کے ساتھ اظہار ہوتے بلکہ ایسے ایسے رموز و نکات بیان میں آگے۔ کہ حاضرین مجلس میں بہت کم اصحاب اُن کو سمجھ سکتے تھے۔ اور اسی دوران وعظ و ارشادات میں ہر طرح کے پہلو دکھائے جاتے تھے۔ کبھی پیرایہ حقیقت میں تو کبھی رنگ معرفت میں کبھی مکاشفات و ملہمات حقائق میں بیان فرماتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حسب توفیق کلی علوم میں ماہر تھے اسرار تصوف بھی ارشاد فرماتے تو سامعین دنگ رہ جاتے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ ایک گنجینہ علوم و کمال تھے کبھی کسی طرح کا کوئی مسئلہ آپ کے سامنے پیش کیا جاتا۔ تو اس کو توضیح کیساتھ

Marfat.com
Marfat.com

معہ حوالہ جات اس طرح مکمل فرماتے۔ کہ بڑے بڑے مفتیان ششدر رہ جاتے۔ انوارات لطائف کے مختصر رنگ آپکے چہرۂ مبارک سے عیاں ہوتے تھے۔ جس کسی باحوصلہ شخص کو آپکی صحبت کا شرف حاصل ہوتا۔ وہ ضرور آپکی مکمل علمیت و وقار دار الکلامی کا والہ و شیدا ہو جاتا۔ ابتدائی ملفوظات رشد و ہدایات آپ کے اس طریق پر رواں تھے جب اللہ تبارک تعالیٰ نے آپکو خدمتِ خلق کیلئے حکم عطا فرمایا۔ تو اس قسم کے وعظ وغیرہ جو ترغیب مذہب و اشاعت اسلام کی غرض سے تھے چھوڑ دیئے۔ اور منصب اہل عزمت سے معمور ہو کر خدمتِ خلائق پر کمر باندھی۔ و خدمات علاوہ اشاعت طریقت و تبلیغ و تحریک اسلامی کے یعنی نکاح بیوگان دوسرے خدمات یتامیٰ و مساکین انجام دین و وعظ و تذکیر بہ تبلیغ و تحریک وسعی و خیال و فکر رغبت روحانی کے ساتھ اپنی عمر کو تمام کیا۔ لیکن طریقہ مریدان و طالبان حق کے لئے بھی اسی تشغل و شرب کے ساتھ استفادہ حصول فیضان و معارف ترقیات مدارج فرماتے رہتے۔ آپکی یہ علو عنایت ایزدی سے یکتائے عصر و قابل فخر تھی۔ ان دونوں خدمات میں آپکو ہی اللہ تعالیٰ نے انتخاب فرمایا تھا۔ بچپن ہی سے قدرت نے ایسے سامان مہیا فرما دیئے تھے۔ کہ آپکو ہر قسم کی مخلوقات سے سابقہ و زمانہ کے صعوبات برداشت کرنا پڑے۔ جن کیوجہ سے آپکو اچھی کی مصیبت اور بجالت یتیمی کیا کیا واقعات اور [illegible] کا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ چونکہ طبیعت ماتا اللہ سے نزل تعالیٰ کی طرف رجوع تھی۔ اس لئے اپنی مصیبت و تکالیف کا بالکل خیال نہ کرتے ہوئے بالکل خیال نہ کرتے ہوئے تعلیم ظاہری و باطنی کے حصول و تکمیل کا ارادہ پختہ

Marfat.com
Marfat.com

کر لیا تھا - چنانچہ چھ سال کی عمر سے پینتیس ۳۵ سال کی عمر تک آپ نے زیادہ وقت سیاحت میں گزارا - پیشتر جیسا کہ بیان ہو چکا ہے - مولوی پیر محمد صاحب کی زیر نگرانی جنگہ ضلع جالندھر میں تعلیم و تربیت ہوئی - دو چار سال کے بعد سائیں نوکل شاہ صاحب انبالہ لیگئے - دو تین سال وہاں رہے - اس دوران تعلیم میں آپ کے عقائد میں تذبذب پیدا ہوا - چنانچہ آپ نے خود اس وقت کی حالت بیان فرمائی ہے کہ جب میں سائیں نوکل شاہ صاحب کے یہاں تعلیم حاصل کر رہا تھا - تو میرے دل میں تین سو ساٹھ اعتراضات کلام پاک کے متعلق پیدا ہو گئے - جب میں ان کے متعلق سوال کرتا - تو مولوی صاحب کے جوابات میرے اطمینان کیلئے کافی نہ ہوتے - ایک روز مولوی صاحب نے غصہ میں آکر میری چھاتی پر کتاب دے ماری - میں نے کہا کہ اگر ایسا ہی قرآن پاک اور اسلام کا معمہ ہے - جو کسی کے سمجھ میں نہ آسکے - تو تم کو اور تمہارے خدا کو اور تمہاری کتاب کو آج سے سلام ہے -

پھر ستائن دھرم (جینیوں) کے پیشواؤں سے جا کر ملا - تو معلوم ہوا کہ ان کے معبود تو محض پتھر ہی ہیں - اور ان کی ہی پرستش بھی کیجاتی ہے لہٰذا دل برداشتہ وہاں سے بھی چلا آیا - پھر ایک پادری صاحب سے میری ملاقات ہو گئی - وہ مجھے بڑی آؤ بھگت کے ساتھ گرجے میں لے گئے - اور وہاں کا کل حال سمجھایا - بہت کچھ بحث مباحثہ کے بعد معلوم ہوا - کہ یہاں بھی تثلیث کا عقیدہ ہے - یعنی تین قسم کے خدا ملنے جاتے ہیں - میں ان کے بھی عقائد مذہبی کو دیکھ کر سخت متنفر ہوا - کہ یہ دیگر مذاہب کے پیشواؤں کی طبع زاد باتیں ہیں - اس کے بعد بہ تائید غیبی میرے دل میں

Marfat.com
Marfat.com

یہ ارادہ پختہ ہوگیا کہ مکمل طور پر علم دینیات کی جو تعلیم سلسلہ خاندان نسبتی ہے۔ حاصل کروں۔ تاکہ اُدھر تحقیقات حقائق ومعارف الٰہیہ سے اصل عقیدت کی تکمیل حاصل ہو۔ بقول شخصے ہم خرما وہم ثواب بعد حصول کمال علم ساتھ طالبانِ حق کیلئے ذریعہ استفادہ فیوض وبرکات ہو۔ دورانِ تعلیم میں جبکہ میں اور دوسری جگہ تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ تو ایک لڑکے سے مجھے محبت ہوگئی۔ وہ لڑکا مثنوی شریف پڑھا کرتا تھا۔ اور بہت خوبصورت تھا۔ میں نے بھی اس کے ساتھ مثنوی پڑھنی شروع کر دی۔ جب میں نے دو باب اس کے پڑھ لئے تو خود بخود اُس لڑکے کی محبت میرے دل سے نکل گئی۔ اور محبت خدا اور اولیاء کی ترقی پذیر ہوتی گئی۔

جبکہ حضرت سائیں توکل شاہ صاحب نیرار حجان طبی اور دیکھا تو مجھے سہارنپور لیگئے۔ چونکہ وہاں پر حضرت مولانا صاحب جو مثنوی شریف کے مشہور و معروف معنی شناس و راز دان سے تھے اور ہفت لہجہ کے بھی ماہر تھے۔ یہ سب ذرائع روحانیت حضرت جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ موجب مثنوی شریف کا باعث تھا۔ کہ عالم رویا میں اپنی زبان مبارک حافظ صاحب مذکور کو جنبوائی تھی۔ وہاں پر جس وقت حافظ صاحب سے ملا تو کہ آپ بیمار ہیں۔ انہوں نے وعدہ فرمایا کہ [illegible] دوں گا۔ مگر افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی۔ اور [illegible]

اس کے بعد میں تعلیم کے لئے دہلی چلا گیا۔ وہاں پر [illegible] قاضی والی میں مولوی کریم اللہ صاحب تعلیم دیا کرتے تھے۔ میں بھی ان

Marfat.com
Marfat.com

کے پاس تعلیم پانے لگا۔ مگر وہاں پر روشنی کا کافی انتظام نہ تھا۔ اِس لئے سڑک کی لالٹینوں کے پاس کھڑا ہو کر سبق یاد کرتا۔

اتفاقاً ایک روز شب کو پولیس کی روند میرے پاس سے گذری اور کہا کہ تم ایسے وقت میں یہاں کیوں کھڑے ہو۔ اور میرا نام و پتہ دریافت کیا۔ جب میرے قبلہ حضرت والد ماجد کا نام سُنا تو بہت محبت سے پیش آئے اور اپنے گھر کو مجھے ہمراہ لیگئے۔ اور بہت خاطر تواضع سے پیش آئے۔ اس میں معلوم ہوا کہ کوتوال صاحب مولوی پیر محمد صاحب شیخ والوں کے شاگرد ہیں۔ لہٰذا مجھے ایک نوکر اور خورد و نوش کا انتظام کرکے ایک مکان دیدیا۔ میں وہاں کچھ عرصہ تک تعلیم پاتا رہا۔ پھر وہاں سے سہارنپور کے قریب ایک بستی میں میرا جانا ہوا جہاں پر ایک مسجد میں شیخ احمد صاحب بخاری رح عصر کا وضو کر رہے تھے اور آبخورہ پکڑ کر گھٹنے پر رکھی ہوئی تھی۔ میں استنجا سکھاتے ہوئے مسجد میں جا پہنچا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ از کجائے آوری۔ میں نے عرض کیا از ہرشیار پور آمدہ ام۔ اس کے بعد نماز علیہ الرحمۃ نے خود پڑھائی بوقت ادائے نماز مجھکو ایسا محسوس ہوا کہ تمام مسجد لرزاں ہے میں نے خیال کیا شاید زلزلہ کا اثر ہے۔

نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ایک شخص مسمّی محمد سعید سے فرمایا کہ یہی لڑکا ہے وہ جسکی وجہ سے ہم بخارا چھوڑ کر یہاں آئے مسجد سے باہر نکل کر یہ باتیں محمد سعید نے مجھ سے بیان کی۔ اور حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ کی بیحد تعریف بیان کی۔ مجھے یہ سُنکر بہت خوشی ہوئی۔ لیکن یہ معلوم کرکے کہ صرف میری وجہ سے آپ بخارا سے یہاں

Marfat.com
Marfat.com

سے تشریف لائے ہیں۔ یہ سُنکر تمام عقیدت درہم برہم ہوگئی۔ چونکہ میرا یہ خیال ہوا کہ آپ مجھ کو مرید کرنیکے باعث یہ فرما رہے ہیں۔ تاکہ شمس العزالی کا تمام سلسلہ میرا ہو جائے۔ اور تمام ملک میں ہم ہی مشہور رہو جائیں۔

لیکن شیخ صاحب رحمۃ اللہ کی نظر کچھ ایسی مجھ پر پڑی۔ کہ میرے دل میں خود بخود پیر کی طلب پیدا ہوگئی۔ اور میں نے اُسی روز سے پیر کی تلاش شروع کر دی۔ میری جُستجو کی یہ بھی وجہ تھی کہ جب میری عمر پانچ سال کی ہوئی تو میری دادی صاحبہ مجھے حضرت کالے شاہ صاحب کے پاس مرید کرانیکے لئے لے گئیں۔ چونکہ کالے شاہ صاحب کے حالات کرامات ظاہر ہو چکے تھے منجملہ ایک کرامت یہ بھی تھی۔ کہ سکھوں کے زمانہ حکومت میں ایک سکھ قلعہ لسبی کلاں میں رہتا تھا۔ جو مالگزاری وصول کیا کرتا تھا۔ کچھ مال گذاری سید صاحب موصوف کے ذمہ بقایا تھی۔ اُس کے طلب کرنے پر آپ نے فرمایا کہ میں انشاء اللہ دو روز میں بندوبست کر کے ادا کر دوں گا۔ اور لوگوں نے بھی اطمینان دلایا۔ کہ یہ قوم کے سیّد ہیں اور بہت بڑے بزرگ ہیں۔ وعدہ پر آپ کا روپیہ ضرور ادا ہو جائیگا۔ اس سکھ نے ازراہِ تمسخر کہا کہ سنتے ہیں کہ سیّد کو آگ گزند نہیں پہنچا سکتی۔ یہ شخص نہایت متعصب تھا۔ نوکروں کو حکم دے کر سیّد صاحب کو ایک تنور میں ڈلوا دیا۔ اور تنور کا مُنہ بھی بند کر دیا۔ اُدھر قلعہ [illegible] آگ کے شعلے بلند ہونے لگے۔ ایک متنفس بھی قلعہ [illegible] تمام مرد، عورتیں، بچے معہ جملہ سامان ایک آن واحد میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہوگیا۔ ادھر سیّد صاحب موصوف دو یا تین روز تک بیٹھے رہے۔ اور آگ ٹھنڈی ہوگئی۔

Marfat.com
Marfat.com

الغرض سیّد صاحب نے فرمایا کہ پیر میں گیارہ صفتیں ہوتی ہیں۔ مگر جو مُرید کے بال بال سے اللہ اللہ کرا دے۔ تو سمجھنا چاہیئے کہ پیر میں سب صفات موجود ہیں۔ اُس سے ذرا بیعت ہو جانا چاہیئے۔ دادی صاحبہ نے یہ سُنکر آپکو کچھ گڑ نذر کیا۔ اور مجھے آپ کے روبرو پیش کر دیا۔ آپ نے دیکھکر فرمایا کہ ابھی بہت بچہ ہے۔ یہ ذرا سی توجہ کو بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا مجھے آپ نے تبرکاً بیعت فرمالیا۔ اور اپنے دستِ مُبارک سے مجھے پانی پلایا۔ گو اس وقت میری عمر بہت چھوٹی تھی۔ لیکن میں باہوش تھا۔ اس کے بعد باجازت سیّد صاحبؒ دادی صاحبہ مجھے لیکر واپس مکان پر تشریف لے آئیں۔

(۱۱) ۱۵ر دسمبر ۱۹۱۴ء۔ دین علیشاہ صاحب سے منقول ہے کہ حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ایک روز میں شیخ احمد صاحب بخاریؒ کے ساتھ باغ میں تھا۔ حضور سُورج مکھی کے ایک درخت کے قریب بیٹھ گئے اور بہت دیر تک اُسکو بغور دیکھتے رہے۔ دیکھتے دیکھتے مہم فکر نے آپ کے دل میں حقیقت ہویدا کر دی۔ آپ اسکی بناوٹ اور حقیقتوں پر تحقیق فرماتے رہے۔ اور اس کے ایک ایک پتے اور شاخ کو دیکھا۔ ادھر نسبت معنوی و اسمی پر خیال دوڑا لیا۔ تو چند باتوں کا اظہار ہوا۔ اللہ اللہ کسی نے کیا خوب کہا ہے

؎ برگِ درختاں سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورق دفتر است معرفت کردگار

چونکہ اس پودے کا نام سُورج مکھی تھا۔ اس لئے سُورج کیطرف بھی نظر تحقیق و غور دقیق کے ساتھ متجسس کشاف اسرار ہوئے۔ دفعتاً خیال پیدا ہوا۔ اور فرمایا کہ جس طرح اس شگفتہ گل کی روایت بالمشابہ صورت آفتاب کے ہے۔ اسی طرح اگر مرید شیدائی بھی اپنے مرشد کی محبت میں

Marfat.com
Marfat.com

مست و محو ہو کر ویسی ہی صورت اختیار کر لے۔ تو حقیقتاً جس قدر صفتیں ظاہر و باطن مرشد کو اللہ تعالےٰ نے فرمائی ہیں۔ اُن سب کا ظہور مرید کے دل میں بھی ہو جاتا ہے۔ بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ شیخ و مُرید ہر دو کی ایک ہی صورت بن جاتی ہے۔ اسی طریق عمل پر مرید کو درجۂ فنا فی الشیخ حاصل ہوتا ہے۔ مؤلف عرض کرتا ہے۔ کہ آپکا دیر تک بیٹھ کر دیکھتے رہنا بھی بھید وں سے خالی نہ تھا۔ اور یہ آپ کی ہی نسبت غائبانہ جو اس بودے اور آفتاب سمادی کی نسبتِ رویت کے ساتھ والبستہ تھی یہاں لے آئی۔ چونکہ آپ کا خطاب مبارک شمس الکونین بھی خود اس فقرۂ بالا کا مشیر ہے۔ راقم کو الفاظِ خطاب کی نسبت بڑا ہی تجسس رہا سوچتا تھا کہ یہ خطاب کن صفات معنی کے ساتھ منسوب و مرکب ہے۔ اتفاقاً قدرت نے بحالت خواب اِس راز کا انکشاف فرما دیا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت خواجۂ میرے روبرو بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آپ کا چہرہ مُبارک مثل آفتاب مع شعاؤں کے چمک رہا تھا۔ آنکھ ناک منہ وغیرہ کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ آفتاب آپ کے چہرہ مبارک پر ہی اتر آیا۔ میں بیدار ہو گیا۔ اور نہایت جوش مسرت کے ساتھ شکرِ خالق بجا لایا۔

مارچ ۱۹۱۹ء از سید دین علیشاہ۔

حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ایک [illegible] ایک فقیر کھانا کھاتے ہوئے ملا۔ دوسری طرف اس نے برابر ایک لنگر بھی کھا رہا تھا۔ میں پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک روٹی میری طرف پھینک دی میں نے کہا کہ کچھ ترکاری وغیرہ بھی دیدو۔ اس نے کہا کہ اچھا آؤ۔ لہٰذا

Marfat.com
Marfat.com

میں بھی اُس کے پاس بیٹھکر ترکاری لگاکر کھانے لگا۔ اُس روز سے بفضلہٖ تعالےٰ مجھے کھانے کی کبھی کمی نہ ہوئی۔

(۳) ۲۱ر اگست ۱۹۲۶ء۔ حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ کپتان چوپڑے صاحب کی کوٹھی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ موسم برسات تھا۔ کہ ایک بڑھیا نے آکر آپ سے عرض کیا۔ کہ میری لڑکی سخت بیمار ہے۔ آپ میرے ساتھ تشریف لے چلیں۔ آپ نے وعدہ فرمالیا کہ بہت اچھا صبح آٹھ نو بجے تک آؤں گا۔ بارش شروع ہوگئی۔ اور آپ کے وہاں تشریف لیجانے کا وقت قریب آگیا۔ لوگوں نے اصرار کیا کہ راستہ میں ندی چڑھی ہوئی ہے۔ اور بارش بھی ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وعدہ خلافی سے تو مرجانا کہیں بہتر ہے تاکہ انسان خدا کے رُوبرُو تو شرمندہ نہ ہو۔ آپ تشریف لے گئے میں بھی ہمراہ تھا۔ ندی میں اُتر گئے۔ کنارے ہی پر پانی کمر تک تھا۔ بعد ازاں دوسرے کنارے تک کم ہی ہوتا چلا گیا۔ بڑھیا کے مکان پر پہنچکر آپ نے مریضہ کو دیکھا۔ وہ سخت بیمار تھی۔ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ آپ نے ایک سفید کھیل، تھوڑی سی گھانس اور تین کالی مرچ گھونٹ کر پلوادی۔ خدا کا کرم کہ اُسکو اُسی وقت سے فائدہ ہونا شروع ہوگیا۔ اور دُوسرے روز تک بالکل اچھی ہوگئی۔

فرمایا کہ میں اوائل عمر میں دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی گیا۔ حاجی سید وارث علیشاہ صاحب کو دیکھا۔ اور آپ کی خدمت بجا لایا۔ میں نے دیکھا کہ عصر مغرب دو وقت گذر گئے۔ مگر آپ نے نماز نہ پڑھی۔ میں نے عرض کیا کہ حاجی صاحب کیا آپ نماز نہیں پڑھتے۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر ہر وقت نمازی ہے۔ میں نے کہا کہ بموجب فرمان مصطفویؐ کہ جس نے عمداً نماز قضا کی

Marfat.com
Marfat.com

وُہ لعوذ باللہ کفر کا مرتکب ہوُا۔ بقولیکہ ؎

ہر کس کہ نہ در شرع پیمبر راہ است　　گر پا بسر چرخ زند گمراہ است
فرزند نبی کہ نیست راہِ نبی　　چوں آیت منسوخ کلام اللہ است

حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرے سوجانے پر میری نماز کا حال دیکھنا جس وقت میں سوگیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ شیر ببر نے میرے اُوپر حملہ کیا۔ میرے ہاتھ میں ایک بلم تھا۔ جو میں نے فوراً اُس کے مُنہ میں ٹھونس دیا۔ میں اُسکی طرف زور کرتا تھا۔ اور وُہ میری طرف آخیر تھوڑی دیر بعد بلم پار ہوگیا۔ میری آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوتے ہی ایک شخص نے آکر کہا۔ کہ حاجی صاحب آپ کو یاد فرماتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں اِسوقت نہیں جاؤں گا۔ اُس شخص نے کہا کہ حاجی صاحب کا ارشاد ہے کہ وہ اگر نہیں آتے تو میں خود آتا ہوں۔ میں نے دل میں کہا کہ گو بظاہر خلاف شریعت معلوم ہوتے ہیں۔ مگر وہ ایک بزرگ اور اولوالعزم ہستی ہیں۔ مجھ کو ضد نہیں کرنی چاہیئے۔ لہٰذا میں چلا گیا۔ فرمایا کہ آپ قطب زماں خواجہ قادر بخش علیہ الرحمۃ کے بیٹے معلوم ہوتے ہیں۔ اور اپنے پاس بٹھاکر بہت دیر تک راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے میں نے اِس غرض سے اعتراض کیا تھا۔ کہ مبادا کہیں آپ [illegible] نہ گمراہ ہوں۔ آپ کا بذاتِ خود تو کوئی نقصان نہیں۔

اِس کے بعد مولوی محمد عظیم نے سوال کیا [illegible] اصل آمن صاحب گنج مُرادآبادی سے بھی ملاقات ہوئی۔ فرمایا کہ میں بارہ برس کے یہاں رہا۔ لیکن جس وقت میں وہاں پہنچا۔ تو آپ کسی کو فحش گالیاں دے رہے تھے۔ یہ سنکر میں فوراً واپس ہوگیا۔ تھوڑی دُور چلا تھا۔ کہ آپ نے

Marfat.com
Marfat.com

دو طالب علموں کو میرے پیچھے دوڑایا کہ وُہ صاحبزادے عبدالخالق جا رہے ہیں۔ اُن کو بُلا لاؤ۔ جب میں واپس گیا تو آپ نہایت خلق سے پیش آئے۔ میں نے کہا کہ گالیاں دینا تو اخلاق محمدی کے بالکل خلاف ہے آپ نے کہا کہ مخلوق بہت پریشان کرتی ہے۔ میں نے کہا کہ جناب کا کمال ہی ایسا ہے پھر بھلا مخلوق کیسے نہ پریشان کرے۔ آپ تو حقیقت میں ایک بہت بڑی ہستی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی مکار آدمی بھی گوشہ نشینی اختیار کرے تو مخلوق اس کے پیچھے بھی لگ جاتی ہے۔ اگر بازار میں آپ پانوں کی دکان کھول لیں اگر وہاں پر کوئی چلا جائے تو میرا ذمہ۔ اس پر آپ ہنس دیئے کئی روز تک آپ کی صحبت میں مستفیض ہوتا رہا۔ آپ عارف باللہ پابند شریعت تھے۔

الغرض میں سلیمان شاہ صاحب تونسوی اور دیگر بزرگان کی خدمت میں بھی پہنچا مگر اصل میرا مدعا وہی تھا۔ جو سید گامی شاہ صاحب نے تلقین فرمایا کہ پیر وُہ ہی ہے کہ جو ہر موئے تن سے اللہ اللہ کرا دے۔ جس کے پاس اپنا یہ مدعا لیکر جاتا۔ یہ سُنکر اپنا ہاتھ واپس کر لیتے۔ کعبہ شریف میں حاجی امداد اللہ صاحب اور مدینہ شریف میں عبدالغنی صاحب و مولانا محمد عمر صاحب سے بھی ملا۔ مگر کہیں کامیابی نہ ہوئی۔ واپس مکان کو لوٹتے وقت لودھیانہ میں ایک جگہ بہت سے درویش جمع تھے۔ اور بزرگوں کی کشف و کرامات کا ذکر کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ باوجود تمام دُنیا میں پھرنے کے آج تک مجھکو کوئی ایسی ہستی نہ ملی۔ اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ اگر طلب صادق رکھتے ہو۔ تو شہر قصور میں ایک بزرگ داؤد شاہ نامی سے ملو۔ انشاء اللہ تمہاری مُراد خاطر خواہ بر آئے گی۔ میں آپ کے

Marfat.com
Marfat.com

اشتیاق ملاقات میں پہنچا۔ میں نے ہر چند تلاش کیا۔ مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر ایک شخص نے بتلایا کہ دو دہا جُلاہا فلاں جگہ رہتا ہے وُہی ہوگا۔ جب میں اِس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ آپ دروازے کا سر دل پکڑے تہبند باندھے ہُوئے کھڑے ہیں۔ اور میرا انتظار کر رہے ہیں۔ میری بہت کچھ تواضع کی۔ اور بہت اخلاق سے پیش آئے۔ اور فرمایا کہ تم تین وقت سے فاقہ سے ہو۔ اِس وجہ سے میں نے تمہارے لئے کھانا تیار کیا ہے۔ ان باتوں سے میرا عقیدہ پختہ ہوگیا۔

ایک روز مغرب کے وقت آپ قصیدہ غوثیہ پڑھ رہے تھے فرمایا کہ ذرا کمر مل دو۔ کمر ملتے وقت مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ بدن میں کوئی دیگ جوش مار رہی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں نے عرض کیا۔ کہ خدا نے آج بعد انتظار میری مُراد کو پورا کر دیا۔ اُس کا لاکھ شکر و احسان ہے۔ اب مجھے بیعت کر لیجئے۔ تھوڑی دیر سکوت کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں تو چاہتا تھا کہ کوئی اللہ کا بندہ ملے۔ مگر تمہارا تو حصہ اُس کے پاس ہے جس نے تم سے کہا تھا کہ از کجا مے آمدی۔ یہ شنکر مجھے بڑا قلق ہوا۔ آپ نے مجھے دلاسا دیکر فرمایا کہ یہ حصہ میں تمکو بخشتا ہُوں۔ قصیدہ غوثیہ پڑھا کرو۔ کچھ اور بھی) لطف عنایت فرمایا۔ میں نے ذرا [illegible] طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ [illegible] پاس چلے جاؤ۔ وہ تم کو اِن سے ضرور مل دیں گے [illegible] ہو کر حضرت جامی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر پڑھتا ہُوا [illegible]

سالہا گشتم در واد[illegible] مقصد دل ہیچ بود [illegible] رفتم والہ آباد پہونچنے پر ہر چند تلاش کیا۔ مگر بھائی صاحب کا پتہ نہ ملا۔

Marfat.com
Marfat.com

آخیر خیال گذرا کہ کہیں پولیس آوارہ گردی میں نہ گرفتار کرلے۔ لہٰذا گیروے کپڑے رنگوا کر جھولی گلے میں ڈال لی۔ ہر ایک مکان پر بھائی محمد سعید کی تلاش میں پھرنے لگا۔ ایک جمعہ کو بارہ بجے کے قریب جامع مسجد میں پہنچا۔ سامنے جو نظر کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ بھائی محمد سعید کھڑے ہوئے ہیں۔ اس واقعہ کو میر احمد شاہ صاحب نے اپنی مثنوی میں یوں بیان کیا ہے۔

در جمعہ بجامعہ گذر شد — دیدہ بہ سعید ہم نظر شد
آغوش کشودہ در ملاقات — بر سینۂ طبیعت از صعوبات
آخیر آمد بہ تو رسیدن — تبدیل و دیدن از رسیدن
من جاھدنی فی سبیلنا نازہ — من ھاولہ الٰہ ممتاز
از نصف نہار شام کردن — بد شاق ترا قیام کردن
گفتا کہ برادرم ازیں پیش — از یار و زمن دگر ببیدیں
راہِ سفرت رسد بپایاں، — در دیں مرو و لے آساں
چوں دیدہ بدیدہ آشنا شد — کالبرق لگاہ رہنما شد
فرمود کہ دیگر از کجائی — باقی است اگر تعدشش نائی
من بعد نگاہ لطف فرمود — از لطف و کرم ہمیشہ امروز
جولیں گذشت و سال دیگر — بگذشت و سلوک گشتہ آخیر
شیخ تو برسم عارفانہ — دعوت فرمود صوفیانہ
ہم جمع نمود سالکانِ راہ — از گرد و نواح کامیدن را
کائے مجمع کامیدن عرفاں — کردند سلوک طے عزیزاں
شرط الست کہ امتحاں نمائید — زیں ہفت کساں بیا زا مک

Marfat.com
Marfat.com

یاران ہمہ خوش زکامیابی
ہر فرقہ و شجرہ و کتابی

لیکن نگہت بلند تر بود
جز شیخ بہ ہیچ شے نیا شود

از جبہ و خلعت خلافت
عذرے کردی بایں لطافت

کاز تو خواہم ترانہ ایں را
با خرقہ چہ کار خادمیں را

ایں بود و شغب بہ مجلس افتاد
ہر اہلِ مذاق دادی داد

لیکن طفل سعید مردِ میدان
زیں جملہ ربود گوئے چوگان

چسپاند سینہ شیخ فرمود
ایں نکتہ ورنگاہ بود

میں دوڑ کر چمٹ گیا۔ اور رونے لگا۔ انہوں نے کہا تم کون ہو۔ جو میرے گلے کا ہار ہو رہے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں وہی کمبخت عبدالخالق ہوں پھر تو انہوں نے مجھے سینہ سے لگا لیا۔ اور فرمایا کہ گھبراؤ نہیں۔ کل ہی حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ کا ردولی سے خط آیا ہے۔ میں اب تمہیں ان کی خدمت میں لے چلوں گا۔ آخر دوسرے روز مجھے آپ کی خدمت میں لیکر پہونچے مجھ کو دور سے دیکھتے ہی حضور علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ برو برو دیگر دا گیر ہیں تبیا۔ دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا۔ نہایت شفقت کے ساتھ آپ نے میرا سر اٹھا کر سینہ سے لگایا۔ اور بیعت فرمایا۔ اور ایک ہی توجہ میں ہم دونوں سے اللہ اللہ کی صدا جاری کرادی۔ مسلمات کی تعداد کے موجب ہر سانس میں ساڑھے تین کروڑ اللہ کے نام بدن سے نکلنے لگے۔ اس لئے

بمصداق ذکر اکثیرا کہتے ہیں

ایک لڑکی کے سامنے حضور الصلوٰۃ معراج المومنین کی شان میں فرما رہے تھے حضور نے مجھ سے فرمایا۔ کہ تم کو بھی اس میں کچھ شک ہے۔ میں نے دست بستہ عرض کیا۔ کہ ہے تو حقیقت کھٹک۔ آپ مجھے دیکھ کر

Marfat.com
Marfat.com

اندر لے گئے۔ اور اللہ اکبر کہا۔ اور مجھ سے بھی اللہ اکبر کہلوایا۔ اُسی وقت ذات پاک احدیت اور انوار الٰہی سے واصل ہوگیا۔ اور مشاہدہ میری نظر میں ہوگیا۔ اور جو اعتراضات مجھکو کلام پاک پر تھے۔ وہ ایک ہی نقطہ سے کالعدم ہوگئے۔ اس بیعت سے قبل میں اپنے آپ کو مسلمان بھی نہ سمجھتا تھا۔

ایک روز آپ ایک طالب علم کے سامنے ختم اللہ علیٰ قلوبہم کی تشریح فرما رہے تھے۔ مجھ سے فرمایا کہ تم کو کیا اس میں بھی شک ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور! کبھی اللہ تعالیٰ نے عقل پر بھی مہر لگائی ہے جو خود بالمقصود اللہ ہو کر جملہ مواہر کو شکستہ کر دے۔ لیکن فضل الٰہی کا شامل حال ہونا ضروری ہے۔

ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ سوائے میرے تمکو کسی اور سے بھی محبت ہے میں نے عرض کیا۔ کہ آپ کی شرف یابی کا باعث بھائی محمد سعید ہیں اس لئے کچھ محبت اُن سے بھی ہے۔ یہ سُنکر مجھ پر ایسی نظر ڈالی۔ کہ جسقدر معنوی اثرات میرے اندر تھے۔ سب جذب وسلب کر لئے! میں بالکل خالی ہوگیا۔ آخر اسی تاسف و فکر میں مایوسانہ تین روز غسل خانہ کی دیوار سے لگا کھڑا رہا۔ بعد ازاں حضور نے خادم کو حکم دیا۔ کہ دیکھو لڑکے کی کیا حالت ہے۔ خادم نے آکر مجھے ہاتھ لگانا تھا کہ میں بیہوش ہوکر گر پڑا۔ خدام مجھے اُٹھا کر حضور کے پاس لیگئے۔ آپ نے ابدید ہو کر مجھے آغوش میں لے لیا۔ اور ایک حکیم کے مشورے سے میرے دماغ پر مالش کرائی۔ جس سے قدرے مجھے ہوش ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپکے سیلان اشک رواں ہیں۔ اور میرا سر آپ کے زانوئے مبارک پر رکھا ہوا ہے

Marfat.com
Marfat.com

اور آپ فرما رہے تھے۔ کہ اس ملک میں صرف میں اسی لڑکے کیواسطے آیا تھا۔ ورنہ میرا یہاں کیا کام تھا۔ اِس کے بعد آپ نے کبھی مجھے سخت نظر سے نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی میں حضور کی ناراضگی برداشت کر سکتا تھا ایکبار روز بہت سے درویش آپکی خدمت میں بیٹھے تھے۔ آپ نے دستار اجازت میرے سر پہ باندھنی چاہی۔ اور سب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ یہ اس قابل ہے یا نہیں۔ اُن کے جواب دینے سے قبل میں نے عرض کیا کہ اس بارِ گراں کا اُٹھانا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ مگر دست بستہ ملتجی ہوں کہ میری دلی مُراد پوری ہو جائے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اپنا وجود بخش دیں۔ آپ نے یہ سُنکر درویشوں سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ تم لوگ ہمیشہ کہا کرتے ہو کہ حضرت صاحب کو اس لڑکے سے محبت بہت ہے۔ لہٰذا اب تم سوچو کہ جو سوال اس لڑکے نے کیا ہے۔ کیا تمہارے دل میں بھی یہ خیال گزرا۔ یہ سُنکر تمام درویشوں کو وجد آگیا۔

آپ نے فرمایا کہ رُموز دانی اسی کا نام ہے۔ یہ کہکر آپ نے دستار فضیلت عطا فرمائی۔ اور اپنے دستِ مُبارک سے میرے سر پہ باندھ کر فرمایا کہ جاؤ سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کر کے اپنے والد صاحب رحمۃ اللہ کا نام روشن کرو۔ جہاں تم ہو گے۔ وہاں میں تمہارے ساتھ ہونگا۔ اس کے بعد تمام مراحل حضور کی خدمت میں ہی رہ کر طے کئے۔

مکان پر چلا آیا۔ اکثر مرتبہ حاضر خدمت ہوتا رہا۔

ضلع بارہ بنکی میں ہے۔ حضور علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد اللہ کا ملین کے دوران سیاحی میں نیاز حاصل ہوتا رہا۔ بنارس میں ایک ہندو سنیاسی مسمی گنگا رام سے جن کا تمام لعمر میل تصوف میں بیش گیر نام مشہور رہا ملاقات

Marfat.com
Marfat.com

ہوئی۔ جو مقتدیں زبان کا علم رکھتے تھے۔ اِن کا خیال ہندو مسلم کے لئے یکساں تھا۔ چونکہ آپ کو خداوند کریم کی جستجو تھی۔ اسلئے آپ نے پوشیدہ طور پر گھر سے نکل کر باکمال فقیروں اور سنیاسیوں سے علم و کمال حاصل کیا۔ اور بخارا پہنچکر سلسلہ نقشبندیہ سے تصوف، اور لبعداد پہنچکر سلسلہ قادریہ کے بزرگوں سے تعلیم سلوک حاصل کی۔ غرضیکہ ہر اُس جگہ سے جہاں علم و کمال کی توقع ہوتی تھی۔ فیض حاصل کیا۔

اِسی دوران میں محمد قاسم صاحب نانوتوی بھی آپ کی ملاقات کیلئے آئے۔ اور بعد ملاقات مولانا ممدوح نے فرمایا۔ کہ افسوس مجھکو فرصت نہیں ہے۔ ورنہ دو سال قیام کرکے آپ سے علم و فضل حاصل کرتا۔ میں بھی عرصہ پانچ سال آپکی خدمت میں رہا۔ بہت سی مجرب جڑی بوٹیاں معہ خواص سمجھا کر مجھے عنایت فرمائیں۔ کیمیا بھی اس شرط پر بتلائی کہ اس کو اُس وقت بتانا جب کہ تین روز کے فاقہ سے ہو۔ مذہب اسلام سے بہت انسیت رکھتے۔ اور نماز تہجد اور قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے۔ کسی کی بُرائی نہ کرتے تھے۔ اتنا اختلاف ضرور تھا۔ حضور اکرم کو خاتم النبین مُہر والا نبی کہتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے تھے۔ کہ حضور کے بعد اور کوئی مُہر والا نبی پیدا نہیں ہوا۔ لیکن پیغمبر ضرور ہوئے ہیں۔ مجدد کا رُتبہ بھی جانتے تھے۔ الغرض اُن کے پاس پانچ سال قیام کرکے مکان پر آیا۔ اور حکمت کا کام کرنے لگا۔ مگر اس کام میں بڑی دِقت پیش آئی۔ چونکہ مریضوں اور دوا وغیرہ کی دیکھ بھال کا بھی وہی وقت ہوتا تھا۔ جو کہ درود وظائف کا تھا۔ آخیر مجبور رہ کر اس سلسلہ کو آہستہ آہستہ کم کرنا پڑا۔ اور سلوک نقشبندیہ کی تکمیل کی غرض سے حضرت حاجی

Marfat.com
Marfat.com

محمود صاحب جالندہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوا۔ اور حضرت خواجہ صاحب شمس العرفان علیہ الرحمۃ کے مزار شریف پر سراقب ہوگیا۔

خلیفہ عبدالرزاق شاہ صاحب کلانوری فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضور علیہ رحمۃ نے فرمایا۔ بلکہ دوران ذکر فقرار اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک مرتبہ مجھے قبض کی شکایت ہوگئی۔ جس سے مجھے بہت کچھ اضطراب رہتا تھا۔ یعنی فیض میں کچھ کمی واقع ہوگئی۔ اتفاقاً ایک درویش فقیر نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ کہ تم فلاں بھنگڑ خانہ میں ایک درویش رنگی رام رہتے ہیں اُن کے پاس چلے جاؤ۔ وہاں تمہاری پریشانی دُور ہوگی۔ چنانچہ جب میں اُن کے پاس پہنچا۔ تو اُن کو دیکھتے ہی میرا دل [illegible] جس سے میں نہایت متعجب ہوا۔ کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ یہاں تو [illegible] اور سب لوگ بھنگ چرس وغیرہ استعمال کر رہے ہیں۔ اسی تردد میں شام غروب ہوگیا۔ اُسی وقت وہ درویش اپنے ساتھیوں سمیت [illegible] تشریف لے گئے۔ میں بھی اُن کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جب مکان پر پہنچا تو انہوں نے مجھے اندر آنے سے روکا۔ اور کہا کہ رات کیوقت یہاں پر کسی کو آنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ میں رات کو یہیں رہوں گا۔ انہوں نے [illegible] اور بحث شروع کر دی اور وہاں سے ہٹانے لگے [illegible] اپنی ضد کا پورا ہوں۔ ہرگز نہ جاؤں گا جب درویش [illegible] سُنا تو مجھے اوپر بلالیا۔ اور افشائے راز کا [illegible] میرا یہ بھید کسی سے نہ کہنا۔ اور [illegible] لوگ [illegible] تھے۔ میرے وعظ و تقریر کا اس قدر [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

جاتے تھے۔ اور کسی وقت بھی مجھے خلقت سے فرصت نہ ملتی تھی۔ اور میرا نفس بھی اس پر بہت فخر کرتا تھا۔ کہ واقعی تجھ جیسا دُنیا میں کوئی عالم واعظ نہیں ہے۔

جب میں نے اپنے نفس کی سرکشی کو حد سے زیادہ بڑھا ہوا دیکھا تو مجھے سخت افسوس ہوا۔ اور اس کی سرکشی پر آمادہ ہوگیا۔ اور مجبوراً یہ عمل کرنا پڑا۔ کہ داڑھی منڈا ڈالی۔ دھوتی باندھ کر قشقہ لگایا۔ اور بھنگڑ خانہ میں پہنچا۔ اور وہیں رہنے لگا۔ اس حالت کو دیکھ کر مخلوق خُدا خود بخود متنفر ہونے لگی۔ لیکن ان چار درویشوں نے جو میرے ہمراہ ہیں میرا ساتھ نہ چھوڑا۔ اور ہر شخص مجھ کو کافر کافر پکارنے لگا۔ کہ یہ بالکل مرتد ہوگیا۔ میں نے اپنا نام بدل کر بجائے صبغتہ اللہ کے رنگی رام رکھا اور ان درویشوں کو سمجھا دیا۔ کہ تم مجھے کوئی بوٹی گھوٹ کر پلا دیا کرو۔ جس سے لوگوں کو یہ علم ہو کہ یہ لوگ بھنگ پیتے ہیں۔ اور گڑ کا شربت بوتلوں میں بھر کر رکھ دو۔ تاکہ یہ بھی معلوم کہ یہ شراب پیتا ہے۔ اور پیشاب یا خانہ کے بہانے سے اُٹھ کر نمازیں ادا کر لیتا ہوں۔ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہوتا۔

جس وقت وہ حضرت نماز میں کھڑے ہوئے۔ تو میں نے بھی اس میں شرکت کی۔ اُس وقت ایسے انوارات و فیضان کا ورود ہو رہا تھا۔ کہ جیسے بارش ہوا کرتی ہے۔ اسی حالت میں صبح ہوگئی۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تو نے دیکھا کہ یہ نفس کو ملازمت و ذلیل کرنے کے سبب اللہ تعالےٰ نے مجھ پر یہ رحمت نازل فرمائی ہے۔ میرا سوائے ڈاڑھی کے کوئی عمل خلافِ شریعت نہیں ہے۔

Marfat.com
Marfat.com

منشی جمیل احمدؒ کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ اوّل اوّل حضور خواجہ مرشدنا علیہ الرحمۃ نذرانہ قبول نہ فرمایا کرتے تھے۔ جس کا واقعہ آپ نے اس طرح بیان فرمایا۔ کہ دوران سیاحت ایک مرتبہ میں نوشہرہ علاقہ پشاور گیا۔ وہاں ایک مشہور بزرگ کریم بخش نامی رہتے تھے۔ میں نے ایک روپیہ اُن کی نذر کیا۔ لیکن انہوں نے نہ لیا۔ آخر میں نے واپس رکھ لیا۔ لیکن اُن کی خدمت میں رہا تو چند روز کے بعد ایک شخص نے پچاس من غلہ اور دوسرے نے ایک گاڑی قیمتی پانچ سو روپیہ پیش کی۔ جسکو آپ نے قبول فرمانے کے بعد دُعا فرمائی۔ اس کے متعلق میں نے دریافت کیا۔ تو مرید اللہ دین نے جواب دیا کہ فقیر کی مرضی ہے۔ پھر میں نے حضرت صاحب سے بھی عرض کیا کہ شاید آپ قلیل رقم کا نذرانہ دینے والوں کا اس لئے قبول نہیں فرماتے کہ تمام جگہ یہ لوگ بدنام کرینگے۔ کہ میاں جی بہت طامع ہیں۔ یہ سنکر وہ خاموش ہو گئے۔ میں چلا آیا۔ اور جب سے میں نے بھی نذرانہ لینا بند کر دیا۔

ایک روز ایک شخص نے پانچ پیسہ میرے نذر کئے۔ میں نے لینے سے انکار کر دیا۔ وہ شخص بہت رنجیدہ ہو کر میاں اوٹھ بڑ شاہ کی خانقاہ میں گھس گیا اور دو شبانہ روز بھوکا پیاسا روتا رہا۔ تیسری شب میں نے حضرت خواجہ صاحب کو خواب میں دیکھا۔ فرمانے لگے۔ کہ عبدالخالق تیرے اوپر غصہ آنے والا ہے۔ فلاں شخص میرا چہیتا ہے۔ لہٰذا اب [illegible] کے ہمراہ جا کر دیکھا۔ تو واقعی وہ وہاں بلب تھا۔ [illegible] صحت ہو گئی۔ اسی روز سے میں نے نذرانہ لینا شروع کر دیا۔ [illegible] سے کھولا گیا ہے میں خود مانگنے لگ گیا ہوں۔

حضرت شیخ صاحب کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا۔ کہ میں میاں

Marfat.com
Marfat.com

کریم اللہ شاہ صاحب سے بیعت ہوں۔ لیکن آپ سے عفیفیت رکھتا ہوں۔ فرمایا کہ تیرے پیر نے تجھ کو کیا بتلایا ہے اُس نے عرض کیا کہ بارہ تسبیح۔ آپ نے فرمایا کہ میں کیا چودہ تسبیح بتلا دوں گا۔ محنت تو تم لوگ خود نہیں کرتے۔ اور پیروں پر الزام دیتے ہو۔ ایک سال کے بعد وہ قطعی مردود ہو گیا۔

Marfat.com
Marfat.com

باب دہم ۷۸۶

مع ہیزدہم۔ ایجاد رسم نکاح بیوگان

سنہ ۱۸۹۱ء میں جبکہ آپکی عمر [illegible] علاقہ بانہ میں واسطے توڑنے رسم بدعت یعنی انداز [illegible] کرنے سے پہلے بھی شروع سنہ ۱۳۰۰ھ میں حضرت [illegible] صاحب قبلہ نے اس علاقہ میں قدم رنجہ فرمایا۔ [illegible] فرمائی۔ پھر کچھ دنوں کے بعد [illegible] تشریف لاکر مکرم کوشش ہوئے۔ اسی طرح حضور [illegible] مولوی شاہ عبدالرحیم صاحب [illegible] تو کل شاہ صاحب اپنے لوگ [illegible] جاری کرنے کے لئے کوشاں رہے [illegible] سے پورا ہوا کرتا ہے [illegible] مخصوص رکھی تھی [illegible] ملاحظہ میں لائی جاتی ہے۔ اس [illegible] جو حضور خواجہ صاحب [illegible] بیواؤں کے حال زار پر [illegible]

Marfat.com
Marfat.com

دُور کرنیکا ارادہ کر لیا۔ البتہ یہ بیچاری مصیبت زدہ قابل امداد ہیں کیونکہ ان بیچاریوں پر وہ مصیبتیں گزرتی ہیں۔ کہ جن کے سُننے سے دل بھر آتا ہے اور جس قدر خرابیاں اُن کے اور اُن کے وارثوں کے لئے ظاہری و باطنی پیدا ہوتی ہیں۔ وُہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ ان کے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں۔

خیر حتی المقدور جس جگہ یہ فقیر گیا۔ وہاں جاکر یہی کوشش کی۔ بفضلہ تعالیٰ ہر جگہ نکاح بیوگان شروع ہوتا گیا۔ دوبارہ بعد دس سال بخواہش چند دوستاں اور بموجب ارشاد حضرت سائیں تو کل شاہ صاحب رح از الوی و مرشدی و مولائی شیخ احمدؐ صاحب بخاریؒ اسی کام کی انجام دہی پر کمر ہمت باندھی۔ جن مصائب کا سامنا ہوا۔ اُن کے بیان کو علیحدہ ایک دفتر چاہیئے۔ الغرض ہر ایک مرد و عورت کو دلائل عقلیہ و نقلیہ آیات و احادیث نبویہ صلعم سے سمجھاتا رہا۔ چونکہ فضلِ خدا شاملِ حال تھا۔ اللہ جل شانہٗ نے اس محنت و جانفشانی کا ثمرہ دکھلایا۔ یعنی فقیر کی دلی آرزو بر آئی اور جلسہ اسلامیہ سرگرمی سے کمال رونق پر ہوا۔ جو قابل دید تھا۔ جس نے بھی اسکو دیکھا۔ عمر بھر نہ بھولے گا۔ کچھ حالات جلسہ ہمدردان قوم و جاں نثاران ملک کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اوّل اس خاکسار کو مسمّی نجف خاں ولد مکھن خاں باشندہ خلیفہ محمد علی خاں صاحب ولد عادل خاں مرحوم نقشبندی مجددی شمس عرفانی معہ دیگر مہمانان میرے غریب خانہ سے موضع آلوال ضلع رہتک لایا گیا۔ اور ابتداء کارروائی نکاح ثانی انہیں سے شروع ہونی تھی۔ آفریں صد آفریں ان کی علو ہمتی پر۔ پھر مجھے باشندگان موضع نگانہ ضلع رہتک اپنے گاؤں میں لیگئے

Marfat.com
Marfat.com

چند روز وہاں رہا۔ اور حسب استعداد جہاں تک ہو سکا۔ خوب پند و نصائح کرتا رہا۔ الحمد اللہ چند نکاح بیوگان اسی عرصہ میں ہو گئے۔ مرحبا صد مرحبا ان مسلمانوں کی ہمت پر کہ باوجود طعن و تشنیع برادری کے شرع احمدی پر قربان ہو کر اتباع شرع شریف میں مستعد ہو گئے۔ میاں جی محمد اعظم صاحب نے ہر طرح کی امداد دی جو ہمیشہ یادگار رہے گی۔ خداوند کریم ان کو اجر عظیم عطا فرماوے۔

بعد ازاں حاجی شاہ دل خان صاحب رسالدار و شہداد خاں صاحب و فتح محمد خاں اور محبوب خاں صاحب وغیرہ ساکنان کانہو ضلع رہتک مجھے اپنے گاؤں میں لے گئے۔ اُن کے پاس اس فقیر نے چند یوم قیام کیا بہت کچھ تکلیف اُٹھانے کے بعد کل گاؤں کی پنچایت عید گاہ موضع مذکور میں ہوئی۔ خداوند کریم نے چند علمائے گرامی میری امداد کو بھیج دیئے [illegible] مولوی عالم باعمل و فاضل بے بدل حضرت صوفی حفیظ الدین صاحب دہانہ والے بھی تشریف لائے۔ انہوں نے اس قدر سہ گرمی و جوش ایمانی سے معاونت فرمائی۔ کہ اس کا شکریہ نہیں ادا کر سکتا۔ حافظ مولا بخش ولد شہداد خاں صاحب رسالدار احمد خاں ولد محسن خاں صاحب و حاجی شادل خان صاحب ٹھیکیدار و حاجی وزیر خاں پسران عزت [illegible] صاحب و دھومن خاں زمیندار وغیرہ نے کوشش و سعی بلیغ [illegible] مذکور سے لوٹا نمک گرایا۔ اور عہد نامہ لکھوایا۔ کہ [illegible] کفریہ کے بادل و جان توڑ نے ہیں۔ اب جو اوّل [illegible] یا عیب تصور کرے گا۔ وہ ہم سے علیحدہ ہو گا۔ ہزار ہزار شکر ہے کہ اس پروردگار نے مجھ ناچیز کو اپنے فضل و کرم سے یہاں بھی کامیابی بخشی۔

Marfat.com
Marfat.com

یہاں بھی چند نکاح بیوگان ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ باشندگانِ کانہور کو جنہوں نے اس کارِ خیر میں حصّہ لیا۔ جزائے خیر عنایت فرمائے۔

اس کے بعد قصبہ کلانور میں پہنچا۔ وہاں پر مراد علی خاں نمبردار وغیرہ سے لوگوں نے مشورہ کیا۔ کہ ایک پیر صاحب کانہور میں حاجی شاول خاں سالار کے مکان پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اُنکی فہمائش و ہدایت سے تمام گاؤں نے یہ عہد کر لیا۔ کہ ہم اس رسم ہنود یہ کفریہ کو جس سے نکاح بیوگان نہیں کیا جاتا۔ ہرگز ہرگز قائم نہیں رہنے دیں گے چونکہ کلانور ایک ممتاز بستی شمار ہوتی ہے۔ یہاں پر تمام ہندوستان کے راجپوت جمع کئے جائیں۔ اور اس رسم بد کو توڑا جائے۔ تاکہ ہماری رشتہ داری کا میدان تنگ نہ ہو۔ لہٰذا اس کے متعلق نمبردار صاحب موصوف نے تمام گاؤں سے مشورہ کیا۔ سالار صاحب موصوف نے اثنائے گفتگو میں نمبردار مراد علی خاں سے بھی کہہ دیا تھا۔ کہ جو خرچہ اس معاملہ میں صرف ہوگا۔ وہ میں ادا کر دوں گا۔ مگر لوگوں نے اُس وقت کچھ توجہ نہ دی۔

ایک روز مجھے قصبہ کلانور میں حکیم ہدایت علی صاحب کے مکان پر مدعو کیا۔ وہاں حاجی کریم بخش خاں حاجی عبدالغفور خاں رئیس و حافظ خدا بخش خاں حاجی نبی بخش خاں کمیدان و امیر خاں نمبردار حسن علی خاں نمبردار و مدار خاں نمبردار و نجف خاں و مراد علی خاں نمبردار و حافظ سپہدار خاں و ذوالفقار رحیم بخش خاں صاحب وغیرہ وغیرہ سیری ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ لہٰذا بندہ نے احکام نکاح ثانی سنائے۔ باہمی مشورہ کے بعد تجویز ہوئی کہ اگر تمام ہندو پنجاب کے راجپوت اکٹھے ہو کر ان رسومات ہنود یہ کو توڑ ڈالیں۔ تو ہماری رشتہ داری کا میدان تنگ نہ ہو۔ مگر جلسہ

Marfat.com
Marfat.com

کسی اور مقام پر منعقد ہو۔ تو بہتر ہے۔ میرے ہمراہ حاجی شادل صاحب سالدار و ملاں احمد خاں وغیرہ موجود تھے۔ جنہوں نے بیان کیا کہ چونکہ کلانور ہم کل پنوار نکے ٹیکہ کی جگہ ہے۔ اسی جگہ جلسہ ہونے سے ہم سب کو فخر حاصل ہوگا۔ آخیر چار و ناچار یہ شرائط ذیل منظور کیا۔ اوّل یہ کہ ہم چندہ بارہ گاؤں راہے راسہ سے لیں گے اور کسی سے چندہ ہرگز نہ لیا جائے گا۔ دوئم کسی ایک شخص پر چندہ کا بوجھ نہ ڈالا جائے گا۔ سوئم مسلم راجپوت لوگوں کو جمع کرنا یہ کام میرے ذمہ لگایا گیا۔

یہ سُنکر میں نہایت متفکر ہوا۔ اور سمجھا کہ یہ حیلہ سازی اور دفع الوقتی ہے۔ کیونکہ یہ تمام کام مجھ سے نہ انجام پائیں گے۔ اور نہ یہ کار خیر جاری ہوگا۔ مجھے مولینا عبدالرحیم صاحب دہلوی کی وہ تمام مصیبتیں اور تکالیف یاد آگئیں۔ جو انہوں نے اپنی کتاب راتاں دیاں کی شادی میں درج کیں ہیں لیکن پھر خیال آیا۔ کہ یہ تمام تکالیف انجام خیر ہوتی ہیں۔ اس میں صبر اور تحمل سے کام لینا ضروری ہے۔

میں نے ایک خواب ۱۳۸۰ھ میں دیکھا۔ خیال گذرا کہ تعجب نہیں کہ جو اس خواب کا ظہور اب ہو جائے۔ اگرچہ اس کا انتظام کوئی معمولی بات نہ تھی۔ مگر یہ ضعیف والا چار معہ دو دیناں سر بسجود ہو کر متوجہ الی اللہ ہوا۔ کہ اے اللہ میں جو کچھ کر رہا ہوں تیرے [illegible] کر رہا ہوں۔ تو بہ طفیل اپنے حبیب اکرم ان کو [illegible] دستوں سے بچائے۔ اور اس مسلمین کے ہاتھوں [illegible] خیر کو انجام دے پس دعا سے فارغ ہو کر [illegible] سب خیال پڑ گیا

آسماں بار امانت نتوانست کشید ؛ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

Marfat.com
Marfat.com

اِسی شب میں نے حضرت مولینا محمد رمضان صاحب شہید بھی کو خواب میں دیکھا کہ میری بہت کچھ تسلی و تشفی فرما رہے ہیں۔

حاجی شادل خاں صاحب نے ہر طرح سے میری بہت کچھ امداد فرمائی۔ چندہ کی بنا ان اصحاب ذیل سے ہوئی۔

حاجی شادل خاں صاحب ٹھیکیدار۔ حاجی شادل خاں صاحب رسالدار و فتح محمد خاں صاحب و علاؤالدین خاں سکنہ کانہور وغیرہ وغیرہ۔

خداوند کریم ان صاحبان کو ہمیشہ خوش و خرم و بامراد رکھے۔ کچھ عرصہ بعد ایک کمیٹی بنائی گئی جس میں پینتیس اشخاص بارہ گاؤں کے شامل ہوئے۔ جن کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

نبی بخش خاں صاحب کھیلان صدر انجمن اسلامیہ کالانور۔ حاجی شادل خاں صاحب رسالدار نائب انجمن سکنہ کانہور۔ کپتان قلندر خاں صاحب دبیر انجمن سکنہ کانہور۔ غلام بخش خاں ولد رحیم بخش خاں صاحب نائب دبیر انجمن کالانور۔ شادل خاں ٹھیکیدار ممبر اعلیٰ سکنہ کانہور۔ عبدالغنی خاں ولد حاجی خاں ممبر حاجی کریم بخش ممبر کالانور۔ حسین علی خاں نمبردار سکنہ کالانور۔ علاؤالدین ولد غلام محمد خاں صاحب ممبر کانہور۔ نعمدار منور خاں سکنہ لگانہ ملاں احمد خاں ولد لکھن خاں ممبر سکنہ کانہور۔ حیدر خاں ٹھیکیدار ممبر سکنہ لگانہ امام علی خاں صاحب ممبر سکنہ لگانہ۔ صابر خاں ولد کامل بخش خاں صاحب سکنہ اول۔ سکندر خاں نمبردار ممبر اول۔ شیر خاں ممبر سکنہ لیلیانی۔ رحمت اللہ خاں ٹھیکیدار ممبر سکنہ لیلیانی۔ [illegible] خاں سکنہ اول۔ بخش اللہ خاں بختاور خاں سکنہ اول برکت اللہ خاں نمبردار ممبر سکنہ مڑوڈھی۔ فضل داد خاں ٹھیکیدار سکنہ کالانور۔ رحیم بخش ٹھیکیدار مڑوڈھی۔ [illegible] سکنہ پٹوالور۔ شروتہ علی خاں سکنہ پنیل

Marfat.com
Marfat.com

اللہ بخش خاں سیفل۔ محمود خاں نمبردار سکنہ کھیڑی عبداللہ خاں نمبردار سکنہ کھیڑی۔ شمس الدین نمبردار سکنہ لاہلی سکھار خاں سکنہ لاہلی۔

کل خرچ اخراجات کی باضابطہ کارروائی ہوتی رہی۔ اور ۲۱ر شعبان المعظم ۱۳۰۹ھ مطابق ۲۱ر مارچ ۱۸۹۲ء سے ۲۳ ماہ مذکور تک قصبہ کلانور ضلع رہتک میں جلسہ اسلامیہ ہوا۔ ۲۴ر تاریخ ماہ مذکور میں حاضرین جلسہ کو رخصت ہوئی۔ تعداد کل حاضرین جلسہ ۱۳۷۶۵ نفس۔

حالات دربار اوّل ۲۲ شعبان ۱۳۰۹ھ

اگر ہر موئے تن سے میں خداوند عالم کا شکریہ ادا کروں تب بھی کم ہے

اگر ہر موئے تن گردد زبانے — تنولا نم زہر یک داستانے
نیازم گوہر شکر تو سفتن — سر موئے ز احسان تو گفتنم

بعونہ تعالیٰ اس روز میرے اُمیدِ نہال میں شگوفہ کامرانی کھلا۔ اور ثمرہ مراد بر آیا۔ اور جو جو مصیبتیں مجھ پر پڑی تھیں۔ اس وقت وہ مسرت و راحت سے بدل گئیں۔ خدائے ذوالجلال کی قسم اُس روز میں [illegible] سماتا تھا اور میں نے حاضرین مجلس کا جو اس رسم کفریہ کو توڑنے [illegible] بہت کچھ شکریہ ادا کیا۔

۲۲ر شعبان سات بجے صبح سے [illegible] جلسہ [illegible] منعقد ہوا۔ [illegible] رونق بازار [illegible] پروردگار تھا۔ اور اس کی [illegible] صنعت عجیبہ بہ قدرت الٰہی [illegible] غلمان آراستہ و پیراستہ بہ آرزوئے معانقہ [illegible] مسل

Marfat.com
Marfat.com

Marfat.com

سب سے پیشتر تو بڑے بڑے علماء و فضلا مشہور مقررین کو بڑی تعظیم و تکریم سے داہنے بائیں کرسیوں پر بٹھلایا گیا۔ اُسکے بعد عوام کو جو باہر سے آئے ہوئے تھے اور مقامی اصحاب کو جگہ دی گئی۔ اس کے بعد نو بجے کے قریب جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر رہتک تشریف لاکر مقام صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ اور جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

سب سے پیشتر صاحب صدر نے اُردو زبان میں عام فہم تقریر اور مقاصد انجمن بیان فرمائے۔ اور بعدہٗ اس مسکین نے حسبِ مقتضائے وقت جس قدر بھی ہو سکا مختصر عام فہم تقریر کی۔ اسکے بعد حضرت زبدۃ العارفین مولانا حفیظ الدین صاحب دوجانوی و مولوی امام الدین صاحب رہتکی نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ احکام نکاح بیوگان کی تقاریر فرمائیں کہ سب حاضرین مجلس نے صدائے مرحبا بلند کی۔

بعد اس کے مولوی غلام محمد صاحب ہوشیارپوری و مولوی علاؤالدین صاحب و مولوی اسلام الدین صاحب و مولوی مشتاق احمد صاحب و دیگر علماء فضلا نامی گرامی نے پند و نصائح کا بازار ایسے جوشِ ایمانی سے گرم کیا کہ جملہ سامعین دنگ ہو گئے۔ اور احکام الٰہی اور شریعت محمدی کی اطاعت و تسلیم پر آمنا و صدقنا پکارنے لگے

اللہ اللہ اس دربار فیض [illegible]
صدائے اللہ اکبر آرہی تھی۔ اور اسی روز سے کالونہ [illegible]
میں بیواؤں کے دھڑا دھڑ نکاح ہونے لگے۔

میں اس خیال میں محو تھا کہ یہ سب برکت بعد قرآنی آیت وانکحوا الایامیٰ منکم (یعنی اپنی بیواؤں کے نکاح کرو) پر راجپوت لوگ مستعد آمادہ ہوئے

Marfat.com

ہیں۔ دیکھئے کس شخص کی قسمت میں حضرت صاحبؒ اکبر کیطرح سب سے پہلے تسلیم وقبولیت کرنا لکھا ہے۔

مرحبا! اہالیان کلانور کی بہتیری کہ وہ خوب جاگے۔ اور سوئی ہوئی قوم کو جگایا بے شک وشبہ اس کار خیر کے باعث یہ تمام اقوام جو شریف کہلاتے ہیں۔ ان سب سے عزت دینی و دنیوی میں سبقت لے گئے۔ چونکہ جس طرح رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ میرا دین حرمین شریف سے نکل کر تمام دنیا میں پھیلے گا۔ تو بے شک اسی کا ظہور ہوا۔ اسی واسطے تمام حرمین شریفین زادہما اللہ کو شرفاً نسبت ہے۔ مگر باشندگان ہند جو شریف کہلاتے تھے۔ جہالت قدیمانہ کے سبب وانکحوا الایامیٰ منکم کے حکم سے منکر تھے۔ کیونکہ اب یہ حکم بمثل حرمین شریف کے قصبہ کلانور سے جاری ہو کر تمام ہندو پنجاب میں پھیلا۔ اس لئے خداوند تعالیٰ نے ان کو بھی ہندو پنجاب کے اقوام شریف پر عزت وشرافت دینی و دنیوی بخشی۔ اور قیامت تک ان کے درجات بلند ہوتے رہیں گے۔ اور روز جزا خدا کے روبرو بھی یہی لوگ ان لوگوں سے زیادہ عزت و درجات و مراتب پائیں گے۔ اور ممکن ان کا جناب رسالت مآب فخر موجودات سرور کائنات نبی کریم صلعم کے ساتھ ہوگا۔ اور یہ عزت و شرافت کیوں نہ پائیں کہ جیسے مسلمان ہوئے اس رسم کفریہ ہندو کو ان کے سوا کسی نے نہیں توڑا۔ اگر شاذ و نادر کسی جگہ کسی دیندار نے یہ سبب فہمیدہ نہ ہونے کے رسول کے یا بہ سبب فہمائش علماء اس رسم قبیحہ کو جاری کیا۔ تو ہر جگہ یہ دیکھا گیا کہ ایک دو نکاح ثانی میں ہی کیا کچھ خرابیاں پیدا ہوتی تھیں۔ کہ اسکو برادری سے خارج کر دیا جاتا تھا۔ اور اس کیلئے ہر قسم کی تکلیف مہیا کرنی

Marfat.com

روا سمجھی جاتی تھی۔

اہالیانِ کلانور سے خداوند تعالیٰ نے پانہ کلاں کو عزت و شرافت دینی و دنیاوی میں ممتاز و فائق کیا۔ چنانچہ عالی مرتبت چھوٹے خاں صاحب ولد امیر خاں صاحب ڈپٹی انسپکٹر نے سب قوم و برادری سے پیشتر اس حکم کو قبول و منظور کرنے میں سبقت کی جس کے باعث اُن کو یہ درجہ عطا ہوا کہ قیامت تک قوم راجپوت سے جو نکاح ثانی کرلے گا۔ سو شہیدوں کا اجر عظیم اُن کو بارگاہِ خداوندی سے ملے گا۔

ماشاءاللہ اس صورت کی خوبی ... ظاہر ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ والدہ معظمہ حضرت فاطمہ زہرا کی طرح سب سے پہلے بدل و جان اس حکم کو جاری کر دکھلایا۔ اور ... داری خدا و رسول کے نزدیک پایا۔ یہ نکاح صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی ... موجودگی میں ہوا۔ صاحب بہادر موصوف نے بھی اپنے پاس بلا کر مبارکباد دی۔

بعد ازاں اور بھی بہت سے نکاح ... آئے۔ بہت سا روپیہ غربا و فقراء کو تقسیم کیا گیا۔ اور دعوت ولیمہ ... کی۔

اس کام میں چودھری امتیاز علی خاں صاحب ساکنہ ... ضلع مراد آباد اور کنور محمد محفوظ علی خاں صاحب ... ضلع علی گڑھ و بخشی ... ولد کرم علی خاں جعفر خانی و دلدار خاں نمبردار وغیرہ نے ... اس وقت سے ہر ایک صاحب مستحق ...

کیفیت دربار ...

یہ دربار ... بعد دوپہر شروع ہوا۔ سب سے پہلے ... رونق

افروز ہوئے۔ چونکہ ممبران کمیٹی نے اس دربار گوہر بار کو خاص برادرانہ گفتگو وفیصل کرنے معاملات درپیش شدہ کے قرار دیا۔ تمام علماء کرام کی مجلس قائم ہوئی۔ اور تجاویز وعملی کارروائیوں کیلئے مصالحت ومشورے ہونے رہے۔ اور جو دو ہزار سات سو بائیس خطوط مطبوعہ واسطے تشریف طلبہ وقبولیت واحکام نکاح ثانی کیلئے ملک ہند و پنجاب میں بخدمت جمیع برادران قوم راجپوت اہل اسلام روانہ کئے تھے۔ وہ بآواز بلند سبکو اُن کے جواب سُنائے گئے۔ پھر باہم برادری کے جو فیصلہ اور شرائط قرار پائیں۔ اُن کو بعد حالات دربار سوئم درج کیا جائے گا۔

اس کے بعد حاجی کریم بخش وعاشق علی خاں صاحب رئیس اور دیگر معززین نے لوٹوں میں پانی اور پانی میں نمک ڈلوایا۔ اور سب سے عہد وپیمان لیا کہ آج سے ہم نے اس رسم ہنود یہ وکفریہ کو چھوڑا۔ اور دل وجان سے حکم خدا اور رسول منظور وقبول کیا۔ اگر اس پر کوئی عمل پیرا نہ ہوگا۔ اس سے تمام لوگ ملنا جلنا اور رشتہ ناطہ ترک کر دیں گے۔

بعدہٗ صاحبزادہ خان ولد خدا بخش خاں صاحب نے کھڑے ہو کر یہ بیان کیا کہ میں سب سے پہلے مولینا حضرت عبدالخالق صاحب وعلمائے عظام کا شکریہ اور لاد یکھدی رائے رانا کیطرف سے دست بستہ عرض کرتا ہوں۔ کہ جن کی برکت وہمت سے یہ کارِ خیر جاری ہوا۔ بعد ازیں جملہ صاحبان جو دور دراز سے اپنے نیک ارادوں کے ساتھ جس میں کوئی طمع نفسانی اور خواہش دنیاوی نہ تھی محض خوشنودی خدا اور رسول تشریف فرما ہوئے۔ خداوند کریم ہم کو استقامت عطا فرمائے۔ اور سب کو راہِ مستقیم پر چلائے۔ آمین ثم آمین۔

Marfat.com

ذکر حالات دربار سوم

یہ دربار فیض آثار ۲۳ر شعبان شام کے سات بجے سے شب کے گیارہ بجے تک قائم رہا۔ اِس میں یہ فقیر معہ چند درویشوں کے انتظام میں مصروف رہا۔ علاوہ فرش۔ قنات۔ تخت۔ کرسیوں وغیرہ کا اتنی بڑی جلسہ گاہ کیلئے روشنی کا انتظام بھی ضروری تھا جسکو اس طرح انجام دیا گیا کہ شمعیں۔ قندیلیں روشن کی گئیں۔ جن کی زیادتی سے اسقدر روشنی تھی۔ کہ یہ شب گویا شب برات یا شب قدر معلوم ہوتی تھی۔ اس کیفیت کو دیکھکر اُسوقت یہ اشعار بے تائید غیبی زبان سے نکلنے لگے ؎

شب بود یا خود شب قدر بود
کہ ہر روز روشن تر فاخر نمود

دربار قائم بر آں خاک شد
زمینش مفخر بر افلاک شد

چناں خاک شرف کلا نور یافت
تجلی و نورش کہ بر خلا فتند

چوں قندیل و مشعل بر افروختند
دل عاصیاں را بداں سوختند

دراں شب چناں روشنی بر فزود
کہ ظلمت ز بیم کفِ زنگیار بود

چو ہر طرف شد روشنی جلوہ گر
شد شمس عرفاں ز خشیت تر

ندا آمد از عرشیاں بر زمیں
کہ فرش بود جلسہ آئندہ

روشنی کے انتظام کے بعد علماء کرام و مشائخ عظام [illegible]

تشریف کرسیوں پر اعلیٰ قدر مراتب بٹھائے گئے [illegible]
ڈیروں میں اترے ہوئے تھے۔ تشریف لائے۔ اور اس میدان وسیع میں جس کے سلسلے رونق افروز ہوئے۔ تمام میدان بندگان خدا سے پر ہوگیا کیا ہی نیک ساعت تھی۔ اور کیا کچھ انوارات و تجلیات خداوندی

Marfat.com

کا ورد ہو رہا تھا کہ ہر شخص کی زبان پہ یہ جاری تھا۔ کہ ایسی رونق اور لوگوں کی کثرت ہم نے تو آج تک دیکھی نہ سُنی۔

صوفیاء کرام و اولیاء عظام جو اس جگہ جمع تھے۔ اِن میں سے بعض نے دیکھا کہ جناب سید الابرار رسُول مختار تشریف فرما ہیں۔ اور جب دُعا کی جاتی ہے تو حضور بھی آمین فرماتے ہیں۔ اور حضور کا چہرہ انور بہت کچھ شاداں و فرحاں ہے۔ ان بزرگوار ہستیوں نے اپنے چند احباب کو بتلایا۔ کہ یہ وقت عین مقبولیت دُعا کا ہے۔ لہٰذا تھوڑے ہی عرصہ میں اس کا ظہور بھی ہو گیا اور جو دُعا اس خاکسار نے مولینا سراج الدین کے ہمراہ مل کر مانگی تھی۔ بہت جلد مقبول بارگاہ ہوئی

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان ہے۔ کہ ہماری جُملہ مرادیں بر آئیں اِس سعید الوقت میں اور بھی چند علماء و فضلا قوم نے اپنے حسب توفیق قدرت و فکر بڑی اُمنگوں اور جوشیلے خیالات کے ساتھ ہر نوعی مضمون پر زبان شیریں بیان سے تقاریر و مواعظ بہت دلکش و دلفریب انداز میں بیان فرمائے۔ جن کا مسلسل ذکر کرنے سے ایک بڑے دفتر کی ضرورت ہے المختصر اِن جوہر دار خوبیوں کے اور ولولہ انگیز سخن پردازیوں کے تائید غیبی کے ساتھ اظہار ہونا دو بالا نزول رحمت بارگاہ لم یزلی کا باعث تھا عام سامعین و حضار مجلس کے قلوب خوش اسلوب ہر لحظ شمع ساز محبت و مسرت تھے۔

کیا تھا عالم جلوہ گاہ خوبیٔ تقدیر کا
گرم تھا جوبن بہارِ حسن با تدبیر کا

تھا اُمنگوں پر سماں ہر مدعا تقریر کا
کام باقی ہی نہ تھا تقصیر یا تقدیر کا

دیگر۔ شاداں تھا دل طبیعت فکر سے آزاد تھی
کوئی ارماں تھا نہ باقی حسرت ناشاد تھی

Marfat.com

شمع ساز قلب تھی حسن محبت کی ضیا | ہر روش پر نغمہ زن تھیں طوطیان خوشنوا
قمریاں دیتی تھیں حق ہو کی صدائیں ہر طرف | ہر لب گل سے نکلتی تھیں دعائیں ہر طرف

اس کے بعد چند شاعران نازک خیال شیریں مقال جو اس کیفیت متبرکہ کی صدورت و بشاشت کا اپنی ذہنیت میں نقشہ جمائے تھے۔ اپنے فہم و ذکا و فکر رسا سے فی البدیہہ حسب ذیل نظمیں سنائیں۔ جن کے سننے سے تمام جلسہ گاہ پر ایک رونق و تازگی کا عالم تھا۔ سامعین ہر چہار طرف سے صدائے تحسین و آفرین بلند کر رہے تھے۔

قصیدہ منظوم تہنیت انعقاد جلسہ نکاح بیوگان

از قاری سید حسن صاحب مدظلہ

مرحبا جلسۂ اسلام مبارک ہووے | آج یہ مجمعہ غطا مبارک ہووے
پھرتی ہے رحمت حق جھولیاں بھرتی سبکی | صاحبو تمکو یہ انعام مبارک ہووے
آج خوش ہو کے فرشتے بھی یہ کہتے ہیں | راجپوتو تمہیں یہ کام مبارک ہووے
شامل حال جو حضرات ہوئے ہیں ان کو | آج یہ رونق اسلام مبارک ہووے
مہتمم اس بزم کے جو ہیں یارب | سعی مشکور کا انجام مبارک ہووے
اور جو بانی مبانی ہیں حضور اقدس | دین و دنیا میں انہیں نام مبارک ہووے
مظہر فیض اتم حضرت عبدالخالق | مکو اس کام کا انعام مبارک ہووے
آپکے صدقے سے دربار ہوا یہ قائم | کہتے ہیں دیکھ کے کام مبارک ہووے
آج ظاہر ہوئے وہ آپکے سچا صادق | شاد و خرم [illegible] مبارک ہووے
بن گئیں جتنی کلانوریں بیوہ دلہن | تمکو وہ دل [illegible] مبارک ہووے
قاری خستہ کی تجھسے یہ دعا ہے باری | منکروں سے [illegible] مبارک ہووے

کمیٹی انجمن اسلامیہ کا کام فی الحقیقت قابل تحسین و آفرین تھا کہ کسی نقص کو بھی نہیں

Marfat.com

اور جانوروں کے کھانے پینے کا فکر اور تکلیف نہ اس سے پیشتر ہیں اور دیگر منتظمین بہت متفکر اور پریشان تھے۔ لیکن شب کو میں نے عالم رویا میں حضرت سید الابرار صلعم کو دیکھا کہ آپ بہ نفس نفیس خود معہ صحابہ کرام مہمانوں کے سامنے طشتریاں رکھ رہے ہیں۔ اور دعا فرما رہے ہیں کہ اے اللہ تو اس کار خیر کو بخیر و خوبی انجام دے۔ میں نے منتظمان سے یہ تمام ماجرا بیان کر دیا۔ اور ہدایت کر دی کہ بارہ گاؤں کے علاوہ جو جو حاضرین جلسہ ہیں اُن کو بھی کھانے میں شریک کیا جاوے۔ لہٰذا کھچڑی نے میرے کہنے کے بموجب عمل کیا۔ لیکن اہل کلالوں کے کسی ایک بچے نے بھی کھانے کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ اسلئے ہزارہا آدمیوں کا کھانا بچ رہا۔ جس سے سب لوگ بہت متعجب و حیرت زدہ ہوئے

اب میں اپنے پیارے صادق الاعتقاد راجپوت بھائیوں پر جو یکدلی اولاد رائے رانا سے بلحاظ سکونت بارہ گاؤں آباد ہیں بخلوص بارگاہ عزوجل میں دست بہ دعا ہوں۔ اللہ تبارک تعالیٰ اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلعم کے طفیل ان سب کو دونوں جہاں میں اس کار خیر کی انجام دہی متابعت احکام کتاب اللہ کا اجر عظیم معہ ان کی جملہ مرادوں کے عطا فرمائے۔ اور دیگر حاضرین مشمولہ جلسہ کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

ایام دوران جلسہ میں بہت سے مناقب آنحضور رخ انور صاحب ظہور پذیر ہوئے۔ شان رحمت الٰہی دیکھئے۔ کہ اس سال بڑی عظیم الشان پیداوار ہوئی۔ مگر اس دوران ٹڈیوں کے دل بادل ایسے پڑے کہ لوگوں کو نقصان کا بیحد احتمال ہوا۔ اور حضور کی خدمت میں یہ سرگذشت بیان کی اور دعا کیلئے ملتجی ہوئے۔ آپ نے چار کنکری زمین سے اٹھا کر اپنی زبان مبارک سے کچھ ان پر پڑھا۔ اور ہر چہار سمت کو پھینک دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد

Marfat.com

دیکھا گیا۔ کہ جہاں کہیں بھی ٹڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ سب کی سب مر گئیں۔ اور کسی کو نقصان نہیں ہوا۔

اسی دوران میں یہ بھی ظہور میں آیا۔ کہ بوقتِ اجلاس جبکہ حضور نے وعظ فرمایا۔ تو حاضرین نے نہایت ادب و رغبت و محبت کے ساتھ سُنا۔ اور بکمال جوش و فورِ اشتیاق سے نذریں گزرانیں۔ کثیر التعداد روپیہ جمع ہو گیا چند شخصوں نے مصلحتاً عرض کیا۔ کہ حضور اجتماع رقم کا سلسلہ اکثر طبیعتوں میں جو مخالف ہیں یہ خیال پیدا ہو گا۔ کہ آپ کا یہ وعظ محض طمع نفسانی اور طلبِ زر کے لئے تھا۔ مگر چونکہ آپ ایسے حریصانہ اور خود پسندی کے خیال سے پہلے ہی متنفر تھے۔ اور بجز خدمت بیکساں و اظہارِ محبت باشندگان آپ کا مقصد کچھ اور نہ تھا۔ اس لئے آپ نے فوراً یہ سُنکر اس رقم کے ٹھوکر مار دی۔ اور یکایک سبکی نظروں سے نہاں ہو گئے۔ آپ کی بہت تلاش کی گئی جب کہیں بھی آپ نہ ملے تو ایک تار حضور کے در دولت پر دیا گیا۔ کہ حضرت خواجہ صاحب چند گھنٹوں سے یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ اگر آپ وہاں پہنچ گئے ہوں تو آپ کی خیریت سے مطلع فرمائیے۔ تمام کے چہرے بذریعہ تار خبر آئی۔ کہ آپ بخیریت تمام حجرہ میں استراحت فرما رہے ہیں یہ سُنکر تمام لوگ سخت حیران و متعجب ہوئے۔ اور شب کو دیر تک اس معمہ کی گفت و شنید ہوتی رہی۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ آپ [illegible] کے ڈیرے میں آرام فرما رہے ہیں یہ خبر سُنکر [illegible] میں حاضر ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس چلے آئے۔ اور [illegible] ہی نے بڑھائی۔ اس واقعہ کا [illegible] لوگوں کو علم ہے۔ جو اس جلسہ کے شریک تھے۔

Marfat.com

باب یازدہم

لمع نوزدہم۔ در ذکر تنویر الکرامت وعادات

اولیارا ہست قدرت از الٰہ
نیرو جستہ باز گرداند ز راہ

بقول حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کرامات ولایت کا سلسلہ تا قیامت باقی رہے گا۔ حضرت مولینا روم کا مذکورہ بالا شعر بھی کرامات اولیار کے مصداق ہے۔ اولیا کو منجانب اللہ بعض خاص اوقات میں ایک ایسی خاص طاقت حاصل ہوتی ہے۔ اُسوقت اُنکی زبان سے جو کچھ نکل جائے اُسکا بعینہٖ ظہور ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مولینا روم فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود، گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

جو کچھ اُن کے خیال میں آجائے وہی ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ احکام قضا وقدر جو جاری ہو چکے اُن کو دُعا کر کے واپس لوٹا دیتے ہیں۔ اولیار اللہ پر ایسی کیفیت طاری ہونے کا ثبوت حدیث شریف میں بھی آیا ہے۔ اِس وقت خاص بندے کو اللہ تعالےٰ کی جناب میں ایسی حضوری ہوتی ہے کہ فرشتوں کو بھی اِس راز و نیاز کا پتہ نہیں چلتا۔ بقول مولانا رح "ہم نمی گنجد در دیں رہ" ۔ احکامات قضا وقدر کی دو قسمیں ہیں ایک

Marfat.com

مبرم دوسرے مُعلق۔ مبرم معنی استوار و مستحکم کہ جس میں کبھی کوئی تغیر و تبدل نہ ہو۔ مقاماتِ طریقت میں بزرگوں کے اقوال سے نقل کیا گیا ہے آیت قرآن پاک فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم یعنی اللہ پاک کی فطرت ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ اور اللہ پاک کے اشیائے خلق میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

مولوی نجیم الدین صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اولیاء اللہ سے چار ہزار اولیا اللہ کی قسم تو مکتوان ہے۔ یعنی اِن کو مکتوم کہتے ہیں۔ حقیقت ان کی یہ ہے کہ نہ تو ان کو اپنے درجہ کی خبر ہے۔ اور نہ کسی ولی کے درجہ کی خبر ہے اور حال میں اپنے سے اور خلق سے چھپے رہتے ہیں۔ اور اِن کے مقدمہ میں احادیث اور قول مشائخ کے بہت ہیں۔ لیکن جو ولی اللہ کے ایسے ہیں۔ جن کے عہدے مقرر ہیں۔ اور دُنیا کی مشکلات رفع کرنے کے لئے مامور کیا ہوا ہے وُہ یہ ہیں اخیار تین سو۔ ابرار سات سو۔ ابدال چالیس۔ اوتار چار۔ نقیب تین۔ قطب ایک۔ اور کتاب تاریخ بغداد الخطیب میں کتانی نے لکھا ہے۔ کہ نقیب تین سو ہیں۔ اور نجیب تیس۔ اور ابدال چالیس اور اخیار سات ہیں اور عمدہ (اوتار) چار ہیں۔ اور غوث ایک ہے۔ نقیبوں کے رہنے کی سمت مغرب ہے۔ اور نجیبوں کی مصر۔ اور شام میں ابدال رہتے ہیں۔ اور اخیار پھرتے ہیں تمام زمین پر۔ اور عمدہ کنار و زمین پر [illegible] غوث کے رہنے کی جگہ مکہ ہے۔ ان سب سے زیادہ [illegible] کا ہوتا ہے۔ جس کی دُعا بارگاہ ایزدی سے کبھی رد نہیں کیجاتی۔ اور اصطلاح صوفیہ میں تین شخص افراد ہیں۔ کہ ان پر تجلی فردیت کی ہوتی ہے۔ بسبب کثرت متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور افراد کا درجہ غوث سے زیادہ ہے

Marfat.com

اور اوتار چار شخص ہیں۔ کہ چاروں طرف زمین کے کھڑے ہیں۔ مغرب والے کا عبدالعلیم ہے۔ اور مشرق والے کا نام عبدالحی۔ اور شمال والے کا نام عبدالمجید ہے۔ اور جنوب والے کا نام عبدالقادر ہے۔

المختصر اللہ تبارک تعالےٰ نے اعانت و نظام عالم کے لئے حسب قاعدہ قدرت ایسی ہی اہل درجات مراتب ہستیاں ہر سمت و ہر موقعہ آبادیٔ عالم پر مقرر فرمائی ہیں۔ جس کے لائق جو خدمت مشیت ایزدی نے موزوں سمجھیں عطا فرمائیں۔ غوث و قطب ابدال و اوتار وغیرہ ہر ایک کا کام اُس کے مرتبہ کے مطابق تفویض فرمایا۔

ولی اللہ جس کے لفظی معنی اللہ کا دوست ہے اور محاورے میں صاحب ولایت کہتے ہیں۔ یہ صحیح بھی ہے۔ یوں تو سب ہی مومن اہل مرتبت اللہ کے دوست ہیں۔ مگر تفریق درجات جداگانہ ہے۔ ولیوں کی بھی ولایتیں منقسم ہیں۔ کسی کو کسی علاقہ پر تعینات فرمایا۔ اور کسی کو کسی خدمت کیلئے معمور کیا۔ سالمًا الذکر درجات کیفیت مراتب و خدمات پر حسب بالترجیح اپنے حضرت مرشدیار رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات نظر تعمق سے دیکھتا ہوں۔ تو مجھے یہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ آپ جملہ مراتب کے ساتھ معروف تھے۔ چنانچہ ۱۹۲۵ء میں جبکہ راقم حضرت قطب عالم خواجہ شمس عرفاں کی سیرت و حالات لکھ رہا تھا۔ تو میں نے بحالت خواب پانچ روز تک حضور مرشدیار رح کی تعیناتی و خدمات کمالیہ کو دیکھا۔ اور ایسی صورت میں جیسے کہ حکام عدالت میں اجلاس فرماتے ہیں۔ ایک روز میں دیکھتا ہوں۔ کہ آپ ایک میدان میں طلائی کرسی پر رونق افروز ہیں اور سامنے ایک میز لگی ہوئی ہے۔ اور چاروں طرف ایک نور کی کھیتی نظر آتی ہے۔ ایک چپراسی طلائی

Marfat.com

پیٹی کمر سے باندھے کچھ مثلیں کئے کھڑا ہوا آپ کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ آپ چپراسی سے دریافت فرماتے ہیں کہ کون سے مقدمہ کی مثل ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ عبدالکریم و مویشی کے جھگڑے کی مثل ہے۔ آپ نے ملاحظہ فرما کر اس پر فیصلہ لکھے۔ اور چپراسی کے حوالہ کئے۔ دوسرے روز پھر اسی میدان میں بدستور سابق ایک مثل آپ کے سامنے قسطنطنیہ کی پیش کی گئی۔ اس پر آپ نے حکم لکھا کہ یہ مثل داخل دفتر ہو کہ پھر وقت مناسب پیش آنا چاہیے۔

تیسرے روز دیکھتا ہوں کہ ایک [illegible] کہا کہ یہ درخواست عبدالغنی خاں کی ہے [illegible] رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت سے [illegible] کہ اسکو سنا دو۔ آپ نے اسی وقت نعمت اللہ [illegible] کو بلا کر فرمایا کہ عبدالغنی کو مطلع کر دو کہ تم کو جمعداری دیگئی۔ چنانچہ اسکا [illegible] عبدالغنی خاں نور کی خط آیا کہ میں جمعدار ہو گیا ہوں۔

لہٰذا ان حالات و کیفیات کو [illegible] کی شہادت دوں۔ قوطبہ و دمشق اور [illegible] دوست ہے۔ اگر آپ کے زمانہ [illegible] تو آپ کا وہ زمانہ کبھی [illegible] سے ہمیشہ محفوظ رہے [illegible] کے اثرات کا اسی نسبت [illegible] حضور نے خود فرمایا [illegible] اتفاق ہوا کہ [illegible] نے ان کی زندگی [illegible]

Marfat.com

کہ میرے حضرات پیرانِ طریقت کے صدقہ میں اُس نے میری مدد کو پورا کیا اور نو قضائیں مبرم میری دُعا سے ٹال دیں۔

منجملہ اُن کے مسماۃ مریم ساکنہ انبالہ چھاؤنی کا واقعہ ہے۔ دُوسرے خلیفہ مست انعمت علیشاہ کا تیسرا شیخ عبدالعزیز ساکنہ چینی کلاں وغیرہ وغیرہ آپ کے اکثر واقعات ایسے بھی ہیں۔ جو بموجب حدیث قدسی جس نے ایذا دی میرے ولی کو۔ پس بیشک اُس نے حلال سمجھ لیا مجھ سے لڑنے کو۔ اکثر لوگوں نے خامخواہ آپکو تکلیف اور نقصان پہنچانا چاہا۔ اور بقول چاہ کن را چاہ از پیش خود ہی نشانہ ملامت بنے۔ منجملہ اِن کے ایک واقعہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ہوشیارپور ہے۔ اسکے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔

آپکی کرامات وغیرہ قدرتاً مشہور ہوئیں ورنہ درحقیقت آپ اظہار کشف وکرامات سے اپنے کو بہت بچاتے تھے۔ جیسا کہ آپکی سوانح حیات سے ظاہر ہے۔

ارشاد خالقیہ میں مولوی عبدالکریم صاحب رقم فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ صاحب کے غیر محدود کمالات کو بیان کرنا ایک ناممکن بات ہے گویا آب دریا از انگشت پیمودن و ریگ بیابان بے شمار آوردن است و ترقیمش دشوار تریں اگر صدہا دفتر بہم آرند کتابتش در آنہا نگنجد و بمیزان قلم نمی سنجد۔ لہٰذا راقم کے جو چشم دید حالات ہیں۔ مختصراً عرض کئے دیتا ہوں۔

آپکی بارگاہ دہلی کے مغربی نواح میں قوم راجپوت جو اپنی بیوگان کا نکاح نہ کرتے تھے۔ آپکی سعی و کوشش سے ان میں بھی نکاح ثانی ہونے لگا میں نے ایسے راجپوتوں کو جو جان دینے میں کسی قسم کا تامل نہ کرتے تھے۔

Marfat.com

تلوار سے گردن اڑا دینے کو کھیل سمجھتے تھے۔ اور جس بات پر اڑ جاتے تھے اسکو حد توفیق تک پہنچا دیتے تھے۔ ایسے خود آرا سرکشوں کو آپ کے سامنے شرمندہ اور سر تسلیم خم کئے ہوئے دیکھا۔

ایک مرتبہ آپ شب کے دس بجے وعظ فرما کر جائے قیام پر تشریف لیجا رہے تھے۔ میں بھی ہمراہ تھا۔ کہ ناگاہ میرے پیچھے سے آواز آئی کہ اس مولوی کو جس نے ہمارے اِن دیار میں نکاح ثانی کا جھگڑا چھیڑ دیا ہے ایک ہاتھ لگا کر صاف کر دیا جائے تاکہ یہ جھگڑا اور فساد ہی مٹ جائے۔ آپ یہ جملے سُنکر اُنکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کی اشاعت میں میری یہ ناچیز اور حقیر جان چلی جائے تو یہ میرے لئے بڑی خوش نصیبی ہے۔ لہٰذا تم لوگ جلد سے جلد میری گردن علیحدہ کر دو مجھے کچھ عذر نہ ہوگا۔ یہ سُنکر اُن لوگوں کے قلوب بہت متاثر ہوئے اُن لوگوں میں سے بعض اشخاص نے فوراً ہی معافی طلب کی۔ اور بعض دوسرے روز حاضر ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے۔ باقی لوگ اپنی شرمندگی سے حاضر ہی نہ ہوئے۔

آپ کالانور کی ایک مسجد میں رات کو وعظ فرما رہے تھے۔ تو مخالفین اُوپر سے ڈھیلے پتھر مارنے لگے۔ حضرت صاحب نے انکی اس نامعقول حرکت کو قطعاً التفات نہ فرمایا۔ اور وعظ سے فارغ ہو کر اپنی جا[illegible] لے گئے۔ دوسرے روز معلوم ہوا کہ ان [illegible] طرف سے مختلف قسم کی سزائیں ملیں کسی کے زخم سے اترتے وقت ہاتھ پیر ٹوٹ گئے۔ کسی کا لڑکا مرا کسی کو مالی نقصان پہنچا۔ اس قسم کے حالات دیکھ کر وہ لوگ حاضر ہوئے۔ اور معافی طلب کی۔

Marfat.com

ایک روز آپ مرزا یاں کو توجہ دے رہے تھے۔ اس مجلس میں نکاح ثانی کے چند مخالف بیٹھے ہوئے تھے۔ جو اعتراض کئے ہوئے تھے۔ آپ نے اُن پر ایسی توجہ ڈالی۔ کہ سب کے سب پاگلوں کیطرح ذکر الٰہی اثبات کرتے ہوئے گاؤں میں بھاگنے دوڑنے لگے۔ اُن کے پیچھے بچوں کے قافلے بھی ہو لئے اُن سے گاؤں والوں پر بھی اثر پڑا۔ اور وہ بھی اُن کے ساتھ اسی طرح ذکر کرتے ہوئے پھرنے لگے۔ اس قدر شور و غل ہوا۔ کہ صدہا آدمی تماشہ دیکھنے کو جمع ہو گئے۔ اُن سب پر بھی یہی وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ در و دیوار سب ہی ذکر کر رہے ہیں۔

بالآخر اِن لوگوں کے اعتقاد حاضر خدمت ہوئے۔ اور معافی طلب کی۔ آپ نے اُنکو معاف فرما دیا۔ اس کے بعد وہ ہوش میں آگئے۔

آپ ایک مرتبہ انبالہ سے ہوتے ہوئے رہنگ تشریف لیجا رہے تھے اسٹیشن پر ٹیلی گراف کا کھمبا دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اطراف و جوانب کے لوگ زیارت کیلئے حاضر خدمت ہوئے۔ ان لوگوں میں سے بعض نے اثنائے گفتگو میں یہ بیان کیا۔ کہ حضرت مجدد صاحب کے مریدوں میں بہت سے لوگ اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ ہم پر کشف احوال ہوتا ہے یعنی قبر والے مردوں کی حالت بتا سکتے ہیں۔ غالباً یہ دعویٰ بھی دعویٰ ہے جو حقیقت سے خالی ہے۔ حضرت صاحب نے اکابرین پر یہ اعتراض سُنکر فرمایا کہ یہ تو اُن کے ایک پاگل کا ذکر ہے۔ اُن کی دکان تو دارالورا ہے۔ اُن کے ایک غلام کے خیال سے بھی یہ بات صادر ہو سکتی ہے۔ اس شخص نے کہا اور بھی زیادہ اُن کے متعلق اغلاط بیان کرنے شروع کئے

Marfat.com

آخیر کار حضرت خواجہ صاحب سے رہا نہ گیا۔ اور فرمایا کہ یہ ناچیز درِ بارعالی مجددیہ کا ایک ادنیٰ غلام ہے۔ اِس خاکسار کو جس اہل قبر کے پاس لے چلوگے۔ جس کے متعلق مجھکو پہلے سے علم ہوگا اسی کے تمام حالات حرف بحرف بتلا دیگا۔ تب اِن لوگوں نے ایک قبر پر لیجاکر کھڑا کر دیا۔ اور اُس کے نام رنگ عمر وغیرہ دریافت کی۔ آپ تھوڑی دیر مراقبہ رہے۔ اور اُس کے بعد تمام کیفیت من وعن بیان کر دی۔ کہ یہاں ایک عورت ہے جو فلاں کی بیٹی اور فلاں کی بیوی تھی۔ اُوپر کے دو دانت بڑے تھے۔ یہ عمر تھی اور یہ رنگ تھا۔ غرضیکہ تمام حالات اُسکے بتلا دیئے۔ اور فرمایا کہ اگر تمہیں اب بھی اطمینان نہیں ہوا ہے۔ تو کسی اور قبر پر لے چل سکتے ہو۔ یہ لوگ اپنے گستاخانہ رویہ کا اعتراف کرتے ہوئے معافی کے خواستگار ہوئے۔ کہ ہم نے بڑی گستاخی کی۔ بس اب ہمارے شبہات دُور ہوگئے۔

ایک روز آپ مقام [illegible] کے کسی گاؤں میں اپنے مُرید کے یہاں جس کا نام دھنا شاہ تھا مقیم ہوئے۔ بعد مغرب آپ سیر کو تشریف لیگئے واپس آتے ہوئے آپ نے دھنا شاہ سے فرمایا کہ کیوں جی تم نے کچھ دیکھا۔ دھنا شاہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ نہیں حضرت کچھ نہیں دیکھا۔ آپ نے ہنستے ہوئے اپنا دست مبارک [illegible] کاغذ پر رکھ [illegible] میری نظروں کے سامنے تمام [illegible] کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور [illegible] جاری رہی۔ اس کے بعد [illegible] خط اس امر کی اطلاع دی۔ آپ [illegible] وہی کیفیت [illegible]

Marfat.com

اس کیفیت کے حاصل ہونے سے یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ مجھکو فقیری حاصل ہو گئی اُس کے بعد آج تک مجھکو وُہ کیفیت پھر نظر نہ آئی۔

پنجاب میں موضع سرہند نسبی کے قریب ایک گاؤں بیلا ہے۔ وہاں پر آپکی ایک شخص نے دعوت کی جس میں چار درویش اور بھی شامل تھے۔ لیکن اُس نے احتیاطاً آٹھ دس آدمیوں کا کھانا تیار کرایا۔ مگر جب کھانے کا وقت ہوا تو آپ اپنے پچیس تیس رفقاء اور خادم کو ہمراہ لیکر داعی کے مکان پر پہنچ گئے۔ میزبان اتنے آدمیوں کی جمعیت دیکھ کر گھبرا گیا۔ اور آپ سے قریب پہنچکر عرض کیا کہ یہاں تو قریب بازار بھی نہیں ہے اسقدر آدمیوں کے کھانے کا کس طرح انتظام کروں۔ حضور نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں۔ جو کچھ تم نے تیار کیا ہے میرے سامنے لے آؤ۔ جب اُس نے حسب الارشاد آپ کے سامنے لاکر کھانا رکھ دیا۔ تو آپ نے ایک خادم خاص کو اُس پر چادر ڈال دینے کا حکم فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ کھانا کھانے کے دوران میں چادر کو اُٹھانا نہیں۔ اور جس چیز کی ضرورت ہو تم اپنے ہاتھ سے نکال نکال کر تقسیم کرتے جاؤ۔ اور باقی سب اصحاب باقاعدہ صف بندی کر کے کھانے میں مشغول ہوں اور اطمینان سے خوب اچھی طرح کھا کر اُٹھنا۔ کھانا تقسیم ہونا شروع ہوا۔ آپ کھڑے ہوئے ملاحظہ فرما رہے تھے۔ سب نے خوب پیٹ بھر کر کھایا۔ جب سب صاحب خانہ کے یہاں بھی کھانا کھا چکے۔ تب آپ معہ رفقاء خاص کھانا کھانے کیلئے بیٹھے۔ جب آپ بھی فارغ ہو چکے اور چادر ہٹائی گئی۔ تو چار آدمیوں کے لئے کھانا اور بھی باقی تھا۔ یہ حالت دیکھکر سب لوگ متحیر و ششدر رہ گئے۔

علی محمد جالندھری سے روایت ہے۔ کہ ایک روز میں نے ایک انگریز

Marfat.com

افسر کے ساتھ شکار کو گیا۔ اسی اثنا میں اتفاقاً میں صاحب سے علیحدہ ہو گیا اور ایک پہاڑ کی گھاٹی پر جو میں نے نظر کی۔ تو دیکھا سامنے سے ایک شیر چلا آتا ہے۔ میں بہت گھبرایا۔ شیر جب قدم کے فاصلے پر تھا۔ میں نے بحالت بیقراری حضور خواجہ شمس الکونین کا تصور کیا جس کو چند سیکنڈ ہی گزرے ہونگے۔ اور آپ کی شبیہ مبارک نظر آئی۔ اور ایک تلوار کا ہاتھ مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر اندر غار میں جا گرا۔ اور میں صحیح و سالم بچ کر نکل آیا۔

جمیل احمد صاحب سے روایت ہے۔ کہ شیخ موج الدین صاحب سب رجسٹرار و رئیس اعظم ہوشیار پور کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ شیخ صاحب موصوف آپ کے معتقدین میں سے تھے۔ کوٹ عبدالخالق حضور مرشدنا رح کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب دعا ہوئے۔ آپ کی دعا مقبول ہوئی اسی شب شیخ صاحب موصوف کو بشارت ہوئی۔ کہ موج الدین اللہ تعالےٰ تمکو ایک فرزند عطا فرمائیگا اُس کا عبدالرب نام رکھنا۔ لہٰذا نو ماہ بعد لڑکا تولد ہوا جس کا نام بالارشاد عبدالرب رکھا گیا۔

آفتاب احمد خان عرف غلام احمد خاں مظفر نگری سے روایت ہے کہ ایک روز حضور مرشدنا رح کا قیام چونی کلاں میں تھا۔ مولوی عبداللہ صاحب کے مکان پر ہوا۔ بعد نماز مغرب میں آپ کی کمر مل رہا تھا۔ چند اور اشخاص بھی حاضر تھے۔ بعض مسائل پر گفتگو ہو رہی تھی۔ حضور بھی وقتاً فوقتاً [illegible]

اسی چوبارہ کے قریب دوسری طرف عبدالجبار کا مکان [illegible] کے خلاف تھا۔ اس نے اپنے مکان میں سے [illegible] یہاں پردہ ہے۔ یہ آواز سنکر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر حضور اجازت دیں تو اس بدتمیز کو ایسا جواب دوں کہ یہ کبھی ایسی گستاخی کی ہمت

Marfat.com

ہی نہ پڑے۔ مگر حضور خاموش تھے۔ اس لئے میری جرأت نہ ہوئی کہ کچھ عرض کرتا۔ چند ہی منٹ گذرے ہونگے۔ کہ اس کے گھر سے آپس میں عورتوں کے لڑنے کی آوازیں آنا شروع ہوئیں۔ اور وہ لڑائی یہاں تک بڑھی۔ کہ عورتیں فحش گالیاں بکتی ہوئی دروازے سے باہر نکل آئیں۔ حضور نے یہ شور سُنکر دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں نے کہا کہ حضور یہ پردہ نکل رہا ہے۔ اس کے بعد میں نے آپ کو آہستہ آہستہ دعا مانگتے ہوئے سُنا۔ کہ الٰہی میری وجہ سے ان کی بے عزتی نہ ہو میں نے انکو معاف کیا۔ اس کے بعد اُن کی لڑائی بند ہو گئی۔

دیگر صاحب موصوف سے روایت ہے کہ میں مقام کراڑی ضلع اٹک پور حضور کی خدمت میں تھا۔ خلیفہ دیوان قادر صاحب کی لڑکیوں کی بارات تھی۔ دوران قیام کراڑی میرے وطن ضلع مظفر نگر سے خط آیا کہ تمہارے بچوں کے ہیضہ نکل رہی ہے۔ اور لڑکی کی آنکھیں جاتی رہیں۔ حضور نے سُنکر مجھے تسلی و شفی دی کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے تیرے بچے معمولی بیمار ہیں۔ اور سب طرح سے خیریت ہے۔ تو چلا جا۔ لہٰذا آپ کی اجازت لیکر میں روانہ ہو گیا۔ جب بنت پہنچا۔ تو راستہ میں ایک شخص ملا۔ اُس نے کہا کہ افسوس تمہاری لڑکی کی دونوں آنکھیں جاتی رہیں۔ مجھے یہ سُنکر بہت رنج ہوا۔ اور خیال کرنے لگا۔ کہ حضور نے تو فرمایا تھا کہ معمولی بیماری ہے۔ یہ سوچتا ہوا میں مکان پر پہنچا۔ جب گھر پہنچا۔ تو دیکھا کہ لڑکی کی دونوں آنکھیں بند ہیں۔ جب میں نے اُس کو پکارا تو اُس نے کہا کہ ہاں ابّا جی یہ کہکر دونوں آنکھیں کھول دیں میں نے جو اسکی طرف دیکھا تو اس کی دونوں آنکھیں بفضلہ تعالیٰ میرے مرشد کی

Marfat.com

دُعا سے اسکی بالکل شدرست و صحیح و سالم رہیں۔

سیّد دین علیشاہ صاحب رح سے روایت ہے۔ کہ ۹ر دسمبر ۱۹۲۴ء کو حضور بمقام محمد وان حضور باہر تشریف فرما تھے۔ تین جاٹ اونٹ لئے ہوئے آپ کے سامنے سے گذرے۔ اُن میں سے ایک، کا نام بھگت سنگھ ولد گھمنڈ سنگھ نمبردار تھا۔ اِس نے ایک روپیہ حضور کو نذرانہ پیش کیا۔ اور دست بستہ کھڑا ہوگیا آپ نے فرمایا کہ تم شادی کرو۔ تمہارے تین لڑکے پیدا ہونگے۔ پہلا لڑکا ہمارے نام سے رکھنا۔ وہ فقیری کرے گا۔ اور بعد کے دو لڑکے تمہارے کام کے ہوں گے۔

خلیفہ دیوان قادر صاحب سکنہ کراڑی ضلع لائل پور سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میری دفعہ گندم تیار ہوئی تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا۔ کہ اس پیداوار کا دسواں حصہ یتیم خانہ میں دونگا۔ لیکن چند ہی منٹ بعد خیال آیا۔ کہ میری جان و مال سب مرشد کی ہے۔ جسے چاہے دیدے مجھے کیا اختیار ہے۔ لہٰذا میرا ارادہ تبدیل ہوگیا۔ جب میں حضرت مرشد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یتیم خانہ کا حساب بیباق کر۔ میں خاموش کھڑا رہا تو آپ نے مکرر یہی فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں سمجھا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انتیس روپیہ فوراً ادا کر۔ میں نے [illegible] انتیس روپیہ خورد برشید کلی خادم خاص کو دیدیئے۔ آپ [illegible] یتیم خانہ کی مد میں لکھو۔ چونکہ اس نے [illegible] یتیم کسی کے پاس بھی اپنا پیسہ نہیں چھوڑتے جب گھر آکر میں نے اپنے تمام غلّہ کا حساب کیا تو انتیس روپیہ ٹھیک دسواں حصہ ہوتا تھا۔

دیگر:۔ ایک مرتبہ میں محدد دان گیا۔ جیٹھ کا مہینہ تھا آپ نے فرمایا کہ میں نے

Marfat.com

تجھ کو ایک خط لکھا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے تو ملا نہیں۔ آپ نے فرمایا
ہم کنال گنے کی کاشت کیلئے لکھا تھا۔ عرض کیا کہ حضور رہو نہیں سکیگا۔ آپ نے فرمایا
کہ آٹھ کنال بو دے میں نے عرض کیا کہ کھیت خالی نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ
گندم کاٹ کر بو دے۔ میں نے عرض کہ پانی ملنا دشوار ہے فرمایا کہ میں پانی
کا ذمہ دار نہیں۔ جب میں کراڑی واپس پہنچا۔ تو لوگ کاشت کر چکے تھے۔
اُس وقت بیج ملنا دشوار تھا۔ آخیر تلاش کرنے پر ایک جگہ سے کچھ مل گیا۔
میں نے اُس کو کاشت کرا دیا۔ میرے برادر کلاں نے مجھے بہت کچھ سمجھایا کہ تو
کیوں بیج اور زمین کا ناس کر رہا ہے۔ وہ تو درویش آدمی ہیں اُن کو دُنیاوی
جھگڑوں سے کیا واسطہ جو اُن سے کہنے پر عمل کر رہا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے تو
اُنکے حکم کی تعمیل بجالانی تھی۔ اب تمام معاملہ خُدا کے اختیار میں ہے۔ اب
قدرت نے جو بارش کی ہے۔ تو کھاد کی پیداوار خوب ہوئی۔ اور مکی اور کپاس
بالکل خراب ہو گئی۔ قبل اسکے کہ حضرت مرشدنا علیہ الرحمۃ کو اطلاع ہو کہ
آپ کا گراڑی نامہ پہنچا۔ لکھا تھا۔ کہ غالباً کھاد خوب ہوئی ہوگی لہٰذا میرے
لئے گڑ بنا کر لانا۔ میں گڑ تیار کرا کے حضور کیخدمت میں لیکر پہنچا۔ آپ
بہت خوش ہوئے۔ اور جو لوگ کاشت کرنیکے وقت مجھ پر ہنستے تھے بے
شرمندہ ہوئے۔

دیگو:۔ آپ موضع کراڑی ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ کہ ایک شخص مسمی
نورا معہ اپنے کنبہ کے حاضر خدمت ہوا۔ اس کے دل میں اولاد کی تمنا تھی۔
آپ نے اُسکی صورت دیکھکر فرمایا کہ تیرے گھر میں کوئی اولاد نہیں ہے اُس
نے عرض کیا۔ کہ نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا جانے دو لڑکے پیدا ہونگے
اُسکی والدہ نے عرض کیا کہ اگر بہت سے ہوں تو عین خوشی ہے فرمایا کہ بس

Marfat.com

دو ہی بہت ہیں۔ اُس نے پھر اصرار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا جا بہت ہونگے لیکن مرتے رہیں گے۔ آخر کچھ عرصہ کے بعد آپ کے اس قول کی تصدیق ہو گئی۔

ایک روز آپ نے فرمایا کہ میں موضع لاہوں فیروز خاں کے یہاں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہاں پر عقیدہ بیوگان کا مسئلہ در پیش تھا۔ کچھ لوگ لڑنے کی غرض سے لاٹھیاں بھی لیکر آئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ پر حملہ کر دیا میں نے کہا کہ او اندھے کیا کرتا ہے۔ پھر اس نے لاٹھی چلائی جو میں نے ہاتھوں پر روک لی۔ اور میری زبان سے نکل گیا کہ او کوڑھی کیا کرتا ہے۔ سمجھ کر کام کر۔ اتنے میں لوگ درمیان میں آگئے۔ اور وہ چلا گیا۔ گھر تک بھی نہ پہنچا تھا کہ اندھا اور کوڑھی ہو گیا۔ جو راہوں ضلع جالندھر میں ہنوز موجود ہے پھر آپ نے فرمایا کہ ایسے واقعات اکثر میرے ساتھ گذرے ہیں جن کا مجھے ہر وقت خیال ہے اور عاقبت کی جزا و سزا کا ہر وقت خوف رہتا ہے۔ مگر مشیت ایزدی کو جو کچھ منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے۔ میرا رویہ [illegible] جانب تھا۔ اور اُس کا ارادہ غیر حق اس لئے ایسا ہوا۔ یہ بھی اسکا کرم ہے۔ کہ اُسی غریب پر بلا ٹلی۔ ورنہ سب مخالفین کا اُسی وقت فیصلہ ہو جاتا۔ اسوقت مجھے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیفیت یاد آتی ہے کہ شمر ملعون سینہ پر سوار تھا۔ تلوار گردن پر تھی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ کہو تو انکو ابھی غارت کر دوں۔ لیکن آپ اُن کیلئے دعا ہی فرماتے رہے۔

اے اللہ میری وجہ سے کسی کو نقصان نہ پہنچے۔

بر وقت جلسہ بیوگان وارفع کلاں [illegible]

شانِ الٰہی دیکھئے کہ اس سال [illegible]

حاجی ابراہیم صاحب کاتب چونی کلاں سے [illegible]

Marfat.com

صاحب حضور قبلہ شمس الکونین علیہ الرحمۃ کے بہت بڑے خادم تھے۔ ایک دفعہ آپ سخت بیمار ہوئے۔ حالت جان کنی کی ہو گئی۔ حضور علیہ الرحمۃ نے جو ملاحظہ فرمایا تو آبدیدہ ہو کر سجدے میں گر پڑے۔ اور بہت کچھ گریہ زاری کے بعد سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ اے عبدالعزیز اللہ تعالیٰ نے تمہاری عمر ۲۳ سال چند ماہ اور بڑھا دی۔ اس سے آپ رو بصحت ہونے لگے۔ اور ٹھیک مذکورہ عرصہ کے بعد انتقال فرمایا۔

اصراف بیجا کی آپ ہمیشہ مذمت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ ریت کے اندر گھاس کی ٹہنی بھی رہ جاتی تھی۔ تو اپنے دست مبارک سے نکال دیتے تھے اور درویشوں کو ہدایت فرما دیتے تھے۔ کہ اگر تم نے چارہ کو خراب کیا تو خدا کے یہاں حساب دینا ہوگا۔

[illegible] والے صاحب کی علالت کا خط آیا۔ کہ انکو بہت سخت تکلیف سے پیشاب بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ میں نے حضور سے عرض کیا کہ دعا فرمائیے تاکہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ آپ نے دعا فرمائی۔ کہ خداوندا تو شیخ عبدالکریم کو اس تکلیف سے بچا لے۔ آپکی دعا مقبول ہو گئی۔ چنانچہ گھر سے تیسرے روز خبر آئی۔ جس میں آپ کے انتقال کی خبر درج تھی۔ اور جس میں آپ کے انتقال کی خبر درج اور وہی وقت اور دن لکھا ہوا تھا۔ جبکہ آپ نے دعا فرمائی۔

جنگ عظیم میں رسالہ تیرہم ہندوستان سے لڑائی میں شریک ہونیکے لئے جا رہا تھا۔ اثنائے سفر سمندر ایک روز جہاز بھنور میں آگیا۔ حضور خواجہ صاحب کے مرید بھی اس جہاز میں سوار تھے۔ سب نے دعا کی کہ خداوند کریم تو ہم کو اس بلا سے ناگہانی سے نجات دیدے۔ تو ہم ایک ایک ماہ کی تنخواہ

Marfat.com

یتیم خانہ کو دیں گے۔ چنانچہ وہ رسالہ اور خصوصاً وہ اشخاص جنہوں نے ہمراہ جانے کا وعدہ کیا تھا۔ بخیریت تمام ہندوستان واپس آئے۔ اور وہ رسالہ دہلی میں مقیم ہوا۔ آپ بھی دہلی تشریف لے گئے۔ آپکے مریدوں نے آپکی دعوت کی اور اسی رسالہ میں لے گئے۔ اکثر لوگوں نے بموجب وعدہ اپنی اپنی تنخواہ یتیم خانہ کو ابھی تک نہ دی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے جو ایک ایک ماہ کی تنخواہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ہنوز کیوں نہیں دی۔ اسپر وہ لوگ بڑے حیران ہوئے اور کہا کہ حضور کو کیسے علم ہوا۔ فرمایا کہ ہم اسی جہاز پر تھے۔ اور تمہاری دعا میں شریک تھے۔ یہ سنکر سب نے ایک ایک ماہ کی تنخواہ فوراً ادا کر دی۔

ایکروز عصر کے وقت آپکے سامنے یتیم خانہ کا حساب پیش ہوا۔ اس روز آمد و خرچ برابر تھا۔ آپ مسجد کی نالی صاف کرنے لگ گئے۔ اور زبان سے فرماتے جاتے تھے کہ بھیج مولا بھیج۔ دوسرے روز صبح ہی پانچ روپیہ کا [illegible] ایک بیمہ آیا۔ اور پانچ پانچ دس دس بیس بیس روپیہ کے [illegible] منی آرڈر آئے۔ اس طرح ہزاروں روپیہ آن واحد [illegible] ہوگیا۔

ایک روز حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ نے مولوی عبدالہادی [illegible] کہ کلام پاک میں جو جابجا اقیموا الصلوٰۃ آیا ہے۔ تو بتلاؤ کہ نماز [illegible] ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ ہر نماز کے ساتھ تکبیر اولیٰ میں [illegible] پھر حضور نے خلیفہ اکبر علی سے دریافت فرمایا۔ کہ کیا [illegible] فرماتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ نماز الوقت [illegible] جس وقت نفی ہو جاتا ہے۔ اور اسکو [illegible] یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ ہائے اب تک میری [illegible]

Marfat.com

پیراہن مبارک پھاڑ کر بحالت جذب جنگل کو نکل گئے۔ شب کو دس بجے واپس آئے جائے قیام پر دو سقہ مشک بھرے ہوئے کھڑے تھے آپ کو غسل کرا کر کھانا کھلایا۔ جب اپنی چارپائی کی طرف گئے تو دیکھا کہ چارپائی کے چاروں طرف چھڑکاؤ کیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب تک تمام گاؤں میں چھڑکاؤ نہ ہوگا میں نہیں سوؤں گا۔ اتنے ہی میں آسمان پر ایک بادلی چھا گئی۔ اور تھوڑی دیر پانی برسا کر غائب ہوگئی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہاں اب میں خوب سوؤں گا۔

ایک مرتبہ آپ انبالہ سے ہوشیارپور تشریف لیجا رہے تھے۔ جب آپ جالندھر پہنچے تو آپ کو خیال آیا کہ حاجی محمود صاحب جالندھری رح سے نیاز حاصل کریں۔ سوچا کہ اس مرتبہ بجائے دس روپیہ کے پانچ روپیہ ہی دوں گا۔ لیکن دل نے جواب دیا کہ نہیں بجائے دس روپیہ کے بیس روپیہ پیش کروں گا۔ غرضیکہ مجھ میں اور نفس میں کشمکش ہوتی رہی۔ آخر میں نے یہ فیصلہ کرلیا کہ جو میرے پاس ہے سب پیش کردوں گا۔ جب حاجی صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ تو میرے پاس ڈھائی سو روپیہ تھے۔ میں نے سب کے سب پیش کر دیئے حضرت حاجی صاحب نے اُس میں سے صرف دس روپیہ لیکر سب واپس کر دیئے میں نے اپنے نفس کی تکرار بیان کی۔ اور عرض کیا کہ آپ سب روپیہ منظور فرمالیں۔ حاجی صاحب نے کل روپیہ لے لیا۔ اور فرمایا کہ ہاں نفس کے ساتھ اسی طرح جنگ کیا کرو۔ بعد ازاں آپ جالندھر سے پیدل ہوشیارپور آئے۔ تمام پاؤں ورم کر گئے۔ راستہ میں بہت سے لوگ سواری پیش کرتے تھے۔ مگر آپ سوار نہ ہوئے۔

خلیفہ فضل الدین صاحب سے نقل ہے کہ آپ حافظ بنے کی سرائے دہلی

Marfat.com

ہیں مقیم تھے۔ کہ ایک مہاجن مسمّی بیجناتھ نے آکر عرض کیا کہ یا حضرت میرے کوئی اولاد نہیں ہے آپ دُعا کریں۔ حضور نے فرمایا کہ انشاء اللہ تمہارے اولاد ہوگی لڑکا بھی اور لڑکی بھی۔ اُس نے عرض کیا کہ ہمارے خاندان میں چار پانچ پشت سے کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ لڑکا گود لیا جاتا ہے۔ آپ نے تھوڑی دیر سکوت کیا۔ اور فرمایا کہ گیروے رنگ کا کُرتہ رنگ کر لڑکے کو پہنانا اور آپ نے اپنے صافہ سے ایک کپڑا پھاڑا۔ اور اُس کو دے کر فرمایا۔ کہ چونکہ وہ لڑکا فقیر کی دُعا سے ہوگا۔ لہٰذا وہ بھی فقیر ہوگا۔

اس کے بعد جب آپ ۱۹۱۳ء میں دہلی تشریف لے گئے تو اُس مہاجن کو بھی پتہ لگ گیا۔ وہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی لیکر حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کیا یہ آپ کی دُعا کی برکت سے مالک نے مجھے عطا فرمائے ہیں اور کچھ کپڑا اور نقدی یتیم خانہ کیلئے پیش کی۔

حاجی ابراہیم صاحب سے روایت ہے۔ کہ ایک روز حضور علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مجھے دو کبوتر آسمان پر اُڑتے ہوئے نظر آئے۔ کبھی کوئی اُوپر ہو جاتا تھا کبھی کوئی آگے نکل جاتا تھا۔ اسی طرح وہ برابر اُڑتے رہے۔ غیب سے آواز آئی۔ کہ ان میں ایک شیخ عبدالقادر جیلانی دوسرے شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ یہ دونوں ہم پایہ مرد ہیں۔ اور بعد پیغمبر اپنے اپنے زمانہ میں قطب الاقطاب و مجدد ہوئے ہیں۔

دیگر:۔ ایک روز بوقت فجر حضور نے مجھ سے فرمایا کہ [illegible] نے خواب میں دیکھا کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو اور حضرت [illegible] ثانی کو وہ ایک دوسرے کو کسی مکان کی بنیاد رکھنے کے لئے فرما رہے ہیں آپ شیخ عبدالقادر

Marfat.com

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اینٹ اُٹھائی۔ اور جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گارا بچھا کر اینٹ رکھی۔ اور فرمایا کہ یہ آسائش گاہِ یتامیٰ یعنی بورڈنگ کی بنیاد ہے۔ پھر کچھ شیرینی بھی تقسیم کی۔

حاجی امیر الدین صاحب ٹھیکیدار روایت کرتے ہیں۔ کہ میں ابتدا میں خلیفہ علی بخش کے ہمراہ کوٹ عبدالخالق گیا۔ تو حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ نے مجھ سے بیعت ہونے سے متعلق فرمایا اور نماز ظہر کے بعد بھی مجھے بُلایا۔ اس وقت چونکہ پہلی ہی مرتبہ ملاقات کا موقعہ تھا۔ کسی قسم کا اظہار نہ کر سکا۔ چونکہ میرے دل کو اطمینان نہ تھا۔ کسی بہانہ سے ٹالتا رہا۔ یہ عصر کا موقعہ تھا۔ میں تعلیم خانہ میں کچھ پیش کرنا چاہا۔ خلیفہ صاحب روکتے رہے۔ تیسری مرتبہ جب میں کھڑا ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایک سٹول پر کھڑے ہو کر کچھ بولنے کا اعلان کر دو۔ چنانچہ حسب الحکم میں نے اعلان کر دیا۔ اور بفضلہٖ خدا وہ تعمیر بھی کرا دیا گیا۔ چار سال بعد سرہند شریف میں گیا۔ حضور بھی تشریف لے گئے تھے۔ اُس وقت میں نے بیعت ہونے کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے تم نہیں ہوئے اب ہم تمکو نہیں کہتے فرمایا کہ تم تہجد پڑھا کرو۔ اور لواحقین کو باجماعت نماز پڑھایا کرو۔ چونکہ یہ دونوں باتیں میری طاقت سے باہر تھیں۔ اس لئے میں خاموش ہو رہا۔ جب میں مکان پر پہنچا ہوں تو بلاناغہ ڈھائی تین بجے صبح میری آنکھ کھل جاتی تھی۔ ایک روز خیال آیا۔ کہ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ میں اُٹھ کر نفل پڑھا کروں چنانچہ اسی روز سے نفل تہجد ادا کرنے لگا۔ اور ایک چبوترہ نماز کے لئے خاص طور سے بنوایا جہاں معہ لواحقین باجماعت نماز پڑھنے کا عادی ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد میں اور میری اہلیہ سرہند شریف پہنچکر جہاں

Marfat.com

آپ بھی تشریف رکھتے تھے۔ مُرید ہو گئے۔ اُس زمانہ میں میری بیوی حاملہ تھی بچہ پیدا ہونے پر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ فرمایا کہ یہ مست ہوگا چونکہ توجہ کیحالت میں یہ پیٹ میں تھا۔ اُسی کا اثر ہے۔ رفیق احمدؐ نام رکھا گیا۔ جب رفیق احمدؐ آٹھ نو ماہ کا ہُوا۔ تو اِس کو ڈبل نمونیہ ہوگیا۔ بہت معالجہ کیا۔ مگر کوئی اُمید زلیست کی نہ رہی۔ ڈاکٹر صاحب بھی نا اُمید ہو چکے تھے۔ آخیر باوجود لوگوں کے منع کرنے پر میں نے حضرت پیر و مرشد خواجہ عالم پناہ کیخدمت میں پہنچکر بچہ کو پیش کر دیا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ تیرا اور کہاں ٹھکانا تھا۔ آپ نے ابابیل کی بینٹ منگا کر بچہ کو دی۔ اور یتیموں سے کہا۔ کہ اس لیلئے دُعا فرمائیں۔ خُدا کے فضل و کرم سے بچہ تندرست ہوگیا دُوسری بار پھر نمونیہ ہوگیا۔ وہ بیہوش پڑا تھا۔ کوئی اُمید زندگی کی نہ رہی میں نے دہائی میاں صاحب دُہائی میاں صاحب کہنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد رفیق احمدؐ نے آنکھ کھول دی۔ اور مسکرایا۔ اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی کچھ عرصہ بعد میں نے اُس کو اور اُسکی ہمشیرہ کو قرآن مجید پڑھانے کے لیئے بٹھایا رفیق احمد نے صرف تین حروف یعنی الف۔ بے۔ تے پڑھے۔ اور اپنی ہمشیرہ سے کہا کہ چلو بڑے زور سے پانی برسیگا۔ حالانکہ اُسوقت بادل بھی آسمان پر نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد ابر نمودار ہُوا۔ اور تین تک بڑے زور سے بارش ہوتی رہی۔ اِس کے چچا کو بخار تھا رفیق احمدؐ سے دریافت کیا کہ بخار کب اُتریگا [illegible] کو چار بجے لہذا چار بجتے ہی بخار اُتر گیا۔

ایک مرتبہ میں ختم شریف کے موقعہ پر خلیفہ علی بخش کے ہمراہ کوٹ شریف میں حکیم مقبول احمد صاحب کے مکان کے برابر ٹھہرا ہُوا تھا۔ حکیم صاحب

Marfat.com

شدتِ مرض سے بڑبڑا رہے تھے۔ یہاں تک کہ نوبت جانکنی کی تھی۔ ایک شخص آیا اور کہا کہ شاہ صاحب و میاں صاحب حکیم جی کو دیکھنے کے لئے آرہے ہیں۔ اور خلیفہ علی بخش صاحب کو بُلا رہے ہیں۔ میں بھی اُن کے ہمراہ چلا گیا حضور خواجہ عالم پناہ معہ ہمراہیان مکان میں داخل ہوئے اور حکیم صاحب کی داہنی طرف بیٹھ گئے۔ اور خلیفہ صاحب کو حکم دیا کہ اِن کے کان میں تین مرتبہ اللہ اللہ کہو۔ خلیفہ صاحب نے فوراً حکم کی تعمیل کی جس پر حکیم صاحب بھی اللہ اللہ پکارنے لگے۔ اور گھنٹہ بھر تک اسی طرح بڑھکر جاں بحق تسلیم ہو گئے۔

جب نماز جنازہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو حضور خواجہ عالم پناہ نے کفن اُٹھا کر دکھایا۔ تو سب نے دیکھا کہ قلب اللہ اللہ کر رہا ہے۔

ایک روز چھاؤنی میرٹھ میں حضور علیہ الرحمۃ کو حافظ عبدالقیوم پیش امام جامع مسجد اشعار سنا رہے تھے۔ آپ کے دست مبارک میں ایک آم تھا۔ کچھ اور پھل لوزے کی پھانکیں پیش کی گئیں۔ اور عرض کیا کہ بہت میٹھی ہیں۔ آپ نے ایک قاش منہ سے لگا کر فرمایا۔ کہ حافظ صاحب کے اشعار میں اس سے زیادہ مٹھاس ہے۔ وہاں پر ایک خورد سال بچی کھڑی تھی۔ آپ نے وہ آم اسکو عطا فرما دیا۔ اور فرمایا کہ جا تیرے بھائی ہو گا۔ چنانچہ نو ماہ بعد اس کی ان کے لڑکا پیدا ہوا۔ دوسرے روز حضور پھر لوزے تقسیم فرما رہے تھے۔ حافظ صاحب کی لڑکی کو ایک پھر لوزہ عطا فرمایا۔ اس بچی نے وہ پھر لوزہ اپنے باپ کے پاس رکھکر دوسرا اور اُٹھا لیا۔ حافظ صاحب نے اس پر بچی کو دھمکایا۔ آپ نے منع کیا اور فرمایا کہ کوئی ہرج نہیں لینے دو۔ اللہ تعالیٰ اسکو دو بھائی مرحمت

Marfat.com

فرمائے گا۔

دیگر۔ چہارم مہرٹھ میں میرا نام ٹھیکہ کا تھا۔ تمام ٹھیکیداروں نے میری سخت مخالفت کی۔ مجھ کو ٹھیکہ ملنے کی کوئی امید نہ رہی۔ میں نے حضور کیخدمت میں عریضہ لکھا۔ آپ نے جواب مرحمت فرمایا کہ تمہارا کام بدستور جاری رہے گا۔ مخالف تمہارے سب زیر ہونگے۔ اطمینان رکھو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مولوی محمد عظیم سے روایت ہے کہ ۱۹۲۵ء میں میں قصبہ چھچھرولی ضلع انبالہ میں مدرسہ اخبار العلوم کا مہتمم تھا۔ اس دوران میں وہاں کے تحصیلدار فیض طلب خاں سے اس بنا پر مخالفت ہوگئی کہ ایک حافظ وہاں پر سکنہ دہنورہ کا تھا۔ میں نے اسکو نااہل ہونیکی وجہ سے برخاست کردیا۔ وہ حافظ تحصیلدار صاحب کا دوست تھا۔ لہٰذا پہلے تو انہوں نے سفارش کی۔ جب میں نے انکار کیا۔ تو میری مخالفت کرکے زبردستی اسکو مدرسہ میں رکھا۔ اور لڑکوں کو بھی تاکید کردی۔ کہ حافظ صاحب سے ہی پڑھا کرو۔ میں اس جھگڑے کو خاموشی سے ٹالنا چاہتا تھا۔ مگر تحصیلدار صاحب اس جستجو میں تھے۔ کہ کسی قانونی گرفت میں مولوی صاحب آجائیں تاکہ ان کو قید کردیا جائے۔ مگر مجھے بفضلہ تعالیٰ کچھ ہراس نہ تھا۔ اس لئے کہ میں نے ایسے مرشد کامل کا ہاتھ پکڑا ہے۔ جو بادشاہ وقت جس پر بادشاہوں کا ہاتھ ہو وہ چہ کیب اردل [illegible] اس جھگڑے نے تقریباً تین ماہ طول کھینچا۔ اسی دوران میں حضرت قبلہ خواجہ عالم رحمۃ اللہ علیہ انبالہ چھاؤنی تشریف لائے۔ اور حاجی امیر الدین صاحب ٹھیکیدار کے یہاں قیام فرمایا۔ مجھے بذریعہ والا نامہ طلب فرمایا۔ لہٰذا

Marfat.com

میں چھچھروالی سے بہمراہی حافظ رحیم بخش صاحب و عبدالکریم رات کے وقت حاضر خدمت ہوا۔ حضور کسی کے مکان پر دعوت کھانے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ کچھ دیر کے بعد نزول فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ بندہ حاضر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کھانا کھاؤ۔ اور میں تم سے صبح ملوں گا اب تو تھکا ہوا ہوں۔ آپ کو ٹھٹھے پر تشریف لے گئے۔ مائی صاحبہ محترمہ آپ کے ہمراہ تھیں۔ دوسرے روز صبح کو بلایا۔ اور فرمایا کہ مولوی تیرے ساتھ کیا جھگڑا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور پر سب کچھ روشن ہے۔ ارشاد ہوا کہ رات کو میں نے اس مقدمہ کا فیصلہ کر دیا۔ میں نے عرض کیا کہ بہت بہتر۔ بعد تین روز میں نے حضور سے اجازت لی۔ اور واپس چھچھروالی آیا۔ یہ خیال دامنگیر تھا۔ کہ آپ نے میرا کیا فیصلہ فرمایا ہے۔ آتے ہی معلوم ہوا کہ حافظ صاحب سکنہ دھنورہ رات کو ہی بھاگ گئے۔ اور اس کے ساتویں روز تحصیلدار صاحب دنیا سے رخصت ہو گئے۔ کل قضیہ ختم ہو گیا۔ اور تمام لوگ میرے متفق ہو گئے۔ حتیٰ کہ تحصیلدار صاحب کا لڑکا عبداللطیف خاں بھی جو میرا سخت مخالف تھا۔ اسی دن موافق ہو گیا۔

صوفی بدرالدین صاحب سے روایت ہے کہ حضور سے اجازت لیکر میں حج کو گیا۔ میرے پردہ کی جگہ پر ایک پھوڑا نکلا ہوا تھا جس سے سخت تکلیف تھی۔ طوائف کرنا بھی دوبھر ہو گیا۔ اسی وقت میں نے حضور قبلہ کیطرف رجوع کیا۔ اور امداد طلب کی۔ میں قسمیہ عرض کرتا ہوں کہ حضور علیہ الرحمۃ کے دونوں ہاتھوں نے مجھے تھام لیا۔ اور اس وقت سے مجھ سے جدا نہ ہوئے۔ جب تک میں قبہ حضرت ابراہیم تک نہ پہنچ گیا۔ پھر وہ دست مبارک خود بخود غائب ہو گئے۔ واپسی حج پر جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو

Marfat.com

بھرے مجمع میں آپ نے فرمایا۔ کہ ذرا سی پھڑیا سے گھبرا گئے۔ کہ آؤ پیر مدد کرو۔

جب دوبارہ میں حج کو گیا۔ راستہ میں جہاز تلاطم میں پڑ گیا۔ ملازمان جہاز نے بآواز بلند کہا کہ دُعا کرو۔ میں نے حضور سے رُجوع کیا۔ جہاز بخیریت نکل گیا۔ جب میں حضور کی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا۔ تو بہت سے لوگ آپکی خدمت میں بیٹھے تھے۔ دورانِ گفتگو میں آپنے فرمایا۔ کہ جب جہاز ڈوبنے لگتا ہے تو آپ فرماتے ہیں آ پیر مدد کر۔

قاضی رمضان الدین صاحب کلانوری سے روایت ہے۔ کہ میرے کھیت میں ایک بہت بڑا درخت سایہ دار لگا ہوا تھا۔ وہ خود بخود خشک ہوگیا۔ ہر چند پانی ڈال کر اس کو سرسبز کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ بالکل خشک ہوگیا۔ کچھ کوشش کارگر نہ ہوئی۔ جس سے مجھکو بہت رنج ہوا۔ حضور اسوقت موضع آنول میں رونق افروز تھے۔ میں نے جاکر درخت کی کیفیت بیان کی۔ آپ نے اسی وقت دعا فرمائی۔ کہ وہ پھر سرسبز ہوگیا۔ دو تین سال کے بعد پھر وہی کیفیت ہوئی۔ میں نے بذریعہ عریضہ مکرر استدعا کی۔ آپ نے جواب مرحمت فرمایا کہ موت ہر شے کے لئے ہے۔

منشی غلام نقشبند صاحب صفی سے روایت ہے۔ کہ ہمارے مکرم خلیفہ قاضی حفیظ الدین صاحب گنگوہ شریف کے نیکنام بزرگوں میں سے تھے۔ اور بہت کم گو اور متین بزرگ تھے۔ سیر و سلوک میں [illegible] برادرانِ طریقت پر فوقیت رکھتے تھے حضرت خواجہ [illegible] سے اسقدر محبت رکھتے تھے۔ کہ باوجود سرکاری ملازمت کے ڈیوٹی ادا کرنیکے بعد جسقدر وقت مل سکتا۔ حضور کی خدمت میں گذارتے۔ اکثر حضرت خواجہ عالم پناہ ہوشیار پور تشریف لیجاتے۔ تو قاضی صاحب کے مکان پر

Marfat.com

قیام فرماتے۔ قاضی صاحب محکمہ آبکاری کے داروغہ تھے۔ تحصیل کے قریب یہ محکمہ تھا۔ احاطہ کے اندر سلسلہ شراب کشی کا تھا۔ اور باہر ایک مکان میں مجلس زاہدان منعقد ہوا کرتی تھی۔ قاضی صاحب ایک بے نظیر بزرگ صورت نیک سیرت پرہیزگار اور خدا پرست بزرگ تھے۔ تمام حکام ضلع ان کا احترام کرتے تھے۔ ضلع ہوشیار پور میں شیخ مہر علی صاحب ایک بہت بڑے رئیس اور امیر دوست تھے۔ ایک مرتبہ خواجہ عالم علیہ الرحمۃ شہر تشریف لے گئے۔ اور قاضی صاحب کے یہاں قیام فرما تھے۔ علی الصباح شیخ رحمت علی صاحب تاجر جفت آئے۔ اور آتے ہی حسب عادت گرمجوشی سے عرض کرنے لگے۔ کہ کل شام کیوقت شیخ مہر علی صاحب اپنے مکان سے باہر چبوترہ پر کھڑے تھے۔ حکیم عبداللہ اور چند معززین کی موجودگی میں میرے ساتھ درشت اور سخت کلامی کرنے لگے۔ میں خاموشی سے سنتا رہا۔ مگر وہ یہاں تک بڑھ بڑھ کے الفاظ کہ گئے۔ جن میں حضور کی شان میں بھی تمسخرانہ اور تضحیکانہ الفاظ تھے۔ جب مجھ میں طاقت برداشت نہ رہی۔ تو میں بھی ان کو کھری کھری سنانے لگا۔

حضرت قبلہ عالم ابھی خاموش ہی تھے۔ کہ محمد بخش خانپوری اور خلیفہ محمد بخش نے بھی ان کی تائید میں کئی باتیں بیان کر دیں۔ حضور انکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آج تیسرا دن گذرتا ہے۔ کہ میں نے مہر علی شاہ کے پاؤں میں بیڑی اور ہاتھوں میں ہتھکڑی دیکھی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ جیل خانہ میں ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کے مخالف شیخ مویح الدین کو ایک شاندار گھوڑے پر سوار دیکھا ہے۔ جو حاکمانہ طمطراق میں تھا یہ ارشاد بلا اظہار غصہ نہایت متانت و سنجیدگی سے ہوا۔ اس کے

Marfat.com

بعد تسبیح خوانی میں مشغول ہو گئے۔ اُس موقعہ پر خاکسار بھی حاضر تھا۔ تمام حاضرین نے اِس بات کو سُنکر افسوس کیا۔ خاصکر اسلیئے کہ حضرت صاحبؒ کے اس قسم کے قبل از وقت ارشادات غلط نہ ہوتے تھے۔ شیخ مہر علی صاحب جیسے ہر دل عزیز رئیس کے مستقبل کو ایسے خطرات میں سُنکر سب متاسف ہوئے اُس وقت میں شیخ رحمت علی کو علیحدہ بُلا کر کہا۔ کہ ایسی خوفناک باتیں بزرگوں کے سامنے کرنے اور دہرانے کے لیے ہی خوفناک نتائج ہوا کرتے ہیں۔ آپ حضرات کو اولیائے کرام کے آداب صحبت کا ذرہ بھر لحاظ نہیں۔ خُدا کرے کہ جناب قبلہ عالم پناہ کی تقریر کی کچھ اور ہی تعبیر نکلے لیکن افسوس ہے کہ وہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد تمام ارشادات حرف بحرف صحیح و درست ثابت ہوا جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے ہوشیارپور فرقہ وارانہ نااتفاقیوں کا مرکز بن رہا تھا۔ اسی اثنا میں عشرہ محرم آگیا اس موقعہ پر بعض مفسد اور شرارت پسند اشخاص کی تنگ پردازی سے اس اژدحامی موقعہ پر فساد شروع ہوا۔ جو بلوہ کی صورت اختیار کرتا چلا گیا اور عام طریقہ پر شہر میں لوٹ مار پڑ گئی۔ اچھے اچھے کھاتے پیتے لوگوں کو صاحب کا شکار ہونا پڑا۔ خصوصاً جو آفت ہمارے نازک دل [illegible] ہوشیارپور شیخ مہر علی شاہ صاحب پر آئی خُدا وند کریم اس سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ شیخ صاحب چونکہ تمام مسلمان [illegible] تھے۔ لہٰذا اس گروہ کے [illegible]

فیلو ہوشیارپور کے سپرنٹنڈنٹ پولیس [illegible] جلوس میں تعینات تھے جس [illegible] ہندو کے محلہ میں خشت باری شروع ہوئی تو [illegible]

Marfat.com

جو حفظِ ماتقدم کے خیال سے کسی وقوعہ کا نہایت بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ دشمنوں کے منصوبہ کا عملی جامہ پہنا تے ہوئے دیکھا۔ اور تعزیہ کی بے عزتی دیکھ کر معہ ہزار ہا دیہاتی تماشبینوں کے علی علی کرتے ہوئے لوٹ پڑے۔ شیخ مہر علی صاحب گھوڑے پر سوار اس مجمع میں موجود تھے جب انہوں نے دیکھا کہ عام بلوہ ہوگیا ہے۔ تو بہت پریشان ہوئے اور شہر کو غارت گری سے بچانے کی غرض سے لوگوں کو زور سے چلا کر للکارنے لگے۔ اور ہاتھ کے رومال کو ہلا ہلا کر اشارہ کرتے تھے کہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ کپتان بہادر کچھ فاصلہ سے انکو للکارتے اور رومال ہلاتے ہوئے دیکھ کر یہ سمجھے کہ یہ لوگوں کو اور مشتعل کر رہے ہیں۔ اور بعض گمراہ کن مخبروں نے اس جلتی آگ پر اور تیل ڈالا۔ حکام نے بھی یہی تصور کر لیا کہ شیخ صاحب اہلِ ہنود کے خلاف عام مجمع کو بھڑکا رہے ہیں۔ اور دیہاتی لوگوں نے جو شہر میں جاکر لوٹ مچا دی اور شیخ صاحب نے حکم دیا تھا۔ لوٹ چلو۔ لوٹ چلو۔ اس کو لوٹنے پر محمول کیا گیا تھا۔ کپتان صاحب بہادر اور ان کا عملہ خود شاہدِ حال تھا۔ القصہ فساد پر پولیس نے جلد قابو پالیا۔ اور شام تک لوٹ مار بند ہوگئی مگر احتیاطاً جالندہر سے کچھ فوج طلب کر لی گئی۔ اور گرفتاریاں شروع ہوگئیں۔ بہت سے مشہور تعزیہ دار اور شیخ سندھی خاں اور بہت سے باعزت اصحاب کو گرفتار کر لیا گیا۔

مسٹر باکس ایک دلیر طبع ششن جج تھے۔ کپتان صاحب نے انکی اجازت لیکر شیخ مہر علی صاحب کو معہ انکے رفقاء کے گرفتار کر لیا۔ اور حوالات میں بھر دیا۔ کئی ماہ تک مقدمہ چلتا رہا۔ تمام ہندوستان میں

Marfat.com

مسلمانوں کی اس حالت سے بے چینی پھیل رہی تھی۔ شیخ صاحب کو جب حوالات سے لایا جاتا تھا۔ سڑک کے کنارے ہزارہا مخلوق اُن کو دیکھنے کے لئے کھڑی ہو جاتی تھی۔

اُسی عشرہ کے دِن جس روز بلوہ ہُوا تھا منشی مداری خاں نے جو پیر بخش صاحب بجواڑیہ کے ایجنٹ تھے۔ کوٹ عبدالخالق میں آپ کو یہ خبر پہنچائی۔ لہنا سنگھ ایک جاٹ منشی مداری خاں کا دوست تھا۔ وہ بھی ہمراہ تھا۔ اُس نے تائید کی اور بیان کیا۔ کہ بہت سی مخلوق جان سے ماری گئی۔ صدہا گھر برباد اور بے آبرو ہوئے۔ تمام شہر میں فساد پھیلا ہُوا ہے۔ ہم لوگ بچکر نکل آئے۔ چونکہ آپ کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہُوئی تھی کہ اس قسم کی خبریں سُنکر پریشان ہو جایا کرتے تھے۔ لہٰذا یہ خبر سُن کر ایسے پریشان ہوئے کہ شب بھر نیند نہ آئی۔ میں بجواڑہ سے آپ کے درِ دولت پر حاضر ہُوا۔ مجھے دیکھتے ہی آپ نے فرمایا کہ مداری خاں یہ شوشہ سُنا گیا ہے خلق خدا پر یہ آفت و مصیبت سُننے سے مجھے رات بھر نیند نہ آئی۔ اتنے میں خلیفہ حیات خاں صاحب ہوشیارپور سے تشریف لائے۔ یہ صاحب خود بھی خوفزدہ ہو رہے تھے۔ ایک اور شخص بجواڑہ سے بھاگا ہوا آیا۔ جس نے بیان کیا کہ شہر کے اطراف میں ہا۔ تلاشی ہو رہی ہے۔ اور گرفتاریاں بھی عمل میں آ رہی ہیں ہا۔

میں چودھری پیر بخش کے دروازے پر پہنچا تو نے [illegible] ایک شخص نے مجھے بتلایا کہ بابو صاحب کے گھر میں بلوائی گھس آئے ہیں۔ آپ اِن جملہ خبروں کو سُنکر بیتاب ہو گئے۔ اور بارگاہ رب العزت میں دست بہ دُعا ہوئے۔ کہ خداوندا تو ہمیں آفت [illegible]

Marfat.com

بچالے۔ ہم گنہگار بندے ہیں اور تُو رحیم وکریم ہے۔

میں یہ خبر سُنکر بجواڑے کو چل دیا۔ وہاں جاکر دیکھا تو پولیس واپس چلی گئی تھی۔ اور کچھ کپڑے وغیرہ ہمراہ لے گئی۔

شیخ مہر علی صاحب کے خلاف عدالت شیشن میں مقدمہ چل رہا تھا۔ پولیس چاروں طرف سے شہادتیں مہیا کر رہی تھی۔ کسی نے مداری خاں اور لہنا سنگھ جاٹ کا بھی نام لیا۔ کہ یہ دونوں شخص بھی اِس جھگڑے میں شامل تھے۔ پولیس کے آدمی آپکے مکان شریف پر بھی آئے۔ بعد تفتیش اُنہوں نے یہ چاہا کہ حضور بھی اگر اُس معاملہ میں بہ نفسِ نفیس شہادت دیں تو بہتر ہو۔ چونکہ پولیس کو یہ علم تھا۔ کہ شیخ مہر علی خواجہ صاحب کے خلاف ہیں۔ اور اکثر آپکی بے ادبی کرتے رہتے ہیں۔ تو آپکی بھی اُس کے خلاف شہادت نہایت موزوں ہو گی۔

جب یہ شہادت کا معاملہ آپ کے روبرو پہنچا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ شیخ صاحب میرے خلاف ضرور ہیں۔ لیکن میں نے شنیدہ باتوں کے سوائے اور کچھ نہیں سُنا۔ تو بھلا میں اِس کے متعلق کیا گواہی دے سکتا ہوں۔ اور جھوٹی گواہی دیکر میں اپنے ایمان کو خراب کرنا نہیں چاہتا۔

اس کے بعد پولیس نے آپ کے پاس خبریں پہنچائیں۔ کہ کپتان صاحب آپ سے بدظن ہیں۔ اور یہ خبر بھی مشہور ہے۔ کہ آپ کے مریدین بھی اِس بلوہ میں شریک تھے۔ لہٰذا آپ کپتان صاحب سے مل کر اپنے معاملہ کو صاف کرلیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایسے مخدوش وقت میں کسی صاحب سے ملنا نہیں چاہتا میں خدا کے فضل سے مطمئن ہوں۔ میرا اللہ نگہبان ہے۔ چند روز بعد مداری خان صاحب آئے۔ اور عرض کیا کہ میرا نام پولیس والوں نے گواہی

Marfat.com

میں لکھوا دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ تم نے کئی جگہ بکواس کی ہوگی۔ جیسی کہ یہاں کر رہے تھے۔ اِس لئے تمہاری طرف بھی لوگوں کا خیال ہو گیا اِس کے متعلق جو کچھ تمہیں علم ہو وُہ سچ سچ بیان کر دینا ناحق کسی پر بہتان مت باندھنا۔ اللہ تعالےٰ کی ذات حق پسند ہے۔

اِس واقعہ کے کئی روز بعد ایک دن حضور علیہ الرحمۃ شہر تشریف لے گئے۔ جب بازار گویاں سے گذرے تو ایک ہندو اپنے بھائی سے کہہ رہا تھا۔ کہ دیکھا مسلمانوں کی کیسی درستی ہو رہی ہے۔ اب یہ لوگ اچھی طرح ٹھیک ہو جائیں گے۔ حضور گھوڑی پر سوار خاموشی سے یہ سنتے جا رہے تھے۔ جب قاضی حفیظ الدین صاحب کے مکان پر پہنچے۔ تو اس بات کو اُن کے سامنے بھی بیان کیا کہ آج میں نے کیا سُنا۔

قاضی صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہاں ہی نہیں بلکہ تمام پنجاب میں ہندو مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ آپ کو بہت رنج ہوا۔ اور شیخ مہر علی صاحب و دیگر اسیران بلا کی رہائی کے واسطے آپ نے دُعا فرمائی۔

اِسی دوران میں سائیں توکل شاہ صاحب تشریف لے آئے۔ ان سے شہر کے بہت سے اصحاب ملے۔ اور اس واقعہ کی تمام کیفیت بیان کی اور یہ بھی کہا۔ کہ آپ کے صاحبزادے میاں عبدالخالق بھی مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ سائیں صاحبؒ نے حضرت مرشدنا رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا آپ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ کیا آپ کو ان لوگوں کی [illegible] سائیں صاحب نے فرمایا کہ یقین تو نہیں آیا لیکن دریافت کئے بغیر اطمینان بھی نہ ہو سکتا تھا۔ حضور نے کہا بفضلہ تعالےٰ میرا کسی شخص سے خلاف خیال نہیں ہے۔ اور جو کچھ اُن لوگوں نے

Marfat.com

میری توہین کی ہے وُہ میں خدا کے واسطے معاف کرتا ہوں۔ اس کے بعد ہر دو حضرات نے مسلمانوں کے لئے دُعا کی۔ بعد ساہیں صاحب انبالہ تشریف لے گئے۔

شیشن جج کی عدالت سے شیخ صاحب کیلئے پھانسی کا حکم سُنایا گیا اور جائیداد کی ضبطی کا بھی حکم ہُوا۔ اس قہاری حکم سننے کے بعد تمام مساجد میں دُعائیں مانگی گئیں۔ اور لاہور میں اپیل دائر کر دیا گیا۔ شیخ عمر بخش صاحب پلیڈر اس مقدمہ کے پیروکار تھے۔ اور بابو سوندھی رام اور مولوی الٰہی بخش صاحب معاون۔

ہمارے بہادر طریقت شیخ سندھے خاں صاحب شیخ عمر بخش صاحب کے حقیقی بھائی بھی لاہور پہنچے۔ اور شیخ عمر بخش صاحب کو مشورہ دیا کہ جب تک شیخ مہر علی صاحب حضرت خواجہ صاحبؒ سے معافی طلب نہ کریں گے یہ بیل کبھی منڈھے نہیں چڑھ سکتی۔ اور کامیابی دشوار ہے۔ شیخ عمر بخش صاحب صوفی مشرب انسان تھے۔ یہ بات اُن کی سمجھ میں آگئی۔ اور کسی نہ کسی طرح حضرت خواجہ صاحب سے معافی لے ہی لی۔

لاہور ہائی کورٹ سے شیخ صاحب بری ہو گئے۔ اور دیگر قسم کی تمام سزائیں بھی منسوخ کر دی گئیں۔ لاہور میں اُس روز ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔ نہایت خوشی منائی گئی۔

اس کے بعد حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ کا اسطرح شکریہ ادا کیا گیا۔ کہ ایک کتاب موسومہ بہران عدل شائع کی گئی۔ جس کے مصنف ہمارے آتش زبان دوست صاحبزادہ دین محمدؐ خانپوری پسر امام الدین خانپوری تھے اس کتاب میں مقدمہ کے تمام حالات درج تھے۔ اور اس کے بعد

Marfat.com

ایک طویل باب حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے خلاف شائع کیا۔ جو سراسر غلط الزام پر مبنی تھا۔ صاحبزادہ دین محمد مولوی برکت علی صاحب کے چچازاد بھائی اور میرے احباب میں سے تھے۔ میں نے اس تحریر کی پُرزور تردید کی۔ اور کہا کہ تم نے محض جھوٹ ایک مردِ خدا کی مخالفت کی ہے۔ تمہارے دل میں مولینا برکت علی صاحب سے انتقام لینے کا جذبہ موجزن ہے وہ میرے اِن فقرات سے بہت شرمندہ ہوئے میں نے ایک تردیدی ٹریکٹ لکھا۔ مگر حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے سُنکر فرمایا۔ جو کچھ تم نے لکھا وہ درست ہے۔ مگر اس سے مجھ کو یا تم کو کیا فائدہ ہوگا۔ جس نے جو کچھ کیا اُس نے پایا اور جو کچھ کرے گا وہ پائے گا ؎

خلق میگوید کہ خسرو بت پرستی میکند آرے آرے میکنم با خلق و عالم کارلیست

اللہ تعالےٰ میرے حالات سے خوب واقف ہے۔ اور انشاء اللہ دربارِ قیامت میں سب کی حقیقت روشن ہو جائیگی۔

منشی غلام نقشبند صاحب سے روایت ہے۔ کہ ۱۸۸۸ء میں آپ مجھے اور خلیفہ محمد بخش صاحب شاہی مسجد لاہور میں ملے۔ ہم آپ کو اپنے مکان پر اتفاق سے آپ کے پردہ کے مقام پر بھگندر نکل آیا۔ جس سے بڑی سخت تکلیف تھی۔ لاہور کے مشہور ڈاکٹر بیلی رام کو گھر پر بلا کر میں نے آپ کا معائنہ شروع کرایا۔ آپریشن ہوا۔ مکان سے مائی صاحبہ بھی تشریف

آپ دن بھر بیہوش رہا کرتے تھے۔ مگر نماز کے وقت

فرما لیتے تھے خواہ لیٹ کر یا بیٹھ کر۔ حالت بیہوشی میں آپ نے ایک روز خلیفہ محمد بخش کو فرمایا کہ تم نے منہ پر ڈاڑھی کیوں رکھی مست کیوں نہ ہو گئے آپ کا کہنا تھا کہ انہوں نے ڈاڑھی منڈوا لنگوٹ باندھ مست ہو گئے اور

Marfat.com

ہوشیار پور چلے گئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد بابو پیر بخش صاحب وکیل بجواڑہ کے جاں بلب ہونے کی بذریعہ تار خبر آئی۔ لہٰذا خواجہ صاحب معہ قبائل اور ہم سب لوگ ہوشیار پور چلے گئے۔ جس رات آپ بجواڑہ ہی مقیم تھے کہ بابو پیر بخش صاحب کا ہوشیار پور میں انتقال ہوا۔

خلیفہ حاجی ابراہیم صاحب سے نقل ہے کہ حضرت مرشدنا علیہ الرحمۃ ایک روز کمبل پوش دہلی میں سیاحت فرما رہے تھے۔ کہ ہندو سیٹھ کی دوکان پر دیکھا۔ کہ وہ اپنی دوکان پر بیٹھا ہوا رو رہا ہے۔ آپ نے سیٹھ سے اُس کا حال دریافت کیا۔ اُس نے اپنے لڑکے کی علالت وغیرہ کے متعلق بیان کیا۔ کہ تمام حکیم اور ڈاکٹروں سے علاج کرا چکا ہوں لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر خدا کے فضل سے میں اسکو اچھا کردوں تو کیا دے۔ نصف جائیداد سیٹھ نے دینے کا وعدہ کیا۔ آپ نے علاج عملیات وغیرہ سے کیا جس سے اُس کو آرام ہو گیا۔ سیٹھ نے بموجب وعدہ اپنی نصف جائیداد آپ کے نام منتقل کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن آپ نے یہ کہکر انکار کر دیا۔ کہ خالصتاً اللہ کاموں کا انعام منعم حقیقی کی طرف سے ہوا کرتا ہے۔ لیکن وہ سیٹھ جب تک بھی زندہ رہا۔ یتیم خانہ میں وقتاً فوقتاً امداد بھیجتا رہا۔

صوبیدار عاشق علی صاحب کلانوری سے روایت ہے۔ کہ ۱۹۱۸ء میں ایک مرتبہ آپ کلانور شریف لائے۔ اور رسالدار عبدالغفور خاں صاحب کے مکان پر آپ نے قیام فرمایا۔ میں بھی آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ رات کا وقت تھا۔ حضور نے فرمایا کہ تو کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کا خادم عاشق علی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تو میرا عاشق ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا

Marfat.com

اولاد رکھتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک لڑکی ہے جس کی شادی بھی کر چکا ہوں
پھر فرمایا کہ دوسری شادی کر لو۔ میں نے دست بستہ ہو کر عذر کیا۔ پھر آپ
نے فرمایا کہ کیا تو بڈھا ہو گیا ہے۔ اور فرمایا کہ پچاس روپیہ سالانہ یتیم خانہ
میں دیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ بہت اچھا آئندہ سے ایسا ہی کیا کروں گا
سالانہ عرس پر میں نے معرفت رسالدار عبداللہ خاں مبلغ سو روپیہ
بنامی کیخدمت کے لئے بھیجدیئے۔ جب رسالدار موصوف نے یہ رقم پیش
کی تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ رقم کیسی ہے۔ اور تھوڑی دیر کیلئے
آنکھیں بند کر کے خاموش ہو رہے۔ اور پھر رقم یتیم خانہ میں داخل کرا دی
دوسرے سال میں خود عرس کے موقعہ پر حاضر ہوا۔ آپ نے پھر دوسری
شادی کے متعلق مجھ سے کہا۔ میں نے عرض کیا کہ کر لوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ
کیا قبر میں جا کر شادی کرے گا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کی دعا میرے لئے
اثر نہیں رکھتی۔ اس پر درد فقرے کو سنکر آپ خاموش ہو گئے۔ اپنے
کو متوجہ بارگاہِ الٰہی کر کے مجھے واپس گھر جانیکی اجازت مرحمت فرمائی
بعد تھوڑے عرصہ کے میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور تشریف لائے۔
آپ کا لباس سفید تہبند، لمبا کرتا زرد رنگ کا پہنے ہوئے تھے۔ رو سے انور
پر نقاب تھا۔ انگلی شہادت سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اس درخت
میں جو خوشما پھل ہے اسکو منہ میں ڈال لے۔ صحن میں
تھا۔ اب مجھے قوی امید ہو گئی۔ کہ انشاء اللہ تیری مُرا
دلوں بعد معلوم ہوا کہ گھر میں آثارِ حمل کے پائے جاتے ہیں۔ پھر ایک روز
خواب میں دیکھا کہ صحن مکان میں دایہ لڑکے کو گود میں لئے کھڑی ہے
صبح کا وقت تھا۔ آذان کی آواز رہی تھی۔ آپکی دعا و توجہ سے بفضل ایزدی

Marfat.com

لڑکا تولد ہوا۔ فوراً میں نے حضور کو اطلاع دی۔ آپ نے درازیٔ عمر کے لئے دُعا فرمائی۔ میں نے حضور کے ایما سے لڑکے کا نام جمیل احمد رکھا۔

خلیفہ علی بخش صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ انبالہ چھاؤنی میں طاعون کثرت سے پھیلا ہوا تھا۔ اور آپ بھی انبالہ میں اللہ دین نامی پلیدار کے مکان پر فروکش تھے۔ اُسی مکان کے قریب نبی بخش کی لڑکی مریم پلیگ میں مبتلا تھی اور آخر کچھ روز بیمار رہ کر انتقال ہو گیا۔ اُسوقت اینٹہ ضلع سہارنپور کے ایک ایک مولوی بھی موجود تھے۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ یہ شخص عبدالحق کہتا ہے۔ کہ میں شمس الکونین ہوں اور میرے ہاتھ میں قلم ہے اس وقت کیا اس عورت کو زندہ نہیں کر سکتا اولیاء اللہ کا تو کام ہے مُردہ کو زندہ کرنا۔ نبی بخش نے کہا کہ میرے پیر و مرشد میں تو طاقت ہے کہ وہ بفضلہ تعالیٰ مُردے کو زندہ کر دے حضور سے بھی اس معاملہ کو عرض کیا گیا۔ آپ نے فوراً کمر سے صافہ لپیٹ لیا۔ اور میت کی چارپائی کے چاروں طرف پھرنے لگے۔ اور سورہ مزمل پڑھتے جاتے تھے۔ اور لفظ مزمل پر خاص زور دیتے تھے۔ ساتھ چکر لگا کر بیٹھ گئے نماز کا وقت تھا۔ فرمایا کہ مریم وضو کرائو۔ وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور وضو کرایا۔ راقم الحروف نے مریم کو خود دیکھا۔ اور یہ واقعہ اُسکی ہی زبان سے سُنا۔

دیگر:۔ ایک مرتبہ کلانور سے حضور نے تار دیا جو مجھے ٹھکر ملا۔ کہ فوراً چلے آؤ۔ میں اُسی وقت پیدل چل کھڑا ہوا۔ پانی پت سے نکل کر میں جنگل میں راستہ بھول گیا۔ جو گوہانہ کو راستہ جاتا ہے اُسی کو تلاش کر رہا تھا۔ گوہانہ پانی پت سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ آخیر تھک کر ایک

Marfat.com

درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ ایک بزرگ سفید ریش تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ اُٹھ رنگیلے تجھے راستہ بتا دیں۔ میں ان کے ساتھ ہولیا۔ آٹھ دس قدم چل کر کہا کہ دیکھو وہ سامنے گوہانہ ہے۔ میں نے سامنے دیکھا تو واقعی گوہانہ کے قریب کھڑا ہوں۔ بزرگ غائب ہو گئے۔ میں گوہانہ آیا رات کو رہا۔ دوسرے دن صبح رہتک پہنچکر ٹھہر گیا۔ تیسرے روز جب میں رہتک سے چلا تو راستہ میں ایک لڑکا میرے ساتھ ہو گیا سننے لگا میں ایک طالب علم ہوں جس وقت کلانور آپ کی خدمت پہنچا ہوں تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ آؤ بھائی بیٹھو۔ اور تم کو ایک ایسا بزرگ ملا۔ مگر تم نے اُس سے کچھ نہ پوچھا۔ میں نے عرض کیا کہ جب حضور موجود ہیں تو دوسرے سے حاجت براری کی کیا ضرورت ہے۔ پھر اس لڑکے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کو اپنے ساتھ کیوں لائے ہو یہ تو جن ہے۔ پھر آپ نے اس کو حکم دیا کہ جا چلا جا۔ پس وہ فوراً چلا گیا۔

دیگر:۔ ایک مرتبہ حضور نے حکم دیا کہ اپنی بیوی کو لیکر سیر ہند آؤ۔ بندہ حاضر ہو گیا۔ تقریباً چالیس عورت مرد اس وقت حاضر تھے۔ شب اندھیری تھی۔ آپ نے فرمایا کہ چلو میاں۔ صاحب کی والدہ کی زیارت کر آئیں۔ جب وہاں گئے تو آپ نے فرمایا کہ باہر سے ہی فاتحہ پڑھ لو۔ میری بیوی نے عرض کیا کہ فاتحہ تو گھر سے بھی پڑھ سکتے تھے۔ فرمایا کہ جا کر ہی ختم پڑھ آؤ۔ جب ہم اندر داخل ہو گئے تو ان کا وجود روشن ہو گئے۔

ایک پیر صاحب شہر انبالہ میں وارد ہوئے۔ بہت شہرت ہوئی۔ چھاؤنی کے مرد اور عورتیں جانے لگے۔ پھر وہ چھاؤنی میں آئے۔ اللہ دین مریم وغیرہ کو

Marfat.com

بھی مُرید بنالیا۔ نبی بخش کی عورت سے اللہ دین وغیرہ نے کہا کہ تو بھی مُرید ہو جا۔ اُس نے انکار کیا اور اِن سے پاس سے چلی آئی۔ مریم کو اُن پیر صاحب نے ایسی توجہ دی۔ کہ اِس کی حالت پلٹ گئی۔ اس کو اپنے کھانے پینے کا بھی ہوش نہ رہا۔ جب بہت سے خالقی مرید اِن کے معتقد ہو کر حلقہ بگوش ہو گئے تو بھوریے خاں نے حضور کو خط لکھا۔ حضور نے مجھ کو لکھا۔ کہ فوراً انبالہ جا کر انتظام کرو۔ میں انبالہ پہنچکر نبی بخش کے مکان پر ٹھہرا۔ اور حالات معلوم کر کے اللہ دین سے کہا۔ کہ تجھ پر ۵۰ روپیہ جرمانہ اور دُکان نیلام۔ جا اپنے پیر سے کہہ کہ شام تک دو دکان نیلام ہو جائیگی۔ وُہ گیا۔ لیکن پیر کے بنائے کچھ نہ بنا۔ دوکان شام تک نیلام ہو گئی۔ اور جرمانہ ہو گیا۔ پھر اور مریدوں کو بلا کر جرمانہ کرنا شروع کر دیا۔ آخیر ایک آدمی کو اِس پیر کے بُلانے کو ایک آدمی بھیجا۔ اور مُریدوں کو حکم دیا۔ کہ اس کو پکڑ کر حاضر کرو۔ کون پیر ہے۔ جب اُس نے سُنا تو بھاگ گیا۔ کہیں پتہ نہ چلا۔

ڈاکٹر خلیفہ سراج الدین صاحب سے نقل ہے۔ جب خواجہ صاحبؒ بچپن میں میرے وطن بنگہ ضلع جالندھر میں تعلیم پاتے تھے۔ اُس وقت آپ کے ہم سبق مہن خاں و جہانگیر خاں کے بڑے بھائی سلطان خاں نمبردار تلونڈی تھانہ بنگہ بھی تھے۔ اب زمانہ تعلیم جب آپ بنگہ تشریف لیگئے اور سلطان خاں صاحب سے ملاقات ہوئی۔ تو اُنہوں نے بیان کیا کہ ہم تین بھائی ہیں۔ اور تینوں لاولد ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تینوں کے اولاد ہو گی۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد آپ پھر بنگہ تشریف لے گئے۔ تو سلطان خاں صاحب کے لڑکا ہو چکا تھا۔

دیگر:۔ میرا بھائی پٹواری حضرت خواجہ صاحبؒ سے ہمیشہ بدگمان رہا کرتا

Marfat.com

اُس کا خیال تھا کہ یہ سب دُنیا کمانے کے ڈھکوسلے بنا رکھے ہیں۔
ایک مرتبہ اُس پر رشوت کا ایک مقدمہ قائم ہو گیا جس سے ہمارے تمام خاندان کو بڑی پریشانی تھی۔ آخر میرے والد صاحب نے امام الدین کے ساتھ دو آدمی کر کے حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں بھیجا اور تاکید کر دی کہ جا کر آپ سے ضرور معافی مانگنا۔ جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اُس کے ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ اِس وقت تو جو کہوں گا وہ مان لے گا۔ لیکن باہر نکل کر اِس کے وہی خیالات ہو جائیں گے۔ اُس نے کہا۔ کہ نہیں جو حضور کا حکم ہو گا اُس پر عمل کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تو اسی وقت بلا کھٹکے تو مجسٹریٹ کے سامنے حاضر ہو جا تیرا کچھ نہ ہو گا۔ وہ وہ اقرار کر کے چلا گیا۔ جب ہوشیار پور کے قریب پہنچا۔ تو خیال آیا کہ مجسٹریٹ اِس وقت جالندھر میں ہے۔ اگر میں حاضر ہوا۔ اور اُس نے مجھے جیل خانہ بھیج دیا۔ تو کیا میاں صاحب آ کر مجھ کو بچا لیں گے۔ یہ خیال کر کے وہاں نہ گیا۔ اور بٹالہ پہنچکر اپنے والد ماجد یعنی خلیفہ پیر محمد صاحب سے کل قصہ بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ تو نے سخت غلطی کی جو نہ گیا خیر اب مجھے خود جانا پڑے گا۔

ادھر تاریخ حاضری کیلئے پولیس وارنٹ گرفتاری لئے پھرتی تھی۔ لوگوں نے ایک جگہ امام الدین کو پوشیدہ رکھ چھوڑا تھا۔ کہاں [illegible] پہنچا دیتے تھے۔ والد صاحب بہت پریشان تھے آخر [illegible] دو چار روز قبل حضرت خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ اُسکی نالائقیوں پر خیال نہ کیجئے۔ بلکہ مجھ ضعیف و زار پر رحم کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میاں جی اُسکو سزا ہو جانے دیجئے۔ تاکہ اُس کے

Marfat.com

مزاج درست ہو جائیں۔ والد صاحب نے عرض کیا کہ اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو بہت اچھا۔ ضعیفی میں داغ لگ جائے گا۔ رسوائی و بدنامی خوب ہو گی یہ کہتے ہوئے والد صاحب کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا میاں جی تم چلو میں بھی انشاء اللہ صبح ہی بنگہ پہنچ جاؤں گا۔

الغرض آپ صبح ہی بنگہ پہنچ گئے۔ اور امام الدین کو سامنے بلا کر کہا کہ اب تو تمہارے دل میں کوئی خدشہ باقی نہ رہا۔ اس نے توبہ کی آپ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ تھانہ کے سامنے ایک چکر لگا آؤ۔ ہم بھی دیکھیں تمہیں کون پکڑتا ہے۔ امام الدین دو آدمیوں کے ساتھ تھانہ کے سامنے ٹہلتا رہا کسی نے پوچھا تک نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اپنا استعفیٰ لکھ کر بھیج دو۔

پیشی کے روز عدالت نے سب سے پیشتر امام الدین ہی کی مثل طلب کی والد صاحب ساتھ ہی گئے تھے۔ صاحب نے والد صاحب سے دریافت کیا کہ میاں جی یہ تمہارا ہی لڑکا ہے۔ عرض کیا کہ ہاں صاحب یہ نالائق میرا ہی لڑکا ہے میں نے بارہا اس کو سمجھایا کہ خدا سے ڈر رشوت مت لے مگر یہ نہ مانا۔ اور آخر اس نوبت کو پہنچا۔

صاحب نے فیصلہ سنا دیا کہ اچھا ہم اس کا استعفیٰ منظور کر کے اس کو بری کرتے ہیں۔ چونکہ اس کا باپ نیک پارسا اور سچا آدمی ہے۔ شاید اس کی صحبت سے اسکی حالت درست ہو جائے۔

سید محمد صادق صاحب سے نقل ہے۔ کہ حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ انڈین ہسپتال چھاؤنی لاہور میں ڈاکٹر دولت خاں کے بنگلے پر قیام فرما تھے ایک روز کا واقعہ ہے۔ کہ ہم لوگ حاضر خدمت تھے۔ چند مریدین و معتقدین شہر لاہور و دیگر مقامات سے حاضر خدمت ہوئے جن میں تمنی

Marfat.com

محمد اسحاق سکنہ شہر لاہور محلہ بازار حکیماں کوچہ جوگیاں اندرون بھاٹی گیٹ کا موقعہ قابلِ ذکر ہے۔ یہ شخص معہ اپنی ہمشیرہ حاضر ہوا۔ جس کی گود میں بچہ تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا۔ یہ عورت کون ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ میری ہمشیرہ ہے۔ جس سے متعلق آنجناب نے دُعا فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا کی برکت سے اسکو فرزند مرحمت فرمادیا۔ جسکو آپ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے اس فقیر کی بات رکھ لی۔ پھر دو کیلے کی پھلی لے کر اُسکی گود میں ڈال دی اور فرمایا کہ تیرے دو بیٹے اور ہوں گے خدا کی قدرت ہے کہ اسکے دو بیٹے ایک ہی دفعہ پیدا ہوئے جو بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہیں۔

ایک مرتبہ آپ علاقہ کلکڑ کل تشریف لے گئے۔ دوپہر کا وقت تھا۔ آپ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ وہاں پر سید محمد حسین شاہ صاحب رہتے ہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ دعوت قبول فرمائیے آپ نے منظور کر کے فرمایا کہ تمہارے کتنی اولاد ہے عرض کیا۔ کہ کوئی نہیں اور اب تو پچاس برس کا بڈھا ہو گیا ہوں۔ کیا اُمید ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا کہ محمد حسین تو خدا کو بھول گیا۔ جس نے بے ماں باپ حوا کو پیدا کیا۔ کیا اُس میں قدرت نہیں ہے کہ تجھ کو اولاد دے۔ بیشک اُس رحیم و کریم کا ادنیٰ بندہ ہوں۔ یاد رکھ اس وقت جتنی روٹی کھاؤں گا اُسی قدر روٹی [illegible]

اس بات کو بہت سے لوگوں نے نوٹ کر لیا۔ اتنے میں [illegible] آیا۔ آپ نے تین روٹی اور چوتھی روٹی میں [illegible] لیا۔ اور اور فرمایا کہ بھائی تین لڑکے اور ایک لڑکی ہو گی۔ وقت گزرتا گیا یکے بعد دیگرے اُس کے تین لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جو بفضلہ تعالےٰ

Marfat.com

موجود ہیں۔

اِس واقعہ کو ایک مولوی صاحب نے سُنا تو کہا کہ پیر کیا خدا ہے۔ نعوذ باللہ لیکن جب بموجب ارشاد لڑکے پیدا ہونے شروع ہوئے تو خود سمیت ایک دو اپنے ہم خیال شخصوں کے ہمراہ کوٹ شریف آئے میں بھی حاضر خدمت تھا۔ شام کے وقت ایک بڈھا حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کیا حضور میرا ایک ہی لڑکا تھا۔ وہ لڑائی پر چلا گیا۔ سال بھر سے کچھ پتہ نہیں۔ حضور کوئی تعویذ عنایت فرمادیں۔ آپ مراقب ہوئے دس منٹ بعد کہ بڈھے تیرا لڑکا پردہ دُنیا پہ تو کہیں نظر نہیں آتا بڈھا بہت رنجیدہ ہوا۔ اور لڑکھڑا کر گر گیا۔ جب اُٹھا تو حضور نے فرمایا۔ بڈھے صبر کر۔

مولوی صاحب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ایک نہ شد دو شد۔ بڈھا تو چلا گیا۔ مولوی صاحب نے بھی صبح دوسرے روز اجازت طلب کی۔ فرمایا کہ ابھی ٹھہرو۔ قریب گیارہ بجے حضور آموں کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ کہ وہی بڈھا ایک چٹھی لیکر حاضر ہوا۔ مولوی صاحب بھی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب کو دو۔ یہ پڑھ کر سُنا دیں گے۔ مولانا نے پڑھنا شروع کیا۔ اِس میں کمانڈنگ آفیسر کی طرف سے لکھا تھا۔ کہ لڑکا تمہارا ایک سال سے لاپتہ ہے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ وہ فیلڈ میں مارا گیا۔ مولانا کے ہوش اُڑ گئے۔ بار بار مہریں خط کی دیکھتے تھے۔ منہ سے بات نہ نکلتی تھی۔ فرمایا اُو مولوی تو میری نسبت کیا خیال رکھتا تھا۔ مولینا نے چٹھی پھینک دی۔ اور قدموں پر گر پڑے۔ بیشک جو سُنا کرتا تھا۔ مگر اب آنکھوں سے دیکھ لیا۔ واقعی اب بھی دُنیا میں خدا کے مقبول بندے موجود ہیں۔ فرمایا کہ اب جاؤ

Marfat.com

اپنے آپ کو صاف کرو۔ عیب جوئی کے بجائے عیب پوشی اختیار کرو۔ مُسلمان بنو۔ بقولِ حدیث شریف کیا تم نے نہیں پڑھا۔ کہ بندہ خاص نورِ فطرت سے پوشیدہ حالات کو مثل واقعہ کے دیکھتا ہے۔ یہ نصیحت یاد رکھو۔ کہ نیکوں کی نسبت بدظنی کا خیال نہ ہو۔ چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

گر خُدا خواہد کہ پردہ کس درد
میکش اندر طعنۂ پاکاں برد

منشی محمد ابراہیم صاحب سے نقل ہے۔ کہ موضع کرول متصل لاہور میں ایک شخص مُسلمان چوری کیا کرتا تھا۔ حضور خواجہ صاحب راعی بلڈنگ میں قیام فرماتے۔ کچھ لوگ اس کو لے کر حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا۔ حضور اس کو مُرید کر لیں۔ فرمایا کہ مُرید کر لوں عرض کیا کہ ہاں فرمایا کہ میرے سامنے کھڑا کر دو جب وہ سامنے کھڑا ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مُرید ہوگا۔ اُس نے عرض کیا کہ ہاں۔ فرمایا کہ اچھا آنکھ بند کر لے پانچ منٹ بعد اُس نے آنکھ کھولی۔ اور مجنونوں کی طرح کپڑے پھاڑتا ہوا بھاگ گیا۔ اب بھی زندہ ہے۔ سڑک کے ایک کنارے پڑا رہتا ہے۔ کسی نے کچھ دے دیا تو کھا لیا۔ ورنہ کسی سے سوال نہیں کرتا شاہ صاحب کے نزدیک ہی موضع کرول ہے۔

سردار نورِ عالم صاحب لاہور سے روایت ہے کہ مہ
سلیم نے کئی خون کئے تھے۔ اُس پر مقدمہ قائم ہو گیا
خدمت میں عرض کیا۔ کہ سلیم پر مواخذہ خسہ وانہ لیا جاوے کوئی پیش نہ ہوئی۔ میں نے حتی الامکان اس کے بچانے کی کوشش کی۔ مگر مشیتِ ایزدی کہ اس کو سزائے موت ہوئی۔ میں خاموش بیٹھ رہا

Marfat.com

چونکہ قرضہ کا بار کافی ہو چکا تھا۔ ادھر میری والدہ نے اپنے حقوق کا مجھ پر دعویٰ دائر کر دیا۔ اور اپنے حصّہ کو قرضہ سے محفوظ کرنا چاہا۔ میں راعی بلڈنگ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور تمام کیفیت بیان کی۔ اور گذشتہ واقعہ کی معافی کا خواستگار ہوا۔ حضور کو میرے حال پر رحم آیا۔ اور شاہزین علی شاہ صاحب سے فرمایا۔ کہ شاہ جی نور عالم مقامہ ہار گیا۔ پھر مجھ سے فرمایا۔ کہ شیخ عبدالعزیز کو وکیل کر لو۔ میں نے شیخ صاحب کو وکیل کر لیا۔ بفضلہ تعالیٰ میری ماں کو ڈگری مل گئی۔ جس سے جائیداد کا کافی حصہ محفوظ رہ گیا۔

میجر فضل علی خاں صاحب کلانور سے روایت ہے۔ کہ ۱۹۱۸ء میں میں ملک ایران جنگ عظیم میں اپنے پرانے رسالہ نمبر ۵ کیولری کے ساتھ شامل تھا۔ وہاں پر فرانس کا ایک چھوٹا سا قلعہ ہے جہاں پر ہم لوگ پناہ گزین تھے۔ رات کو تقریباً آٹھ بجے تار آیا۔ کہ شہر ششتر میں بغاوت ہو گئی۔ جنہوں نے کونسل خانہ پر گولہ باری شروع کر دی ہے۔ فوراً ان کو چھڑایا جاوے۔ شہر ششتر ہماری جائے قیام سے اسّی میل کے فاصلہ پر تھا۔ چنانچہ ہم اسی وقت میجر مکنٹاش کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ میں اُس زمانہ میں سنگل دفعدار تھا۔ اتفاق سے شب کے بارہ بجے میرا گھوڑا ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ جس کو پکڑنے کے لئے میں اُس کے پیچھے چلا۔ حالانکہ فوج سے علیحدہ ہونے کا ہم کو حکم بھی نہ تھا۔ رات اندھیری تھی۔ تنہا آدمی کو وہاں کے لوگ مار ڈالتے تھے۔ اور وردی وغیرہ لوٹ لیتے تھے۔ تمام شب اسی طرح پھرتے پھرتے گزر گئی۔ اہل گاؤں جب مجھ سے پوچھتے کہ تمہارے ساتھی کہاں ہیں تو میں ہاتھ سے اشارہ کر دیتا۔

Marfat.com

کہ پیچھے وُہ آرہے ہیں۔ جب میں پھرتے پھرتے بہت پریشان ہُوا اور جان کا خطرہ علیحدہ قدم قدم پر تھا۔ تو میں نے حضور خواجہ صاحبؒ کا اپنے دل میں تصور کیا۔ جس سے دل کو یک گونہ تقویت اور ڈھارس ہوئی۔ تھوڑی دُور چل کر مجھے ایک شخص ملا۔ جس نے بتایا کہ سامنے سے ایک بڑی چوڑی سڑک شہر ششتر کو جاتی ہے۔ اور تمہارے سب ہمراہی اِس سامنے والے گاؤں میں ہیں۔ میرے ہمراہ چلو۔ میں اُس کے ساتھ گیا۔ وہاں جاکر دیکھتا ہوں کہ نہ کوئی گھوڑا نظر آتا ہے اور نہ کوئی سپاہی کہیں مجھے دھوکا دے کر تو یہاں نہیں لایا گیا ہے۔ مجھے یہ خوف ہو ہی رہا تھا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ داہنی طرف ایک خوب صورت گھوڑے پر خواجہ صاحب سوار ہیں۔ اور ہاتھ میں ننگی تلوار ہے کبھی داہنی طرف نظر آجاتے ہیں اور کبھی بائیں طرف۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میری حفاظت کر رہے ہیں۔ مجھے بہت تسلی ہوئی۔ جب میں گاؤں کے قریب پہنچا تو ایک دم کئی فیر مجھ پر ہوئے۔ میں نے اُسی وقت اپنے گھوڑے کا منہ سڑک کی طرف کر کے دوڑا دیا۔ پھر مجھے کسی بندوق کی آواز نہ آئی۔ اور میں پھر اُسی سڑک پر آگیا۔

الغرض میں پہاڑوں میں چھپتا ہُوا دوسرے روز شام کے پانچ بجے شہر ششتر قلعہ میں جو سکندر اعظم کا بنایا ہُوا تھا۔ لوٹتا ہوا پڑا۔ لوگوں کو میرے پہنچنے سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ [illegible] کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جنہوں نے میرا [illegible] اور بہت پیٹھ ٹھونکی۔ مگر اُن کو کیا معلوم [illegible] خواجہ صاحب [illegible] اثر تھا۔

Marfat.com

غلام نقشبند صاحب صفی بجواڑی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ مجھے ۱۸۸۳ء میں پہلے ہی پہل حضور کی زیارت ہوئی۔ جس وقت خواجہ صاحب عالی جناب شیخ احمد صاحب قادری بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے دستارِ خلافت حاصل کر کے مکان شریف واپس تشریف لائے تھے۔ اور دُور دُور تک جناب کے کمالات و کرامات کا چرچا پھیل چکا تھا۔ مگر میرے خیالات ان دنوں خواجہ صاحب قبلہ کی پیری مریدی اور درویشانہ طریق کے متعلق اچھے نہ تھے۔ پولیس لائن کے پاس ایک عام راستہ تھا۔ اور میرا اخبار سنٹر پنجاب ہوشیار پور کے پریس سے جاری ہو رہا تھا۔ شیخ مہتاب الدین کے ہمراہ میں ہوشیار پور سے اپنے مکان کو آ رہا تھا۔ مارچ کا مہینہ چاشت کا وقت پولیس لائن سے گذرتے ہوئے میں نے ایک قافلہ ہوشیار پور کی طرف آتا دیکھا۔ ایک صاحب گھوڑی پر سوار اور چند درویش ہمراہ تھے۔ کسی کے ہاتھ پنکھا۔ کسی کے ہاتھ میں اگالدان، کسی کی بغل میں جانماز غرضیکہ نصف درجن خدام سے ہمراہ میں نے جناب کو امیرانہ شوکت میں دیکھا۔ جب حضور کی سواری پاس سے گذر چکی۔ تو شیخ مہتاب الدین نے کہا۔ یہ ہیں میاں عبدالخالق صاحب جہاں خیلوالے۔ میں نے بطور طنز کہا۔ کہ یہ فقیر ہیں۔ یہ کوئی اچھے خاصے رئیس ہیں شیخ صاحب موصوف نے کہا میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ آپ میاں عبدالخالق ہیں۔ میں نے اس کے جواب میں کہا جو مجھ جیسے عام انسان سے اُمید ہو سکتی تھی۔ کہ یہ ایسے ہی ڈھنگ کے لوگ ہیں۔ دُنیا کی خوش اعتقادیوں سے فائدہ اُٹھا کر مزے کرتے ہیں۔ فقیری سے انہیں کیا غرض ہے۔ کچھ ماہ گذرے کہ میں اپنا پریس اُٹھا کر

Marfat.com

بجواڑے لے آیا۔ اسی دوران میں کوٹ عبدالخالق میں عرس شروع ہوگیا۔ میں شیخ مہتاب الدین کے اصرار سے کوٹ شریف عرس دیکھنے کے لئے گیا۔ جب ہم وہاں پہنچے ہیں۔ تو وہاں پر عام لوگوں میں کچھ تنازعہ شروع ہوگیا۔ شور سُنکر خواجہ صاحب باہر نکلے اور سب کو ڈرا دھمکا کر ٹھنڈا کر دیا۔ اور ہم سب کے ساتھ بڑی شفقت و مہربانی سے پیش آئے۔ یہاں تک کہ ہم کو اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ اور کسی دوسرے صاحب سے ہماری واقفیت کی۔ اپنے ہمراہ دوپہر کا کھانا کھلایا۔ اس کے بعد بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ جب ظہر کی اذان ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ چلو بھئی نماز پڑھ لیں۔ نماز کے بعد ہم واپس چلے آئے۔ اور آپ کے حسن سلوک اور شریفانہ برتاؤ کا ایک گہرا نقش اپنے دل میں لے آئے۔

حاجی محمد ابراہیم صاحب سیفر یتیم خانہ کوٹ عبدالخالق سے روایت ہے۔ کہ رسالدار محمد یوسف صاحب کا تذکرہ بیان کرتے تھے۔ کہ میں ابتدا میں حاجی وارث علی شاہ صاحب سے خاندان چشتیہ میں بیعت ہوا تھا۔ اول مرتبہ میں حضرت قبلہ خواجہ صاحب کی خدمت میں بغرض حصول فیض حاضر ہوا۔ اور کچھ عرصہ قیام کیا۔

ایک مرتبہ بزرگان دین کا ذکر ہو رہا تھا۔ جس میں حاجی وارث علی شاہ صاحب کا بھی ذکر آیا۔ آپ نے فرمایا کہ محمد یوسف تم بیعت ہو جاؤ۔ عرض کیا کہ میرا دل نہیں چاہتا۔ جب شوق ہوگا تو ضرور [illegible] کا۔

ایک روز آپ کچھ علیل تھے۔ صبح کو مزاج پرسی کے لئے میں اندر گیا اُس روز آپ نے پھر مرید ہونے کا ذکر فرمایا۔ آپ نے ایک توجہ دی جس کو میں بیان نہیں کر سکتا۔ ایک اور توجہ دی۔ جس سے میری حالت بالکل

Marfat.com

بدل گئی۔ اور سلطان الاذکار میرے جسم سے جاری ہو گیا۔ اور بیعت ہونیکے لئے خود بخود میری طبیعت چاہنے لگی۔ اور میں بیعت ہو گیا۔ اُس وقت حضورؒ نے کچھ سمجھایا اور فرمایا۔ کہ ایک ہفتہ تک تم اسی حالت میں رہو گے تم ایک ہفتہ یہاں اور ٹھہرو۔ اِس وقت تمہارے قلب کا برتن صاف ہے لیکن میں خانگی ضروریات سے مجبور رہو کر گھر چلا آیا۔ اور دو ڈھائی سال تک حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ لیکن میری طبیعت پریشان رہتی۔

ایک روز میں دوپہر کو سو رہا تھا۔ کہ خواب میں حضورؒ نے یاد فرمایا اور سوتے ہی کو اُٹھا کر چٹھی رساں نے ایک خط مجھکو دیا۔ میں فوراً ہی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کوٹ عبدالخالق روانہ ہو گیا۔ آپ گھر پر تشریف نہیں رکھتے تھے۔ پتہ معلوم کر کے میں سرہند شریف پہنچا آپ نے دیکھتے ہی فرمایا کہ تم نے ڈھائی سال فضول برباد کر دیئے اب تمہارے دل کی کیا کیفیت ہے میں نے عرض کیا کہ آپ ملاحظہ فرمالیں۔ آپ نے فرمایا کہ تہجد کے وقت میرے پاس آؤ۔ میں حسب الحکم تہجد کے وقت حاضر ہوا۔ تو آپ نے سلسلہ قادریہ میں بیعت فرمایا آپ نے اُس وقت خدا کے حضور میں بہت گریہ وزاری کی۔ اور میرے تلافی گناہ کے لئے دعا فرماتے رہے۔ اِس کے بعد گاہے گاہے حاضر خدمت ہوتا رہا۔

ایک روز میں اپنے پیر بھائی غلام احمد عرف آفتاب احمد سے لطائف کا ذکر کر رہا تھا۔ جب برادر موصوف کے ذکر سنے تو خیال آیا کہ میں نے کچھ حاصل نہ کیا۔

حضورؒ روزانہ عصر کی نماز کے بعد باہر تشریف لے جایا کرتے تھے ایک روز مجھے بھی ہمراہ لے گئے۔ واپسی پر پھر مجھے خیال آیا۔ کہ افسوس

Marfat.com

مجھ کو کچھ حاصل نہ ہوا۔ حضور نے آواز دی اور فرمایا کہ محمد یوسف میرے ساتھ ساتھ چلو۔ اور خیال کو درست کرو۔ جب بفضلہٖ خدا سلطان الاذکار جاری ہے۔ تو اس کا ہی خیال رکھو۔ یہی سب کچھ ہے۔

ایک روز میں نوافل پڑھ رہا تھا۔ خیالات منتشر تھے۔ حضور نے فرمایا کہ کدھر خیال ہے لعب ختم نفل آپ نے فرمایا کہ زیادہ نفل نہ پڑھا کرو۔ مراقبہ میں زیادہ بیٹھا کرو۔

صفی نقشبند سے روایت ہے کہ سنہ ۱۹۲۸ء میں میرا لڑکا خورشید عالم بہت سخت بیمار ہوا۔ بیماری روز بروز خطرناک ہوتی چلی گئی۔ ایک روز حضور خواجہ صاحب نے بمعرفت حافظ یٰسین صاحب جو کنبہ میں میرے بھائی ہوتے ہیں کہلا بھیجا کہ لڑکے کے صدقہ میں ضرور کچھ دو۔ میں نے ایک بکری یتیم خانہ میں بھجوا دی۔ تین روز کے بعد میں خود حاضر حضور ہوا۔ جناب نے لڑکے کا احوال دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ بیماری دن بدن ترقی جاتی ہے۔ اور اب تو وہ بول بھی نہیں سکتا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ دو ہتھی میں آگ لگی ہوئی ہے جس کو بمشکل میں نے ٹھنڈا کر دیا۔ بدیں وجہ مجھ کامل یقین ہے کہ انشاء اللہ لڑکے کو ضرور شفا رہے گی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے کہ چیلیں فضا میں منڈلا رہی ہیں۔ ان میں سے دو چیل زمین پر اتریں [illegible] کو پنجوں میں دبا کر اوپر چڑھ گئیں۔ اسی اثناء میں حضرت [illegible] سالم شمس الکونین خواجہ صاحب تشریف لے آئے اور ان چیلوں کو جو زمین پر بیٹھی ہوئی تھیں پکڑ لیا۔ اوپر والی چیلیں پکارنے لگیں کہ ان کو چھوڑ دو۔ یہ تو ہمارے بچے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم ہمارے بچہ کو چھوڑ دو۔ انہوں نے

Marfat.com

کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم بھی نہیں چھوڑتے یہ کہہ کر پکڑی ہوئی چیلوں کا گلا زور سے دبانے لگے۔ آخیر انہوں نے اُتر کر خورشید عالم کو زمین پر رکھ دیا۔ آپ نے اُن کو بھی پکڑ لیا آپ کے ساتھ نعمت علی مست معلوم ہوتے تھے۔ اتنی دیر میں میری آنکھ کھل گئی۔ اور فرمایا کہ ایک موٹا تازہ بکرا سیاہ اور اس کے ساتھ تیل ماش، نمک ہلدی کپڑا سب چیزیں دینی ضرور ہیں۔ میں نے گھر آکر حسب الحکم سب چیزیں دے ڈالیں۔ لیکن لڑکا زیادہ ہی بیمار ہوتا چلا گیا۔ میں نے تمام حالات کا ایک عریضہ خدمت ارسال کیا۔ جواب ارشاد ہوا کہ ہم خود بعجز و انکساری دعا کر رہے ہیں۔ تم صدقہ برابر دیتے رہو چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی صدقہ دینے کے لئے حکم ہے۔ اور کھرنی والی خانقاہ پر جاکر حضرت مولینا محمد سعید صاحبؒ سے دعا کراؤ۔ اور ایک شخص ہوشیار پور میں آیا ہوا ہے گورا رنگ، ڈاڑھی مونچھ صاف اُس سے بھی دعا کراؤ۔ اور لاہور میں ایک شخص پتلا دبلا برہنہ پھرتا ہے۔ اس کو تلاش کر کے دعا کراؤ۔ اور اللہ پر توکل رکھو۔ میں نے سب حکموں کی تعمیل کی۔ اس کے بعد لڑکے کی کچھ حالت بہتر نظر آنے لگی۔ پھر ایک روز لڑکے کی حالت خراب ہو گئی۔ اتفاق سے دوسرے روز ڈاکٹر نظام الدین صاحب ہومیو پیتھک لاہور سے آگئے۔ انہوں نے لڑکے کو بغور دیکھ کر کہا۔ کہ میں دوا دیتا ہوں بخار تو انشاء اللہ رات کو بارہ بجے تک اُتر جائے گا۔

لہٰذا وہ تین روز کے لئے دوا دے کر چلے گئے بخار تو اُسی روز اُتر گیا۔ اور آہستہ آہستہ صحت ہوتی چلی گئی۔ اب بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہے۔

خلیفہ صوفی بدرالدین صاحب سے نقل ہے کہ موضع دھاندراں متصل لدھیانہ میں حضور تشریف فرما تھے۔ ایک روز بعد نماز تہجد حضور جنگل کو

Marfat.com

تشریف لے گئے۔ میں پانی کا لوٹا لیکر ہمراہ ہو گیا۔ راستہ ہی میں میں نے حضور سے دو التجا کیں۔ کہ حضور میری والدہ صاحبہ ضعیف العمر ہیں۔ اور میری یہ عین خواہش ہے۔ کہ والدہ صاحبہ کی موت کے وقت میں حاضر ہوں۔ اور ان کی خدمت کروں۔ آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ۔

دوسری التجا یہ ہے کہ میرا سلوک حضور کے سلسلہ سے پورا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا۔ ان باتوں کے چار سال بعد حضور نے بموقع عرس شریف مجھے ارشاد فرمایا کہ بدرالدین تم گھر جاؤ۔ راستہ میں کسی جگہ مت ٹھہرنا۔ میرے گھر پہنچنے کے ایک ہفتہ بعد والدہ نے انتقال فرمایا۔ خواب میں حضور تشریف لائے۔ اور مجھے صبر کی تلقین فرمائی۔ چار ماہ بعد خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ تم اپنی والدہ کی زندگی میں گھر پہنچ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کہ خیر جو وعدہ تم سے کیا تھا۔ وہ اللہ پاک نے پورا کرا دیا۔

دیگر:۔ جب چوتھے حج سے واپس ہو کر حاضر حضور ہوا۔ تو فرمایا کہ سونی بتاؤ کہ اس حج میں کتنے اولیاء اللہ آئے تھے۔ عرض کیا کہ اللہ جانے یا حضور کو علم ہے۔ فرمایا کہ بازار میں فلاں جگہ جو چھوٹے سے قد اور خوبصورت سے تھے۔ اور مصافحہ کیا تھا۔ وہ شام کے تھے۔ اور فلاں جگہ ایک دراز قد چھوٹی ریش والے تھے۔ وہ مصر کے تھے۔ فلاں جگہ بخارا والے تھے۔

انسپکٹر سید احمد صاحب سے نقل ہے کہ ایک روز حضور خواجہ صاحب سے میں نے دریافت کیا کہ حضور مجذوب کی کیا پہچان ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اول تو ان لوگوں کے پاس ہی نہیں جانا چاہیئے۔

Marfat.com

کیونکہ وُہ اپنی حالت اور اپنے خیال میں محو رہتے ہیں۔ اور دُنیا دار اِن کے سلسلۂ خیال میں رُکاوٹ ڈالتے ہیں۔ اِس لئے لوگوں کا آنا جانا ان کو ناگوار معلوم ہوتا ہے اور اگر جانا ضرور ہے تو خالی ہاتھ نہ جائے فقیر کے پاس خالی ہاتھ جانا خالی رہنے کی نشانی ہے۔ پھر فرمایا کہ وُہ مجذوب جو اہلِ خدمت ہیں۔ ان سے دُنیاوی فائدہ ہو سکتا ہے۔ اِس کے انتظامی علاقہ میں اگر کوئی کام خراب ہو تو اس کے خیال اور دُعا سے دُرست ہو سکتا ہے لیکن باطنی امور میں یہ مدد نہیں کر سکتے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور لنگوٹی بند تو بہت ہیں۔ مگر یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں شخص اہلِ باطن و اہلِ کشف ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اگر کسی مجذوب کے پیچھے درود شریف پڑھی جاوے۔ اگر وُہ اہلِ دل ہے تو ضرور اپنی پشت پھیرے گا۔ یہ بات معلوم کرنے کے بعد میں لاہور واپس آیا۔ اُس وقت میں نمک منڈی میں میاں کریم بخش صاحب ٹھیکیدار کی مسجد میں رہتا تھا۔ ایک لڑکے نے آکر مجھ سے بیان کیا کہ مسجد میں آج ایک فقیر آیا ہے اور عجیب عجیب باتیں کرتا ہے۔ میں نے جاکر پسِ پشت اُس فقیر کے دُرود شریف پڑھا۔ اِس شخص نے فوراً اپنی پشت پھیر لی۔ اور کہا کہ شاہ جی یہ بات تو اچھی نہیں۔

ایک سید صاحب سفید ریش بادشاہی مسجد لاہور کے جنوبی دروازے کے قریب باہر برگد کے درخت کے نیچے بیٹھے رہا کرتے تھے۔ جب کھانے بیٹھتے تو ایک دو کتے کو ضرور ساتھ ملا لیا کرتے۔ وہ تین پیالے دودھ بھر کر اس میں ڈبل روٹی بھگو کر کھایا کرتے تھے۔ بڑے صاحبِ جلال تھے۔ اِن سے ڈر بھی لگتا تھا۔ کیونکہ گالیاں اور تیرے ہر وقت اِن کے منہ سے

Marfat.com

جاری رہتے تھے۔ اِس لئے یہ تو ہمت ہوئی نہیں کہ جس درخت کے نیچے آپ بیٹھے ہیں۔ اُسی کے پیچھے میں بھی کھڑا ہو جاؤں۔ لہٰذا ذرا اُن سے فاصلہ پر ایک اور بڑ کا درخت تھا۔ کہ وہاں بیٹھنے کا میں نے اِرادہ کیا ہی تھا۔ کہ اُس مجذوب نے للکار کر کہا۔ کہ کھڑا رہ تیرے سید کی ایسی تیسی۔ یہ سُنکر جو میں بھاگا ہوں۔ تو بس ہیرا منڈی میں جا کر دم لیا۔ اِس کے بعد میں نے کسی مجذوب کی آزمائش کر نیکے لئے توبہ کر لی۔

حکیم مقبول احمد صاحب بنت کے قدیم باشندے تھے۔ اور عالم جوانی میں آپ سے بیعت ہوئے تھے۔ آپ کا قیام زیادہ تر اپنے بہنوئی کے یہاں ضلع منٹگمری میں رہتا تھا۔ بیعت کے بعد طبیعت میں کچھ جذب پیدا ہو گیا تھا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے بہنوئی کے یہاں دوپہر کیوقت باہر کمرے میں لیٹے ہوئے تھے۔ کہ ایک نوجوان خوبصورت چھاڑو دیتی ہوئی آئی اور آپ سے بھی کہا۔ کہ چھاڑو دیدو۔ آپ نے انکار کر دیا۔ پھر اُس نے کہا ذرا سا پانی ہی پلا دو۔ آپ نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ وہ یہ سُنکر چلی گئی۔ چونکہ آپ دینی و دُنیاوی خیالات سے آپ اُس تنہائی میں بات کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ لیکن جب وہ تھوڑی دُور چلی گئی تو خیال آیا۔ کہ لاؤ اِس غریب کو پانی تو پلا ہی دو۔ لہٰذا اس کو آواز دی [illegible] ی کر حکیم صاحب کی چارپائی پر بیٹھ گئی۔ اور اد[illegible] ں اور تمسخر کرنے لگی۔ جب آپ کے خیالات تنزل ہونے لگے تو ایک جانب سے حضرت خواجہ صاحب کی شبیہ مبارک نظر آئی۔ لہٰذا آپ شرمندہ ہو کر ایک گوشہ میں کھڑے ہو گئے۔ پھر غور کر کے دیکھتے ہیں تو [illegible]

Marfat.com

کوئی بھی نہ تھا۔ اِس واقعہ سے آپ کا کمالِ عقیدت اور بڑھا اور آئندہ ہمیشہ محتاط رہے۔ پھر کوٹ ٹنرلیف چلے گئے۔

مولوی عبدالکریم صاحب مصنف ارشادِ خالقیہ فرماتے ہیں کہ پیر تین قسم کے ہوتے ہیں۔ پیرِ ارادت یعنی وہ پیر جس کے ہاتھ پر صرف بیعت ہو جائے دوسرے پیرِ تعلیم وہ جس سے تعلیم و تلقین حاصل کی جاوے۔ تیسرے پیر خلافت وہ جو لوگوں کو مرید کرنے کی اجازت دے۔ اور دستارِ خلافت خود یا نائب سے تینوں قسم کے پیروں کا احترام کرنا چاہیئے۔

حضرت خواجہ شمس الکونین علیہ الرحمۃ فرمایا ہے۔ جو شخص کسی پیر کی خدمت میں تھوڑے دن رہا۔ پھر دوسرے پیر کے یہاں خلافت لینے کی غرض سے گیا۔ اور اس پیر نے باوجود ناقص پانے کے خلافت دے دی۔ تو اُسکو پیر خلافت نہ سمجھنا چاہیئے۔ اور ایسے طالب کو بھی قابلِ بیعت نہ سمجھنا چاہیئے۔ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ پیرِ تعلیم کو خواہ رسیدہ اور واصل الی اللہ تصور کرکے اسکے نام پر شجرہ جاری کیا جائے گا۔

حضرت خواجہ شمس الکونین کے صدہا خلفاء و صاحب اجازت اصحاب ہیں جن میں سے اکثر لوگوں کو سندات عطا فرمائیں۔ اکثر اصحاب کو دستارِ خلافت عطا فرمائی۔ اور بعض کو صرف اجازت بیعت لہٰذا ترتیب وار فہرست خلفاء درج ہے۔

اِس کے تین طبقہ ہیں۔ اوّل طبقہ میں سند یافتہ و دستارِ خلافت یافتہ دوسرے میں اجازت خالقیہ و دستارِ خلافت اور تیسرے میں صرف اجازت یافتہ اِس کے بعد مختصر حالات اکابرین خلفاء کے بیان کئے گئے ہیں۔ جو [illegible] دوسرے موقعہ پر شائع ہوا۔ سید دین علی شاہ

Marfat.com

صاحب سے منقول ہے۔ کہ ۱۸ ستمبر ۱۹۰۷ء کو بوقت اشراق حضور نے فرمایا کہ مولوی عبدالکریم و سید میر احمد شاہ صاحب میرے مریدوں میں بمنزلہ چاند کے ہیں۔ باقی سب ستارے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ بغداد شریف میں میرے ایک پیر بھائی رہتے تھے جب میں کربلا جانے لگا تو انہوں نے فرمایا کہ کربلا معلیٰ میں کسی کی دعوت قبول نہ کرنا۔ میں کربلا معلےٰ چھ ماہ مقیم رہا۔ ایک بزرگ سفید ریش روزانہ میرے پاس آکر میری نہایت خدمت کرتا رہا۔ آخیر ایک روز اس نے مجھ سے دعوت کے لئے اصرار کیا۔ مجھے اپنے پیر بھائی کی ہدایت مطلق یاد نہ رہی اور اس کے اصرار سے مجبور ہو کر دعوت کھانے کے لئے چلا گیا۔ جب اس کے مکان پر پہنچا۔ تو وہ مجھے اپنے ساتھ لئے ہوئے اندر داخل ہوا اور مکان کے دروازے بند کرتا چلا گیا۔ جب اندر پہنچے تو وہ کوئی چیز لینے کے لئے پھر باہر گیا اور اسی طرح باہر سے دروازے بند کرتا چلا گیا۔ میں تنہا مکان میں تھا اور وہاں اسکی ایک حسین و جمیل دوشیزہ دختر معہ ایک کنیز کے موجود تھی۔ لڑکی نے مجھے دیکھ کر ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ تم کیسے خوبصورت جوان ہو لیکن افسوس کہ اب تم کو میرا باپ قتل کر دے گا کیونکہ اس کا یہی دستور ہے۔ کہ لوگوں کو دھوکا دیکر لاتا ہے اور قتل کر دیتا ہے میں نے کہا کہ کوئی مشکل [illegible] کی بھی ہے۔ اس [illegible] جواب [illegible] رکھتے ہو تو چھت پر سے دوسری طرف کود کر [illegible] راستہ بتایا۔ اور مجھ سے [illegible] جب چھت پر [illegible] پہنچے [illegible] کاش ان اب تک [illegible]

قیام پر آ گیا۔ لیکن بعد میں جب وہ سفید ریش اپنے گھر پہنچا تو وہاں مجھے نہ پا کر لڑکی اور کنیز پر نہایت خشمگیں ہوا۔ آخر کنیز نے خوف کھا کر تمام قصہ کہ سنایا۔ لہٰذا اس ظالم نے اپنی دختر کو مارنا شروع کیا۔ اور چھت پر سے اٹھا کر نیچے پھینک دیا۔ جہاں اس کے سخت چوٹ آئی۔ لیکن وہ وہاں سے بھاگ کر میرے پتہ پر آ پہنچی۔ اور تمام کیفیت من وعن بیان کر دی میں نے اس کا علاج کرایا۔ اور وہ کچھ عرصہ بعد تندرست ہو گئی۔ میرے پیر بھائی نے مجھے نکاح کے لئے آمادہ کر کے اس سے نکاح کرا دیا۔ وہ عورت نہایت حسین وجمیل عقیل وفہیم اور خوش اطوار تھی۔ اس کے بطن سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا۔ لیکن مشیت ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ کہ وہ معہ لڑکے کے عالم بقاء کو سدھار گئی۔

اس کے انتقال کے بعد میرا وہاں سے دل برداشتہ ہو گیا۔ اور فوراً ہندوستان چلا آیا۔ ورنہ وہاں سے میرے آنے کا قطعی ارادہ نہ تھا۔

سائیں مولا بخش درویش خالقی روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا کہ آج کل پنجاب کا گورنر جہانگیر کے مقبرہ پر رہتا ہے اتفاق سے اسی زمانہ میں میرا لاہور جانا ہوا۔ تو میں جہانگیر کے مقبرے پر گیا۔ تو ایک فقیر کو بیٹھے ہوئے پایا۔ میں سامنے آنکھیں بند کر کے کھڑا ہو گیا۔ اور حضور مرشدنا کا تصور کیا۔ وہ فقیر بہت ناراض ہوا۔ اور مجھ سے کہنے لگا۔ کہ تو یہاں کیوں کھڑا ہے۔ چلا جا۔ میں نے کہا میں تیرا کیا لیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ جا انہیں کے پاس چلا جا۔ میں نے کہا کہ وہ تو مارتے رہتے ہیں۔ پھر میں نے اس سے دو سوال کئے۔ کہ میں بیمار ہوں دوسرا سوال سڑک کا تھا۔ جو نادر علی شاہ کی خانقاہ کے متعلق تھی۔ اس

Marfat.com

کے بعد میں نے مقبرہ دیکھنا چاہا تو کہا کہ کل آنا۔ میں نے مناسب نہ جانا۔ اور رخصت ہو کر چلا آیا۔ دوسرے روز گیا۔ تو سرکاری نوٹس کا خیال نہ کیا۔ اور سائیکل سمیت اندر چلا گیا۔ اسی چبوترہ پر دیکھا کہ پانچ سات آدمی ہاتھوں میں گلدستے لئے بیٹھے ہیں۔ خود مجاور نے اٹھ کر میری سائیکل تھام لی۔ ان لوگوں نے سائیکل میں گلدستے لگا دیئے۔ میں نے کہا کہ اندر سائیکل لانے کی اجازت نہیں ہے مجاور نے کہا کہ آپ کے واسطے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ پھر انہوں نے باعزت مجھ کو رخصت کیا۔ میں نے یہ تمام واقعہ حضور کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ سن کر مسکرا دیئے۔

صوفی غلام احمد صاحب سیکرٹری انجمن خالقیہ سے منقول ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ شمس الدین علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بہت سے درویش اور دیگر لوگ موجود تھے۔ حضرت مذکور علیہ الرحمۃ کا ذکر ہو رہا تھا آپ نے فرمایا کہ جب لوہا بھٹی میں تپایا جاتا ہے تو اس پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب لوہے اور آگ میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ بلکہ دونوں ہم کیفیت ہو جاتے ہیں۔ پس اس کیفیت میں لوہا آگ ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔ پس بعینہٖ جب درویش اس منزل میں پہنچ جاتا ہے تو انا الحق وغیرہ پکار اٹھتا ہے۔ پھر جب وہ لوہا آگ میں سے نکال لیا جاتا ہے۔ تو رفتہ رفتہ سرد ہو کر اپنی اصلی رنگت پر آجاتا ہے [illegible]

اب وہ لوہا نہیں رہتا جو آگ میں جانے سے پہلے [illegible] کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ اور [illegible] خاصیت ہے۔ اور کیا کچھ قدرت رکھتی ہے [illegible] بعد اعتراف کرتا ہے۔ کہ واقعی جو حق پہچاننے کا ہے میں نہ جان سکا۔

Marfat.com

اسی طرح سے انسان فنا فی اللہ کی حالت میں سُبحانی ما اعظم شانی وَاَنَا الحق کہتا ہے۔ لیکن بقا باللہ کے مقام پر ما عرفناک حق معرفتک کہتا ہے اسی تمثیل سے حضور نے واضح فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا ما عرفناک حق معرفتک اسی بات کی دلیل نہیں کہ آپ نعوذ باللہ انا الحق وغیرہ کہنے والے بزرگوں سے مرتبہ میں کم تھے۔ یا وہ بزرگ متکبرانہ یا خلاف شریعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تھے بلکہ یہ ہے کہ وہ لوگ حالتِ جذب میں پکار رہے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ صحو میں اور بقا باللہ کی حالت میں جو اول الذکر حالت سے ہر حالت میں افضل و اکرم ہے فرمایا۔ بقول حضرت شاہ نیاز بریلوی رح

فہمندہ ہر دو بیشے کہ دعوئی معرفت کند از معنی ناگفتہ خالی باشد محض مدعی و کذابست
اے برادر ہر کہ را معرفت بیشتر عجز و نیاز بیشتر نشیند کہ آں سرور را بنیاز تمام کمال و جمال کہ ہیچ ملک مقرب و نبی مرسل را نبود و بعد از ذالک عجز و نیاز۔

ما عبدناک حق عبادتک وما عرفناک حق معرفتک

اے بے ہیچ کس را بکمال کنہ ایزد بے چوں راہ و نہ ہیچ یکے از حقیقت وے آگاہ نہ ہر کہ شناخت مجمل شناخت نہ مفصل حال من خود شناسی خدا شناسی است بقول من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ؎

گر بادہ و جام را بہم پیوستی ؎ اے دل بایقیں کہ اندریں ہا دستی
جام است شریعت و حقیقت بادہ ؎ گر جام شکستے بہ یقیں بدمستی

ہوشیار پور کے نزدیک بسی میں ایک سجادہ نشین رہتے تھے۔ ایک مرتبہ عرس کے موقعہ پر حضور مرشدنا رح کو بھی مخصوص طریقہ پر بلایا۔ اور امتحاناً کہا یہ صحیح ہے کہ نقشبندیوں کے سامنے ستار وغیرہ نہیں بجتا۔

Marfat.com

ان سب لوگوں نے قوالوں کو سمجھا دیا تھا کہ ہم منع بھی کریں لیکن تم ستار بجانے میں مصروف ہو جانا۔

حضور تشریف لے گئے۔ ان لوگوں نے ستار وغیرہ بجانے شروع کئے حضور نے سجادہ نشین سے فرمایا کہ بھائی اگرچہ میں سلسلہ چشتیہ ہی سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور سنی بھی کہتا ہوں لیکن میں اشتہاری بات کی گدی پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اور اسی طریقہ کو اختیار کر رکھا ہے۔ اس لئے اس سلسلہ سے معاف رکھا جاوے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں تو ان کو منع بھی کیا لیکن وہ مانتے ہی نہیں۔ ان لوگوں نے شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ میرا امتحان کرنا چاہتے ہو۔ خیر۔

آپ یہ فرما کر مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ میں نے اس وقت حضرت خواجہ معصوم سنبھل کا دھیان باندھ لیا۔ ایک منٹ بھی نہ گزرا تھا کہ سب سارنگی طبلے ستار وغیرہ ٹوٹ پھوٹ کر برابر ہو گئے۔ اور بجانے والوں پر بدحواسی سی طاری ہو گئی۔ فرمایا کہ میں نے پھر منع کر دیا تھا اس کے بعد پھر آپ وہاں کبھی نہیں گئے۔

صفی صاحب سے نقل ہے کہ [illegible] کی خدمت بابرکت میں [illegible] متوجہ ہو کر تلقین [illegible] بھی دستور تھا کہ [illegible] کوئی رکاوٹ یا رجعت [illegible] وسعت کا اظہار فرماتے [illegible] اتفاقاً ایک دفعہ [illegible]

Marfat.com

پر تشریف لے گئے۔ شیخ مذکور کا مکان عالی شان دو منزلہ تھا آپ نے اول منزل کے ایک کمرے میں استراحت فرمائی۔ خلیفہ دین علی شاہ و خلیفہ میر احمد علی شاہ صاحبان بھی مقرب خدمت تھے۔ خاکسار ایکپور سے آرہا تھا۔ آپ کے آمد و قیام کی خبر پاکر خدمت میں حاضر ہوا۔ بموجب معمول مذکورہ بالا بعد نماز صبح ہم سب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ صاحب موصوف موجود نہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یکیں بھی عجب غافل ہے ایسے وقت بھی غفلت کرتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد شیخ صاحب بھی حاضر خدمت ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ افسوس تمہارے حصول بیعت پر کہ تقلید بیعت چھوڑ کر دیگر اہل دُنیا و وسواس نفسانی کے ساتھ مصروف خیال ہو۔ اور بیجا مصارف و اخراجات کے خود گرفتار ہوئے ہو۔ مساکین و یتامیٰ کی امداد و خدمت کا مطلق بھی خیال نہ ہوا۔ جو ذریعۂ نجات تو ہوتا۔ خلاف منشاء خدا و رسول تمام روپیہ برباد کیا۔ ماسوا اس کے یہ خیال بھی نہ کیا ہمارا پیر زیریں حصہ میں مہمان ہے۔ اور میں بالاخانہ پر آسائش طلب افسوس بہ نسبت یاران صحبت اصل منکوحہ کا خیال تک بھی نہیں۔ اگر تم دُنیا و آخرت میں فلاح چاہتے ہو۔ تو اپنا ربط و ضبط و تصرفات ماواجب اپنی بیوی کے ساتھ ہی رکھو۔ کیونکہ عاقبت میں نکاح اور ایمان یہی دونوں ساتھ ہوں گے۔ اور نجات کا باعث ہوں گے اور اگر اس کے خلاف عمل کیا۔ تو بجائے شاد و آباد رہنے کے محض برباد اور نشانۂ ملامت بن جاؤ گے۔

دوسرے روز آپ کوٹ تشریف لے آئے دو روز بعد شیخ صاحب بھی حاضر خدمت ہوئے۔ اور بتوسل میر احمد شاہ صاحب عارض مدعا

Marfat.com

ہوئے۔ میر صاحب نے صوفی نے فرمایا۔ کہ اپنی اصل کیفیت کا اظہار کرکے طالب دُعا ہو جاؤ۔ اِس پر میر صاحب کو ساتھ لے جاکر عرض کیا۔ کہ اِس وقت امرتسر کا روحانی مالک کون ہے۔ مگر آپ نے توجہ نفرمائی۔ میر احمد شاہ صاحب نے مسکرا کر عرض کیا۔ کہ شیخ صاحب حضور سے اپنے لئے دُعا کے خواستگار ہیں۔ پھر شیخ صاحب نے بھی عرض کیا کہ حضور امرتسر میں جو مجذوب متعین ہیں۔ اِس سے ملنے کا آپ حضور فرما دیں۔ تو میں اُن کے پاس جاؤں۔ حضور نے میر صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھ سے بالا ہی بالا وہ اس کو کیا دے گا۔ جس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی اِس کی طرف نظر غضب ہے۔ اگر اُس عادت کو یہ ترک کر دے۔ تو اچھا ہے ورنہ اس کو اپنی فلاح و بہبودی کی اُمید رکھنا لاحاصل ہے۔ اچھا ہفتہ مجذوب خود ہی اِس کے گھر کے پاس چلا جائے۔

کچھ دنوں بعد آپ شیخ محمد حسین صاحب کے مکان پر فروکش ہوئے۔ قریب کی مسجد میں آپ نماز باجماعت ادا فرماتے تھے۔ ایک روز صبح کی نماز کے بعد آپ معہ حاضرین بیٹھے ہوئے تھے کہ مست عبداللہ کشمیری ہاتھ میں اکنارہ لئے ہوئے اپنے بڑے [illegible] حاضر خدمت ہوئے اور [illegible] شیخ [illegible] کی باتیں کرنے لگے۔ حضور کبھی اِس کی طرف توجہ [illegible] اسی دوران میں ایک شخص نے کہا کہ یہ مست ایک دفعہ شیخ محمد حسین کے مکان پر [illegible] شیخ صاحب یہ ہوٹل ہم کو دے دو۔ شیخ نے ان کو دے دیئے۔ پھر دوبارہ انہوں

Marfat.com

نے یہی کہا۔ لیکن پھر شیخ صاحب نے اِن کو جھڑکا۔ کہ چلے جاؤ۔ یہ واپس چلے آئے۔ پھر کئی روز کے بعد گئے۔ اور وہی سوال ہوٹل کا بڑی سنجیدگی سے کیا۔ شیخ صاحب نے اس پر بھی اپنی خفگی ظاہر کی مست صاحب نے کہا کہ اچھا میاں تمہاری مرضی۔ یہ سُن کر حضور مرشدنا علیہ الرحمتہ مسکرائے اور فرمایا۔ کہ یہ تو حکم کا بندہ تھا اُنہوں نے کیوں اس کو ناراض کیا۔

جمیل گوپاموی سے نقل ہے۔ کہ سنہ ۱۹۱۹ء زمانہ جنگ عظیم میں اکثر مجذوبین کا اجتماع کوٹ شریف میں رہا کرتا تھا۔ ایک روز ایک مجذوب عجیب شکل و صورت کا آیا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ ملک چین سے آیا ہے اور یہ اپنے ملک میں جنگ ہونا نہیں چاہتا۔

میرے ماموں حافظ علی صاحب گوپاموی سے آئے ہوئے تھے۔ حضور سے باتوں باتوں میں اہل خدمت ہر دو کا نام دریافت کیا۔ حضور نے صرف غفور نام بتایا۔ جب ماموں صاحب واپس مکان گئے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ مجذوب صاحب کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ ایک پنجابی بزرگ جو گھنی کے نام سے مشہور ہیں۔ طوائفوں کے محلہ میں پڑے رہتے ہیں۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ عدم پتہ ہیں۔ حضور کی خدمت میں عریضہ لکھا جواب آیا کہ وہ خود تم سے ملیں گے۔ لہٰذا کچھ روز بعد وہ خود گوپاموی وارد ہوئے۔ اور ایک مسجد میں بیٹھ گئے مجھے اطلاع ملی میں ان کو لینے کے لئے گیا۔ وہ میرے ہمراہ مکان پر آگئے۔ اور مجھ کو منشی کے لقب سے یاد کیا۔ میں نے کہا کیا میں منشی ہوں تو فرمایا کہ بابا کا منشی ہے۔

Marfat.com

الغرض وہ اکثر تشریف لاتے۔ اور میرے ہی مکان پر قیام پذیر ہوتے۔ اکثر مقدمات اور معاملات میں مجھے اُن سے امداد ملتی رہی۔ دو سال بعد ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ میرے عزیز سید محمد سعید کے مکان پر وُہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ سردی کا موسم تھا۔ آپ آگ کے قریب ہو گئے۔ اور کپڑوں میں آگ لگ گئی۔ اور درجہ شہادت حاصل ہوا۔ آپ کا مزار قصبہ گوپا مئو میں ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ قصبہ کلانور میں تشریف فرما تھے۔ کہ رہٹک سے ایک صاحب سید احمد حسن اپنے خسر جمال اللہ شاہ محلہ قلعہ رہٹک کو ہمراہ لے کر حاضر خدمت ہوئے۔ جن کی کچھ دنوں سے مجذوبانہ حالت ہو گئی تھی۔ آپ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا۔ کہ آپ اِن کے لئے دُعا فرمادیں۔ کہ ان کی حالت سابق بدستور ٹھیک ہو جائے۔ آپ نے جمال اللہ شاہ کو پلنگ پر اپنے پاس بٹھالیا۔ اُن سے معانقہ و مصافحہ کیا۔ اور غور سے دیکھ کر فرمایا۔ کہ اب ان کو کیوں پریشان کرتے ہو۔ یہ تو اب مقبول بارگاہ ہو چکے ہیں۔ اور شرعی قانون سے بھی اللہ تعالےٰ نے ان کو مستثنیٰ کر دیا ہے اب تو تم لوگ ان کی خدمت کا شرف حاصل کرو۔

چونکہ عنقریب اب ان کو درجہ شہادت [illegible]
دُعا کرو۔ کہ خدا ہمیں بھی ایسا ہی کر دے۔

آپ کے فرمانے کے چوتھے روز سنا گیا۔ کہ جمال اللہ مذکور رہٹک اسٹیشن پر ریل گاڑی سے کٹ کر شہید ہو گئے۔ حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ کی خدمت میں جب یہ واقعہ عرض کیا گیا۔ تو آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ ہاں اُن کی پیشانی پر شہادت ہے، عیاں اور صاف ظاہر تھی۔
سائیں مولا بخش درویش حافظ سے روایت ہے کہ حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ مقام لاہور سید وزیر شاہ کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ وہاں سے کچھ ناراض ہو کر شاہ محمد غوث کے مزار پر تشریف لے گئے۔ وہاں پر آپ نے صبح ہی نعمت علی کو کھانا پکوانے کے لئے بھیجا۔ مولی بخش سید دین علی شاہ صاحب ختم پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ حضور کو کچھ غنودگی سی ہو گئی۔ اتنی دیر میں ایک مجذوب آیا اور دریافت کیا کہ حضور کب بیدار ہوں گے۔ مولی بخش نے کہا کہ حضور کو کون جگا سکتا ہے۔ نہ معلوم آپ کب بیدار ہوں۔ بیٹھ جاؤ۔ وہ باہر چلا گیا اور تھوڑی دیر میں ایک زرد پوش اور ایک تیسرا آدمی تینوں مل کر آئے۔ زرد پوش آگے بڑھا۔ اور تین مرتبہ کہا یا غریب نواز یا غریب نواز یا غریب نواز۔ سید دین علی شاہ نے ناراض ہو کر باہر نکل جانے کا اشارہ کیا۔ وہ چند ہی قدم باہر گئے ہونگے کہ حضور بیدار ہو گئے۔ اور فرمایا کیا ہے۔ ماجرا عرض کیا گیا۔ آپ نے اُن کو بلوانے کے لئے حکم دیا۔ پھر فرمایا کہ اب وہ نہیں ملیں گے۔ میں دوڑا ہوا باہر گیا اور دور دور تک چاروں طرف دیکھا لیکن اُن کا کہیں نام نشان تک نظر نہ آیا۔ آپ نے فرمایا خیر میں اُن سے جواب طلب کروں گا۔ اس کے چند روز بعد حضور علاقہ بار کی طرف روانہ ہوئے اور سید دین علی شاہ سے فرمایا کہ تو بہت بد اخلاق ہے۔ اُس روز ابدال آیا تھا۔ اور تو نے اُسے بھگا دیا۔ تجھ کو اپنے سید ہونے کا غرور ہے سید دین علی شاہ نے عرض کیا کہ حضور مجھے سید ہونے کا گھمنڈ نہیں ہے۔ مجھے

Marfat.com

تو شمس الکونین کی غلامی کا گھمنڈ ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اُن کا کیا حشر ہوا فرمایا کہ پانچ روز کے لئے معطل کر دیا تھا۔ پھر اُن کے معافی مانگنے پر میں نے اُن کو معاف کر دیا۔

دیگر:۔ ایک مرتبہ حضور ہوشیار پور کی ایک کوٹھی میں ٹھہرے ہوئے تھے صاحبزادہ میاں عزیز الرحمٰن جب کہ اُن کی عمر آٹھ سال تھی کچے آم کھانے سے مرض حرقت البول کی شکایت ہو گئی تھی اس لئے آپ بغرض معالجہ ہوشیار پور ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک شخص مسمّی علی محمدؐ آپ کی خدمت میں مُرید ہونے کی غرض سے آیا ہوا تھا۔ آپ اُس کے معرفت ہسپتال میں ایک سیّد مریض کو کھانا پہنچوایا کرتے تھے۔ ہوشیار پور میں نو وارد تھا۔ روزانہ اِسی قسم کی خدمت اُس کے سپرد تھی۔ پولیس نے اُسے بھانپ لیا۔ اور ایک روز اُس کا نام سپاہی نے دریافت کیے چالان کر دیا۔ جس کی اطلاع ابھی تک کسی کو نہ ہوئی تھی۔ کہ اُس سیّد مریض نے حضور مرشدنا رح کے پاس اطلاع بھیجی کہ علی محمدؐ کا پولیس چالان کرنے والی ہے اِس کا بندوبست کر لینا آپ نے سُنکر فرمایا کہ علی محمدؐ کا کون چالان کر سکتا ہے۔ پھر فرمایا کہ بھائی کچھ کوشش بھی کرنی چاہیئے۔ دوسرے روز معلوم ہو گیا کہ چالان ہو گیا مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ اور عدالت نے یہ کہہ کر کہ تو بہت حکم حاکم کرتا ہے تجھکو ضرور سزا ملنی چاہیئے۔ آپ نے علی محمدؐ کی ضمانت کرا لی تھا۔ اور بیس روپیہ کا ایک وکیل پیروی مقدمہ کے لئے

اسی دوران میں آپ نے فرمایا کہ رنڈیوں کے محلہ میں ایک مجذوب نامی شاہ نامی رہتا ہے۔ چوڑیاں پہنتا ہے اپنے پاس بہت سے کاغذات بھی رکھتا ہے۔ علی محمدؐ کو اُس کے پاس لے جاؤ۔

Marfat.com

علی محمدؐ کچھ شیرینی لے کر پہنچا۔ بعد اصرار شدید شیرینی لے لی۔ اور کہا کہ جاؤ سیر کرو۔ اور کچھ کہنا چاہا۔ لیکن اُس نے بھاگ جاؤ بھاگ جاؤ کا غل مچایا۔ اور علی محمد نے تین گھونسے مار کر بھگا دیا۔

جب حضور مرشدنا علیہ الرحمۃ سے یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ تو فرمایا کہ بری کر دیا۔ کچھ جرمانہ ہوگا۔ صبح مقدمہ پیش ہوا۔ اور پانچ روپیہ جرمانہ ہوا۔ اور رہا کر دیا گیا۔ اِس کے بعد مولا بخش نے نانک شاہ سے کہا کہ علی محمدؐ کی نگرانی کٹوا دو۔ کچھ سوچ کر آپ نے کہا کہ اچھا جاؤ۔ دو روٹی لاؤ۔ جب بیس دو روٹی لایا۔ تو اُنہوں نے اُس کے آٹھ ٹکڑے کئے۔ اور کچھ خود کھایا۔ کچھ مولا بخش کو کھلایا۔ آٹھویں روز علی محمدؐ کا خط آیا کہ وہ آزاد ہے اسکی نگرانی کٹ گئی۔

Marfat.com

مناظرہ و تقریر

۱۹ر اگست ۱۹۲۳ء کو آپ نے جو بہ موجودگی ماسٹر غلام احمد صاحب بنگوی محمد عثمان صاحب وکیل سہارنپوری و شیخ عبدالعزیز وکیل وغیرہم کی موجودگی میں فرمایا کہ مولوی کریم بخش صاحب سے تفسیر پڑھتا تھا۔ اور اکثر علی گڑھ آیا جایا کرتا تھا۔ اُس وقت سرسید احمد کا مدرسہ ابتدائی درجوں تک تھا۔ ایک مرتبہ میں اُن کے پاس گیا۔ تو وہ تفسیر لکھ رہے تھے۔ دورانِ گفتگو میں میں نے کہا کہ جناب آج تک پورے تیرہ سو سال جناب رسول کریم صلعم کو ہوئے علمائے متقدمین میں سے آج تک کسی نے قرآن شریف کو فلسفہ کے تابع نہیں کیا۔ بلکہ فلسفہ کو قرآن شریف کے متبع کیا ہے۔

لیکن آپ نے قرآن کو فلسفہ کے تابع کر دیا۔ اِس کا کیا باعث ہے سرسید احمد نے جواب دیا کہ بعض سوال ایسے مشکل اور لاینحل پیش آئے ہیں۔ کہ اگر اُن کا فلسفیانہ طور سے جواب نہ دیا جائے۔ تو مخالفین لاجواب نہ ہو سکیں۔ ورنہ اور کیا طریقہ جواب کا ہے۔ میں نے کہا کہ تاویل کیف ما شئت ہی کیا ہے۔ کسی مسئلہ کا ذکر فرمائیں جو قرآن پاک میں کسی کے معجزہ سرسید نے کہا کہ معجزہ شق القمر ہی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ عقل کلی ہے یا جزوی۔ اور عقل کی کوئی انتہا ہے یا لاانتہا۔ یا دوسرے الفاظ میں عقل محدود ہے یا غیر محدود!

سرسید نے جواب دیا کہ عقل غیر محدود ہے۔ کسی کو کم اور کسی کو

زیادہ جسکی کوئی انتہا ہی نہیں۔

میں جس شخص نے ریل گاڑی کے انجن کو بنایا ہے۔ اُس کے مقابلہ میں آپ اِس کے پرزوں سے اچھی طرح واقف نہیں ہو سکتے۔ علیٰ ہذا تار، بجلی ٹیلیفون، ہوائی جہاز وغیرہ ہیں۔ اِن کے متعلق ایسے لوگوں سے ذکر کیجئے۔ جس نے اِن چیزوں کو دیکھا ہو نہ سُنا ہو۔ کہ ریل ایسی چیز ایجاد ہوئی ہے کہ بلا کسی گھوڑے بیل یا انسانی طاقت کے وُہ بھاپ کے زور سے تیز سے تیز رفتار پر چل سکتی ہے۔ اور لاکھوں من بوجھ ہزاروں کوس اِدھر سے اُدھر کر دیتی ہے۔ یا ایک ایسی سواری ایجاد ہوئی ہے جس میں بیٹھکر ہم میلوں اُونچائی پر منٹوں میں پہنچ سکتے ہیں۔ تو کیا وہ آپ کی اِن باتوں کا یقین کر لے گا۔

سرسید۔ نہیں سوائے موحد کے کوئی شخص کما حقہٗ نہیں سمجھ سکتا۔ میں اگر رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف چاند کے دو ٹکڑے کرنے کا موحد تصور کر لیا جاوے۔ اور یہ خیال کر لیا جاوے۔ کہ وہ بھی ایک دانا تھے جنہوں نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اگر ہماری کوتاہ عقل میں یہ امر قابل یقین نہیں ہے۔ تو کیا ہم اُن جنگلی انسانوں کی طرح نہیں۔ جن کو ہوائی جہاز اور ریل کا نام سُنکر حیرت ہوتی ہے۔ اور اُن کے انکار پر مذکورہ چیزوں کی تکذیب نہیں ہو سکتی۔ علیٰ ہذا اپنی ناسمجھ اور کوتاہ عقلی کے باعث اگر ہم معجزہ شق القمر سے منکر ہو جائیں تو اِس کی بھی تکذیب ہو سکے گی؟ جس طرح ناواقف لوگوں کو دُنیاوی ایجادات سے حیرت ہے۔ اور ہم یقین کر لیتے ہیں چونکہ ہمارے سامنے یہ سب ایجادیں ہو رہی ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جو کہ

اپنی آنکھوں سے اس معجزہ کو دیکھ کر ایمان لائے ہیں۔ ہماری حیرت پر انگشت بدنداں نہیں ہوتے۔ اور نہ ہی ہمارے انکار یا تعجب کرنے سے اُن کے ایمان متزلزل ہو سکتے۔

اور معجزے کے معنی ہی یہ ہیں۔ کہ اُس کے متعلق عقلِ انسانی کام کر سکے اسی لئے کفار نے یہ سوال بھی کیا۔ کہ چاند کے دو ٹکڑے ہونا انسانی طاقت سے باہر ہے۔ لہٰذا جسکی قسمت میں سعادت ایمان لکھی تھی وہ اس معجزے کو دیکھکر ایمان لے آیا۔

سرسید۔ (چند منٹ خاموش ہو کر) وحدہٗ لاشریک کو فرشتوں کی کیا ضرورت ہے اور اِن کے وجود کا کیا ثبوت ہے!

میں۔ یہ تو ایک معمولی مثال سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ اگر ایک دُنیاوی عدالت کا حاکم ہی خود دروازے کے باہر کھڑا ہو کر پکارے۔ کہ فلاں مقدمہ والا حاضر ہے۔ اور اسکے بعد کرسئ عدالت پر بیٹھ کر مقدمہ فیصل کرے پھر بھلا اِس کی کیا عزت ہوگی۔ اور وُہ تو احکم الحاکمین ہے۔ علاوہ ازیں وُہ ذات پاک بے مثال ہے۔ اگر ہم بنی دل پر اپنے احکام صادر فرمانا چاہیں تو چونکہ اُسکی زبان ہمارے مثل نہیں ہے۔ پھر کس طرح ہماری سمجھ میں آئے گا۔ پس جسطرح ہم غیر ملکی زبان کو بذریعہ ترجمان سن سکتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی زبان کے مترجم فرشتے ہیں۔ جو نہایت لطیف گو ہم بھی مخلوق ہیں۔ اور بحیثیت مخلوق ہونیکے ہم [illegible] مگر قریب ہیں وُہ زیادہ ہیں۔ کیونکہ وہ خاکی ہیں۔ وہ نوری چونکہ وہ قریب ہیں لہٰذا اِن کے ہی ذریعہ سے [illegible] ہم تک پہنچا۔ ہزار حدیث قدسی ایک آیت کلام اللہ کی برابر ہے چونکہ حدیث رسول کا کلام ہے اور قرآن کلام ربانی

بواسطہ جبرائیل علیہ السلام ہم تک پہنچا ہے۔

مناظرہ بمقام ریاست ناھہ

۱۰ دسمبر ۱۹۲۳ء کو آپ نے فرمایا کہ میں ناھہ گیا ہوا تھا۔ جب راجہ صاحب کو علم ہوا۔ تو مجھے بلوایا۔ جب میں گیا۔ تو دیکھا کہ بڑے مذہبی لوگوں کی مجلس آراستہ ہے۔ ایک پنڈت نے پہلے تو بابا گرو نانک کی بہت تعریف کی۔ اور کہا کہ بابا صاحب فرماتے ہیں۔ سکھا کا کاساں اکاس لکھ بتلان نھال۔ اور حضرت محمدؐ صاحب نے صرف سات آسمان اور سات زمین بتلائی ہیں۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بابا صاحب کا علم حضرت محمدؐ صاحب سے زیادہ تھا۔

میں نے کہا اچھا پنڈت جی آپ یہ تو بتلا دیں کہ آپ کی ریاست میں کس قدر فوج ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ لاکھوں کی تعداد میں ہو گی۔ پھر میں نے ایک دوسرے پنڈت سے یہی سوال کیا۔ اُس نے کہا۔ کہ ہزاروں آدمی فوج میں بھرتی ہوں گے۔ غرض یہ کہ جس سے بھی دریافت کیا۔ اُس نے علیحدہ ہی ایک تعداد بتائی۔ آخر میں نے فوج کے کمانڈنگ چیف سے دریافت کیا تو اُس نے صحیح تعداد فوج کی بتلائی۔ جس پر میں نے کہا۔ کہ بس آپ اسی بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ فوج کی تعداد کا صحیح علم سوائے کمانڈنگ چیف کے اور کسی کو بھی نہیں۔ کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ۔ آخر ہمارے آقا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس کے متعلق صحیح علم تھا۔ جو دین دُنیا کے کمانڈنگ چیف تھے۔ لہٰذا انہوں نے صحیح تعداد بتلا دی۔ باقی سب لوگ ناواقف تھے کہ کسی کچھ بتلایا کسی نے کچھ کہا۔ اگر صحیح علم ہوتا۔ تو وہ ایک بچی تلی تعداد

بتلاتے۔ یہ سُنکر تمام مجلس میں سناٹا چھا گیا۔ کوئی جواب بن نہ پڑا۔ آخیر مہاراجہ نے بہت کچھ تحسین و آفرین کے کلمات کہہ کر مجھے رخصت کر دیا۔

دوسرے روز پنڈتوں نے ایک میٹنگ کر کے مجھے طلب کیا۔

جب میں پہنچا ہوں۔ تو پنڈتوں نے مجھ سے کہا۔ کہ سکھ قوم سنگھ ہے۔ اور سنگھ شیر کو کہتے ہیں۔ اسی واسطے یہ فرقہ واقعی مثل شیر کے بہادر ہے۔ میں نے جواب دیا کہ شیر کی خوراک گوشت ہوتی ہے اور بالخصوص گائے کا گوشت۔ لیکن یہ فرقہ اِس کے نزدیک بھی نہیں جاتا تو یہ کیسا شیر ہے۔ دوسری بات یہ کہ شیر کے ایک مادہ ہوتی ہے۔ دوسرا شیر جسکو آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ بلکہ اِس کے جنگل میں دوسرا شیر بھی نہیں آسکتا۔ لیکن یہ کیسے شعر ہیں .....

اِس سے آگے کا فقرہ راجہ صاحب نے مکمل نہ کرنے دیا۔ اسی جگہ روک دیا۔ اور معافی مانگی۔ کہا کہ اِس سے زیادہ کچھ بیان نہ کریں۔ اِس کے بعد مجھے بڑی خوشی اخلاقی سے رخصت کیا۔

مناظرہ گنگوہ ضلع سہارنپور

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں گنگوہ گیا۔ تو مکان کذب باری تعالیٰ پر مسئلہ چھڑ گیا۔ اُن لوگوں نے جو مولینا رشید احمد گنگوہی کے ہم صحبت تھے شریف اِنّ اللہ علیٰ کلِّ شیئٍ قدیر کا ترجمہ بیان کیا کہ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ میں نے کہا کہ پہلے تو آپ صاحبان سے کی تعریف بیان فرمائیں۔ کہ آیا کذب و صدق بھی اشیا ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ آپ حضرات کا علم کیسا ہے۔ جو صفات کو اشیا میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور بفرض محال

میں اس بات کو ذرا سی دیر کے لئے ترک بھی کر دوں تو یہ فرمایئے کہ انسان پاخانہ کھانے پر قادر ہے یا نہیں۔ اُن لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہے۔ میں نے کہا تو اچھا کھا کر دکھلاؤ۔ اگر تم نے کھا لیا تو میں بھی تسلیم کئے لیتا ہوں۔ کہ خدا بھی جھوٹ بولنے پر قادر ہے۔ بس لگے چاروں طرف ایک دوسرے کا مُنہ دیکھنے۔ میں نے تقاضہ کیا کہ ہاں صاحب جواب دیجئے۔ تو بہت دیر کے بعد سوچکر کہا کہ نفرت اور ناپاکی کے باعث اِس کو استعمال نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا کہ بس نفرت قادر ہونے سے مانع ہے۔ جو شخص جس قول کو کر نہیں سکتا۔ اِس کے واسطے کہا جائے گا۔ لا قادر علیٰ ذالک۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی جھوٹ بولنے پر قادر نہیں ہے۔

ایک صاحب بولے کہ جناب صاحبزادے صاحب آپکو مولانا صاحب سے ایسا گستاخانہ کلام نہ کرنا چاہیئے تھا۔ کہ سب کو پاخانہ کھانے پر آمادہ کیا میں نے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ لوگوں کو اس احکم الحاکمین کی نسبت اِس قدر نامعقول اور بے ادبانہ کلام کہتے ہوئے شرم نہ آئی۔ اور اگر اُسی بات کو اُسکے کمترین بندوں کے سامنے کہتا ہوں تو وہ بے ادبی میں شمار کیجاتی ہے بے ادب تو آپ لوگ ہیں جو اُس آفریدگارِ عالم جو منزہ سے تمام منقصات سے۔ کی شان میں سوءِ ادبی کرتے ہو۔ افسوس ہے۔ "ببیں تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا"

آپ کلمۂ حق کے اظہار کرنے میں کسی بڑے سے بڑے انسان یا مجمع سے کبھی نہ گھبراتے تھے۔ اور سچ بات ہمیشہ بلا کسی رعب و اثر کے ہر موقعہ پر بے باکانہ فرما دیتے۔ سنہ ۱۹۰۶ء کا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ آپ چک نمبر ۱۹۲ سے واپس تشریف لائے ہوئے آپ لاہور میں برائے شمولیت ایجوکیشنل کانفرنس پنجاب اُترے۔ اور حبیبیہ ہال میں پہنچے۔ جو مسلمانوں سے کھچا کھچ

بھرا ہوا تھا۔ آپ کو منتخب ممبران کے قریب ایک کرسی پیش کی گئی۔ آپ وہاں بیٹھ کر سنتے رہے۔ کل تقریر انگریزی میں تھیں۔ بیس پچیس منٹ کے بعد آپ نے باواز بلند کھڑے ہو کر فرمایا۔ میں تو سمجھتا تھا۔ کہ مسلمانوں کا مجمع ہے۔ بہت علم دوست اصحاب دُور دُور سے آئے ہوئے ہیں زبان عربی فارسی یا اُردو میں تقریریں ہوں گی۔ لیکن یہاں تو انگریز معلوم ہوتے ہیں جو انگریزی محفلوں کی نقلیں ہو رہی ہیں۔ یہ کہہ کر آپ واپس تشریف لے آئے۔ حاجی شمس الدین لائف سیکرٹری انجمن حمایت الاسلام حضور کے ارشاد کا جواب دینے کے لئے اُٹھے۔ لیکن صاحب صدر نے جو ہائی کورٹ کے کوئی جج تھے۔ جواب دینے کی اجازت نہ دی۔ اور کہا کہ یہ تو خود ہماری غلطی ہے۔ کہ ہم نے کیوں نہ اُردو میں عام فہم تقریریں کیں۔

ایک مرتبہ آپ راعی بلڈنگ میں فروکش تھے۔ اُس احاطہ میں نماز کے لئے بھی ایک معمولی سا چبوترہ بنایا ہوا تھا۔ آپ عصر کی نماز کے وقت اُس پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ہال میں قوم کے اعیان کا جلسہ ہو رہا تھا۔ جس کے صدر سر محمد شفیع تھے۔ جب نماز کا وقت "تنگ" ہونے لگا تو آپ نے اذان کے لئے حکم دیا جس کو سنکر کچھ لوگ تو نماز کے لئے جلسہ میں سے اُٹھ کر آ گئے۔ باقی جلسہ سابق بدستور ہوتا رہا۔ آپ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جلسہ کے ہال میں گئے۔ اور صدر کے پاس کھڑے ہو کر لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "اور راعیو کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ کیا تم نے نہ سنی تھی۔ کیا تم لوگ اس درجہ گمراہ ہو گئے ہو۔ کہ کافروں کی طرح نماز کی اذان اور جماعت کی کچھ پرواہ نہ کر کے ان بیہودہ جلسہ بازیوں میں منہمک ہو رہے ہو۔ اس کے بعد روئے سخن صدر مجلس کی طرف کیا اور

فرمایا کہ کیا تم میاں صاحب کے لڑکے نہیں ہو۔ تم نے تو انگریزوں کی پوری نقل اُتاری ہے۔ ڈاڑھی کو خیر باد کہہ دیا۔ نماز کا تم کو ذرہ بھر خیال نہیں۔ کیا مسلمانوں کی اولاد کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ جیسے تم ہو گئے ہو۔ تمہارے والد کس قدر نمازی تھے۔ تم ذرا اپنی قطع و ضع کو دیکھو۔ کیسی شامت میں پڑے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ذرہ بھر خوف تمہارے دل میں نہ رہا۔

اس کے بعد پھر حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے لوگو مسلمان بنو۔ اللہ کے فرمانبردار بندے بنو۔ کہ تم نمازی ہو جاؤ۔ دیکھو تمہارے اس احاطہ کی انجمن کیسی غیر مکمل اور ویران پڑی ہوئی ہے۔ اس کو سب سے پہلے تعمیر کرو میں اپنی جیب خاص سے اسکی تعمیر کے لئے سب سے پہلے مبلغ سو روپیہ دیتا ہوں۔

اُسی وقت حاضرین جلسہ نے مسجد کے لئے چندہ شروع کر دیا۔ جو ریزولیشن زیر غور تھا۔ وہ وہیں کا وہیں رہ گیا۔ اس کے بعد تعمیر مسجد کی شروع ہو گئی اور مسجد کا بنیادی پتھر اہل انجمن نے آپ کے دستِ مبارک سے رکھوایا۔ اور مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی۔

۲۲ر اکتوبر ۱۹۲۴ء راعی بلڈنگ لاہور جلسہ انجمن راعیان ہند دورانِ تقریر میں آپ نے فرمایا کہ دینی تعلیم بھی ضرور ہونی چاہیئے۔ ورنہ دنیوی تعلیم تو گورنمنٹ اسکولوں میں بھی ہوتی ہے۔ میرا منشا یہ ہے کہ انگریزی پڑھو جس سے تم عہدے حاصل کر سکو۔ اور دینی تعلیم میں کامل بنو تاکہ عدل و انصاف قائم رکھو۔ دن خلق خدا کی خدمت میں اور رات خالق کی عبادت میں گزارو۔ دن میں وعظ و نصیحت لوگوں کو کرو۔ اور شب کو خود اُس پر عامل بن کر دکھلاؤ۔ اور نہ صرف دینیات ہی کی تعلیم پر اکتفا

کی جائے۔ کہ تم دُنیاوی تعلیم سے بے بہرہ رہ جاؤ۔ جس سے اغیار عہدے حاصل کر لیں اور تم محروم رہ جاؤ۔ لہٰذا ہر دو تعلیم دین و دُنیا لازم ملزوم سمجھو۔ جیسے کہ میں نے اپنے خالقیہ ہائی سکول میں دینیات کو بھی لازمی قرار دیدیا ہے۔

۲۷ نومبر ۱۹۲۵ء آپ نے دورانِ وعظ میں فرمایا۔ کہ الم ذالک الکتاب لاریب فیہ۔ یعنی یہ کتاب اِس میں کوئی شک نہیں۔ راہ دکھلاتی ہے متقیوں کو۔ کون سے متقی جو ایمان لائے ہیں۔ غیب کے معنوں پر (جو الم کے ہیں) یعنی خداوند کریم کا حکم ہے۔ ھوالاول ھوالاٰخر ھوالظاھر ھوالباطن اور ظاہری معنوں سے متعلق۔ قدرت ہر شے ظاہر سے معلوم ہوتی ہے۔ اِس کا علم ظاہری ذریعہ سے حاصل کرے۔ جو اِس کا باطن ہے اُس کے متعلق بھی وہی حکم ہے۔ اِس کا فیضانِ انوارات سے حاصل کرے۔ اُن لوگوں سے جن کو الم کے باطن کی خبر ہے۔ وہ کون ہیں جو بما انزل الیک کے مخاطب ہیں۔ اور اس کے متبع اور محبت رکھنے والے بھی وہی ہیں جن کا اشارہ اِس آیت میں ہوا ہے۔ یاایھاالذین آمنوا تقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون، اُن کو حکم ہوتا ہے کہ وسیلہ کے پاس وہ جس طرح حکم کرے۔ کوشش اب تم جلدی جا سکتے ہو۔ چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اولین و آخرین ظاہر کئے جا چکے ہیں۔ اِس لئے ان کے پاس جانے کا اور اس علم کے حاصل کرنے کا حکم ہوا۔ اور اِن کے بعد خلفاء پر جن کو اِن آیتوں کا راز دیا گیا تھا۔ اِن سے قیامت تک اور تلقین

کئے جاؤ۔ اور صحیح ترمذی میں جو حدیث ہے۔ قیامت کو حکم ہوگا جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ گروہ ہو کر بہشت میں جاویں گے۔ اور ہر گروہ کا ایک پیشوا یا امام ہوگا۔

یکم اگست ۱۹۲۵ء یوم شنبہ بعد نماز فجر فرمایا کہ درویش کے لئے پانچ شرائط ضروری ہیں۔ اگر کسی میں پانچوں صفات یہ موجود ہوں۔ تو درویش بن سکتا ہے۔ اوّل یہ کہ پیر کی محبت سب سے زیادہ ہو۔ دوم اطاعت۔ سوم اتقا۔ چہ متھے مخلوق الٰہی کے ساتھ ربط و ضبط۔ پنجم فضل الٰہی شامل حال ہو۔ پانچواں امروں کی تشریح شریعت طریقت اور تقویٰ میں حق العباد کی سخت تاکید ہے۔ معافی گناہ کی بھی امید ہو سکتی ہے۔ لیکن گناہ مخلوق سے ہرگز امید نہیں ہو سکتی۔ کسی کا ایک تنکا بھی اُٹھا کر بلا پوچھے حلال نہ کرے نہ کسی کی دیوار کے ڈھیلے سے استنجا کرنا چاہیئے۔ اپنے باپ کی بھی کوئی چیز بلا پوچھے استعمال نہیں کر سکتا۔ چند قدم بھی بلا پوچھے کسی کا جوتا پہن کر چلنا ناجائز ہے۔ فرمایا کہ پیر سے محبت کس لئے ہے۔ اس لئے ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ ملانے والا ہے۔ فقیروں کے بھی دو فرقے ہیں ایک تو کہتا ہے کہ پیر سے یا حضور رسول مقبول سے اس لئے محبت ہے کہ وہ اللہ سے محبت کرنے والے اور ملانے والے ہیں۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ اللہ سے محبت اس لئے ہے کہ اس نے ہمارے لئے رسولؐ اور پیر کو ہدایت کیلئے بھیجا۔

مولینا ضیاء الدین صاحب سیوہاری فاضل دیوبند فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے شیخ حضرت مولینا صوفی محمد النور شاہ صاحب سے معلوم ہوا ہے کہ

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوئ نبوت کا کیا۔ تو بعد مناظرات مباہلہ کیلئے بسطے ہزارہا اہل اسلام لاہور جمع ہوئے۔ اہل سنت والجماعت کی طرف سے تین اصحاب منتخب ہوئے۔ ایک پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی دوسرے خواجہ عبدالخالق صاحب جہانخیلی تیسرے انور شاہ صاحب۔ مرزا غلام احمد نے شرط مباہلہ یہ رکھی۔ کہ میدان میں سادہ قلم دوات رکھی جائے قدرت اپنی قلم سے میری نبوت کی تصدیق کرے گی۔ ان حضرات نے منظور کر لیا۔ دوسرے روز میدان مباہلہ میں لوگ جوق در جوق آنے شروع ہوئے۔ یہ تینوں حضرات بھی پہنچے مگر مرزا غلام احمد جا سکے میدان میں آنے کے قادیان تشریف لے گئے۔

وَجَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

دسمبر ۱۹۲۴ء میں آپ مقام سرہند شریف روضہ مبارک حضور مجدد صاحب مقیم تھے۔ ضلع رنگ پور بنگال کے مسلمانوں نے لکھا کہ مرزا بشیر الدین قادیانی یہاں کے مسلمانوں کو چیلنج دے رہا ہے کہ ہم اس سے مباہلہ کریں۔ ہم لوگوں نے مباہلہ کے لئے آپ کو تجویز کیا ہے کیا آپ مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ حضور نے جواب دیا۔ کہ میں اس شرط پر مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ کہ وہ تاریخ مباہلہ خود اعلان کرے۔ دوم مقام مباہلہ ہندوستان کے کسی بڑے شہر مثلاً دہلی۔ لاہور [illegible] میں ہونا چاہیئے۔ تیسرے مباہلہ بوقت عام میدان [illegible] شرائط سنیں تو وعدہ فردا کہہ [illegible]

۷۸۶

باب دوازدہم

مع نسبت ضیاء المکتوب فی ذکر المرغوب

لفافہ نمبر ۲۷ ۲ ستمبر ۱۹۲۸ء بنام صوبیدار ممتاز علیخان رجمنٹ نمبر ۲
مکتوبات آپکے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ مرید طالب ہر دو اسم ایک ہی مراد رکھتے ہیں۔ صرف نزاع لفظی ہے۔ حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے۔ لیکن جہلا نے ان کو دو سمجھ رکھا ہے۔ مصدر بیع کا حاصل مصدر بیعت ہے جس کے معنی بیع ہونا یعنی بکنا ہے۔ جس وقت مرید بیعت ہوتا ہے۔ تو تمام اپنے ارادے پیر کے سپرد کر دیتا ہے۔ جو چیز بیع کر دی جائے۔ تو بایع بلا رضامندی مشتری اس چیز کو واپس نہیں لے سکتا۔ چہ جائیکہ اس کو دوسری جگہ فروخت کرے۔ بلا رضامندی اپنے پیر کی کونسی چیز بیع کریگا۔ اس لئے دوسری جگہ بیعت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور نجات کے لئے پہلی ہی بیعت کافی ہے۔ بشرطیکہ پیر کامل ہو۔

مثلاً آہنی زنجیر کی طرف غور کرو۔ کہ پہلے اسکی حلقہ اکڑیاں ہوتی ہیں۔ جب یہ ایک ایک کڑی جوڑ کر ہزار ہا گز لمبی زنجیر بن جاتی ہے۔ جب اس زنجیر کو ایک طرف سے پکڑ کر کھینچا جاوے۔ تو تمام زنجیر کھنچتی چلی آتی ہے۔ اسی طرح تمہارا ہاتھ جناب صاحبزادہ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ

کے ہاتھ میں اُن کا ہاتھ شاہ ابو سعید صاحبؒ کے ہاتھ میں جو اس فقیر کے بھی دادا پیر ہیں۔ اِسی طرح سلسلہ بسلسلہ پیران عظام حتیٰ کہ حضور رسالتمآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں اور آنحضور کا دست مبارک بمصداق آیتہ کریمہ ید اللہ فوق ایدیھم خدا کے ہاتھ میں ہے۔ جو حضرت کے اسمار مبارک آپ کو شجرہ شریف پڑھنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ جیسے کہ یہ فقیر زنجیر کی مثال دے چکا ہے اِسی طرح روزِ قیامت جو نہایت ہولناک ہے۔ اپنے اپنے مریدوں کے ساتھ ہو کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں زیر سایہ عرش رب العزت ہوں گے۔ بشرطیکہ مرید اپنے پیر کا پیرو بہ مثل صحابہ کرام ہو۔

ذکر فی جذبات مراتب و عطائے خطابات درجات وغیرہ

فقیر کے درجات و مقامات کا معلوم کرنا عوام کے واسطے ناممکن ہے بلکہ اکثر اولیاء اللہ دوسرے ولی کو بھی شناخت نہیں کر سکتے۔

نیز اکثر بزرگان سے منقول ہے۔ کہ اکثر ولیوں کو خود اپنی ولایت کا علم نہیں ہوتا۔ لیکن یہ مقولہ اکثریت پر دلالت نہیں کرتا۔ زیادہ تر یہی ہے کہ ولی را ولی خوب بے شناسد۔ مگر مقامات [illegible] درجات کا علم عام طریقہ سے کسی کو نہیں ہوتا۔ اِلا جس بات کو خود خداوند تعالیٰ ظاہر فرماوے۔ چنانچہ فرمودہ حضرت خواجہ شمس الکونین علیہ الرحمۃ ۱۳ر فروری سنہ ۱۹۱۲ء حضور شمس الکونین علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ جس طرح

حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع عمر کے دس سال ذکر اذکار میں گزارے۔ پھر تیس سال مجاہدہ کیا۔ غاروں میں جاکر یادِ الٰہی میں ایام بسر کئے۔ اُس وقت آپ پر فیضان ولایت کا نزول ہوا۔ اس درجہ اور مقام میں مخلوق آپ گرویدہ۔ مداح اور مددگار ہوئی۔ کوئی صادق کوئی امین قوم کہتا تھا۔ لوگ آپ سے فیصلے کراتے۔ چالیس سال کی عمر کے بعد فیضانِ نبوت کا نزول ہوا۔ اور ہدایت خلق اللہ تفویض ہوئی پھر یہ کام اسطرح شروع فرمایا کہ ریاضت، مجاہدہ اور گوشہ نشینی سب ترک ہو گئی۔ اور اسلام پھیلانا۔ جہاد کرنا تلقین ایمان کرنا بس یہ کام آپ نے سنبھال لیا۔ صحابہ کرام بھی آپ کے قدم بہ قدم تھے۔ رات کو عبادت الٰہی۔ دن میں تجارت۔ جہاد اور اسلامی خدمات کرنا کام تھا۔ نہ وہ گوشہ نشینی تھی۔ نہ تسبیح و وظیفے تھے۔ سب اِسی جہاد وغیرہ میں تزکیے ہو گئے۔ اور درجات لے گئے۔ اور اسقدر مراتب علیا پر سرفراز ہوئے کہ بعد کے زمانہ کے اولیاء اللہ اگر سب جمع ہو جائیں تو ایک ادنیٰ صحابی کا بھی درجہ نہیں پا سکتے۔

جب نبوت کا درجہ ملا۔ تو وہی لوگ۔ جو موافق تھے۔ مخالف ہو گئے اسی طرح فقرا میں جب تک ولایت کا درجہ رہتا ہے۔ کرامات وغیرہ صادر ہوتے ہیں۔ مخلوق مداح اور گرویدہ رہتی ہے۔ اور خود معہ مریدین کو تسبیح و وظائف میں مشغول رہنا پڑتا ہے۔ پھر جب اِسکو مراتب نبوت سے کچھ حصہ ملتا ہے۔ اور اس کے ذمہ مخلوق کی ہدایت کا کام لگایا جاتا ہے تب اس سے کرامات کا صدور کم ہوتا ہے۔ اُسوقت عبدہٗ ورسولہٗ کے مرتبہ پر ہوتا ہے۔ پھر جو لوگ اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ وہ بھی تمام

ریاضت مجاہدات تسبیح و وظائف چھوڑ کر اور کسی کام میں لگ جائے اب
اُن کو اُن تسبیحات و وظائف کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس کے بدلے میں
وہی خدمت خاصہ معاوضہ ہو جاتی ہے۔ اِس سے اُن کو ترقی حاصل
ہوتی ہے اور درجہ میں نبیوں سے ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ اُن کے
بھی مخالف بن جاتے ہیں۔ بلکہ اکثر مریدین بھی بد اعتقاد ہو جاتے ہیں
اور یہ تصور کر لیتے ہیں کہ ہمارا پیر اب ولایت کے درجہ سے گر گیا ہے
اور دُنیا دار ہو گیا ہے۔

حضرت شمس الکونین رح کی سوانح حیات میں ہم کو پُورا پُورا نمونہ ان
مراتب و درجات کا نظر آتا ہے۔ آپ کا شروع حصہ عبادات و ریاضتیں
میں گزرا۔ دُوسرا حصہ جہاد جس میں نکاح بیوگان وغیرہ ہیں۔ آخیری حصہ
خدمت مخلوق اللہ و مہمان نوازی یتیم پروری میں بسر ہوا۔ آپ کے مراتب
درجات کے متعلق چند واقعات حوالۂ قلم کئے جاتے ہیں۔

آپ کے درجات کی ابتدا اس خواب سے ہوتی ہے۔ جو خواجہ علیہ الرحمۃ
نے سنہ ۱۸۷۷ء بعد فارغ التحصیل ہونے کے دیکھا تھا۔

ماہ رمضان المبارک کی گیارہ تاریخ تھی۔ کل انبیاء اولیا کا مجمع تھا کہ
حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سند علما فرمائی۔
حضرت خواجہ صاحب نے اسکو ہاتھ میں لینا چاہا مگر وہ منہ میں آ گئی
اور شکم مبارک میں چلی گئی۔ اس کے بعد آپ نے خواب میں [illegible]
آپ کو اہل خدمت بنانے کی خوشخبری دی گئی۔ آپ نے عذرات پیش کئے
مگر کچھ سماعت نہ ہوئی۔ اور آپ اہل خدمت بنا دیئے گئے۔

سب سے پہلے آپ کو ہو شیار پُور دیا گیا۔ فرماتے تھے کہ تین ماہ

میرے پاس ہوشیار پور رہا۔ اس کے بعد جالندہر ہی کی کمشنری عطا ہوئی اُنیس ماہ کے بعد حلقہ پنجاب عطا فرمایا گیا۔ اور صرف دس ہی ماہ بعد تمام ہندوستان سپرد کر دیا گیا۔ پھر تین برس بعد براعظم ایشیا اور سات برس بعد یوروپ بھی شامل کیا گیا۔ سمت ۱۹۵۰ء تک اِن کا کام میرے سپرد رہا بعد وُہ چارج قطب الاقطاب کو عنایت فرمایا گیا۔

آپ نے فرمایا کہ جب میں سترہ برس تھا۔ ایک مرتبہ موضع نواں شہر سے بنگہ کو آرہا تھا۔ راستہ میں موضع گوجر پور کے کنوئیں پر نماز پڑھی۔ میرے ساتھ منجملہ خلیفہ بیگے شاہ صاحب کے چار آدمی تھے۔ بعد انفراغ جب چلنے لگے۔ تو دیکھا کہ کنوئیں کے پاس ایک آدمی کھڑا پکارتا ہے کہ اے قطب زماں لے اپنی امانت لے جا جو تیرے باپ کی دی ہوئی ہے۔ ہم لوگوں میں سے کسی نے توجہ نہ کی۔ آخر خلیفہ بیگے شاہ صاحب نے پیچھے مڑکر دیکھا تو اُس مجذوب نے ہاتھ کے اشارے سے بُلایا۔ خلیفہ صاحب اُس کے پاس گئے۔ اُس نے کہا کہ اُس نوجوان کو جو گھوڑے پر سوار ہے اپنے پاس بُلا لا۔ جب میں ان کے پاس گیا۔ تو اُس نے اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا۔ اور اپنی زبان مبارک مجھے چوسائی۔ اور چھاتی سے لگا کر رخصت کیا۔

ایک مرتبہ آپ نے بتاریخ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۱۹ھ کو فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو امام المتقین بنا دیا ہے قسم ہے وحدہٗ لاشریک کی کہ جس کسی پر اگر میری انگلی بھی رکھی گئی۔ وُہ ہرگز دوزخ نہ جائے گا۔

سید احمد صاحب انسپکٹر ڈاک خانہ جات سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ میں اور منشی بدرالدین وغیرہ آپکے پیر دبا رہے حضور نے فرمایا کہ اس وقت انوارات

الٰہی اس طرح برس رہے ہیں جیسے دریائے ستلج پہاڑوں سے گرا کرتا ہے
اسی طرح چند بار آپ نے فرمایا۔ اور یکایک آپ پر وجدانی کیفیت طاری
ہوگئی۔ اور آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ جو شخص اس وقت عبدالخالق
کو دیکھ لے گا۔ وہ قطعی جنتی ہوگا۔ اُس پر نارِ دوزخ مطلق حرام ہے اس
وقت جس قدر لوگ اور یتیم بچے کوٹ شریف میں تھے سب آگئے۔ کوٹ
شریف کی عورتیں بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔

اس وقت نعمت علی نے کہا کہ آپ کی زیارت ہر وقت ہی یہ درجہ رکھتی
ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں اس وقت کچھ اور کیفیت ہے۔ لیکن نعمت علی نے
پھر وہی الفاظ دہرائے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ادھر آ اور میری طرف دیکھ
جب نعمت علی نے سامنے آکر آپ کی طرف دیکھا۔ فوراً مجذوبانہ حالت طاری
ہوگئی۔ اور سات سال تک مجذوب رہا۔ کھانے پینے تک کا ہوش
نہ رہا۔

دیگر ۳ر اپریل ۱۹۰۹ء یوم جمعہ بوقت عصر آپ کو یتامیٰ کی محبت کا جوش
تھا اور محو رضائے حق تھے۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص یتامیٰ کی امداد کیلئے دو سو
روپیہ دے اللہ تعالیٰ اُسکو ایک لڑکا عنایت فرمائے گا اور اگر کوئی چار
سو دیگا۔ اُس کو بارگاہِ رب العزت سے دو لڑکے ملیں گے۔ بہت لوگوں نے
روپیہ دیا۔ اور وعدے بھی کئے۔ چند گھنٹے بعد چند لوگ اور
آئے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ وہ وقت گذر گیا۔ اس وقت [illegible] ہی تھا
جو لڑکے تقسیم کر رہا تھا۔ ایسے صدہا واقعات آپ کے زمانہ حیات میں پیش
آئے۔ اور بفضلہ تعالیٰ لوگوں کے اولادیں بھی ہوئیں گویا اولاد والوں
کے لئے آپ ایک خاص قسم کا خزانہ تھے جس سے لوگ مستفیض ہوئے۔

آپ کے خوابات میں اکثر بیان ہوگا۔ کہ اکثر آپ کو کفر شکن اور یتیم پرور کے معزز القاب سے دربار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں یاد کیا جاچکا ہے۔ آپ کے مقامات سلوک کو ہر کس و ناکس کا خیال پہنچنا بھی بہت مشکل ہے۔

جب آپ نے شاہ ابوالخیر صاحبؒ دہلوی سے ملاقات کی۔ تو شاہ صاحب موصوف نے کئی بار لوگوں سے یہی فرمایا کہ اس وقت علم سلوک کا عالم سوائے صاحبزادہ عبدالخالق کے کوئی دوسرا نہیں ہے۔ لہٰذا اپنے طالبان کو ہدایت کرتا ہوں۔ کہ صاحبزادے سے علم سلوک کو پورا کریں۔

آپ کی ایک ہی نظر توجہ سے حکیم ہدایت علی مست نعمت علی مست محمد صدیق وغیرہ نے بڑے بڑے بلند مقامات کی سیر کی۔ مولوی عبدالعزیز کو ایک ہی توجہ سے مشاہدہ اذکارات ایسا ہی کرا دیا۔ کہ وہ بہت دیر تک مدہوش رہے۔ صدہا لوگ آپ کے ایک نعرۂ اسم ذات سے جذبہ میں آگئے۔

ایک مرتبہ درویشوں اور طالب علموں کو آپ نے چھوٹی مسجد میں حلقہ باندھنے کا حکم دیا۔ اور خود دائرے کے اندر کھڑے ہو کر حاضرین کو ذکر و ضرب کلمہ شریف کی تعلیم دی۔ اور خود بھی مداریہ سلسلہ کے طریق پر کلمہ طیبہ کی تکرار کرتے رہے۔ کچھ دیر کے بعد آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ اس کے بعد درویشوں نے اٹھا کر آپ کو چارپائی پر لٹا دیا۔ بہت دیر کے بعد جب حضور کو ہوش آیا۔ تو دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب حبہری آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔

جو بوقت حلقہ باہر مودب کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اے عبدالکریم آج تو شریک نہ ہوا۔ اگر آج تو میرے ساتھ حلقہ میں شریک ہوتا تو تیرے تینیں مقام کھل جاتے۔ مجھے یہ زعم ہے کہ مجھے فقیری سے بہت کچھ مل گیا ہے۔ لیکن تجھے فقیری سے اس وقت تک اتنا ملا ہے کہ جتنا خشخاش کا دانہ

جو مرید و طالب اپنے پیر کے عشق و محبت میں سوختہ دل ہو۔ بس نجات کے لئے ایک ہی پیر کافی ہے۔ البتہ جو طالب رویت و مشاہدہ الٰہی کے لئے دنیا میں بے چین ہوا۔ اور بیقرار ہو۔ اگر اس کا پیر ظاہری پردہ پوش ہو گیا ہو جس قدر علم سلوک سے ماہر ہے۔ اور وہ تعلیم کرا چکا اور طالب کا شوق بڑھا ہوا ہے۔ تو وہ بہ اجازت دوسرے پیر کی صحبت اختیار کر سکتا ہے۔ لیکن طالب کو چاہیئے۔ کہ جس سلسلہ میں پیر کی ارادت ہے۔ اسی سلسلہ میں پیر صحبت کی تلاش کرے۔ کیونکہ اس کا سبق سلوک پیر ارادت کے سبق سے بہت آگے بڑھا دیگا۔ اور اسی سلسلہ سلوک میں تمام و کمال کو پہنچا دیگا۔ کیونکہ وہ اس سلوک کا ماہر ہے۔ اگر دوسرے سلسلہ میں ہوگا تو تعلیم کا ابتدا سے شروع کریگا اور پہلے پیر کی تعلیم اور نسبت جو ہوگی۔ اس کو وہ طالب بھول جائے گا۔ بہر حال طالب ایک ہی سلسلہ کی تعلیم جاری رکھے۔ تا وقتیکہ اس کا سلوک پورا نہ

دوسرے سلسلہ کا سلوک شروع نہ کرے۔ [illegible]

اسکو اختیار ہے کہ دوسرے سلسلہ کے سلوک کو سیکھے۔

قبل تکمیل سلوک از پیر خود دوسرے سلسلہ میں جانا ہرگز جائز نہیں۔ لیکن وصال پیر کے اول اگر پیر کی اولاد میں سے کوئی اور مکمل ہو

تو اِس کی خدمت میں جاوے۔ اگر ایسا نہ ملے۔ یا طالب کی تسلی اطمینان نہ ہو۔ تو اُسی خاندان میں تلاش کرے۔ جس میں کہ طالب پہلے بیعت ہو تاکہ وہ اسکی تعلیم و سلوک کو پیدا کر دے۔ اور مبتدی و متوسط کے لئے ہر ایک بزرگ و عالم کی خدمت میں جانا یا اُنکی صحبت میں بیٹھنا یا اُس کا کلام سُننا یا اس سے وظیفہ پوچھنا یا اس سے دُعا کا خواستگار ہونا منع ہے کیونکہ دوسرے بزرگ کی خدمت میں جانا دو حالتوں میں خالی نہ ہوگا۔ اگر طالب نے دوسرے بزرگ کی خدمت میں جاکر اس کے خوارق عادت یا توجہ دل کی نسبت یا تاثیر کلام دیکھ کر خیال کیا۔ کہ یہ کمالات میرے پیر میں نہیں۔ تو وُہ مردودِ طریقت ہو گیا۔ کیونکہ اولیاء اللہ سے بے یقین ہونا شرعاً و طریقتاً سخت ممنوع ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز پیران پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بیش میں سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک شخص نے معلوم کرکے کہ حضور پیران پیر تشریف لا رہے ہیں۔ منہ پر کپڑا لپیٹ کر ایک جھاڑی میں چھپ گیا۔ حضور نے اس کے حال سے آگاہ ہو کر درویشوں کے ذریعہ طلب فرمایا۔ تو وُہ اُسی حالت میں مُنہ چھپائے ہوئے آیا۔ تو فرمایا کہ کیا تو نے مجھے سخت گنہگار سمجھا تھا۔ جو مجھے دیکھنا بھی نہیں چاہتا۔ اُس نے عرض کیا کہ توبہ توبہ حضور تو قطب زماں ہیں۔ میں ایسا گمان کیسے کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ منہ ڈھانپنے اور جھاڑی میں چھپنے کی کیا وجہ ہے اُس نے عرض کیا کہ یا حضرت میں نے یہ سُنا تھا۔ کہ حضور بہت خوبصورت حسین و جمیل ہیں۔ اور صاحب کمال بھی ہیں۔ لہٰذا میں نے اِس لئے آنکھیں چھپائی تھیں۔ کہ میں کہیں آپ کی زیارت کر کے

کہیں میں پیر سے بد اعتقاد نہ ہو جاؤں۔ اور کافر طریقت بن جاؤں۔
حضور نے خوش ہو کر اس کے دل پر توجہ دی۔ جس سے وہ کامل اور صاحب مکاشفہ بن گیا۔ اور اسی وقت اس نے اپنے پیر کو مکاشفہ کے ذریعہ سے دیکھا تو خالی پایا۔ اس نے گھبرا کر حضرت سے عرض کیا کہ یا تو مجھے ویسا ہی کر دو یا میرے پیر کو بھی اکمل بنا دیجئے۔ ورنہ مجھے وہی بات پیش آئی جس سے کہ میں ڈرتا تھا۔ حضور اس کے اس کلام سے اور بھی مسرور ہو گئے۔ اور اس کے پیر کو بھی مکمل بنا دیا۔ سبحان اللہ ان کی خوش اعتقادی نے پیر و مرید دونوں کو کامل و اکمل بنا دیا۔ لہٰذا طالب کو چاہیئے۔ کہ تاوقتیکہ منتہی نہ ہو جائے۔ اپنے پیر کی صحبت کے سوا اور کسی کی صحبت میں ہرگز نہ جائے۔
مبتدی اور متوسط لوگوں کا گمراہ ہونا کوئی مشکل نہیں ہے۔ ابلیس دھوکا دے کر ان کو بد اعتقاد نہ کر دے۔ ہاں البتہ یہ بات ضروری اور لازمی ہے۔ اور قابل عمل ہے۔ کہ اگر طالب نے کسی وجہ سے یا کسی دھوکہ میں آ کر کسی غیر شرع پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا ہے۔ تو اس کی محبت اور صحبت سے کنارہ کش ہونا ضروری اور لازمی ہے۔ نہ اس کی صحبت میں کبھی جاوے اور نہ بیٹھے۔ بقول کسے

باہر کہ نشستی و نشہ جمع دلت — ورنہ امید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں میباش — ورنہ نکند روشن [illegible]

طالب کو خبردار ہونا چاہیئے۔ کہ کبھی اس پیر ارادت کے حق میں حاضر غائب ہے زبانہ منہ سے کلام نہ نکلے۔ کیونکہ وہ پیر ارادت ہے خواہ وہ بے شرع ہو کر بارادت بن کر چکا ہے۔ واپس نہیں لے سکتا۔

مکتوب نمبر ۲۸ از مقام محدودان بنام منشی محمد حسین محرر انجمن خالقیہ

۲۳ر مارچ سنہ ۱۹۲۸ء

بارہا آپ کو لکھ چکا ہوں۔ کہ آمد و خرچ کی فہرست ہر ماہ کی دس تک مرتسر میں روانہ کر دیا کرو۔ مگر اس کے بدلے میں جسطرح آپ کا دل چاہتا ہے کرتے ہیں۔ جبکہ اس مہینے کی ۴ فروری سنہ ۱۹۲۸ء تک فہرست روانہ کی لیکن خرچہ ندارد میں حیران ہوں۔ اور آٹھ مہینے کے اخبار میرے پیش نظر ہیں۔ فہرست آمدنی بھیجی جاتا ہے۔ مگر بقایا آمد خرچہ ماہوار بالکل ندارد۔ آپ کیا تماشہ کر رہے ہیں۔ یہ ملازمت ہے۔ یا کہ اس ملازمت میں رشتہ داری کا لحاظ ہے آپکو زبانی تحریری بلکہ خدا کے واسطے دے دے کر کہتا رہا۔ اور تحریر کرتا رہا۔ مگر آپ نے کچھ نہیں سنا۔ اب مجھکو رشتہ داری بالائے طاق رکھ کر انصاف کی طرف آنا پڑا۔ کیونکہ عاقبت نزدیک ہے۔ اور وہاں پر ذرہ ذرہ کا حساب دینا پڑے گا۔ میں وہاں پر مخلوق خدا کی گرفتاری اپنے ذمہ لینا نہیں چاہتا۔ اور نہ بقایا روزنامچہ کا حساب بقایا آپ بھیجتے ہیں۔ اور نہ کارگذاری پندرہ روزہ سال کرتے ہیں۔ آپ نے بچے الو سمجھ لیا ہے۔ اور نہ کمیٹی کے قانون کو خشخاش کے برابر جانتے ہیں۔ آپ کو ۲۵ر مئی تک کی مہلت دی جاتی ہے۔ کہ آپ اپنے آپ کو درست کر لیں۔ اور قانون کمیٹی پر ہمیشہ نظر رکھیں۔ اور میری تحریر کو اپنے مفید مطلب اور مدنظر رکھیں۔ اور اس پر عمل پیرا ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوا۔ تو آپ یکم جون سنہ ۱۹۲۷ء سے اپنے آپ کو اسکول اور دفتر سے علیحدہ سمجھیں۔

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو از شما یک تن نہ شد اسرار جو

میں حیران ہوں۔ کہ میں کس عذاب میں پھنس گیا ہوں۔ ایک خواب دیکھتا ہوں
کہ خدا اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مخلوق کی گرفتاری ہے دوسری
طرف آپ کی رشتہ داری میں خواری ہے اس واسطے دست بستہ عرض
پیش کرتا ہوں۔ مگر آپ نے کچھ نہیں جانا۔ نقل آمدہ خط منشی مہرالدین صاحب
روانہ کرتا ہوں۔ ذرا نظر کیجئے۔ ان کا خط پہلے بھی روانہ کر چکا ہوں۔ مگر آپ
نے اُسکو پس پشت ڈال دیا۔ لہٰذا آٹھ روپیہ جرمانہ کرتا ہوں۔ جو برآدرد
ماہ مئی سنہ ۱۹۲۸ء میں وضع کئے جائیں۔

ل نمبر ۱۰۱ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۳۶ء بنام سید اکرم حسین انبالہ شہر

وعلیکم السلام جو میرا خط نمبر ۳۷۸۵ آپ کو موصول ہوا۔ وہ محرران دفتر
کی غلطی سے گیا ہے۔ ممبران وسالانہ چندہ دہندگان یا جو احباب ہر سال
آتے ہیں۔ ان کو اطلاع کی جاتی ہے۔ دوسرے میرا دعویٰ اس کے اور
کوئی نہیں ہے۔ کہ میں غلام خواجہ قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ کا ہوں۔ اُن کے
صدقہ سے جو لوگ مجھے جانتے ہیں۔ اور اُن کو عقیدہ ہے۔ اور میں جو کچھ
دریافت کرنا چاہتا تھا۔ باقاعدہ حضرت شاہ صاحب کے دم مبارک
سے کر لیا۔ باہر آکر لوگوں سے بھی دریافت کیا۔ تو غلام محمد کی ہی دستار
بندی پر میرا دعویٰ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہے۔ اتفاق تھا کہ میں
نے اُن کی دستار بندی کر دی اور میرا حق بھی تھا۔ اس حق کے ہونے
مجھے وہی پسند آیا۔ اور آپ نے جو لکھا ہے کہ مریدین انبالہ [illegible]
کی پبلک ناراض ہیں۔ سو انشاء اللہ تعالےٰ میں یقین کرتا ہوں۔
بلکہ دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ جو شاہ صاحب کے عاشق اور دل سے مرید
تھے۔ وہ میرے اس فعل سے ہرگز خوش نہ ہونگے۔ جو حریص طامع اور

خود عرض ہیں۔ اُن کی خوشنودی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے جو لکھا ہے کہ مخلوق رجوع نہ ہوگی۔ تو آمدنی کہاں سے ہوگی۔ استغفراللہ اگر آمدنی رجوع مخلوق پر ہے۔ تو ایسی فقیری سے ہزار بار توبہ کرتا ہوں کیا آپ نے ابھی تک یہی سمجھا ہے۔ کہ فقیروں کی آمدنی رجوعات سے ہوتی ہے برخوردار ہرگز نہیں۔ اُس پر توکل کرنا بھی فقیروں کا پہلا سبق ہے آپ کی تحریر سے پایا جاتا ہے۔ کہ آپ اس پہلے ہی سبق سے گرے ہوئے ہیں۔ تو آپ کا تعلیم و تعلم کیسا ہے۔ از برائے رزق تو رنجیدہ فی السّمآ رزقکم نشنیدہ۔

اور آپ نے جو تحریر کیا ہے۔ کہ بیعت وغیرہ کا کام دانشمند پر منحصر ہے یہ بھی غلط ہے ؎

اگر روزی بدانش بر فزودے ۔۔۔ زناں تنگ تر روزی نبودے

بہ ناداں آنچناں روزی رساند ۔۔۔ کہ داناں اندراں حیراں بماند

اور سلسلۂ بیعت اگر عالم اور دانا پر منحصر ہے۔ تو شاہ صاحب کو نا علم پڑھے ہوئے تھے۔ برخوردار یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ جسکو نوازتا ہے اُس پر لوگوں کو بھی یقین ہوتا ہے اگر اس کے پیر و مرشد کی زبان سے اجازت نہ نکل گئی ہوتی۔ تو اس کا اثر نہ ہوتا۔ میں آپ سب صاحبان کے حالات کو بخوبی جانتا ہوں۔ سب کچھ میرے سامنے شاہ صاحب کی زندگی میں گزر رہے تھے۔ انسان کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیئے۔ کہ میرا کہاں تک پانی ہے۔ آخیر وقت میں شاہ صاحب نے میرے ساتھ گفتگو کی تھی۔ وہ مجھے بخوبی یاد ہے اظہار کی چنداں ضرورت نہیں۔ حاجی غلام محمد کے کام خود اخبار چلائے گا۔ اس کے لئے حضرات

کی دُعا کافی ہے میں نے جو کچھ بھی کیا حضرات کے اشارے سے کیا ہے
آپ کو چاہیئے کہ جو کچھ خاکسار نے کیا ہے اِس پر مستعد ہو جائیں اور
جہاں تک ممکن ہو حاجی صاحب کی امداد کریں۔ قصّہ حضرت خالد بن ولید رضؓ
کا یاد کرو۔ کہ کیسے وقت پر اُن کو معزولی کا پروانہ پہنچا۔ اور پھر وہ
پروانہ دیکھ کر اُسی مستعدی کے ساتھ لڑتے رہے بعد فتح یابی کے
وہ پروانہ مجلس عام میں خود سُنایا۔ کہ میں معزول کیا گیا ہوں۔ اور
میری جگہ سردار ابو عبیدہ کئے گئے ہیں۔ آپ کے دوستوں نے عرض
کیا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اچھا نہیں کیا۔ حضرت خالدؓ
نے جواب دیا۔ کہ میں پہلے بھی اسلام کی خدمتگار تھا۔ اور اب بھی
اسلام کا خدمت گزار ہوں۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ میری وفیقت
پر عمل کریں۔

ل نمبر ۱۲۵ ۲۱ دسمبر ۱۹۲۰ء بنام حاجی غلام محمد صاحب نشیمن نو محل شاہجہانپور
اور اگر کوئی تمہیں کچھ کہے تو بکنے دو۔ اللہ اللہ میں مصروف رہو۔ اور
آنے والے لوگوں کی حسب حیثیت تواضع کرو۔

نمبر ۳۷۷۹ ۲۹ ۲/۲۰ بنام حاجی محمد اعلیٰ خاں صاحب ظفر منزل لنصام حوم
مقام حصار

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو
حاجی مظفر علی خاں صاحب کے انتقال [illegible]
ہیں۔ میں بھی اِسوقت بیمار ہوں۔ [illegible] وقت اسباب باندھنے کا حکم ہو جاوے۔ خاں صاحب کے خیر و صال
سے آج دوگنی بیماری بڑھ گئی۔ چونکہ [illegible] صاحب علیہ الرحمۃ

ندوۃ العلماء کی کمیٹی انتظامیہ کے رکن تھے۔ لہٰذا آخری رائے جو انتظامات کے متعلق تحریر فرمائیں وُہ حسب ذیل ہیں۔

نمبر ۵۳۴ ۲۱ر نومبر ۱۹۲۹ء بنام صفی الدولہ نواب محمد حسن علیخاں صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

میری رائے میں منشی احتشام علی صاحب تعلقدار و رئیس کاکوری کو ملتوی کیا جاوے

نمبر ۵۷۴ ۲۳-۱۲/۲۹ مولوی مشتاق احمد صاحب کنج پورہ ضلع کرنال

میں بیمار ہوں ممکن ہے کہ وقت آگیا ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ آں جناب میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ اُسوقت آپ کو بذریعہ تار بُلایا جائے گا۔ اس خط کا جواب اِسی جگہ عنایت فرمائیں۔

انجمن یکجہتی رائے رانا زنگانہ ضلع رہتک کا قیام ۱۹۱۸ء دوران جلسہ نکاح بیوگان کلاں نور آپکی نیت تھی۔ کہ انجمن کے مدرسہ کو یہاں تک ترقی دیجاوے کہ ہائی سکول بن جائے۔

چنانچہ آپ اکثر مدرسہ واقعہ زنگانہ کو خود ملاحظہ فرماتے رہے۔ اور ملازمین کا تقرر بھی خود ہی فرماتے رہے لیکن اہل ہریانہ کے باہمی اختلافات نے اِس مدرسہ کو مڈل سے آگے نہ پہنچنے دیا۔ بلکہ نوبت باینجا رسید کہ مڈل سے پرائمری درجہ تک تنزل کر گیا۔ بعض کوتاہ بیں ناعاقبت اندیش حضرات نے حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی نسبت خیال ظاہر فرمایا ہے کہ آپ کا منشا تھا کہ وُہ اسکول لوٹ جائے۔ تاکہ جو امداد اُس علاقہ سے ہو وُہ سب کی سب انجمن خالقیہ کوٹ عبدالخالق ہی میں آئے۔ لہٰذا غلط فہمی دور کرنیکے لئے ضروری ہوا۔ کہ چند مکتوب جن سے حضور کے خیالات اور حضرات علاقہ ہریانہ کے مناقشات کا اظہار ہوتا ہے۔ نقل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ناظرین خود انصاف کرلیں۔ اور بموجب حدیث

ظن المومنین خیرا - اجروثواب کے مستحق ہونگے

مکتوب نمبر ۶۵ بنام منشی عاشق علی خان صاحب ناطق کلانوری

نائب مہتمم انجمن خدالقیہ نگانہ

میری طبیعت علیل ہے - مجھے آپ سے آرام ملنا چاہیئے تھا - مگر اس کے خلاف ہو رہا ہے - میں نے تاریخ جلسہ مقرر کردی ہے - بشرط تندرستی ان شاء اللہ وقت معینہ پر حاضر ہونگا - بہتر ہو کہ میرے آنے سے پیشتر آپ سب یکجا ہوکر کام شروع کردیں تمام معاملات کو سلجھانے کی کوشش کریں - تمام عہدیدار اور جدید انتظام تک بدستور قائم رہیں - ملازمین قانون کے دائرے کے اندر رہیں - حافظ حبیب احمد کو میں باختیار خود علحدہ کرچکا ہوں مولوی محمد عظیم کو میرے آنے تک - رہنے دو - خود آکر یہ سب فیصلہ کردوں گا - برخوردار عبدالغنی خاں کو بھی ایسا ہی لکھ دیا گیا ہے آپ منشی محمد حنیف نگانہ پہنچ جاویں - اور تمام کاروبار کو حسن تدبیر سے سنبھالیں - ہمت نہ ہاریں - حسود کو کہہ دو کہ خواہ مخواہ دخل نہ دیوے - جس قدر آمد ہوسکتی ہے - سعی کرتا رہے سب کو سمجھاؤ - اتفاق سے کام کرو - ایسا کام نہ کرو جس سے جگ ہنسائی ہو

نمبر ۶۶ بنام چوہدری عبدالغنی خان صاحب وائس پریذیڈنٹ انجمن خالقیہ نگانہ

میری طبیعت علیل ہے - آپ کالنور جاکر منشی عاشق صاحب خاں صاحب کو لے آویں - یہ وقت بیکار بیٹھے رہنے کا نہیں - آپ ہالنسی ہیں اور وہ کلانور میں - تمہیں شرم آنی چاہیئے - ایک دوسرے کے قوت بازو بنو متفق ہوکر کام کرو - مقام ہے [illegible] جب تک منشی عاشق صاحب [illegible]

کو لے آؤ۔ یہ وقت بیٹھ رہنے کا نہیں۔ آپ ہانسی میں وہ کلانوری میں تمہیں شریک آنی چاہیئے۔ ایک دوسرے کے قوت بازو بنو۔ متفق ہو کر کام کرو۔ مقامی حالات کو نظر انداز مت کرو۔ جب تک منشی عاشق علی خاں بیمار ہیں آپ خود حسن تدبیر سے کام کریں۔ ایک دوسرے کی عزت کے خواہاں بنو۔ ایسے کام نہ کرو جس سے نا اتفاقی پیدا ہو۔ یا دوسروں کی نظروں میں ذلیل ہو جاؤ۔ مولوی محمد عظیم کو میرے آنے تک رہنے دو تمام معاملات بشرط صحت میں خود دیکھ کر کروں گا۔ اس وقت جس قدر ہو سکتا ہے فراہم کرنے کی سعی کریں سب گاؤں کے لوگ جمع کر کے وفد بناؤ۔ اور چندہ جمع کرو۔ اگر ممکن ہو تو ہاتھ بھی وفد بھیجے جاویں تاکہ جو قرضہ ہو گیا ہے۔ ادا ہو جائے۔ تمکو تو میری خوشنودی چاہیئے تھی۔ مشورہ سے کام کیا کرو۔ تاکہ شرمندگی نہ ہو ویسے ہی کام کرو۔ جیسے خلوص و ہمدردی اور محبت سے تمہارے والد مرحوم کرتے تھے۔ سب کو ہدایت کر دیں۔ کہ ایک دوسرے کے خلاف لکھ کر مجھے تکلیف نہ دیں۔ وہ کام کرو جس میں میری خوشنودی ہو۔

ان مکتوبات کا کوئی اثر نہ ہوا اور ایک دوسرے کی مخالفت پر تعصب [illegible] اہل کفالہ وغیرہ نے تجویز کی کہ ہیڈ ماسٹر صاحب انتظامی معاملات میں دلچسپی نہیں لیتے تو دست برداری دیدیں۔ تاکہ ہم لوگ انتظام کریں مدرسہ کی حالت ابتر ہو رہی ہے۔

لہذا حضور کی طرف سے جواب نفتہ مذکور ایک گرامی نامہ پہنچا۔ اور

اُسکے بعد عبدالغنی خاں صاحب نے بھی ایک طویل عرضداشت خدمت میں روانہ کی جس کے جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ خواہ تمہاری طرف سے لوگ بیزار ہیں یا نہیں تمہیں دست برداری میں کیوں تامل ہے حضرت خالد ابن ولید کے قصہ سے سبق حاصل کرو جب کہ وہ برسرپیکار تھے۔ اور اُن کی معزولی کا حکم حضرت عمر فاروق رضؓ کی طرف سے پہنچا۔ اور انہوں نے خط کو بوسہ کر دیا۔ اور بڑی خوشی کے ساتھ دست برداری حاصل کر لی۔

ہر خودار جائے غور ہے کہ تمہیں کیوں نہ خوش ہونا چاہیئے۔ کہ تمام ترذمہ داریاں جو تم پر عائد ہوتی ہیں۔ اُن کو آپ کے بھائی اپنے سر پر لے رہے ہیں۔ تم کو جو کچھ کرنا چاہیئے میری خوشنودی خدا اور رسول کے لیئے کرنا چاہیئے۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ساتھ ہیں۔ انشاء اللہ وقت قریب ہے کہ میں خود آؤں۔ اور تم سے معاملات کا تصفیہ کروں اس وقت تک آپ بالکل خاموشی کے ساتھ کام لیں۔

۸۸۶

باب سیزدہم

لمع لبیت یکم صحائف المکاشفات روحانی

عزیز الدین ہیڈ ماسٹر خالقیہ ہائی سکول سے نقل ہے۔ کہ ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ سرہند شریف عرس میں تشریف لے گئے۔ بندہ بھی حاضر خدمت تھا۔ آپ اسٹیشن سرہند سے اتر کر منڈی تشریف لے گئے۔ اور چونکہ عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ آپ نماز جماعت میں کھڑے ہو گئے۔ خلیفہ عبدالرزاق صاحب اور چند درویش ہمراہ تھے۔ منڈی کے کچھ لوگ اور چند مسافر بھی شریک تھے۔ آپنے نیت توڑ کر فرمایا۔ کہ تم سب نیت توڑ دو۔ چونکہ ہم بہت غلط رخ پر نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ دراصل کعبہ اس طرف ہے۔ چونکہ مجھے اس طرف صاف نظر آ رہا ہے پھر اسی رخ پر کھڑے ہو کر نماز باجماعت ادا کی۔ بعد انفراغ نماز دیگر لوگ قطب نما لائے۔ اور عرض کیا کہ قطب نما کے ذریعہ سمت درست کر لی جائے۔ چنانچہ جب قطب نما رکھا گیا۔ تو ٹھیک وہی سمت تھی جو حضور علیہ الرحمتہ نے بتلائی تھی۔ اس جگہ نشان بنا دیا گیا۔

منشی غلام نقشبند صفی۔ سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ لدھیانہ سے انبالہ کینٹ سائیں توکل شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جا رہے تھے۔ مگر لدھیانہ

لدھیانہ سے لگے سٹیشن پاھنڈاری پر فوراً اُتر پڑے آپ کے ہمراہ کوئی شخص نہ تھا۔ قضا را وہی گاڑی سرائے بنجارہ اسٹیشن کے پاس پانی میں غرق اور تباہ ہوگئی۔ بے شمار مسافر ضائع ہو گئے۔ پتہ ملنے پر تاریں دیگیں چونکہ لدھیانہ والوں کو پتہ تھا کہ آپ اسی گاڑی میں سوار ہوئے تھے۔ سائیں توکل شاہ صاحب علیہ الرحمتہ کی خدمت میں بھی تار دیا گیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ اتفاق سے یکدست وزیر علی روہتکی مجھے لاہور میں ایک جگہ نظر پڑا۔ میں نے جب اس سے دریافت کیا کہ تم یہاں کہاں پھر رہے ہو۔ اس نے بیان کیا کہ میں یہاں حضرت صاحب کے ساتھ لاہور آیا ہوں۔ آج حضرت شاہی مسجد میں تشریف رکھتے ہیں خلیفہ محمد بخش صاحب فتح گڈی حضرت کی تلاش میں میرے پاس آئے ہوئے تھے۔ وہ وزیر علی کے ساتھ مسجد میں پہنچے تو آپ کو مسلمانوں کے ایک بہت بڑے حلقہ میں بیٹھے پایا۔ اور آپ درویشوں کے حالات سُن کر یہ فرما رہے تھے۔ کہ سب سے عظیم الشان درویشی سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال پیروی ہے۔ سنت نبوی کے خلاف چلنے والے صادق درویش نہیں ہو سکتے۔

ایک مرتبہ آپ سرہند شریف تشریف لے گئے۔ اور جب وہاں فارغ ہوئے تو ہم رکاب لوگوں سے فرمایا۔ کہ برات شاہ ہے۔ چونکہ وہاں پیغمبران کے مزارات ہیں۔ جب آپ وہاں حاضر مراقب ہوئے تو آپ کے ہمراہی بھی مراقبہ میں شامل ہو گئے۔ لیکن چند منٹ آپ وہاں سے اُٹھ کر دوسری جگہ جا بیٹھے۔ اور فرمایا کہ مزار اس جگہ ہے وہاں نہیں ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں کے خادم کے آنے پر اس امر کی تصدیق

ہو گئی

مست گھنیا لال ہوشیار پور میں گدڑی اوڑھے پھرا کرتے تھے۔ کہ اکثر اجنبی لوگوں کا صحیح نام لے کر متوجہ کر لیا کرتے تھے۔ ایک شب خلیفہ محمد بخش صاحب نے مجھے یعنی (غلام نقشبند) فرمایا کہ چلو گھنیا لال کو چل کر دیکھیں رات کا پچھلا پہر تھا۔ دونوں خاموشی کے ساتھ مست کے پیچھے جا کھڑے ہوئے۔ وہ اس وقت ایک ٹھیکری سے زمین پر کچھ لکھ رہے تھے فوراً گھنیا لال نے ہماری طرف منہ پھیر کر کہا کہ خلیفہ صاحب جاؤ ہم نے سنی ان سنی کر دی ہے۔ پھر دوسری دفعہ ذرا بلند آواز سے کہا۔ کہ اجی آپ جاؤ۔ خلیفہ صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا اور واپس چلے آئے۔

اتوار کے دن خلیفہ صاحب بجواڑہ آئے۔ اور میں ان کے ساتھ کوٹ شریف آیا۔ دورانِ گفتگو میں حضور خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مستوں اور دیوانہ لوگوں کو چھیڑنے میں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے میں اسی وقت سمجھ گیا کہ مجھ پر اشارہ ہے۔

ایک مرتبہ آپ سرہند شریف مسجد خواجہ معصوم سید کمال میں تشریف فرما تھے۔ میں بھی بغرض شرکت عرس کپورتھلہ سے گیا۔ چاشت کا وقت تھا۔ اور آپ کے پاس لوگوں کا مجمع تھا۔ آپ نے فقیر اٹھکر از راہ لطف و کرم سینہ سے لگا لیا۔ اور پھر کتاب مطالب رشیدی جو میرے ہاتھ میں تھی۔ اپنے دست مبارک میں لے کر چند اوراق کھولے اور ایک جگہ انگلی رکھ کر فرمایا کہ یہاں سے پڑھو۔ میں نے پڑھا تو لکھا تھا محافظت نظر از نامحرم۔ یعنی واقعہ یہ تھا کہ میں اس سفر میں دیدہ دانستہ

نامحرم عورتوں کو دیکھتا آ رہا تھا۔ جب اس مضمون کی طرف آپ نے اشارہ فرما کر مجھے تنبیہ فرمائی۔ تو یہ ایک ایسا تازیانہ میرے واسطے ہوا کہ جس کو میں عمر بھر نہ بھولوں گا۔

ارشاد خالقیہ میں مولوی عبدالکریم صاحب سبزی فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحب۔ اتنے بڑے باکمال ہوتے ہوئے کبھی آپ اپنی کسی بات کو اظہار نہ فرماتے۔ اور کبھی کسی بات کا اظہار ہو جاتا تو اس کے چھپانے کی کوشش فرماتے۔ مگر جن باتوں کا اظہار تعلیمی ضروریات سے کرنا پڑتا تھا۔ ان کو بھی اشارتیاً کنایتاً اور کبھی صاف طور سے بھی بتلا دیا کرتے تھے۔ مثلاً بحالت مراقبہ اگر کسی طالب کی توجہ کسی دوسری طرف منعطف ہو جائے تو اس کا ازالہ ضرور فرما دیتے تھے۔ مختلف طریقوں سے کبھی مٹی پہ ہاتھ رکھ کر کبھی کسی اور ذریعہ سے۔ علاوہ مراقبہ کے اگر مرید کو غافل پاتے تو متنبہ فرماتے۔ ایک مرتبہ ضلع سیالکوٹ میں مغرب کے بعد ہم سب لوگ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حلقہ باندھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آہستہ آہستہ ایک ایک مقام پر سیر کر رہے تھے۔ اور حضور ہر ہر مقام پہ باقاعدہ توجہ دلاتے رہے۔ اتفاق سے میرا دل باوجود مقام محبت کے فیضان سے گذر جانے کے مقام اقربیت میں پہنچ گیا تھا۔ تنزل کر کے پھر مقام معیت [illegible] یہ مقام نہایت مسرت بخش اور انبساط افزا [illegible] خواجہ صاحب نے اسی وقت میرے سر پہ دو انگلیوں کو مارا۔ اس ضرب سے مجھے اس قدر دہشت اور رعب غالب ہوا۔ کہ یا اللہ نہ معلوم مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا اسی خیال میں باقی وقت حلقہ گذار دیا۔

۔جب حلقہ ختم ہوا۔تو حضور نے مجھے میری غلطی پہ متنبہ فرمایا۔
اوپر سے نیچے آنا نامناسب بات ہے۔اسی کو خطرہ کہتے ہیں۔لہذا میں
تمکو خبردار کیا تھا۔جب یہ رمز مجھے معلوم ہوئی تو افکار سے
رہائی پائی۔یہاں پہ اگر غور کیا جائے۔اور گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ
جائے تو صاف طور سے معلوم ہوگا کہ مرید کے حالات اپنے شیخ کامل
سے کسی حالت میں مخفی نہیں رہتے۔جو خیال مجھ کو آیا تھا جس
کو میں بوجہ لاعلمی کے مفید سمجھتا تھا۔وھو التزل من المقام الاعلی
الی المقام الاسفل جو میرے واسطے سراسر مضر تھا۔حضور نے
فوراً ہی مجھے ٹوک دیا۔

اس طرح ایک روز میں اور مولوی عبدالعزیز راہونی اور حضور
خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ تینوں گھوڑوں پر کہیں جا رہے ہیں۔سب سے
آگے حضور خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ آپ کے پیچھے مولوی صاحب اور سب
سے پیچھے میں۔ناگہانی میری گھوڑی نے شرارت کی۔میں نے اس کی لگام کو
سخت کیا اور چاہا کہ یہ ٹھیک طور سے چلے۔اور کسی قسم کی خباثت
نہ کرے۔اس وقت میرے قلب کی توجہ یاد خدا سے ہٹ گئی یعنی ذرا
غفلت ہو گئی۔حضور نے فرمایا تمہارا دل کدھر متوجہ ہو رہا ہے۔
میں نے عرض کیا کہ گھوڑے کی شرارت کیوجہ سے ایسا ہو گیا
فرمایا ارے میاں موت کا ہیبت ناک منظر اس سے بدرجہا خطرناک
ہے جب ایسی معمولی مصیبت کے وقت تم اپنے دل کو قائم نہیں رکھ
سکتے تو پھر اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔جس وقت شیطان ڈاکہ
ڈالنے کے لئے تمہارے گھات میں لگا ہوگا۔ہوشیار ہو جاؤ

ہردار پھر کبھی ایسا نہ ہو ہمیشہ اپنے دل کو خدا کی طرف متوجہ رکھا کرو۔ اس
سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کے اپنے متوسلین
لے حالات پر کس قدر توجہات و خیالات تھے۔ جب کسی بزرگ کی قبر
پہ آپ کا گذر ہوتا۔ تو ہر ایک مرید سے علی سبیل الافراد الگ الگ دریافت
رمالیا کرتے تھے۔ بتاؤ یہ کون سے بزرگ کا مزار ہے۔ کس خاندان کے کس
لسلہ کا تعلق رکھتے تھے۔ کب وفات ہوئی وغیرہ وغیرہ۔

جو ٹھیک بتلاتے تھے ان کی کمر ٹھونک کر شاباش فرماتے۔ اور جو نہیں
بتلا سکتے تھے ان کو آپ بوضاحت سمجھا دیا کرتے تھے۔ جب کوئی قبرستان
سامنے آجاتا تو ہم لوگ پہلے ہی چوکنا اور ہوشیار ہو جاتے تھے اور
سی کوشش میں رہتے تھے کہ جیسے ہی ہم آپ سے سوال کریں تو فوراً ہم صحیح
دیگر دعائے ولی کے مستحق بنیں۔

ڈاکٹر دولت خان سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ صاحبؒ
میرے غریب خانہ چھاؤنی جالندھر میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں ملٹری ہسپتال میں
تعینات تھا۔ اور اسٹیشن سواری گاڑی اور ڈاک وغیرہ پر ڈیوٹی تھی آپ
کی تشریف آوری سے ڈیوٹی پر جانے میں اکثر دیر ہو جایا کرتی تھی لیکن
آپ مجھے تنبیہ فرمایا کرتے کہ تم میری وجہ سے کیوں دیر کرتے ہو
ہوا ایک روز آپ نے مجھے تاکیدً حکم دیا کہ اسٹیشن پر جلدی
عرض کیا۔ کہ ابھی تو گاڑی میں دیر ہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور
جلدی جاؤ۔ میں آپ کے فرمان کے بموجب بذریعہ سائیکل اسٹیشن پر
پہنچا۔ تو گاڑی پلیٹ فارم پر آچکی تھی۔ اور ایک لڑکی میں سے انگریز
ڈاکٹر ڈاکٹر پکار رہا تھا۔ جب میں دوڑ کر قریب پہنچا تو معلوم ہوا

کہ اس کی میم کے کپڑوں میں آگ لگ گئی ہے جب کہ وہ پٹرول کا چولھا
جلا رہی تھی خیر آگ بجھانے کے بعد اس کی مرہم پٹی کی۔ اور ہسپتال داخل
کر دیا۔ اس کام کی انجام دہی میں مجھے دیر ہو گئی۔ تو آپ اور لوگوں سے دریافت
فرماتے رہے کہ کیا ابھی تک دولت خاں نہیں آیا۔ جب میں فارغ ہو کر
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ بیٹا میرے کہنے پر
فوراً عمل کیا کرو۔ چونکہ میری کوئی بات خلاف مصلحت نہیں ہوتی۔

اسی طرح ایک روز پھر آپ نے فرمایا۔ کہ اسٹیشن پر جلدی چلے جاؤ۔ میں
نے عرض کیا کہ جس گاڑی پر میری ڈیوٹی ہے اس میں ابھی بہت دیر ہے۔ آپ
نے فرمایا کہ نہیں ابھی چلے جاؤ۔ میں بھی مصلحت سمجھ کر اسٹیشن پر چلا گیا
اور پلیٹ فارم پر ٹہلتا رہا۔ ایک صاحب کو دیکھا کہ وہ گاڑی کا انتظار کر
رہے تھے۔ میں نے ان کے قریب جاکر دریافت کیا کہ آپ کہاں جائیں گے
کہاں سے آئے کیا نام ہے وغیرہ وغیرہ

معلوم ہوا کہ نام تو صوبیدار ممتاز علی خاں ہے۔ اور کوٹ حضرت صاحب
کی خدمت میں جا رہے ہیں۔ پھر میں نے ان کو بتلایا کہ صوبیدار صاحب
آپ وہاں فضول جا رہے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب تو اسی جگہ میرے غریب
خانہ پر تشریف رکھتے ہیں۔ یہ سن کر وہ صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور سب
ٹکٹ وغیرہ پھینک کر میرے ہمراہ ہو لئے۔ اور آپ کی خدمت میں پہنچ کر قدم بوس
ہوئے۔ اس وقت آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے تب میں سمجھا کہ آپ کو مجھے اسٹیشن
پر بھیجنے کی یہ مصلحت تھی۔

باب چہاردہم

لمع بست دوم۔ شموع الرویائے والقہ

آپ نے فرمایا کہ ایک شب میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
لوخواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
لی جدائی میں آپ کا کیا حال ہوا ہوگا۔ آپ یہ سن کر رونے لگیں جس کے باعث
میں بھی رونے لگا۔ اور سوچا کہ میں نے ناحق ایسی بات دریافت کر کے آپ کو
رنجیدہ کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے از حد محبت تھی
آپ نے اور جو جرم بھی کیے وہ محض اشاعت اسلام ترقی دین کے لیئے کیے اگر ان قبائل
میں حضور نکاح نہ کرتے تو وہ قبیلے پھر ایمان نہ لا سکتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ سب کے
سب مسلمان ہو گئے۔ میں بھی اسی وجہ سے برداشت کرتی رہی۔ اور حضور کو منع نہ کرتی
ورنہ مجھے امید تھی کہ اگر حضور کو میں اجازت نہ دیتی۔ تو حضور کبھی اور نکاح نہ کرتے۔

آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ خلیفہ [illegible]
مولوی پیر محمدؒ صاحب اور میں خود ایک جنگل میں چلے [illegible]
باغ نظر پڑا جس کے دروازے پر دربان کھڑا ہوا ہے میں نے
اس دربان سے دریافت کیا کہ باغ کس کا ہے۔ دربان نے جواب
دیا کہ یہ حبیب فاطمہ بنت عبدالخالق کا ہے۔ میں نے کہا کہ

بھائی عبدالخالق تو میں ہی ہوں اور حبیب فاطمہ میری لڑکی ہے۔ اسلئے مجھے اللہ
جانے دو۔ اس نے روک کر کہا کہ میرے پاس عبدالخالق کی ایک تصویر
ہے۔ اس سے تمہاری شکل ملا کر دیکھ لوں جب اندر جانے دوں گا۔ جب
اس نے تصویر سے میری شکل ملائی تو نہ ملی۔ اور اندر جانے سے بھی روکا اتنی
دیر میں ایک معمر شخص بھی وہاں آگئے جنہوں نے اس دربان سے کہا کہ عبدالخالق
یہی ہیں ان کو اندر جانے دو۔ جب میں اندر گیا تو کیا
دیکھتا ہوں دو کرسیاں نہایت خوبصورت بچھی ہوئی ہیں۔ ایک پہ میری
لڑکی حبیب فاطمہ اور دوسری پر اس کی ماں فاطمہ بیٹھی ہوئی ہیں مجھے
دور سے آتا دیکھ کر حبیب فاطمہ اباجی اباجی کہتی ہوئی دوڑی آئی
اور بہت تعظیم و تکریم کے ساتھ لے جا کر ایک عمدہ جگہ پہ بٹھا دیا۔ اور
میرے سامنے بہت عمدہ عمدہ کھانے رکھے۔ میں نے کہا کہ خلیفہ عالم شاہ
صاحب اور مولوی پیر محمدؐ بھی میرے ہمراہ ہیں جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور
دربان نے ان کو نامحرم کہکر آنے نہ دیا۔ یہ سن کر حبیب فاطمہ دوڑی
ہوئی گئی کہ میں اپنے پیر سے مل کر آؤں۔ میں نے فاطمہ سے کہا کہ تم کو بہت
عرصہ میں دیکھا تم کہاں تھیں۔ جواب دیا کہ تم کو اپنے کاموں سے ہی فرصت
نہیں۔ میں کہاں آؤں پھر میں نے پوچھا کہ کیا تم بھی اسی جگہ رہتی ہو۔ کہنے لگیں
کہ نہیں میرا تو دوسرا باغ ہے۔ یہاں تو کبھی کبھی آجاتی ہوں۔ اس کے
بعد مجھے ایک خوشنما حوض پہ نہلایا۔ اور نئے کپڑے پہنائے۔ اور میں
وہاں سے رخصت ہوا اور باہر پہنچ کر ان دونوں کے ہمراہ گھوڑوں پر سوار ہو کر
چلا۔ تھوڑی دور جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا مینار
ہے اس پہ ہم چڑھ گئے۔ وہاں پہ ایک بہت عمدہ چبوترہ .....

بنا ہوا ہے جس پہ کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ اور نیچے ان کے نہریں جاری تھیں۔ وہاں پہ خواجہ عالم شمس العرفان بیٹھے ہیں۔ انہوں نے مجھے ایک مرصع کرسی پہ بٹھانا چاہا۔ لیکن میں ایک معمولی کرسی پہ بیٹھ گیا

اتنے ہی میں مولوی عبدالکریم کلکتی آ گئے۔ ان کے ساتھ بہت سے آدمی تھے۔ پھر پیر محمد غوث پھر میر احمد شاہ صاحب ان کے ساتھ بہت سے آدمی تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایک سرخ رنگ کا قبہ آسمان سے اترتا ہوا نظر آیا۔ جب وہ قریب آیا تو بہت سے آدمی اسے پکڑنے کے لئے دوڑے۔ لیکن کسی کے بھی وہ ہاتھ نہ آ سکا حضرت قبلہ خواجہ صاحب نے بھی اس کو پکڑنے کی کوشش کی۔ مگر وہ بھی اسے نہ پکڑ سکے۔ خواجہ صاحب نے مجھے بھی فرمایا کہ اس کو تم بھی پکڑو۔ کچھ اصرار کے بعد میں بھی اٹھا اور پکڑنے لگا۔ تو وہ قبہ خود بخود میرے شانوں پہ آ گرا۔ میں نے اٹھا کر اسے نیچے رکھا۔ اور اس کا پردہ ہٹا کر دیکھا تو ایک نہایت اچھی صورت نظر پڑی۔ پردہ اٹھتے ہی سب لوگ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ چنانچہ خواجہ صاحب اور میں بھی بے ہوش ہو گئے۔ تو قبہ میں سے آواز آئی عبدالخالق تو لوگوں سے دور ہوتا ہے تجھکو تو میرے پاس رہنا ہے اور مجھکو تیرے پاس تو ہوش رکھنا چاہیئے۔ ان باتوں سے ہوشیار ہو کر [illegible] قبہ کے چہرے پہ ذرا تبسم نمودار ہوا جس [illegible] بے ہوش طاری ہو گئی اور وہ قبہ اسی طرح اوپر کو پرواز کر گیا۔ جب سب کو ہوش آیا۔ تو سب نے نماز ادا کی۔ اور میں نے حضرت خواجہ صاحب سے عرض کیا۔ کہ آپ مدرسہ کے لئے دعا فرمائیں۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کا ان

حافظ ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نگہبان ہیں۔ اور میرے تو صرف اس کی حفاظت سپرد ہے۔ مولوی عبدالکریم کلکتی میر احمد شاہ۔ مولوی پیر محمد اس کے چوکیدار ہیں پھر تم کو کیا فکر ہے اس کے بعد مولوی کلکتی نے اپنے بھائی یوسف کا ہاتھ پکڑ کر ..... میرے ہاتھ میں دیا۔ کہ اس کو داخل سلسلہ فرمالیں اس کے بعد فوراً میری آنکھ کھل گئی

۷ جنوری ۱۹۱۷ء کو فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ مجھے فرمایا کہ عبدالخالق تجھے معلوم ہے کہ آج میری وفات کا دن ہے۔ یہ سنتے ہی میری چیخیں نکل گئیں۔ زور زور سے رونے کی آواز سن کر رقیہ نے جگا دیا کہ حضرت آپ کو کیا ہوا صبح بعد حضور باہر تشریف لائے۔ تو گریہ و زاری میں تھے۔ آپ نے بہت عمدہ عمدہ کھانے پکوا کر صدہا آدمیوں کو کھلایا۔

۲۲۔ جولائی ۱۹۱۵ء کو فرمایا خواب میں دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہوں۔ اور ایک شخص میرے بازو پکڑ کر ہلا رہا ہے۔ جب نماز سے فارغ ہوا۔ تو اس سے کہا آپ مجھے نماز میں کیوں ہلاتے تھے۔ وہ کہنے لگا مجھے آپ کے نماز پڑھنے کی خبر نہ تھی۔ اب میں کہتا ہوں۔ کہ خود خدا ے پاک تمہارا سفیر ہے۔ تمہیں سفیر کی کیا ضرورت ہے خدا یتیموں کا رزاق ہے۔ پھر کیا فکر ہے اسی وقت سے میرا اطمینان ہو گیا۔

۲۱۔ ستمبر ۱۹۲۳ء بعد نماز مغرب حالت استغراق و بخار میں فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا۔ ایک دریا ہے۔ اس میں دو مچھلیاں ہیں۔ میں دریا کے اندر جانا چاہتا ہوں۔ لیکن مچھلیاں اندر نہیں جانے دیتیں۔ میں زبردستی ان کو ہٹا کر اندر داخل ہو گیا۔ اندر جا کر کیا دیکھتا ہوں

کہ ایک بزرگ سامنے تخت پہ تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بلا اجازت اندر کیوں چلے آئے۔ لہذا تم کو قید کیا جاتا ہے۔ ایک کوٹھڑی میں مجھے بند کر دیا۔ میں تھوڑی دیر گھبراتا رہا۔ لہذا ایک دھکا زور سے مارا۔ سامنے ایک باغ دکھائی دیا۔ اس میں بہ تکلف ایک مکان تھا۔ اس میں گیا دیکھتا ہوں۔ ایک بہت خوبصورت میز بچھی ہوئی ہے۔ اس پہ قلم دوات کاغذ بھی موجود ہے۔ میں نے قلم دوات سے لکھنا شروع کیا کہ اے اللہ تو نے مجھے پیدا کیا۔ تین برس کا تھا۔ جب یتیم کیا۔ تو نے بدلہ بھی دیا۔ جس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ تو نے مجھے غوث اعظم بنایا۔ قطب الاقطاب بنایا۔ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اور بیمار ہوں۔ لہذا اب میں اس خدمت سے استعفیٰ دیتا ہوں تو قبول کرنے والا مہربان ہے۔

۲۹ ستمبر ۲۳ء کو علی الصباح حضور نے ارشاد فرمایا۔ آج ایک خواب دیکھا ہے۔ کہ ایک ستارہ ٹوٹ کر میرے سامنے گرا۔ اور بے نور ہو گیا پھر دیکھا کہ والدہ صاحبہ کفن مانگتی ہیں۔

آپ یہ خواب بیان ہی فرما رہے تھے۔ کہ [illegible] کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے فوراً [illegible] وتکفین میں شریک ہونے کے لئے روانہ [illegible] کہ عدود ان میں والدہ صاحبہ کے پاس ہی دفن [illegible] کے باہر ان کی قبر ہے۔

۲۸ دسمبر ۲۳ء کو آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک خواب دیکھا اس کو یاد رکھنا۔ بلکہ لکھ لینا۔ کیوں کہ بابا فرید الدین [illegible]

اور فرمایا کہ پیر کا فرمودہ ایک لفظ لکھنے کا ثواب ایک ہزار نیکیوں کے لکھنے کا ثواب ملتا ہے۔

میں نے ایک بہت بڑا وسیع میدان دیکھا۔ اس میں دو چارپائیاں بچھی ہوئی ہیں۔ ایک پہ میں لیٹا ہوں۔ اور میرے گرد خورشید علی حافظ عبدالعزیز مولوی محمد عظیم وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اتنی دیر میں میرے والد ماجد قبلہ عالم خواجہ شمس الکونین رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔ اس کے بعد شیخ احمد صاحب اور حاجی محمود صاحب اور میرے والد کے خلفاء آئے۔ پھر صوفی بدرالدین وغیرہ وغیرہ۔ میں ہر چند چاہتا تھا کہ اٹھ کر بیٹھ جاؤں۔ مگر ضعف و نقاہت سے مجبور تھا میرے والد صاحب نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا رہے ہیں میں نے پھر اٹھنا چاہا۔ لیکن میرے والد نے فرمایا لو مت۔ پھر خبر ہوئی۔ کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو مولوی محمد عظیم نے سر کے نیچے ہاتھ کا سہارا دے کر اٹھا دیا اور میرے پیچھے بیٹھ گئے۔

پھر ایک حضرت نے اٹھ کر مجھے پھولوں کے ہار پہنائے۔ اور اسقدر ہار پہنائے کہ دونوں چارپائیاں پھولوں سے لد گئیں۔ پھر ایک جامہ پہنایا گیا۔ جو بہت ہی قیمتی ہفت رنگ کا تھا۔ یہ فرما کر آبدیدہ ہو گئے۔ اور فرمایا کہ میں ان میں ایک بہت گنہگار بندہ ہوں۔ مگر یہ ان کی ذرہ نوازی ہے تم کو یہ ہار اور جامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے پہنایا گیا بعدہٗ ایک دستار دستِ مبارک سے میرے سر پہ باندھی

اور فرمایا دنیا میں تجھکو سردار کیا گیا تھا۔ اب تجھ کو آخرت کی سرداری دیجاتی ہے۔ میں نے ان ہاروں میں سے کچھ تو بدرالدین کو اور کچھ مولوی محمد عظیم کو دیئے۔ اسی طرح اور لوگوں کو تقسیم کر رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔

۸ دسمبر ۲۴ء کو ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حاجی مولا بخش ایک میلے بچھونے پر پڑا ہے میں نے سلام علیکم کہی اس لئے جواب دیا۔ پاس رحیم خاں جہانخیل کا اور حاجی بدرالدین چھاؤنی انبالہ کے کھڑے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ دیکھو لوگ تو کہتے تھے کہ حاجی مولا بخش مر گئے۔ لیکن یہ تو زندہ ہیں تو پھر انہوں نے بھی سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا کیا حال ہے [illegible] تمہاری کیسی ہیں۔ جواب دیا کہ اب وہ خیال [illegible] ان کا خیال چھوڑ دیا تھا جب حضور نے فرمایا تھا کہ اپنا خیال چھوڑ دو۔ اور اپنے دھیان کو خدا کی طرف لگاؤ پس میرا خیال اسی روز سے خدا کی طرف لگا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا تیرا بستر میلا کیوں ہے۔ جواب دیا گھر سے اچھا بستر نہیں آیا گھر والی نے بھیجا نہیں۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی

آپ نے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا [illegible] اس کو ضرور ملتی ہے۔ فرمایا کہ پہلے بھی خواب [illegible] میں سے حال پوچھا کہ کیا حساب ہو رہا ہے [illegible] ایک کا دیدیتا ہوں۔ اور جو بات سمجھ میں نہیں آتی وہ [illegible] فرما کر بتا دیتے ہیں۔

۳۰ اپریل ۱۹۱۸ء بوقت عشاء آپ نے فرمایا کہ کل دوپہر کو میں نے
خواب میں دیکھا کہ ایک عام مجمع ہے جس میں میرے دوست گذرے
ہوئے زمانہ سے بھی موجود ہیں۔ اس میں ایک سفید ریش بزرگ
عصا ہاتھ میں لئے ہوئے آموجود ہوا اور کہنے لگا کہ کیا آپ مدرسہ
کے مولانا ہیں۔ میں نے کہا ہاں میں نے کہ یتیم خانہ بنایا ہے
پھر اس نے سوال کیا کہ کیا تم نے لاہور میں اس کی رجسٹری بھی
کرائی ہے میں نے کہا ہاں تو اس نے جواب دیا کہ اس طرح تمہارے
اختیارات جاتے رہیں گے۔ اس خیال سے باز آؤ۔ میں نے کہا کہ یہ
عمل میں نے خداوند تعالیٰ کی رضامندی کے لئے کیا ہے۔ اپنی وقعت
و اختیارات سے مجھے کچھ سروکار نہیں۔ میں نے تو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کے لئے یہ کام کیا ہے۔ اگر کوئی لائق شخص
مل جائے۔ تو میں اس کو دے سکتا ہوں۔

پھر اس نے دوبارہ کہا کہ باز آجاؤ میں نے کہا کہ میں اپنی زندگی اس
کے لئے وقف کر چکا ہوں۔ پھر وہ میرے سامنے وہ رقص کرنے لگا میں نے لاحول
ولا قوۃ الا باللہ تین مرتبہ پڑھا۔ تو وہ چلا گیا۔ اور دوبارہ جاکر تیسری بار بولا کہ
میں آپ کو پھر نصیحت کرتا ہوں کہ اس خیال کو چھوڑ دو۔ اور باز آؤ
میں نے پھر وہی جواب دیا جس سے بہت دور چلا گیا
جو صاف سنائی نہ دیتا تھا۔ آگے اس کو دو تین آدمی اور مل گئے چنانچہ
عبدالستار خان نے اس سے پوچھا کہ تیکوس کا ذکر کرتا ہے اس
نے کہا کہ حسب الخالق کا چنانچہ اتنا سنتے ہی اس نے اس کو
پکڑ لیا۔ اور خوب مارا اور باندھ لیا وہ بہت چلایا

ہیں اس کے چلانے کی آواز سن کر اس کے پاس گیا۔ اس وقت وہاں ایک مجمع تھا۔ حضرت خواجہ شمس العرفان و شیخ احمد صاحب بھی موجود تھے پھر وہ سفید ریش میری ڈاڑھی کو ہاتھ لگانے لگا۔ کہ اب چھوڑا دو میں نے جواب دیا کہ میں نے تجھکو کچھ نہیں کہا۔ پھر وہ خواجہ صاحب کی منتیں کرنے لگا۔ اس پر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جانے دو چھوڑ دو۔

مولف کہتا ہے کہ ۱۹ [illegible] ۱۳۵۸ھ کو خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آج رات کو ام المومنین تشریف لائیں۔ آپ لباس فاخرہ پہنے ہوئے تھیں۔ اور برقعہ اوڑھے ہوئے تھیں۔ لیکن میرے مکان میں تشریف لاتے وقت چہرے سے نقاب الٹ دیا اور فرمانے لگیں کہ کیسے ہو۔

میں نے عرض کیا۔ مدرسہ کا فکر ہے وقت دعا کیجیے۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر دیا ہے تاکہ حضور تمہارے مدرسہ کا خاص طور پر خیال فرمائیں۔ جوش محبت میں میں نے قدم بوسی کا ارادہ کیا مگر شریعت میرے دل کو اجازت نہ دیتی تھی۔ اتنے میں آپ نے فرمایا کہ بیٹا ماں سے ایسی شرم نہیں کرنی چاہیے۔ اب میں نے جھٹ ہی پاؤں چوم لیے۔ اور قدموں میں گر پڑا اتنے میں [illegible] میں نے اپنے محبوب کو جگا دیا کہ تم [illegible] گئے ہیں۔ میں اشعار [illegible] الم [illegible] کی تلاش کرنے لگا۔

آپ نے فرمایا ایک روز مجھے خواب میں [illegible] لے جایا گیا جہاں پر میں نے دیکھا کہ [illegible] تو کیا دیکھتا ہوں کہ جنت الفردوس [illegible] کہ اسی کو بہشت کی بیڑیاں پڑی ہوئی ہیں [illegible] اور [illegible] نعمتیں اور کھانے پینے کی چیزوں میں [illegible] الالوان

بہشتیوں میں سے محدود سے چند ایسے آدمی تھے۔ جو ان انعامات کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اور صرف دیدار الٰہی کے خواہاں، آگے بڑھ رہے تھے۔ بعض راستہ ہی میں رہ گئے۔ اور بہت کم منزل مقصود تک پہنچ سکے۔ آپ نے حاضرین مجلس کو ہدایت فرمائی کہ جو عبادت کی جاوے دوزخ بہشت کے خیال سے نہ کی جاوے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے واسطے کی جاوے۔ چونکہ تم نے یہ مدرسہ میرے ثواب کے لئے کھولا ہے اس لئے تم کو اس کا بڑا ثواب پہنچتا ہے

پھر فرمایا کہ شیخ عبد العزیز وکیل کو کہدو۔ کہ خود جالندھر جاکر صاحب [illegible] سے مل آویں۔ پھر میں نے کہا کہ مجھکو بیماری نے عاجز کر رکھا ہے۔ پھر حضرت خواجہ صاحب ملے اور کچھ اپنے ہاتھوں پر دم کرکے میرے تمام بدن پر مل دیئے۔ بس اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

صاحبزادہ مزمل الحسن خان صاحب سجادہ نشین سے نقل ہے کہ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا کہ شب جمعرات یعنی ماہ مارچ ۱۹۱۷ء کو میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ تمہاری والدہ رقیہ رو رہی ہے۔ اتنے میں باہر دروازہ سے دستک کی آواز آئی۔ میں نے پوچھا کہ کون ہے جواب دیا کہ قادر بخش ہے۔ میں سنتے ہی فوراً اٹھا اور حضور کو اندر لے آیا تھا [illegible] کو بوسہ دیا۔ اپنی چارپائی پر بٹھایا اور عرض کی اس وقت تین بجے رات کو حضور نے تشریف آوری کی تکلیف کیوں اٹھائی۔ تو حضور نے فرمایا کہ رقیہ کے رونے آواز سن کر آیا ہوں۔ اور وہ اسی طرح سے "سجدہ" ہوکر رو رہی تھی پھر ان کی طرف

متوجہ ہو کر فرمایا رقیہ تو کیوں روتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضور عزیز الرحمٰن
ناداں ہے۔ اور یہ بیمار ہیں تو جناب نے فرمایا کہ تمہیں یاد نہیں
ہے ہمارے سردار جناب حضور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بغیر ماں باپ کے کس طرح پرورش پائے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
و موسیٰ علیہ السلام وغیرہ نے بن ماں باپ کے کیسے پرورش پائی۔ اگر برخوردار
عزیز الرحمٰن زندہ رہا تو بہت عمدہ لائق ہوگا۔ تم مت گھبراؤ۔ میں نے اس
کے واسطے بہت دعائیں کیں ہیں۔ پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمانے
لگے۔ دوا کرنا سنت ہے علاج کراؤ۔ خدا صحت بخشے گا۔ تو میں نے
عرض کیا کہ مدرسہ نے مجھے ستایا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اس کو
توڑ دوں۔ آپ دانتوں میں انگلی دبا کر کہنے لگے۔ کہ گھبراؤ مت تمکو
خدا نے محبوب الٰہی اور شمس الکونین فرمایا ہے۔ ہزار ہا آدمی تم سے
عقیدت رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اب میری عقل درست
نہیں رہی اور نہ کام کر سکتا ہوں

پھر آپ نے فرمایا کہ وصیت کرنی سنت ہے۔ رسول اللہ نے وصیت
کی۔ میں نے بھی تمکو تین وصیتیں کیں۔ ایک تو ہمیشہ سرہند شریف
جانے کے لئے دوم سات سال میری قبر پہ بیٹھنا سوم میری
اپنی والدہ کی خدمت کرنا۔ سو آفریں ہے کہ تم نے اچھی طرح بجا لائی۔ سو تم
بھی وصیت کرو۔ اور اس میں عزیز الرحمٰن کا نام بھی لکھو۔ میں نے عرض
کیا کہ حضور میں نے تو وصیت لکھ دی ہے۔ غلام نقشبند صفی اس کو
دیکھنے اور صاف کرنے کے لئے لے گیا ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا
کہ کون صفی؟ تو میں نے پتہ بتایا کہ بجواڑہ کے جوہری کا بیٹا ہے۔ پھر آپ نے

فرمایا۔ ہاں مجھے پتہ لگ گیا۔ وہ اچھا آدمی ہے۔ اور کام کرنے والا ہے میں نے عرض کیا۔ کہ حضور فکر نہ کریں وہ مجھے بہت فائدہ پہنچاتا ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ صفی صاحب نے باہر سے آواز دی۔ میں نے کہا لو صاحب یہ ہی صفی ہے۔ تو حضور نے فرمایا کہ اندر بلا لو۔ اور کوئی پردہ وغیرہ نہ کرایا۔ صفی صاحب نے خواجہ صاحبؒ کے ہاتھ چومے۔ تو جناب نے بہت سی دعائیں دیں اور کہا کہ اچھا لائق ہے۔ مگر اس کے گھر کا کام اس کو نکلنے نہیں دیتا۔ اور آپ نے فرمایا کہ تمہاری اولاد کو لائق کرے۔ تم کام خوب ہمت اور مستقل مزاجی سے کیا کرو۔ اور گذارہ یہاں سے لیا کرو۔

۲۴۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء حضور نے فرمایا کہ میں نے خواب دیکھا۔ کہ ایک باغ میں کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ درمیان میں ایک بہت بڑا تخت بچھا ہوا ہے مجلس لگ رہی ہے۔ گرداگرد فصیل کی طرح محدود ہیں۔ ایک بڑا دروازہ ہے۔ باقی جگہ رنگین کاغذ خوشنمائی کی طور پہ لٹک رہے ہیں مجلس میں تخت پہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔ اور ارد گرد کرسیوں پہ اصحاب کرام اولیائے عظام رونق افروز ہیں۔ اور منتظمان جلسہ سید دین علیشاہ مست نعمت علی خاں میر احمد شاہ شیخ نبی بخش منشی لال محمدؐ مولوی زین العابدین وغیرہ ہیں۔ پھر میں حاضر ہوا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تخت کے بائیں طرف مجھے کرسی پہ بٹھایا۔ حضور نے دیکھا تو مسکرا کر فرمانے لگے۔ کہ ان کی کرسی داہنی طرف لے آؤ۔ یہ صلہ ان کو یتیم پروری کا عطا ہوتا ہے اتنے میں مست نعمت علی ایک روپیہ نذرانہ کا میرے پاس لایا۔ میں نے کہا

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ جب وہ حضور کے پاس لے گیا۔ تو حضور مسکرائے۔ نہ معلوم کہ نعمت علی کا منہ چوما۔ یا اس کے منہ میں تھوکا۔ پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے دستارِ نعمت علی کے سر پہ باندھی۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ باہر آیا دیکھتا ہوں دروازہ کے باہر جوتیوں کے پاس محمد یعقوب اور بہت سے لوگ ملنے والے کھڑے ہیں حافظ جی کی صورت پژمردہ اور رنگ سیاہ ہو رہا ہے۔ میں نے حافظ جی سے کہا۔ کہ تم اندر کیوں نہیں آئے۔ حافظ جی نے کہا کہ جگہ نہیں ملی۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔

مقام بٹالہ میں ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ختم شریف سے چند روز پہلے خواب میں دیکھا کہ بہت عمدہ مسجد ہے۔ اور اس میں وضو کرنے کی جگہ اس کے دکن میں بنی ہوئی ہے ظہر کا وقت ہے۔ اور میں استنجا کرکے اٹھا ہوں۔ اتنے میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے اور ایک برتن پانی سے بھر کر میرے پاس رکھدیا۔ ناچار میں نے استنجا کیا۔ اس کے بعد حضور ایک اور برتن بھر لائے اور فرمایا کہ اس سے وضو کر لو۔ میں نے عرض کیا کہ حضور مجھ سے کیا قصور ہوا۔ حضور مسکرائے۔ اور وضو کرا [illegible] تھے۔ مگر میں اپنے دل میں نہایت شرمندہ ہوتا [illegible] کیا قصور ہوا جس کی سزا دی جاتی ہے [illegible] مسکراتے ہوئے واپس تشریف لے گئے۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔

باب پانزدہم

لمع بست سوم۔ تحیۃ التبرکات ملفوظات

۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء بعد نماز فجر آپ نے فرمایا کہ نماز فرض عین ہے۔ روزہ، حج اور دیگر عبادات تو ایک دوسرے کا ادا کر سکتے ہیں۔ مگر نماز جب تک خود ادا نہ کی جائے ادا نہیں ہو سکتی۔ نو سال کی عمر سے تا حال میری ستاون نمازیں قضا ہوئی ہیں۔ جن کو میں کئی مرتبہ ادا کر چکا ہوں۔ لیکن پھر قضائے نماز کا غم دل پر ہے۔ جب میرے پیر و مرشد حضرت شیخ احمد صاحبؒ انتقال فرما گئے۔ تو ایک روز مجھے الہام ہوا کہ تم مقبول ہو گئے ہو۔ نماز ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یہ سن کر مجھے بہت خوشی لیکن نماز نہ چھوڑی۔ دوبارہ اور سہ بارہ یہی حکم ہوا۔ مگر میں برابر نماز پڑھتا رہا۔ انوارات کا دروازہ بند ہو گیا۔ جس سے سخت بے چینی ہوئی۔ میں بہت درویش اور بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوا۔ در دد انوارات کے لئے کوشش کرتا رہا۔ لیکن سب نے یہی کہا کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے پھر ایک شب کسی شخص نے کہا۔ کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم تمکو نماز چھوڑنے کیلئے فرما دیں تو پھر بھی نماز پڑھو گے یا نہیں۔ میں نے کہا ہاں میرے سامنے کہلا دو۔ وہ مجھے ایک جگہ لے گیا۔ جہاں ایک عمدہ مکان تھا اور اس میں کرسیاں لگی ہوئی تھیں

وہاں معلوم ہوتا تھا کہ یہاں ضرور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ مگر ان کے چہرے پہ ایک سیاہ تل خشخاش کے دانہ کے برابر معلوم ہوتا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے قرآن کریم اور رسول کا حکم نہیں چھوڑا جاتا۔

آپ نے فرمایا کہ تجھکو حکم دیا گیا تھا تو پھر تم نے اس حکم کو کیوں نہیں مانا۔ پھر حکم دیا کہ مارو اسے۔ میرے سر پر فوراً تلواریں چلنے لگیں۔ اور چلانے لگا۔ اتنی دیر میں حضرت قبلہ خواجہ صاحب تشریف لے آئے اور سب پیران کبار بھی تشریف لائے اور اس شخص کو ہی مارنے لگے۔

اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ میری آزمائش تھی۔ پھر خدا تعالیٰ کے حکم سے اسی طرح انوارات کا ورود ہونے لگا۔ بحالت سکر آپ نے فرمایا کہ کوئی بزرگ بقید حیات یا کسی اولیاء اللہ کا مزار ایسا نہیں ہے جس پہ میں نہ گیا ہوں۔ اور فائدہ حاصل نہ کیا ہو۔ ان پاک ارواح کے طفیل اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسا کرم فرمایا کہ جن ارواح سے میں استفادہ کرتا تھا۔ اب میں ہی ان کو فیض پہنچاتا ہوں۔ الا دو نفوس قدسیہ جن سے میں اب تک فیضیاب ہوتا ہوں۔ ان دو شخصوں [illegible] قرب ربانی کے متعلق اسوقت تک بعلم ریافت کرتے [illegible] ہوئی اور پھر بعد میں یاد نہ رہا۔

آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ ایام جوانی میں حضرت داتا گنج بخش صاحب لاہوری کے مزار پر حاضر ہوا فیضان کا سوال قبول ہوا۔ مراقبہ میں بیٹھنے سے معلوم ہوا۔ کہ ایک نہایت خوبصورت پرند پنجرے میں بند

ہے اور اس کے بدن سے انوارات کی دھاریں نکل کر میرے منہ
کے اندر آکر پڑتی ہیں۔ حتیٰ کہ فیضان بند ہو گیا میں نے عرض کیا
کہ کچھ اور عنایت ہو۔ ارشاد ہوا۔ کہ خواجہ اجمیری کے دربار میں جا
چنانچہ میں اسی طرح مزارات پر جا کر اور زندہ بزرگوں کی خدمت میں
حاضر ہو کر لطف اٹھاتا رہا۔ خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی۔ خواجہ
شمس الدین بہاولپوری اور دیگر بزرگان عظام کی خدمت میں حاضر ہو
ہندوستان سے پھر کر ملک شام و عرب کی طرف گیا۔ اور تمام
اکابرین اسلام و انبیائے عظام کی ارواح مبارکہ سے فیضان حاصل
کرتا رہا۔ دو مرتبہ حج بیت اللہ اور زیارت روضہ مطہرہ سے سرفراز ہوا
سوائے دو چار اشخاص کے کسی کو علم نہ ہوا کہ سجادہ نشین صاحب
دہلی سے آگے بھی قدم بڑھایا ہے۔ جو صاحب حج کر کے اپنے آپ کو حاجی
کہلواتے ہیں۔ وہ گویا حج کا اشتہار دیتے ہیں۔ اور عاقبت کا ثواب بھی دنیا
میں لینا چاہتے ہیں۔

بروز جمعہ بعد ختم خواجگان آپ نے خلیفہ دین علی کی طرف مخاطب
ہو کر فرمایا۔ کہ تم ثواب ختم شریف پہنچاؤ اور دعا بھی مانگو میں پانچ
روز سے دعا مانگنے سے بند کیا گیا ہوں۔ ابھی نو روز تک دعا نہیں
مانگ سکتا۔ (اس کا راز معلوم نہ ہو سکا۔ مولف)

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیر میں کم از کم چار باتیں
ہونی ضروری ہیں۔ اول اس کا ہر عمل خالصاً للہ ہو۔ کوئی طمع غیر شریک
نہ ہو۔ دوم بیعت کے وقت ہر موئے تن سے اسم ذات کا اجرا
کرا دیوے۔ سوئم خلق عظیم رکھتا ہو۔ کہ طالب کو حل مشکلات

سان ہو چہارم مکمل سند یافتہ ہو۔ یعنی سلسلہ اس کا صحیح حضرت رسالت
ب تک پہنچا ہو۔ درمیان میں کوئی نقص نہ ہو تاکہ طالب کی مراد میں کوئی رخنہ
ندازی نہ ہو سکے۔ کوئی زنجیر علحدہ ہوگی۔ تو سلسلہ وہیں تک ختم
و جائے گا۔

سید احمد صاحب انسپکٹر ڈاک خانہ جات سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ
ں پشاور تک پھر آیا کوئی فقیر پیری کے قابل نہ ملا۔ آپ نے فرمایا کہ تم
ذا بھی بچے ہو۔ میں نے ہندوستان، عرب و شام چھان مارا۔ مگر کوئی
رید نظر نہ آیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے تو ایک لاکھ سے زیادہ مرید
ہیں۔ حتیٰ کہ جن بھی مرید ہیں۔ سینکڑوں خلفا ہیں یہ مرید نہیں تو اور کیا ہیں
پ نے فرمایا کہ جس طرح یہ مرید ہیں۔ اس طرح کے تم نے پیر بھی
ہت دیکھے ہوں گے لیکن معتقدین کے حالات خود ناقابل ہیں۔ موجودہ زمانہ
کے پیر لوگوں کو قابل سند ارشاد نہیں سمجھتے۔

اپنی طرح یہ بھی خیال کر لینا چاہیئے۔ کہ دل سے خلوص والے۔ اعتماد اب
وہ کہاں پیر ہیں۔ جیسی روح ویسے فرشتے۔ جیسے پیر ویسے مرید۔ ع

خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔

۷ دسمبر ۱۹۰۹ء بوقت پانچ بجے شام تحصیلدار سہارنپوری کوٹ
یں آئے۔ شیخ عبدالعزیز بی۔ اے، بھی جو ہیڈ ماسٹر
تھے وہیں موجود تھے۔ اتفاقاً دوران گفتگو میں ڈا
کا ذکر آگیا کہ وہ قومی ترانے بہت اچھے کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک
خیال دوسرا قال۔ اگر قال کے ساتھ حال بھی ہو، تو نظم اور زبان
بااثر ہوتی ہے۔ اگر اہل درد ہوتا تو یہی نظمیں سب پر اپنا اثر دکھاتیں

پھر آپ نے فرمایا کہ آج تک مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عمدہ شاعر اور اہل درد اہل حال آج تک پیدا نہیں ہوا۔ اشعار بھی آپ نے پڑھے جن میں سے ایک شعر یہ بھی ہے ؎

صد کتاب و صد ورق در نار کن جان و دل را جانب دلدار کن

پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے جوانی میں مثنوی فارسی لکھی تھی۔ جس میں تقریباً چوبیس ہزار اشعار تھے۔ اور اس میں مولانا روم کی غلامی کا دعویٰ تھا۔ جس وقت مکان میں آگ لگی۔ وہ بھی جل کر راکھ ہوگئی

۱۸ر نومبر ۱۹۱۶ء تہجد کی نماز کے بعد آپ نے فرمایا کہ اب مجھے انحد کی آواز تنگ کرتی جاتی ہے۔ اور جو بندگ اس مقام سے آگے بڑھے دنیا سے گذر گئے۔ شاید میرا وقت بھی قریب آگیا ہے۔ ایک آواز ہر وقت سوتے جاگتے اور ہر شغل میں کانوں میں آتی رہتی ہے اور سورج کی کرنوں کی طرح انوارات کی آندھی شش جہت میں اندر ہی اندر چلتی رہتی ہے۔ اور ادھر سے ادھر نکل جاتی ہے نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے تمام بدن میں آر پار ہو جاتی ہے۔ وہ آواز کن ازلی ہے۔

۱۹ر نومبر ۱۹۱۹ء بعد نماز تہجد آپ نے فرمایا عشق کا لفظ قرآن پاک میں کیوں نہیں آیا۔ محبت یا اشد محبت کا آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محبت تک عقل قائم رہتی ہے جس سے انتظام قائم ہے اس سے بڑھکر عشق کا درجہ شروع ہوتا ہے۔ اور عاشق آتش عشق کے سبب بے اختیار ہو جاتا ہے نیز محبت ابتدائی درجہ عشق کا ہے۔ اور ہر انسان کے لئے سہل الحصول ہے۔ اسی بنا پر مکلف شریعت و احکام خداوندی ہے ؎

ترک از غلغلہ گبر و مسلماں کردی — اے جنوں گیر دلو گردم عجب احسان کردی

مگر عشق میں ہر انسان کامیاب نہیں ہو سکتا اس لئے اگر ہر شخص پر عشق الٰہی کا حصول فرض ہو جاتا۔ جیسا محبت الٰہی کے لئے ہے۔ تو عدم عشق حصول میں قابل تعزیر ہو جاتا۔ جو اللہ تعالیٰ فطرت انسانی کو جانتے تھے اس لئے صرف محبت کے لئے حکم دیا۔ عشق کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ نیز طبقت زینہ کے ابتدائی مدارج پر قدم رکھتے ہوئے خود بخود اوپر پہنچ جاتی ہے۔ اور صرف محبت کا لفظ استعمال کرتے ہیں یہی راز تھا۔

۱۲ رنومبر ۱۹۶۹ء بعد نماز فجر آپ نے فرمایا کہ مجھے باہر لے چلو [illegible] کہ مجھے اٹھانا نہ پڑے۔ عرض کیا کہ چونکہ پلنگ بڑا ہے۔ باہر [illegible] حضور چھوٹے پلنگ پر لیٹ جائیں [illegible] باہر نکل سکتا ہے فرمایا کہ نہیں میرا بستر چاروں کونوں سے پکڑ کر اٹھا لو اور باہر لے چلو [illegible] سید ذہین علی شاہ صاحب مقبول احمد [illegible] حافظ [illegible] اسماعیل خان محمد وغیرہ نے چاروں طرف سے بستر کو اٹھایا اور حضور کو باہر لا کر پلنگ پر لٹا دیا۔ آپ نے فرمایا [illegible] خاص وقت [illegible] جس نے مجھے اٹھایا ہے۔ جس جس کا میرے [illegible] ہاتھ لگا [illegible] قیامت میں میرے ساتھ ہوں گے جس طرح [illegible] ہے انشاء اللہ [illegible] ان کو بخش دیا۔ قیامت میں [illegible] کی۔ یہ کلمات [illegible] فرمائے [illegible] سید خورشید علی صاحب [illegible] نعمت علی شاہ صاحب [illegible] اس وقت موجود تھے۔

۱۴ نومبر [illegible] فرمایا کہ [illegible] زیادہ نیک نہیں بننا چاہئے [illegible]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ کَیْدَکُنَّ عظیم ۔ اور نہ اس کی طرف کبھی خانخواہ بدگمان رہنا چاہیئے ۔ تا وقتیکہ اپنی آنکھ سے اس کی کوئی بدفعلی نہ دیکھ لے ۔

۵ جون ۱۹۲۳ء سید دین علی شاہ صاحب سے فرمایا کہ کوئی نو ماہ کا عرصہ ہوا تمہارے والد ملے تھے ۔ تھوڑے بھنے ہوئے چنے پیش کئے تھے جنکو لے کر ہم نے ایک یتیم کو دیدیئے ان سے پوچھا کہ اب کیا حال ہے ۔ کہنے لگا حضور کی عنایت اور صدقہ سے اب بہت آرام میں ہوں ۔ پھر پوچھا کہ ذکر نفی اثبات میں ناف کے نیچے نکالنے کی کیا وجہ ہے میں نے اس کو سمجھایا کہ پانچ دشمن ہیں ۔ کام کرو وہ لوہے کے ہتھیار ۔ پانچوں لطائف کے نیچے ہیں ۔ اس لیئے لا کو ناف سے کھینچ جاتا ہے کہ انسان کے بدن کی ابتدا ناف ہے اور نفس کی ابتدا بھی اسی جگہ سے شروع ہوتی ہے ۔ تاکہ ان بلاؤں کو کھینچکر اس جگہ کو صاف کرے اور اثبات کو قلب پر جلا دیجاتی ہے ۔ سب لطائف پھر پڑھے ۔ پھر پوچھا کہ میں بھی اسی طرح کیا کروں ۔ میں نے جواب دیا کہ کیا کرو ۔ پھر فرمایا کہ مولوی پیر محمد صاحب بنگہ والے نے ذکر کیا کہ ایک روز میں نے جمعہ کی نماز سے پہلے مسجد کے کنوئیں میں سے پانی بھرا اور لوگوں کو ثواب کی نیت سے پلایا ۔ میں حسب معمول بار کی شام کو چلکر تہجد کے وقت خواجہ قادر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو حضور نماز تہجد میں مشغول ہیں ۔ فارغ ہوکر فرمایا کہ پیر محمد تو خشک ہوگیا ہے ۔ کیا وجہ ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے تو کوئی سبب معلوم نہیں ہوتا ۔ پھر آپ مراقبہ

و گئے ۔ اور عرصہ کے بعد سر اٹھایا۔ اور فرمایا کہ تم نے کوئی کام ثواب
نیت سے بھی کیا ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں جمعہ کو پانی لوگوں
پلایا ہے اور اس کا ثواب حضور کے واسطے جمع کر دیا ہے ۔ فرمایا
ہی وجہ ہے کہ درویش کو کوئی کام ثواب کی طمع یا عذاب کے خوف
سے نہ کرنا چاہیئے ۔ جو کام کرے وہ رضائے الٰہی حاصل کرنے کو کرے
ہذا میں نے اسی وقت توبہ کی اور میرا حال بدستور ہو گیا۔
۱۷ نومبر ۱۹۱۹ء کو آپ نے فرمایا کہ ذکر کرنے والا ہر طرح سے ذکر کر
سکتا ہے ۔ نقشبندیہ خاندان میں یہی تو آسانی ہے کہ دست بکار دل بیار
ورسلسلوں میں جو تنہائی میں بیٹھکر ذکر کرتے ہیں یہ رجوعات کے
لئے ہے خلوت در انجمن کے یہ معنی نہیں ہیں ۔ بلکہ محفل میں بیٹھکر
ل خلوت میں رکھے ۔ اور تمام خیالات سے دل کو خالی رکھے قلم
چھ ہی لکھے مگر خیال دل پر رہے گو قلم کاغذ پر چل رہا ہے
مگر خیال سے یہی جانے کہ دل پر چل رہا ہے اسی طرف خیال
گار ہے ۔ خلوت در انجمن کے متعلق حضرت مولانا عبد الرحمان جامی
نے فرمایا ہے ؎

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ باش
ایں چنیں زیبا روش کم میشود اندر جہاں

۱۴ جولائی ۱۹۱۹ء مقام محمد دان حضور اندر تشریف لے گئے ۔ میں
درخت کے نیچے سونے کے لئے لیٹ گیا ۔ دیکھا کہ علی محمد بھر
پھاؤنی جالندھر والا اپنا بستر لئے جا رہا ہے میں نے اس سے دریافت
کیا کہ کہاں جا رہے ہو ۔ اس نے کہا کہ پیر کے پاس مشکل ہے اب میں

جاتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ تم کو اجازت مل گئی ہے۔ جواب دیا کہ بس
اجازت ہی اجازت ہے۔ کوئی ناراضگی سے تو جاتا نہیں اجازت
[illegible] کر چلا گیا۔ چند منٹ میں اندر سے حضور نے
علی محمد کو طلب کیا۔ غلام احمد عرف آفتاب بنت والا اندر
ڈیوڑھی میں تھا۔ وہ بلانے آیا۔ میں نے اس سے کہدیا کہ علی محمد تو
اپنا بستر اٹھا کر لے گیا۔ غلام احمد مذکور نے اندر جا کر آپ کو اطلاع
دی حضور نے حکم دیا کہ پکڑ لاؤ۔ ساتھ ہی خود باہر تشریف لے آئے۔ آپ
نے اور لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب سب لوگ آ گئے تو علی محمد
بھی پکڑا ہوا آ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے مریدوں میں چار اشخاص
ایسے ہیں جنہوں نے مجھکو تنگ کیا۔ اول محمد بخش سکنہ فتح گڑھ
ضلع ہوشیارپور۔ دوسرا مولوی برکت علی خانپور ضلع ہوشیار
پور۔ تیسرا مولوی زین العابدین پرکیانوالہ ضلع لائلپور۔ چوتھا
علی محمد جو سامنے کھڑا ہے۔ ان تینوں کا حال جو کچھ ہوا اسکو زبا
جبانتا ہے۔ کہ ایسے گرے کہ پھر نہ ابھرے۔ اب اس کا حال بھی
ملاحظہ کر لیں یہ فرمانے کے بعد علی محمد سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ بس
اب چلے جاؤ اتنی ہی بات کہنے کو بلایا تھا۔ تحیر و بیت کی اور بات
ہے لیکن سلوک میں ایسے کلمے کہنے والا بگڑ جاتا ہے۔ چند ساعت
کے بعد مولوی نعمت اللہ نے عرض کیا کہ کیا ایسے شخصوں پر توبہ
کا دروازہ بھی بند ہے فرمایا کہ خالق کے ہاں بند ہے۔ اور رحمان کے
ہاں کھلا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے عرض کیا۔ کہ حضور
یا خالق پڑھنے کا کیا فائدہ ہے۔ فرمایا کہ انسان کی خلقت درست

ہوتی ہے۔ اور حیوانیت کی صفات زائل ہوتی ہیں۔

ایک روز حضور نے صاحبزادہ اصغر علی صاحب دہلوی سے فرمایا کہ مانک پور جو یہاں سے قریب ہی ہے۔ حافظ محمد موسیٰ صاحب چشتی کا مزار ہے وہاں جاؤ کیسی زور کی نسبت ہے۔ صاحبزادہ موصوف نے عرض کیا کہ حضور میرے واسطے دعا فرمائیں کہ میرا خاتمہ ایمان پہ ہو فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں کہ تمہارا خاتمہ عشق میں ہو پھر فرمایا کہ جب عشق ہو۔ تو عاشق کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے پہلے وصال محبوب جس کے لئے انسان ٹکریں مارتا پھرتا ہے۔ اور روتا چلاتا پھرتا ہے جب وصال میسر آجاتا ہے۔ تو سوائے رضائے محبوب کے تیسری چیز کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ ایمان وغیرہ سب لوازمات اور توابع ہیں فرمایا کہ ان باتوں کو ماننے والے بہت لوگ ہیں لامرکیہ بعد پوچھا جاتا ہے کہ تمہارا رب کون ہے۔ تو تناسخ والے کہتے ہیں۔ کہ انسان جس خیال میں ہوتا ہے۔ اسی خیال میں جواب دیتا ہے۔ اگر کسی جانور کے خیال میں مرا ہے تو کہتا ہے کہ میرا گھوڑا کہاں ہے۔ لہذا اس کو گھوڑے کی جون میں ڈال دیتے ہیں۔ اسی طرح اور بھی مثالیں ہیں۔ جو لوگ تناسخ کے قائل نہیں۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ میرا [illegible] زبان سے اقرار کرے گا خدا ہے۔ [illegible] سوال کا کوئی جواب نہ دیگا۔ فرشتے [illegible] لیں گے تو ان کو حکم ہوگا کہ ان کو چھوڑ دو یہ جس خیال میں ہے تمہیں خبر نہیں

ایک روز میں نے عرض کیا کہ [illegible]

میں اندر دن نماز یعنی سبابہ کلمہ کی انگلی اٹھائی جاتی ہے۔ اور دو سجدے جو بعد نماز وتر حضور ادا کیا کرتے ہیں۔ ان دونوں باتوں کو حضور امام ربانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکروہ فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ احمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو اسی طرح سے کرتے ہوئے دیکھا ہے چنانچہ فقہ کو اپنے پیر کے عمل سے سیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ وہ ہیں جنہوں نے سلسلہ بہ سلسلہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو دیکھا ہے

اب اگر کوئی زیادتی علم اسے اجتہاد کر لیے۔ اور کسی امام کی پیروی نہ کرے جیسا کہ جائز ہے کہ مجتہد کو پیروی نہ کرنی چاہیئے اس صورت میں کہ تصدیق نہ ہو تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انہوں نے اپنے پیر کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ اماموں اور حدیثوں سے ثابت نہیں ہوا۔ اس لئے مکروہ لکھا۔ لیکن میں تو اس اعتقاد کی بنا پر کہ انہوں نے اپنے پیر کو اور انہوں نے اپنے پیر کو اس طرح دیکھا۔ اس لئے میں ان کے ہر فعل پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔

فرمایا کہ میر گاماں شاہ جو میرے ہمسایہ تھے۔ قوم کے سید تھے ایک مرتبہ آپ اپنے مرید کے گھر گئے۔ اور گھوڑی کے لئے دانا مانگا مرید نے کہا کہ دانہ تو ہے نہیں۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ دانہ آیا۔ آپ نے اپنی گھوڑی سے فرمایا کہ دانہ پر پیشاب کر دے۔ گھوڑی نے فوراً دانہ پر پیشاب کر دیا۔ فرمایا کہ آج سے میں کسی مرید کے یہاں نہ جاؤں گا۔ اور نہ میری اولاد کسی کو مرید کرے گی اور نہ کہیں جائے گی۔

دیگر آپ نے فرمایا کہ مسئلہ جہاد جو علماء کہتے ہیں کہ حکم جہاد منسوخ ہوگیا ہے یہ غلط ہے۔ ناسخ منسوخ کیا جتنے احکام کلام پاک میں نازل ہوئے ہیں۔ سب ہمارے کام آنے والے ہیں۔ اب ایک ہی چیز کے متعلق کئی حکم ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر کام کے واسطے ایک مقررہ وقت ہوتا ہے اور ہر کام ہر جگہ نہیں ہوتا۔ لہذا ایسے ملک میں جیسے کہ ہندوستان ہے ہم کمزور ہیں۔ اور حکومت غیر کی ہے۔ آبادی کے لحاظ سے ہم کم تعداد میں ہیں۔ لہذا ہم کو لکم دینکم ولی بدین پر عمل کرنا چاہیئے۔ جہاں اسلامی سلطنت ہے۔ ان پر فرض ہے۔ کہ جہاد کریں۔ یا غیر اقوام اسلام قبول کریں۔ یا جزیہ دیں ان پر یہی حکم لکم دینکم ولی بدین اسی صورت میں ہے کہ غیر اقوام جزیہ دے رہے ہیں۔ تو۔ ان کو ان کے مذہب پر چلنے دو۔ تم اپنے مذہب پر چلو یعنی مذہبی آزادی دو۔

ایک روز آپ نے مسئلہ سود کے متعلق فرمایا سود لینا قطعی حرام ہے ایک موقعہ پر اشارتاً حکم ہے فرمایا کہ بعض احکام صاحت ہیں بعض کنایتاً جن کے واسطے خاص جگہ اور مناسب وقت [illegible] ہے۔

سوال۔ چار عورتیں ایک وقت میں رکھنے کا حکم کہاں [illegible]

جواب۔ فانکحوا ما طاب لکم من النسآء مثنیٰ و ثلاث [illegible] الآیۃ

ترجمہ۔ ایک کرو دو کرو چار کرو۔ اگر تم کو خوف ہے کہ تم عدل نہ کر سکو گے۔ تو ایک پر قناعت کرو۔ اگر پانچویں جائز ہوتی۔ تو چار کے بعد ضروری بیان ہوتی۔ پروئے طلب ہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ چار

عورتوں کے بیک وقت نکاح میں رکھنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً ایک
نکاح کیا۔ اس کو حمل رہ گیا۔ لہذا دوسرے نکاح کی ضرورت
ہوئی نو ماہ کے بعد بچہ پیدا ہو گیا دوسری کو اٹھارہ ماہ بعد
تیسری کو ستائیس ماہ بعد چوتھی کو چھتیس ماہ بعد۔ گویا ہر نو ماہ بعد
عورت کی ضرورت ہوئی۔ بعد تین سال بعد دودھ وغیرہ پلانے سے
فارغ ہوئی۔ لہذا اب پانچویں عورت کی ضرورت نہیں۔ اس لئے چار
عورتوں کا حکم فرمایا گیا ہے۔

سوال۔ کلام پاک میں نماز کی رکعتیں اور ان کا اس طرح ادا کرنا جس
طرح ہم لوگ پڑھتے ہیں کہیں ثابت نہیں

جواب۔ اس کو ہم نے عمل سے لیا ہے۔ ہم نے اپنے پیر کو اس طرح
دیکھا۔ انہوں نے اپنے پیشواؤں کو۔ غرضیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کو دیکھا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بحکم اللہ جل شانہ جبرئیل
امین نے نماز ادا کرنی سکھلائی۔ لہذا جو بات ہم کو سمجھنی ہو اپنے پیشوا کے
کے عمل سے سمجھنا چاہیئے۔ فرمایا کہ حدیث تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے بہت دیر بعد جمع ہوئی۔ اس وجہ سے اس میں اختلافات بہت ہیں
لیکن جمہور کا عمل جس پر ہے ہم کو وہ عمل لینا چاہیئے۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو آپ نے فرمایا کہ مجھ میں اور مولوی غلام رسول چکراوی
میں فرق یہ ہے کہ وہ اہل قرآن ہے۔ کسی حدیث کو نہیں مانتا بلکہ ما۔
والوں پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے۔ سوائے امام ابو حنیفہ کے جنہوں۔
بہت تھوڑی یعنی تیرہ چودہ حدیثیں تسلیم کی ہیں۔ اور اس پر عامل رہے
اور میں علاوہ کلام پاک کے ان سب حدیثوں کو جو متفق علیہ ہیں

تسلیم کرتا ہوں۔ اور ان پہ مائل ہوں

۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء حضرت خواجہ صاحب کاغذات ملاحظہ فرما رہے تھے۔ تو فرمایا کہ معاملہ کا صاف ایک شخص دیکھا ہے۔ وہ سید دین علی شاہ لکڑ گل ضلع امرتسر والا ہے۔ اگر خدا مجھ سے پوچھے گا کہ میرے واسطے کیا لایا ہے۔ تو سید دین علی شاہ کو حضور خداوندی میں پیش کر دوں گا۔

۲ر اگست سنہ ۱۹۱۰ء حاجی ابراہیم کو آپ نے فرمایا کہ اس وقت تم اللہ الصمد سوا لاکھ بار پڑھتے ہو۔ جس وقت چار لاکھ بار پڑھا کرو گے۔ تو تمہیں کسی چیز کی ضرورت نہ رہے گی۔ جب ستائیس سو روپیہ ماہوار آمدنی ہوا کرے گی جو شخص گیارہ تسبیح پڑھے آٹھ آنے روز کی آمدنی ہوگی۔ اور جو چوبیس ہزار روزانہ پڑھے تو ایک روپیہ یومیہ اور چھیاسی ہزار بار پڑھے تو دو روپیہ یومیہ بعد تین سال کے مستحق ہو جاتا ہے میرے بزرگوں سے یہ اکسیر ملی ہے۔ جو سب اکسیروں سے اعلیٰ ہے ہم خرما و ہم ثواب۔

ایک روز آپ نے فرمایا کہ عبد الکریم جنیسوری کو جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مولوی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ دوسرا ہاتھ پکڑنے لگے۔ تو مولوی صاحب کیا۔ حضور یہ ہاتھ ایک جگہ دیا جا چکا ہے۔ [illegible] یہ کہکر پیچھے ہاتھ اٹھا لیا۔ اس فعل پر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور کمر تھپک کر شاباش دی۔

ایک روز آپ نے مولوی محمد عظیم سے فرمایا کہ مولوی لوگ تو تیرے اوپر کفر کا فتویٰ لگائیں گے۔ کیا تو تو مجھ پہ کفر کا فتویٰ نہیں لگائے گا۔ مولوی صاحب

محمد عظیم نے عرض کیا کہ حضور صاحب شریعت کے اوپر کفر کا فتویٰ
لگانا بھلا میری مجال ہو سکتی ہے۔ فرمایا بیٹا میں اب عبدیت اور
ادبیت کے درجہ سے نکل گیا ہوں۔ افسوس جب تک میں عبدیت
میں تھا۔ تو بہت خوش تھا۔ اور اس کے بعد چیخیں مار مار کر روتا ہوں
میں نے عرض کیا حضور یہ درجہ اعلیٰ مراتب میں سے ہے۔

مولوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت میں نے
تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ کہ حضور کے وصال کا وقت قریب آگیا
[illegible] صدیق رضی اللہ عنہ نے اذا جاء نصر اللہ۔ اور
اکملت لکم دینکم کی آیت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال
سمجھ لیا تھا۔ یہ وقت حضرت مرشدنا علیہ الرحمۃ کا کوٹ سے نکلنا جلسہ
کی شمولیت کے لئے جانے کا تھا۔ پھر واپس کوٹ بحالت حیات تشریف
نہ لائے آپ کا جسم ظاہر بلا روح ہی کوٹ واپس آیا۔

ایک روز آپ نے فرمایا کہ شب کو سوتے وقت داہنی ران پر اللہ اور
بائیں جانب انگلی سے محمد لکھکر سو جانا احتلام کے لئے مفید ہے۔

ایک روز آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ
کرام سے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو جمعہ کے روز تین کام کرتا
ہو۔ اول یہ کہ قبرستان میں جاکر فاتحہ پڑھتا اور عبرت حاصل کرتا ہو
دوم مریضوں کی عیادت کرتا ہو۔ سوم بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہو حضرت
ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تینوں فعل جمعہ کے
دن بجا لاتا ہوں پھر آپ نے فرمایا کہ آج جمعہ کا دن ہے اس
میں برکات نازل ہوتے ہیں۔ دل سے دعا کرو۔ اور تینوں عمل بجا لا

۲۳ر اگست ۱۹۲۳ء بوقت عصر آپ نے فرمایا کہ دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ اس میں کئی فوائد ہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ دعوت کا مقام پانچ میل کے فاصلہ پر تھا۔ جب دعوت کا وقت ہوا تو بارش ہونے لگی۔ مگر آپ معہ صحابہ کرام دعوت میں تشریف لے گئے۔ [illegible] کہ یا رسول اللہ اس بارش میں توقف فرمایئے تو بہتر تھا۔ حضور کو تکلیف ہوگی فرمایا کہ میں وعدہ کر چکا تھا۔ جس کا ایفاء کرنا ضروری تھا۔ حاضرین میں بہت سے کفار تھے۔ اس بات کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ سب مسلمان ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف نہ لے جاتے تو وہ لوگ مسلمان نہ ہوتے۔

آپ نے فرمایا کہ قلب کے خیالات کا عکس [illegible] قلب پر ضرور پڑتا ہے۔ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ کسی نے کوئی بات کہنا چاہی [illegible] کی زبان سے نکل جاتی ہے اسی طرح ایک قلب کا اثر [illegible] ضرور پڑتا ہے۔ جس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بڑھیا کچھ روپیہ [illegible] تھی۔ ایک سوار بھی کہیں جا رہا تھا۔ بڑھیا نے اس کو [illegible] میری گٹھڑی اپنے گھوڑے پر رکھ لے۔ اس نے کہا کہ [illegible]

پاس [illegible] گٹھڑی دیدینے کے بعد [illegible] گٹھڑی [illegible] اس لئے واپس [illegible] بڑھیا تعجب میں رہ گئی آتا ہے تیسرے گٹھڑی [illegible] بڑھیا بولی کہ بیٹا اب جو تمہیں گٹھڑی رکھنے کو کہہ کر لیا ہے [illegible] گٹھڑی رکھنے کے لئے منع کر گیا ہے۔ یہ فرما کر آپ متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ جب

تم نے یتیم خانہ کو بند کر دیا۔ دل میں سوچا کہ ہزار دے چکا ہوں تو کر
بنا۔ خدا نے بھی ہاتھ روک لیا۔ منت تو پوری کرنی درکنار جو پہلا
دیا تھا۔ وہ بھی کسی شمار میں نہ رہا۔

سید دین علی شاہ صاحب سے نقل ہے کہ ایک روز حافظ حسن محمد
کے متعلق میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ دین علی شاہ سنو کہ اگر خدا و
کریم نے مجھے بخش دیا تو اپنے خاندان کے کل لوگوں کو خواہ وہ کیسے ہی گنہگار
ہوں سب کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤں گا کسی کو نہ چھوڑوں گا۔ تم
ہمت کے ساتھ داخل سلسلہ کئے جاؤ۔

میں نے عرض کیا کہ دستگیری تو قیامت میں ہوگی۔ لیکن عذاب قبر
ہی کیا کم ہے۔ سب سے پہلے وہاں دستگیری کی ضرورت ہے فرمایا
کہ حدیث میں ہے المرء مع من احب۔ انشاء اللہ تعالے وہاں
بھی خبر لوں گا۔

۷ ستمبر ۱۹۰۷ء بوقت بعد دوپہر آپ نے فرمایا کہ کوئی اولیاء اللہ
کسی گنہگار صحابی کی بھی برابری نہیں کر سکتا۔ حتیٰ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ
کے قاتل کی برابری بھی نہیں کر سکتا۔ چونکہ حضرت علیؓ نے اپنے قاتل
کو معاف کر دیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے بموقعہ جنگ جمل
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بے ادبی ظہور میں آئی۔ تو یہ معلوم کر
کے میرا دل حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے کچھ بدظن ہو گیا۔ کیونکہ مجھے حضرت
ام المومنین سے بہت محبت ہے۔ اس کے بعد جلد ہی میں نے حضرت
علی کرم اللہ وجہ اور ام المومنین دونوں کو خواب میں دیکھا۔ میں نے

ام المومنین کی خدمت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے جنگ جمل کے واقعہ
ذکر کر کے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ عبدالخالق تو اس بات کا ذکر چھوڑ
ے۔ علی تو میرا بیٹا ہے۔ اور معاویہ دونوں اجتہادی جھگڑے میں
تھے اور دونوں حق بجانب تھے۔ خدا کا حکم اسی طرح پر تھا۔ میں نے اپنے
بیٹے علی کو معاف کر دیا۔ مجھے اس معاملہ کا رنج باقی نہیں رہا۔ لہذا عبدالخالق
اس بات کے متعلق اپنے دل میں رنج نہ کرو۔ حضرت ام المومنین
نے اس فرمان سے میری بدظنی جاتی رہی۔ اور حضرت علی رضؓ کی بے
حد عظمت میرے دل میں قائم ہو گئی۔ جب خواب سے بیدار ہوا۔ تو
میں نے توبہ کی۔

۹ جنوری ۱۹۰۹ء کو آپ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے روزے کا فدیہ تو
کر دیا لیکن نماز کے لئے کہیں بھی حکم نہ آیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
نماز بہت ضروری چیز ہے۔ پانچ وقت کے علاوہ دو نفل کم از کم تہجد کے
وقت لازمی چیز ہے۔ کوئی ولی اللہ اگر اس میں تاخیر کرے گا تو اس پر بھی انگلی
رکھنے کو جگہ ہو گی۔ فرمایا کہ پانچ وقت کی نماز میں یہ بھید ہے کہ بار بار
حاضر ہونے سے محبت بڑھتی ہے۔

۱۸ مارچ ۱۹۱۰ء کو آپ نے فرمایا کہ نماز جنازہ میں سجدہ کا حکم اس
میں ہے۔ کہ یہ نماز دعا ہے۔ عبادت کی نماز میں سجدہ رکن
وجہ یہ ہے۔ کہ اگر سجدہ کا حکم اس نماز میں بھی ہوتا تو ابلیس اس
وقت سجدہ میں شامل ہو کر مغفرت کا مستحق ہو جاتا۔

سید دین علی شاہ نے عرض کیا کہ درود و وظائف ناغہ کرتے
وقت یہ خیال آتا ہے۔ کہ اگر نہ کسی کو کوئی نقصان دینوی ہو گا

بلکہ کسی کسی موقعہ پہ یہ امر ظہور میں بھی آیا ہے۔ اب کیا کیا جاوے۔ ک
و کار خیر و ذکر حسنہ چھوڑ دیا جاوے۔

فرمایا کہ اگر اس خیال پہ وہ حسنہ کیا جاوے۔ کہ اگر نہیں کرے
تو نقصان ہوگا۔ تو شرک ہے۔ لیکن یہ علاج ہے کہ حسنہ نہ چھوڑو اس خ
کو ترک کر دو یہ دھوکا شیطان ہے۔

داعی بلڈنگ لاہور میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ فقیر جو کچھ دے
لینا چاہیئے انکار نہ کرے (۲) جو کچھ کہے اس پہ عمل کرے۔ (۳) اس
کی فقیری کا امتحان نہ لے (۴) خواہ وہ برا یا بھلا کیسا ہی ہو۔ اس
کا ساتھ نہ چھوڑے۔ کیونکہ برائی بھلائی کو وہ خود بھگتے گا۔ اور تم اپنی
ارادت کے بموجب پاؤ گے۔ اگر فقیروں کی برائی کا عادی ہو گیا ہو
اپنی عادت کی بنا پہ کسی مقبول بارگاہ الٰہی کی بے ادبی کرے گا تب سخت
نقصان اٹھائے گا۔

اسی طرح ایک مرتبہ میرے ساتھ بھی آزمائش ہوئی تھی۔ ایک فقیر مانگ
ہوا میرے گھر کے اندر آ گیا۔ میں نے اس کو مارا تو اسی وقت میری لب
بند ہو گئی۔ تو میرے خواجہ صاحب نے فرمایا کہ قلعہ گوجر سنگھ
میں وہ حضرت رہتے ہیں وہاں جا کر ان سے معافی مانگو میں نے فوراً وہا
جا کر ان سے معافی مانگی تب درستی ہو گئی۔

ایک روز آپ نے فرمایا کہ عورت سے بعد الفراغ حیض جماع کرنے میں
باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے تاکہ اولاد نیک پیدا ہو۔ شب چہار شنبہ اور شب
یک شنبہ اور ایک پندرہ انتیس تاریخ میں جماع سے پرہیز کرے۔

پھر فرمایا کہ اللہ پاک نے سنت کا درجہ بڑا رکھا ہے۔ جو کوئی پیر کے ز

رشد کو وضو کرائے۔ ستر سال کی نیکی کا اجر پاوے اور پانی پلائے تو
ایک برس کی نیکی کا ثواب پائے۔

پھر فرمایا کہ شیخ کو اس گھر میں جانا منع ہے۔ جس میں کوئی عورت
تنہا ہو۔ چند لوگوں کو ساتھ لے کر جاوے۔ نہ تنہائی میں کسی مرید عورت
کو بلائے اور عورتوں کو بلا پردہ بیعت ہرگز نہ کرے۔

پھر فرمایا کہ جنت کا خیال ہر وقت رکھنا چاہیئے کوئی کام نسبت کو
مانع نہیں ہو سکتا۔

پھر فرمایا کہ اللہ پاک نے مجھے مردوں میں شمار کیا ہے اور سلوک سے بیشتر
جذب بخشا۔ اور فرمایا کہ عبدالخالق اب تو خوش ہے۔

۱۸ر اپریل ۱۹۰۶ء روضہ شریف سرہند سے روانہ ہو کر آپ نے فرمایا
وقت رخصت حضرت مجدد صاحب نے یہ ارشاد کیا کہ آنحضرت
اندان ما ہستی و مشغول خاندان ما۔

پھر فرمایا کہ میں نے بارہ درخواستیں حضرت مجدد صاحب کی خدمت
پیش کیں جس میں نو تو منظور ہو گئیں اور باقی نامنظور رہیں۔

۱۲ر جون ۱۹۰۷ء آپ نے مسجد میں ارشاد فرمایا کہ سال گذشتہ سے
بدن کو ضرور ہاتھ لگا جایا کرو۔ مجھے بخشہ طور پر فرمایا گیا ہے کہ [illegible]
بدن کی مٹھی بھر مٹی۔ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ [illegible]
ہوں۔ لہذا سب کو وصیت کرتا ہوں جہاں [illegible] ان کا خیال
رکھنا۔ اول یتیم خانہ۔ دوم میرے خلفاء۔ تم لوگ غیر کے پاس جانے
کی ضرورت نہیں۔ میرے خلفاء سے ملو۔ ان کی ہی توجہ میں بیٹھو۔ میں نے اپنے مکان
کا نام کوٹ عبدالخالق رکھا ہے۔ لہذا خطوط کے پتوں میں یہی لکھا کرو۔

چند ملفوظات ضروری بصورت مسائل

(۱) نقارہ بروز جمعہ وعیدین ووقت سحری وافطار برائے اطلاع عوام جائز ہے۔

(۲) میلاد شریف میں اگر اس نیت سے کھڑا ہو جائے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لاتے ہیں اسوقت فرشتے حضور کے شوق دیدار میں کھڑے تھے جس طرح ہم کھڑے ہیں تو جائز ہے۔

(۳) حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن مردوں کی روحیں گھر میں آتی ہیں ان کو کچھ پڑھکر بخشنا اور فاتحہ دلانا جائز ہے۔ اگر اس میں کوئی رسم یا ریاکاری ہو تو ناجائز ہے

(۴) فاتحہ گیارہویں شریف کو دلانا اور حضرت پیران پیر دستگیر کو تحفہ ثواب پہنچانا جائز ہے۔ اور شب برات کو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی روح مبارک کو ثواب پہنچانا یا مردے کا سوم چہلم وغیرہ کرنا بشرطیکہ کسی برادری رسم ورواج کاری نہ ہو تو جائز ہے۔

(۵) علمی کا خطبہ پڑھنا درست ہے بے علم لوگوں کو ترجمہ کرکے سمجھانا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں سب جائز ہے۔

(۶) میت کو حتی الامکان جلد دفن کرنا چاہیئے۔ قبر کی گہرائی کم از کم ڈھائی ہاتھ ہونی چاہیئے۔ جو تقریباً ناف تک ہوتی ہے۔ لحد کشادہ ہونا چاہیئے تاکہ روحیں دنیا میں برابر آتی ہیں۔ اگر کسی کو تحفہ نہ پہنچایا جائے تو ناخوش ہوکر چلی جاتی ہیں

میرا مذہب حنفی سنت والجماعت ہے۔ میں صوفیائے کرام کا غلام ہوا

کی عبادت خواہ مالی ہو، خواہ بدنی، اس کو رسماً یا ریاکارانہ۔ رواجاً کرنا
منع ہے۔

کلید دوزخ است این نماز — کہ در چشم مردم گذاری دراز

۷) مولی پیاز لہسن وغیرہ کھا کر مسجد میں نہ آنا چاہیئے۔ جب تک کہ مسواک نہ کر لیا جاوے چونکہ یہ بدبو دار چیزیں ہیں۔ اور صوفیائے کرام کی طبیعت ان سے نفرت کرتی ہے۔

۸) بینک میں روپیہ جمع کرنا یا حصہ خریدنا جائز ہے مگر سود کا روپیہ کھانا اچھا نہیں۔ اس لئے وہ روپیہ قیم خانہ میں بھیجدینا چاہیئے۔

۹۔ کسی عورت کا ہاتھ میں ہاتھ لیکر بیعت کرنا کسی خاندان میں بھی جائز نہیں بلکہ قطعاً حرام ہے۔ عورتوں کی بیعت کے وقت پردہ مکمل ہونا چاہیئے۔ بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ مکان ایسا ہو کہ جس کے درمیان دیوار حائل ہو۔ اور دیوار میں دروازہ ہو مکان کے ایک حصہ میں عورتیں بیٹھ جائیں دوسرے میں مرد ہوں۔ اور پیر صاحب دونوں کے حصے میں ہوں۔ اور دروازے میں سے پیر صاحب اپنا کپڑا جب ضرورت بیعت ہونے والی عورتوں تک پہنچائیں۔ غرضیکہ پردہ بھی ضرور ہو۔ اور پیر صاحب کے پاس مجلس میں مرد بھی ہوں۔

بیعت جائز ہے۔

باب شانزدہم

لمع بست چہارم مصباح الانوار سیرت معمولات

آپ نے اپنی سیرت واخلاق اور دستور العمل کو ہمیشہ مطابق سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ جس قدر خوبیاں صفات انسانی کے ساتھ والبستہ ہیں۔ وہ جملہ ساتھ محسنات کے بفضلِ خدا آپ میں موجود تھیں جن کو تفصیلاً طور پہ تحریر کیا جاتا ہے۔

غسل آپ بطریق مسنون ادا فرماتے۔ کبھی دہلی لاہور وغیرہ میں موقعہ ہوتا۔ تو حمام میں تشریف لے جاتے۔ اکثر حمام والا پہلوان جسم شریف گھنٹوں ملتا۔ یہاں تک کہ وہ پسینہ پسینہ ہو جاتا۔ اور آپ پر غنودگی کی سی حالت طاری ہو جاتی۔ جس سے یہ ظاہر ہو جاتا کہ آپ سو گئے ہیں۔

جب آپ غسل وغیرہ سے فارغ ہوتے تو آپ کباب مچھلی وغیرہ تناول فرماتے۔ اجرت حمام کی دیگر لوگوں سے آپ زیادہ عنایت فرماتے۔ گویا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پہ عمل فرماتے۔ اس کے بعد روغن سر مبارک اور ریش مبارک لگاتے۔ اور کنگھا کرتے۔ اکثر آپ شانہ کرتے وقت درود شریف پڑھتے تھے۔

دعا آپ کی بہت طویل ہوتی تھی۔ دست بستہ بارگاہ الٰہی میں
ملتجی ہوتے تھے۔ کبھی ہاتھ پھیلا کر دعا مانگتے تھے فرماتے تھے کہ بندہ
عاجزی سے ہاتھ جوڑ کر درگاہ بے نیاز میں عرض کرتا ہے۔ ہاتھ کھلے نہ رکھنے کے
یہ معنی نہیں کہ خالی مانگنا ہی مقصود نہیں ہے بلکہ ہاتھ جوڑنے کے معنی اپنی خطاو
قصور کا اعتراف کرتے ہوئے التجا رحم و کرم کرنا ہے۔

دعا مانگتے وقت یہ الفاظ ادا فرمایا کرتے تھے یا الٰہ العالمین میں بندہ
گنہگار تیری رحمت کا امیدوار ان یتیموں درویشوں مسکینوں کے ساتھ
تیرے در وانے پہ حاضر ہوا ہوں۔ الٰہ العالمین تو سب کے طفیل
سے اپنا رحم فرما۔ ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ یا اللہ جن لوگوں
نے تحریری یا زبانی تیرے رحم کے بھروسہ پہ اس عاجز سے دعا چاہی ہے
سو ان سب کی حاجات جو شریعت کے مطابق ہوں اپنے فضل و کرم سے
پوری کر دے۔ الٰہ العالمین۔ یتیم خانہ لنگر خانہ۔ مدرسہ خانقیہ کو تا
قیامت جاری رکھ۔ اور اس مدرسہ کو دار العلوم اور یونیورسٹی بنا دے
تمام روئے زمین کے یتیم یہاں آکر پرورش پائیں۔ آخیر میں یہ
قطعہ دعائیہ پڑھتے ؎

بادشاہا بر درت بارِ گناہ آوردہ ام — بر درت ایں بار را برگشتہ دانا آوردہ ام
چشم رحمت برکشا موئے سفید نہ بیں — زانکہ از شرمندگی روئے

بار بار اس کو پڑھتے اور آپ کی ہچکی بندھ
طالب دعا ہوتا تو اس کا نام لے کر اس کے واسطے دعا فرماتے پھر
اکثر کچھ ارشادات فرماتے پھر خاص خاص کاموں کا ملاحظہ فرما کر مکان
میں تشریف لے جاتے مہمانوں کو الگ سب حقیقت بتانا تیار کرا کر کھانے

اور فرماتے کہ اللہ تعالےٰ نے مراتب کا لحاظ رکھا ہے کسی کو پلاؤ کھلاتا ہے اور کسی کو خشک ٹکڑا۔ یہ لنگر خانہ خالقیہ ہے۔ خالق کی مخلوق کو اس کی حسب لیاقت کھانا کھلایا جاتا ہے۔

آپ نے اپنے لئے کبھی کسی اچھے کھانے کی فرمائش نہ کی۔ فرماتے کہ کبھی کبھی کسی مہمان کے طفیل ہمیں بھی کھانا لذیذ مل جاتا ہے۔ خود کی روٹی اور ساگ زیادہ پسند فرماتے۔ دوپہر کا کھانا اکثر مہمانوں کے ساتھ تناول فرماتے۔ اور کبھی شام کو بھی۔ ورنہ مہمانوں کو کھلا کر پھر آپ تناول فرماتے درویشوں کے کھانے کو خود ملاحظہ فرماتے۔ اگر نمک مرچ مصالحہ درست نہ ہوتا تو مائی صاحبہ پر سخت تنبیہ فرماتے۔ آپ بہت آہستہ آہستہ کھانا کھاتے۔ رات کو بہت کم غذا استعمال فرماتے۔ جو جہاں بھی آتا یہی حکم ہوتا کہ کھانا کھا کر جائیے۔ دن بھر چولہا گرم رہا کرتا تھا۔

۱۹۲۵ء تک آپ ظہر کی نماز تاخیر کر کے ادا فرماتے۔ لیکن ایک روز آپ نے خواب دیکھا کہ ایک شخص پر سخت عذاب نازل ہو رہا ہے۔ آپ کو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ظہر کی نماز تاخیر سے ادا کرنے کے باعث اس کو سزا دیجا رہی ہے۔ جب سے آپ بہت عجلت فرماتے۔

مغرب کی نماز چھوٹی مسجد جو مکان سے ملحق ہے ادا فرماتے۔ بعد اور معمولہ کے قصیدہ غوثیہ معہ سورہ مزمل پڑھتے۔ اکثر قصیدہ غوثیہ پڑھنے میں اس قدر استغراق ہوتا کہ عشاء کے وقت تک وہی حالت طاری رہتی۔ اور اسی جگہ پر نماز عشاء پڑھتے۔ لیکن مہمانوں کو کھانا کھلانے اور مریدین کو توجہ دینے کا بھی یہی وقت تھا جب آپ قصیدہ پڑھتے ہوتے تو لوگ توجہ میں بیٹھ جاتے۔

بعد نماز عشا اکثر خدام آپ کے ہاتھ پیر دباتے۔ اور آہستہ آہستہ بات چیت کرتے۔ کوئی سلوک کا ذکر کرتا کوئی اپنی دنیاوی اغراض پیش کرتا۔ لہذا آپ سب کو جواب دیتے۔ اور اس کے بعد محو خواب ہو جاتے۔

شب کو درویشوں ہی کے پاس آرام فرماتے۔ شب کے ایک ڈیڑھ بجے بیدار ہو کر نفل تہجد ادا فرماتے۔

جب آپ کسی امام کے پیچھے بحیثیت مقتدی ہو کر نماز ادا فرماتے اور امام قرأت پڑھتا ہوتا تو ذکر یا س انفاس فرماتے کہ قریب کے مقتدی کو بھی محسوس ہوتا۔ جب تنہا پڑھتے یا امام ہوتے۔ تو ایک ایک لفظ علحدہ علحدہ سمجھ میں آتا تھا۔ اور ہر ایک آیت پر وقفہ فرماتے

نماز جمعہ جامع مسجد میں ادا فرماتے تھے۔ نماز جمعہ فرض ادا کرنے کے بعد احتیاطاً ظہر چار فرض ادا فرماتے۔ لیکن بعد میں بموجب ہدایت حضور مقبول صلعم ترک کر دیئے تھے۔

جو مرید حاضر خدمت ہوتے ان سے فرماتے۔ کہ پیر کے مکان کو اپنا وطن سمجھو قصر نماز کی ضرورت نہیں پوری پڑھو۔ چونکہ جب تک اجازت نہ ملتی کوئی نہیں جا سکتا۔ تھا۔ اس لئے یہ مناسب تھا کہ قیام ہی [illegible]

لی جاوے۔

رمضان المبارک میں روزہ داروں کے [illegible] کا کافی اہتمام فرماتے۔ جب تک آپ کو امراض لاحقہ نے اچھی طرح نہ گھیر لیا آپ برابر روزہ رکھتے رہے۔ آخیر عمر میں آپ نے بوجہ ضعف و امراض عجوزا روزے قضا کئے۔ مگر رمضان شریف میں کبھی کوئی دوا یا کھانا کسی روزہ

دار کے سامنے نہیں کھاتے۔

رمضان شریف کا بہت احترام کرتے تھے۔ افطار و سحر کے وقت نقارہ بجواتے تھے۔ روزہ داروں کا کھانا خود ملاحظہ فرماتے۔ عید سے پہلے نئے جوڑے بنواتے۔ عید کا چاند دیکھ کر نقارہ بجواتے تھے۔ دوسرے روز علی الصباح خط بنواتے۔ کبھی سر کے بال خشتی کبھی بڑھوا دیتے تھے۔ اور کان کی لو تک پٹھے رکھوا لیتے خط بنوانے کے بعد غسل فرماتے۔

اور سفید یا گیروا رنگ کے رنگے ہوئے پہنتے۔ موسم سرما میں اکثر سفید معمولی گول ٹوپی زیب تن فرماتے۔ عمامہ شریف ہمیشہ گیروا ہی رنگ کا زیب سر ہوتا تھا۔ عصا، بانس یا موٹی بید کا ہاتھ میں ہوتا تھا۔

آپ نے تسبیح کبھی ہاتھ میں نہ پکڑی فرماتے تھے کہ نہ حضور سرور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میں لی۔ غرضیکہ چھوٹی مسجد میں تشریف لاتے نقارہ بجنا شروع ہوتا۔ تاکہ نمازی جمع ہو جائیں۔ کل یتیموں۔ درویشوں کے ساتھ نماز باجماعت عید الفطر ادا فرماتے۔ فطرہ یتیم خانہ میں دیا جاتا۔

سیویاں بکثرت پکوائی جاتی تھیں۔ جو ہر ایک آنے جانے والوں کو کھلائی جاتی تھیں۔ عید ملنے میں بغلگیر نہ ہوتے تھے۔ مصافحہ کرتے۔

جب عید الاضحیٰ قریب آتی۔ ۸، ذی الحجہ کو ختم شریف حضرت خواجہ شمس العرفان علیہ الرحمتہ کا دلواتے۔ قربانی کے لئے اچھے بکرے دنبے مینڈھے فراہم کراتے تھے۔

ان کے دانے چارہ کا بجد خیال رکھتے قربانی کے گوشت کے تین حصے تلوا کر علحدہ علحدہ رکھتے جو یتیم وہاں حاضر ہوتے ان کی پسند کے مطابق حصہ مرحمت فرماتے۔ دوسرا حصہ اقربا میں تقسیم ہوتا۔ تیسرا حصہ گھر اور لنگر خانہ

میں دیا جاتا۔ اکثر اقربا کے حصّہ میں کچھ کمی پڑ جاتی تو گھر والے حصہ میں سے پورا فرما دیتے۔ نیز قصاب کو اجرت فی جانور آٹھ آنے کے حساب سے دیتے۔ کھال یتیم خانہ میں دیجاتی۔ سری پائے اوجھڑی کلیجی سب کو گوشت کے ساتھ شامل کر دیتے۔

کوئی مخصوص چیز کسی کو نہ دیجاتی۔ جو لوگ قربانی کا نقد روپیہ بھیجتے وہ یتیم خانہ میں داخل نہ ہوتا تھا۔ بلکہ بکرے خرید کر بھیجنے والوں کے نام سے قربانی کی جاتی تھی۔ جب ماہ محرم آتا تو آپ حلیم پکواتے اور ختم شریف پڑھواتے۔ تمام درویشوں یتیموں اور اہالیان کوٹ عبدالخالق کو تقسیم ہوتا۔

شب برات کے موقع پر حلوہ بنتا۔ اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لن تنالوا البر حتی تنفقو مما تحبون ؕ یعنی تم اپنے مقام مقصود تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے۔

جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔ فرماتے کہ بلا حلوے سے مرغوب چیز اور کیا ہے اکثر محرم شب برات کے موقعہ پر یتامیٰ کو بلوا کر دریافت فرماتے۔ کہ تم لوگوں کا جی کس چیز کے کھانے کو چاہتا ہے۔ وہ اکثر شب برات پر حلوہ اور محرم کو حلیم بتلاتے۔ سو انہیں کی مطابق تیار کیا جاتا۔

آپ ہمیشہ سرہند شریف کے عرس پر تشریف لے جایا کرتے تھے جب عرس ختم ہو جاتا تو آپ روضہ شریف پر حاضر ہو کر مراقبہ فرماتے بعدہ سجادہ نشین صاحب کو مقررہ رقم نذرانہ کی گذرانتے۔ ان کی طرف سے تبرکات عطا ہوتے۔ جنکو آپ باخوشی قبول فرمالیتے

آپ وہاں سے رخصت ہو کر حضرت خواجہ سید معصوم صاحبؒ و
مولوی محمدؐ شریف صاحبؒ و شیخ سیف الدین کے مزار پہ تشریف
لے جا کر فاتحہ و مراقبہ فرماتے۔ اسی روز یا اگلے روز محدودان
وغیرہ تشریف لے جاتے۔ براس شریف میں جا کر پیغمبران کے مزارات
پہ مراقبہ فرماتے جب تک محدودان میں قیام رہتا اپنی والدہ کے
مزار پہ جا کر روزانہ فاتحہ خوانی کرتے۔ اکثر برادران طریقت لاہور، امرتسر
کلانور وغیرہ سے آ کر اسی جگہ شریک ہوتے۔ خوب کھانا پکوایا جاتا تھا سب
لوگ کھاتے غربا و مساکین لوگوں میں بھی تقسیم ہوتا۔

ماہ جون میں ختم و جلسہ انجمن کیونتھ سے کوٹ شریف تشریف لاتے تمام
عملہ خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ استقبال کے لئے جوق در جوق سب لوگ
اسٹیشن پہ جاتے۔ نہایت بے چینی سے ٹرین کا انتظار ہوتا تھا۔

جب آپ تشریف لاتے تو ہر ایک سے مصافحہ و معانقہ کرتے۔ یتیموں
کے سروں پہ دست شفقت پھیرتے

آپ تانگہ میں سوار ہو کر کوٹ تشریف لے جاتے۔ اور سب سے پہلے خواجہ
شمس الکونین علیہ الرحمۃ کے مزار پہ تشریف لے جاتے۔ اور وہاں بہت دیر تک
مراقب رہتے۔ اس کے بعد درویشوں کا حال دریافت فرماتے پھر
اندر تشریف لے جاتے۔

اگر آپ کسی افسر سے ملتے جو در دولت پہ حاضر ہو جاتا۔ تو ایک ہاتھ
سے مصافحہ کرتے۔ اور بزرگان طریقت سے آپ نہایت تعظیم کے ساتھ
پیش آتے۔ جو افسران نذرانہ پیش کرتے اس کی رسید محمدی
یتیم خانہ سے دلوا کر وہ یتیم خانہ میں جمع کرا دیتے اور اس سے فرماتے

کہ آپ کا نذرانہ یتیم خانہ میں اس وجہ سے داخل کیا گیا ہے۔ کہ دنیا و عقبیٰ میں اس کے عیوض خداوند کریم ہزار گنا عطا فرمائے گا۔

عام مہمان جو کچھ پیش کرتے اس کو قبول فرما لیتے۔ اور جو یتیم خانہ میں دیتا اس کو یتیم خانہ میں جمع کرا کر اسکی رسید دلوا دیتے۔

سفر کے موقعہ پر آپ کے ہمراہ ایک صندوقچہ ہوتا تھا جس میں چار تھیلیاں ہوتی تھیں۔ اور اس پر بخط جلی لکھا ہوتا تھا۔ رقم یتیم خانہ[1] رقم لنگر خانہ[2]۔ رقم نذرانہ[3]۔ رقم امانت[4]۔ رقم لنگر خانہ یتیم خانہ سے اس لئے علیحدہ رکھتے تھے۔ کہ بعض لوگ کچھ روپیہ یتیم خانہ میں اور کچھ برائے لباس درویشاں دیتے تھے۔ اور رقم نذرانہ کو اپنے ذاتی اخراجات میں صرف فرمایا کرتے تھے۔ اور اسی میں سے مسافروں کو زادِ راہ یا کسی بزرگ اور سجادہ نشین کو پیش کی جاتی۔ بقیہ حضرت خواجہ شمس العرفان علیہ الرحمۃ ومیاں عالم شاہ صاحب حضرت والدہ ماجدہ و دادی صاحبہ و بزرگان کی فاتحہ میں صرف ہوتی۔ محرم وغیرہ میں جو اخراجات ہوتے۔ وہ بھی سب رقم نذرانہ ہی سے ہوتے تھے۔ لنگر خانہ کی رقم صرف درویش و آئندہ روند کے اخراجات خورد و نوش نیز مسافر خانہ کی تعمیر و مرمت پر صرف ہوتی تھی۔ آپ نے اپنی رہائش کچے مکان میں پھوس کے چھپر میں رکھی۔ لیکن یتیموں [illegible] اسکول کے ملازموں کے واسطے پختہ مکانات بنوائے۔

جب کبھی کوئی مہمان شیرینی وغیرہ لاتا۔ تو خود اپنے دستِ مبارک سے یتیموں اور درویشوں کو تقسیم فرماتے۔

آپ اکثر کسی نہ کسی مرض میں مبتلا رہا کرتے۔ بواسیر تو ایک مستقل

مرض بن گیا تھا۔ جس کے لئے پہلا عمل یہ تھا۔ کہ فجر کی سنتوں میں ہمیشہ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد الم نشرح و کافرون اور دوسری رکعت میں الحمد شریف کے بعد الم ترکیف و سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ جس شخص کو اس پر عمل ہوگا۔ کبھی بواسیر تکلیف نہ دے گی۔ دوسرا عمل یہ تھا کہ آپ کے ہاتھ میں ہمیشہ ایک چاندی کا کڑا رہا کرتا تھا۔ جس پر کچھ اعداد کندہ تھے۔ تیسرے معمول آپ کا یہ تھا کہ بواسیر کے باعث چونکہ آپ کو اچھی طرح اجابت نہ ہوتی تھی۔ اس لئے پچکاری کا استعمال کرنا پڑتا تھا۔

دوسرے آپ ایام شباب ہی سے دانتوں کے مریض تھے جب دانت گرتے تھے۔ تو مسوڑھوں میں اکثر درد رہتا تھا۔ اس کا عمل آپ یہ کرتے تھے۔ کہ عشاء کی نماز وتر میں پہلی رکعت میں بعد الحمد سورہ والتین اور دوسری میں کافرون تیسری میں سورۂ اخلاص تلاوت کرتے کو ارشاد فرمایا کرتے کہ جو شخص اس کا عامل رہے گا۔ وہ کبھی دانتوں کے مرض میں گرفتار نہ ہوگا۔

جوانی کے ایام میں جب آپ نے مجاہدات فرمائے۔ اس وقت سر مبارک پر بال بہت بڑھے ہوئے تھے۔ ان میں رسی باندھ کر کسی درخت سے باندھ دیا کرتے تھے۔ تاکہ ان کے کھنچے رہنے سے نیند نہ آئے۔ اور کبھی مرچیں وغیرہ بھی آنکھوں میں ڈال لیتے تھے۔

آپ نے کبھی بطور دوا بھی سرمہ کا استعمال نہ کیا۔ اور یہ آپ کے معمولات سے تھا کہ کھانا کھانے کے لئے جب کبھی آپ ہاتھ دھوتے تو اس کے بعد کسی رومال تولیہ دسترخوان وغیرہ سے مس نہ ہونے دیا کرتے۔

اگر دوسرا شخص بھی ہاتھ پوچھ لیتا۔ تو دوبارہ اس کے ہاتھ دھلواتے
کھانا کھا چکنے کے بعد گیارہ مرتبہ یا باسط پڑھتے۔ اور ہاتھوں کو پہنچوں تک
دھو کر تولیہ وغیرہ سے خشک کرتے۔ اور ارشاد فرماتے کہ اس عمل کا کرنے
والا کبھی روزی سے تنگ نہ ہوگا۔

پانی یا کھانا کبھی کھلا ہوا استعمال نہ فرماتے۔ حکم تھا کہ ہمیشہ ڈھکا
ہوا رکھنا چاہیئے۔ اگر کوئی کھلی ہوئی چیز لاتا۔ تو واپس فرما دیتے تھے۔

نماز جنازہ جوتا نکال کر ادا نہ فرماتے اور ان لوگوں کو منع فرماتے۔ جو
ایسا کرتے۔ چونکہ جوتے کا اطمینان تو ہے کہ یہ پاک ہے۔

اگر کبھی آپ شہر تشریف لے جاتے تو میاں نادر علی شاہ کی قبر
پر اور جس جگہ قبرستان کے قریب سے گذرتے۔ ضرور فاتحہ خوانی کرتے
حتیٰ کہ ریل میں بیٹھے بیٹھے جب سرہند شریف سے گذرتے تو فاتحہ
ضرور پڑھ لیتے تھے۔

ایصال ثواب کے متعلق آپ کا اصول مولٰنا رضا خاں صاحب بریلوی
سے ملتا تھا۔ اس لیئے جب کھانا وغیرہ سامنے آتا۔ تو اسپر فاتحہ پڑھ کر سب
مومنین کی ارواح کو ثواب پہنچایا کرتے تھے

بہت سادہ لباس استعمال فرماتے۔ تہبند اکثر باندھا کرتے
کرتے میں جیب ہوتی تھی۔ اور واسکٹ اس کے اوپر ہوتی تھی جیب میں
گھڑی رہتی تھی۔ کرتے میں گلے کے بٹن کھلے رہا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ شیخ نبی بخش صاحب ولیل نے گورداس پور سے ایک سفید
اونی کشمیرہ کا آپ کے لیئے چوغہ بھیجا۔ جس کو آپ نے کئی سال استعمال کر کے
ایک درویش کو دیدیا۔ موسم سرما میں اونی چغہ ہی استعمال فرماتے تھے۔ جوتا آپ کا

کبھی سرخ نری کا ہوتا تھا۔ اور کبھی زرد رنگ کا۔ فرمایا کرتے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ زرد جوتا جو شخص پہنے قبل اس کے کہ وہ ٹوٹے وہ اپنے تمام قرض سے سبکدوش ہو جائے گا۔ اور اسی طرح آپ قربانی کے متعلق فرمایا کرتے تھے

سفر میں جانماز آپ کے ہمراہ مخملی ہوا کرتا تھا۔ موسم سرما میں بستر میں اونی قالین اور گرمی میں دری اور سفید چادر ہوا کرتی تھیں۔

علم طب سے بھی آپ کو دلچسپی تھی۔ اس لیے اپنے مجوزہ نسخہ خود استعمال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن کسی قابل حکیم سے ضرور مشورہ لے لیتے تھے اور فرماتے کہ اگر میں علم طب سے واقف نہ ہوتا تو مجھے بہت کچھ نقصان پہنچتا

نشست آپ کی تخت چارپائی جو اکثر سن کی بنی ہوئی ہوا کرتی تھی جب کبھی آپ دوزانو بیٹھ جاتے تو آٹھ آٹھ گھنٹہ بیٹھے رہا کرتے تھے۔ اور جب کھڑے ہو کر تقریر فرماتے تو عصائے مبارک کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر پشت پر ٹیک لگا لیتے۔ اور کبھی سامنے میز پہ ہاتھ رکھ لیا کرتے تھے۔

آپ ہمیشہ خراماں خراماں چلا کرتے تھے۔ اکثر چلتے چلتے کھڑے ہو جایا کرتے اور اپنے پیروں کی جانب دیکھ کر کچھ فرماتے اور پھر چل پڑتے

سنہ ۱۸۹۹ء میں ایک مرتبہ آپ میراں پور میں سید میر احمد صاحب کے پاس مقیم تھے۔ میں (صفی صاحب) بھی موجود تھا۔ اور سید محمد حسین صاحب داروغہ جنگلات بھی حاضر تھے۔ دوران تذکرہ میں میر محمد حسین صاحب نے سادات کے درجہ کو اس حد تک بڑھایا کہ خاندان نقشبندیہ کے بعض بزرگان کی یک گونہ تحقیر ہوتی تھی عشاء کا وقت تھا۔ آپ قصیدہ غوثیہ پڑھ چکے تھے۔ آپ کو اس

ذبہ غیرت دامن گیر ہوئی۔ کہ وہاں سے مسکا اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں
ں آپ کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ شہر سے باہر نکل گئے
ا بہت دور تک برابر چلتے رہے۔ میں ذرا آپ سے فاصلہ پر تھا۔
ندنی رات تھی۔ کبھی آپ کے اشعار پڑھنے کی آواز آتی۔ اور کبھی
پ کے رونے کی۔ مگر میں نے آپ کے برابر پہنچنے یا آپ سے دریافت
ینے کی جرأت نہ کی۔ دو چار سو قدم چل کر آپ زمین پر لیٹ گئے۔
وڑی دیر کے بعد آپ وہاں سے اٹھ کر پھر چل کھڑے ہوئے۔ اور اخیر
ے گنجان جھاڑی کی آڑ میں جا کر آپ بیٹھ گئے۔ اور سجدہ
ں گر کر زار و قطار رونے لگے۔ اور کہتے جاتے تھے۔ کہ یا الٰہی میں ناتواں
ں۔ تیری جباری اور قہاری کو میں برداشت کرنے کے قابل نہیں ہوں
ل دنیا کی گمراہی کو مت دیکھ۔ اپنے فضل و کرم کی بارش فرما۔ اس حقیر
جو بار عظیم پڑ گیا ہے۔ اس کو سوائے تیرے رحم و کرم کے میں پورا کرنے کی
اقت نہیں رکھتا۔ مخلوقات کی ایسی عظیم تباہی میرے زمانہ میں ہوئی۔ تو
ام بزرگوں میں میری رسوائی ہوگی۔ رحم فرما۔ اور مجھے اس بار عظیم
طبیت سے سبکدوش فرما۔ میری کوئی آرزو بجز تیری خوشنودی کے نہیں
ھے اپنے دامن رحمت میں چھپا لے۔ اور پھر زور زور سے رونے
تھوڑی دیر کے بعد کچھ آہٹ ہوئی۔ جس سے خوا
ئے۔ میں بھی پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔
سید میر احمد شاہ صاحب بھی میرے سامنے آ گئے۔ آپ نے ان کی طرف خطاب
کر فرمایا۔ شاہ صاحب آپ لوگ سید زادے ہیں۔ بعد غریب کو اپنے حال
رہنے دو۔ اس وقت شاہ صاحب سمجھے کہ اس وقت کی غیر مناسب

گفتگو کا اثر یہاں تک ہو

بعض اوقات خدام میں سے کوئی شخص اپنی تصنیف کے اشعار بھری ہوئی مجلس میں پڑھتا تو آپ انکو منع نہ فرماتے اور کہتے کہ اس تعریف سے میرا نفس موٹا نہیں ہوتا۔ چونکہ میں اپنی کمزوریوں اور ناتوانیوں کو بھی خوب جانتا ہوں۔ مگر ان لوگوں کے دلوں میں جو ذوق حق پرستی پیدا ہوتا ہے۔ اس کو کم نہ ہونے دینا چاہیئے

تالیف قلوب میں آپ اسقدر نرمی سے کام لیا کرتے تھے۔ کہ بڑے بڑے حجت باز بھی پکے نمازی بن گئے۔ توجہ مبارک کے اثرات کے متعلق کیا عرض کروں۔ ایک مشعل نور روشن تھی۔ جس کی روشنی سے نہایت تاریک اور سیاہ دل چمکنے لگ جاتے تھے۔

سید دین علی شاہ صاحب سے نقل ہے کہ ایک روز بوقت اشراق آپ باغ صحن میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نابینا لڑکا پسر مظہر علی خاں آیا۔ اور ایک کرسی پر جو وہاں بچھی ہوئی تھی بیٹھ گیا حضور نے فرمایا کہ نیچے بوریہ پر جہاں اور سب بیٹھے ہوئے ہیں بیٹھو وہ غریب نیچے اتر کر بیٹھ گیا۔ آپ مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔ اور فارغ ہو کر فرمایا۔ کہ یہ سب مخلوق ایک جیسی ہے۔ مجھے اس بچہ کو نیچے نہیں اتارنا چاہیئے تھا۔ پھر آپ نے اس بچہ کو کہا کہ اوپر بیٹھ جا جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا کہ اب تم اپنے آپ کو ڈپٹی تصور کرو اور مجھے مجرم سمجھ کر جو چاہو سزا دو۔ اس بچے کے منہ سے نکلا کہ اچھا ایک روپیہ جرمانہ کیا۔ آپ نے فوراً دیدیا۔ جو پھر اسی بچے کے کہنے سے یتیم خانہ میں داخل کر آپ کی سخاوت و دریا دلی کا یہ عالم تھا۔ کہ کسی مہمان کو خالی نہ جانے

اگر کوئی سائل آجاتا اور آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ قرض لے کر
ھی اس کو دیدیئے میں کچھ گریز نہ کرتے تھے۔ زمانہ قحط سالی میں صدہا
یک ریاست جیپور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے
ئی ہزار روپیہ قرض لے کر ان کو اناج کپڑے اور نقدی کی صورت میں
یدیا۔ آپ کے توکل کا یہ عالم تھا۔ کہ ریاست پٹیالہ کے ایک شخص
نے چاہا کہ سو بیگھے زمین آپ کے نام وقف کردوں۔ لیکن آپ نے
صاف انکار کردیا۔ اسی طرح پنڈت اجودھیا ناتھ الہ آبادی نے آپ کی خدمت
یں ایک خط لکھا کہ میں آپ کے پاس چھ سو روپیہ روانہ کرنا چاہتا ہوں
پ اپنا ٹھیک پتہ تحریر کیجئے۔ آپ نے اس خط کا کوئی جواب نہ دیا

اسی طرح آپ کے توکل اور دریا دلی کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں
آپ کے اخلاق کے بھی سینکڑوں ایسے واقعات ہیں۔ جو آب زر سے
لکھنے کے قابل ہیں

جب شاہ ابوالخیر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وقت رحلت قریب
آیا۔ تو آپ کوئٹہ سے لاہور تشریف لائے۔ اور مزار پرانوار حضرت داتا
گنج بخش صاحبؒ پر مراقب ہوئے۔ بعدہٗ راعی بلڈنگ جو وہاں سے قریب ہی واقع
ہے۔ تشریف لے چلے۔ حاضرین نے دریافت کیا تو فرمایا کہ میں [illegible]
سے ملونگا۔ اور ایک شخص کو برائے اطلاع آگے بھیجا۔ [illegible] حضرت مرشدنا
خواجہ صاحب کو اطلاع ہوئی تو بہت دور تک ان کے استقبال کے لئے چلے
جب وہ تشریف لائے تو مبلغ پانچ روپیہ نذرانہ پیش کیا۔

اور پانچ روپیہ اُن کے صاحبزادے کو دیئے اور بہ تعظیم
لا کر بٹھایا۔ اندر سے مائی صاحبہ نے بھی پانچ روپیہ نذرانہ کیلئے

بھیجے۔ جو قبول فرمایا۔ چائے نوش فرمانے کے بعد بہت دیر تک تنہائی میں گفتگو ہوتی رہی۔ مگر ہر دو حضرات دورانِ گفتگو میں روتے رہے

حضرت ابوالخیر شاہ صاحب نے کئی مرتبہ پیشانی پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ جہاں تک خداوند عالم نے صاحبزادہ عبدالخالق صاحب کو پہنچایا میں ابھی تک وہاں نہ پہنچ سکا۔ اور حضرت خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ میری موجودگی یا عدم موجودگی میں اگر کوئی مسئلہ فقر و تصوف دریافت کرنا ہو۔ وہ آپ سے دریافت کرے اور محبت بھری نگاہوں سے ایک دوسرے کو دیکھ کر روتے جاتے تھے۔ اخیر اسی طرح رخصت ہوئے شاہ ابوالخیر صاحب دہلی پہنچنے کے دس بارہ روز کے بعد وفات پاگئے

باب ہفتم و نہم

لمعہ بست پنجم۔ تحفۃ القتوحات آحسن

بنا یتیم خانہ اسمٰعیلا

یوں تو دنیا میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسان روزانہ پیدا ہوتے ہیں۔ اور ایسے ہی مرتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن ان میں کا اکثر حصہ حیوان بہ شکل انسان ہوتا ہے۔ اور انسان خال ہی خال نظر آتے ہیں۔

فرائض انسانی کو خالق کائنات نے امانت کے لفظ سے اس لئے تعبیر کیا ہے۔ کہ امانت ہی وقت پر واپس لے لینے کے قابل ہوتی ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فطرت انسانی میں ایسی خاصیت رکھی ہے کہ انسان خدا تعالےٰ کے حکم کے بموجب دنیا میں ہر ایک کام انجام دیتا ہے اس خاصیت کو امانت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ وہ لے سہارا لاوارث مخلوق کو درماندگی کی رو میں بہتے دیکھ کر بے تاب ہو جاتے گود لیوں میں اٹھا لیتے تھے۔ سینوں سے لگا لیتے تھے۔ پیار بھائے تھے فقہ و فساد بغض و عناد کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو ان و سلی کے پانی سے بجھایا۔

غرضیکہ خلق خدا کو اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کا صحیح اور سچا نقشہ دکھلا کے

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

کا منصب پانے والے برگزیدہ اور قدسی صفات بزرگوں کے دربار و دربار
کے ایک درِ بے بہا یہی شمس کونین کی شکل میں کوہ شوالک کے دامن
سے طلوع ہوکر اپنے علم و عرفان کی نور بیز شعاعوں سے مشرق و مغرب،
شمال و جنوب کے اقطاع عالم کو منور و مستفیض فرمایا۔

صاحب ممدوح شمس الکونین حضرت خواجہ عبدالخالق صاحب نور اللہ
مرقدہٗ کے کارہائے نمایاں میں سے ایک کارنامہ یعنی کوٹ عبدالخالق جیسی
سرزمین میں ایک یتیم خانہ کا اجرا کرکے اس کو ہائی سکول کے درجہ تک
ترقی دے دینا فرائض انسانی کی تکمیل کا کوئی کم ثبوت نہیں آپ کا جزبہ
حب الوطنی اور شفقت علی الخلق کو جسقدر بھی سراہا جائے۔ کم ہے۔ نکاح بیوگا
کے پرازتکالیف جھنجھٹ میں پڑکر آپ کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا مقصد و حی
بھی یہی تھا۔ کہ متوفی مسلمانوں کی لاوارث اولادیں غیر مسلم مشنریوں
کے قبضہ میں جاکر ہمیشہ کے لئے محروم نہ ہوجائیں۔ مگر اس صورت
میں بھی ایک مسلمان بیوہ کا کسی دوسرے مسلمان مرد کے نکاح میں
آکر متوفی کی اولاد کو ساتھ لے جائیں اور پھر اس سے اچھا سلوک نہ ہو
دیکھ کر تسکین نہ ہوتی تھی۔ اس لئے خواجہ صاحبؒ کے شفقت بھرے قلب
نے گوارا نہ کیا کہ مسلمان یتیم بچے آوارگی میں پڑکر تعلیم و تربیت سے بھ
محروم رہ جائیں۔ اور پرورش کے لئے بھی اغیار کی ٹھوکریں کھائیں یتا
تکالیف کے احساس کی بڑی وجہ خود آپ کا چھوٹی عمر میں یتیم ہوجا
اور باوجود والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جاں نثار خلفائے کبار کی موجو
کے سخت سے سخت تکالیف اٹھانا اور حضور کو کسی حقیقی غمگسار کی

سرپرستی سے محرومی کی وجہ جماعت یتامیٰ کی سرپرستی کی شکل میں تبدیل
ہو جانا مرحوم و مغفور کی اولوالعزمی، بلند ہمتی اور استقامت فوق الکرامت
کا نتیجہ ہوئی۔ اپنی علمی تشنہ لبی کو دور کرنے اور قلب و روح کو
نور علم سے منور کرنے کی زحمتیں اٹھانے کے احساس نے لاوارث
بیکس و یتامیٰ کی علمی سیرابی کے لئے قابل سے قابل اساتذہ کو کوٹ
عبدالخالق میں بلا سے جانے کے لئے مجبور کر دیا۔ چونکہ آپ کا ہمیشہ
یہ خیال رہا ہے۔ کہ یتیم خانہ میں آنے والی لڑکیوں کے لئے ایسے
متبع دینی و دنیوی عملی نمونے تیار کئے جائیں کہ ایک طرف رواجی تعلیم
حاصل کر کے برسر روزگار ہوں۔ تو دوسری طرف باطنی نور کی روشنی
سے بھی مالا مال ہو کر خلق اللہ کے لئے قابل تقلید سمجھے جائیں
لہذا اس کے سوا چارہ نہ دیکھا۔ کہ ایک ایسے مدرسہ کی بنیاد
ڈالی جائے۔ جس کے چلانے کے لئے نہ تو گورنمنٹ گرانٹ کی
ضرورت پڑے۔ اور نہ ہی کوئی تعلیمی فیس ہی لی جائے جس کی
وجہ سے مسلمانوں کی اکثر اولادیں علم سے بے بہرہ رہ جاتی ہیں
لہذا سب سے پہلے مشورہ کر کے حافظ محمد یعقوب
صاحب کو مقرر کیا گیا۔ اور ۱۹۰۵ء میں صرف ایک
تعلیم القرآن کا جاری کر دیا گیا
داخل ہووے۔ آپ کا ارادہ تو یہ تھا
کی تعلیم جاری رکھی جائے لیکن جب گردونواح کا
کوئی طالب علم اس مدرسہ میں داخل نہ ہوا۔ اور چاروں
طرف سے یہ آوازیں آنے لگیں کہ بچوں کو قرآن پڑھا کر ان کی عمریں

ضائع کرنا ہے۔ کبھی یہ شور کیا کہ مدرسہ اپنے فائدے کے لئے
جاری کیا ہے

مخالفین دین و ملت کی ان ہرزہ سرائی سے آپ قلب بصیرت
بے خبر نہ تھا۔ کیونکہ آپ عقلاً و نقلاً ان پیش آمدہ حالات کا بغور
مطالعہ فرما چکے تھے۔ آپ کی ہمت مردانہ اور اولوالعزم طبیعت مخالفین
کی مخالفتوں اور شیطانی ریشہ دوانیوں سے کب متاثر ہو سکتی تھی
جس شیر بیشہ تصوف کی قوت ارادی نے لکھوکھا کم گشتگان ...
انسانوں کی [illegible] کو کس خام سے کندن بنا دیا تھا بھلا وہ
جواں بخت و جواں ہمت حق راہ۔ مزاج شغال خصلت لوگوں کی
گیدڑ بھبکیوں سے کس طرح خائف ہو سکتی ہے۔ خلق خدا کی
مدح و ذم سے بے نیاز صرف مالک الملک کی چوکھٹ کے نیازمند
نے بمشورہ اصحاب خاص و دیگر معتبر اشخاص کے اسی مکتب کو
پرائمری کے درجہ تک قائم کر کے تعلیم دینیات کو لازمی قرار دیدیا
مئی ۱۹۰۷ء میں مدرسہ کا انتظام اور روپیہ پیسہ کا حساب
کتاب ایک کمیٹی کے سپرد کیا گیا۔ جس کی تشکیل حسب دستور ملکی
و رواجی محض خدا ترس اور دیندار اصحاب پر مشتمل تھی۔
سب کمیٹی منتظمہ کمیٹی اور جنرل کمیٹی کے انتخابات عمل میں
لائے گئے۔ ان کمیٹی ہائے کو انجمن خالقیہ کے نام سے موسوم کر کے
واسطے یعنی قانون انجمن ہذا دفعہ گورنمنٹ میں رجسٹرڈ کرایا گیا۔

اس کے بعد یہ مدرسہ بتدریج پرائمری سے مڈل اور مڈل سے میٹرک
تک ترقی کر گیا۔ اور اخیر اس کا الحاق یونیورسٹی پنجاب سے ہو گیا۔ محکمہ کی

کمرن سے نہایت سخت شرائط پیش کی گئیں جس میں سب سے بڑی شرط عمارت بہ مطابق نقشہ مجوزہ محکمہ تعلیم تھی۔ کارساز بیچارگان نے اپنے فضل و کرم سے اس مشکل کو بھی حل کر دیا۔

اسکول کی موجودہ عمارت جو کہ وسیع پیمانے پر دیکھنے والوں کے سامنے موجود ہے۔ نہایت جدوجہد کے ساتھ قلیل ہی عرصہ میں تیار کی گئی۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکا قابل سے قابل ہیڈ ماسٹر اور دیگر فنون کے ماہر و کامل اساتذہ کی خدمات حاصل کرنے سے دریغ نہ کیا۔ روایتی اور مذہبی تعلیم کو روشن بلند شان جاری رکھتے ہوئے دنیاوی تعلیم کی تعلیم کو طلبا کے لئے لازمی قرار دیا گیا۔ رائج الوقت اسکولوں کی تعلیم اور مذہبی تعلیم کے علاوہ صنعتی تعلیم بھی مثلاً بڑھئی و رنگی لوہار کا کورس بھی شامل رکھا۔ یتیم خانہ کے لڑکوں کے لئے عموماً روزی کمانے کا دروازہ کھول دیا گیا۔

باب ہیزدہم

لمعہ بست وششم مقالات ملہمانی آثار وصال

۲۹ ستمبر ۱۹۳۴ء راجی بلڈنگ لاہور میں آپ نے فرمایا۔ کہ اگر مارچ اپریل تک میں بچا رہا۔ تو پھر نو سال اور زندہ رہوں گا پھر فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ ابھی تیس ہزار آدمی اور تمہارے ہاتھ سے داخل خاندان ہونے والے ہیں (اس کے ٹھیک نو سال بعد آپ کا وصال ہوا)

۳۱ جنوری ۱۹۳۱ء مقام کلانور آپ نے فرمایا کہ آج میں نے ایک خواب دیکھا تھا۔ کہ میں ایک مکان میں بیٹھا ہوا ہوں باہر سے کسی نے آواز دی۔ میں دروازہ تک آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بہت سے آدمی کھڑے ہیں۔ جن میں حافظ خدا بخش و نبی بخش وغیرہ بھی ہیں کہنے لگے کہ آپ کا سب لوگ انتظار کر رہے ہیں۔ تشریف لے چلئے تا۔ میں نے کہا کہ میرا صافہ اندر رکھا ہے۔ وہ لے آؤں یہ کہہ کر میں اندر چلا گیا۔ صافہ اٹھایا تھا۔ کہ آنکھ کھل گئی

کلانور میں ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ کو خواب میں دیکھا کہ گاڑی میں بیٹھی ہے۔ اور مجھے آوازیں دے رہی ہیں۔ میں کھڑا ہوا سوچ رہا ہوں کہ میری آنکھ کھل گئی۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ جو اراضی میں نے اپنے مدفن کیلئے خریدی ہے۔ اس سے مجھے نہایت خوشی ہوئی۔ دوسری خوشی مجھے حضرت مرشدنا شیخ احمد صاحب قادریؒ کے دست مبارک پر بیعت ہونے کی ہوئی۔ ان دونوں خوشیوں کا سرور میری روحانیت میں اب تک موجود ہے۔

سنہ ۱۹۳۰ء میں آپ کو چند حضرات برائے شمولیت انجمن خالقیہ نگانہ ضلع رہتک کے سالانہ جلسہ کیواسطے لینے کیلئے گئے۔ چونکہ آپ کی صحت اچھی نہ تھی۔ اس لئے وہاں جانے سے انکار کر دیا۔ پھر دوبارہ ماہ دسمبر میں مولوی محمد عظیم و خلیفہ عبدالرزاق شاہ صاحب مع دیگر اصحاب آپ کی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور شرکت کے لئے اصرار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ لوگ میری عیادت کو نہیں آئے۔ بلکہ اپنے کام کی غرض سے آئے ہو۔ یعنی میں جاؤں تو تمہاری انجمن میں کچھ چندہ وغیرہ زیادہ ہو جائے گا اس لئے اصرار کر رہے ہو۔ مذکورہ اصحاب نے عرض کیا۔ کہ چندہ وغیرہ کا تو کچھ خیال نہیں۔ مگر لوگوں کی پریشانی کا خیال ہے۔ چونکہ حضور کی تشریف آوری کی شہرت ہے۔ اس لئے مخلوق جمع ہونی شروع ہو گئی ہے۔ اور آپ کا بے حد انتظار ہے۔

چونکہ آپ کی طبیعت میں [illegible] تھا لہٰذا آپ فوراً تیار ہو گئے بوقت روانگی جب [illegible] لیجانے لگے تو جملہ مستورات کوٹ شرلاین تمام خویش و اقارب آپ کی زیارت کو موجود تھیں آپ نے فرمایا کہ آج مجھے خوب سیر ہو کر دیکھ لو۔ [illegible] کے بعد زندہ دیکھنا تمکو میسر نہ ہوگا۔ میری لاش ہی تم لوگوں کو [illegible] کیلئے ملے گی

کیونکہ خدا کا حکم اسی طرح سے ہے۔ اس کے بعد باہر تشریف لے گئے اور خلیفہ نعمت علی کو ہمراہ لے کر اراضی پر تشریف لے گئے اور اپنی قبر کی جگہ کا نشان چھڑی سے بنایا۔ اور فرمایا کہ مجھے یہاں دفن کرنا

بعدہٗ سب سے رخصت ہو کر ہوشیار پور پہنچے۔ چھاؤنی جالندھر میں پہنچکر آپ نے فرمایا کہ میں قدم آگے کو رکھتا ہوں مگر پیچھے کو پڑتا ہے۔ میرا دل خود بخود بیٹھا جاتا ہے۔ آگے جانے کو دل نہیں چاہتا۔ مگر جب گاڑی آئی تو لوگوں نے اصرار کیا اور سوار کر لیا۔ جب لدھیانہ اسٹیشن پر آئے تو خلیفہ حیات خاں کا ہاتھ پکڑ کر اتر پڑے گاڑی چلدی ٹکٹ سب مولوی محمد عظیم کے پاس تھے۔ گاڑی چلتی ہوئی میں سے جب لوگوں نے آپ کو پلیٹ فارم پر کھڑے پایا۔ تو اترنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ جاؤ۔ میں انشاء اللہ کل رہتک پہنچوں گا

اسوقت آپ بہت پریشان معلوم ہوتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ٹکٹ بھی چلے گئے اب باہر کیوں کر نکلیں۔ ڈاکٹر دوست خاں بیان کرتے ہیں کہ مجھے گھر بیٹھے بیٹھے خود بخود ایسی بے چینی ہوئی۔ کہ پلیٹ فارم پر پہنچا جہاں آپ کو ٹہلتے ہوئے پایا۔ لہٰذا حضور کو ساتھ لے کر بنگلے پر پہنچا۔ جہاں صاحبزادہ عزیز الرحمن ایک روز پیشتر سے فروکش تھے۔ جب آپ اطمینان سے بیٹھے تو آپ نے فرمایا کہ اب مجھے اپنی زندگی کا بھروسہ نہیں ہے۔ شاید پھر موقعہ نہ مل سکے لہٰذا میں اپنے پوتے محمد احمد (لیسپر ڈاکٹر صاحب) کو دیکھنے کے لئے آیا ہوں

لدھیانہ آپ نے شب بھر قیام کر کے دوسرے روز صبح صاحبزادہ صاحب اور خلیفہ حیات خاں صاحب کو لاہور روانہ کیا۔ اور آپ مولوی محمد عظیم کو ہمراہ لے کر رہتک تشریف لے گئے۔ چونکہ آپ کی تشریف آوری کی ایک روز پہلے خبر مشتہر ہو چکی تھی۔ لہٰذا مجمع کثیر رہتک اسٹیشن پر

ع ہو گیا تھا۔ آپ رہتک سے کلانور ہوتے ہوئے نگانہ پہنچے۔ اور جلسہ
یں شرکت کر کے قلندر خاں کی استدعا پر موضع کانہور تشریف لے گئے
ور گڈھی آنول وغیرہ دورہ کر کے تلاؤ میں قیام فرمایا۔ اور شب کے
یک بجے گھبرا کر اٹھے۔ اور لوگوں کو مولوی عبدالرحیم میرٹھی کو بلا کر فرمایا
لہ جو کچھ میں وصیت کرتا ہوں۔ اسپر پورے طور سے عمل کرنا۔ کیونکہ یہ میرا
یہ سفر آخری سفر ہے۔ میری موت کی خبر تمام مقامات پر جہاں میرے خاص
ملنے والے ہیں کر دینا۔ میری لاش کو کوٹ عبدالخالق پہنچا دینا۔ میرے
جنازہ کی نماز جہاں جو صاحب بھی پڑھنا چاہیں اجازت دے دینا
کھیتاواس بھی تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے خواب میں مولانا احمد علی
محدث سہارنپوری کو دیکھا۔ جو آپ کے استاد تھے۔ آپ نے پریشانی چوم کر
فرمایا کہ عبدالخالق گھبراؤ نہیں۔ اب تم کو بالکل آرام ہو جائے گا۔ پھر آپ نے
تعبیر بتائی کہ اب دنیا سے رخصت ہو کر ہمیشہ کے لئے آرام نصیب ہو جائے
گا۔ سید دین علی شاہ سے فرمایا کہ آج کا خواب معہ تاریخ لکھ لو
کھیتاواس سے کنہوا تشریف لے گئے۔ بعد ازاں چرخی دادری بھی
آپ کو لوگ لے گئے۔ اسی جگہ ڈاکٹر دولت خاں لدھیانہ سے آکر قدمبوس
ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا میرا اسی سفر میں انتقال ہو گا
ہی تم آجانا۔ اور میرے جنازہ کو کوٹ عبدالخالق پہنچانا
تشریف لے گئے۔ یہاں ہی جنکشن پر صدہا لوگ جمع تھے۔ آپ کو شہر میں لے جانے
کے لئے اصرار کرنے لگے لیکن آپ نے فرمایا کہ اب میرے پاس وقت بہت کم
ہے۔ دہلی پہنچ کر آپ نے باقاعدہ علاج شروع کر دیا۔ اور اٹھارہ یوم قیام کیا۔
زیادہ وقت آپ مزارات پر گذارتے تھے۔ روزانہ آپ روزانہ حضرت

خواجہ باقی باللہ کے مزار پر تشریف لے جایا کرتے۔ اور حضرت شاہ عبدالح
محدث دہلوی سید نور محمد صاحب بدایونی حضرت نظام الدین مجبو
الٰہی و مرزا جان جاناں وغیرہ پر حاضری دیا کرتے تھے۔ انیسو
روز حاجی امیر الدین صاحب میرٹھ والے آپکو باصرار تمام میر
لے گئے۔ اور آپ کے لئے ایک کوٹھی اسی روپیہ ماہوار کرایہ پر
کر اس میں ٹھیرایا۔ لیکن وہاں سے شب کو ہی آپ ٹھیکیدار صاحب
کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ دوران قیام میں صدہا فوجی لوگ حاض
ہوکر بیعت ہوئے۔

ذکر وفات حسرت آیات مرشدنا علیہ الرحمۃ

حیف در چشم زدن صحبتِ یار اخیر شد روئے گل سیر ندیدیم و بہار اخیر شد

متذکرہ بالا ملفوظات طیبات متعلقہ وفات شریف مظاہر الآثار
ناظرین سُن چکے ہیں۔ اب ہمہ تن مصروف خیال رجوع سانحہ وفات فرما
آپ کو چونکہ پہلے ہی سے اپنے جدا ہونے کا علم آثار و انکشاف سے
اس پر ایک مدت پہلے ہی سے ہدایات نصیحت و وصیت وغیرہ اپ
خدام و یاران طریقت کے لئے فرماتے رہے۔ اور اپنے عقیدت مند احباء
و دوستوں سے خلوص قلبی کیساتھ ملنا جلنا شروع کر دیا۔ جس شخص سے بھی
بخیال اپنے جدا ہونے کے آبدیدہ ہوکر ملتے۔ اور فرماتے کہ یہ آپ لوگوں
میری آخری ملاقات ہے۔ خداوند کریم عقبیٰ میں سب کو باہمی ملاقات
نصیب کرے۔ آمین ثم آمین

حضور علیہ الرحمۃ نے حاجی صاحب کو بلا کر اپنے مزار شریف کے متعلق

ہدایات فرمائیں۔

اس کے بعد آپ نے اپنے خادم خلیفہ عبدالرزاق خاں صاحب سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ میری وفات کے کتنے روز باقی رہ گئے ہیں۔ وہ خاموش ہوگئے۔ پھر آپ نے صاحبزادہ صاحب کو بلا کر فرمایا میں عرس شریف میں شامل نہیں ہوسکتا۔ تم وہاں جا کر حضور خواجہ صاحب کے عرس کا بندوبست کرو۔ اور نہایت محنت و مشقت کے ساتھ کام کرو۔ پھر آپ نے صاحبزادہ صاحب کو اپنی چھاتی سے لگا کر فرمایا۔ کہ بیٹا یہ میری آخری ملاقات ہے۔ اور خدا حافظ کہہ کر الوداع کہا۔ اس کے دو روز بعد آپ میرٹھ سے روانہ ہو کر ۲ جون ۱۹۳۱ء کو انبالہ پہنچے۔ اور حضرت سائیں توکل شاہ صاحبؒ کے روضہ پر حاضری دی اور ایک تار کوٹ روانہ کیا۔ کہ میری ڈاک وہیں روک لی جائے۔ یہاں بھیجنے کی ضرورت نہیں۔

متولی روضہ غلام محمد صاحب سے آپ نے فرمایا کہ میرے بعد عزیز الرحمٰن کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ میرے بعد اس کے بھائی اس پر بہت بہتان اٹھائیں گے جب شاہ صاحب کے روضہ پر پہنچے تو آپ کا سامان حسب تجویز حاجی غلام محمد صاحب اس نئے مکان پر رکھوا دیا گیا۔ جو آپ کے لئے بنایا گیا تھا اور حضور علیہ الرحمۃ نے ظہر، عصر، مغرب، عشا کی نماز یہاں پڑھا کر فرمائیں۔ اور تقریباً شب کے دس بجے آپ آرام کے لئے اسی مکان میں تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کا سامان کیا ہوا تھا۔ اور اسی چھت پر قیام فرمایا جو چھت کہ گرنے والی تھی۔ شب کو قیام فرما کر صبح آپ نیچے تشریف لے آئے اور چھت کیطرف نظر اٹھا کر فرمایا کہ چھت تو گرنے والی ہے

کس بے وقوف نے بنائی ہے۔ مستری نے کہا کہ حضور آپ قیام فرمائیں اس
کے گرنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ اس پر برسات گذر چکی ہے
آپ کے تشریف لے جانے کے بعد جیسا حکم ہوگا۔ تیار کردی جائے گی
بدھ و جمعرات کی درمیانی شب آپ نے نیچے ہی قیام فرمایا۔ اور شب
بھر وہیں عبادت کرتے رہے۔ دوسرے روز جمعرات کو آپ کے پاؤں
خلیفہ عبدالرزاق خاں نے دھوئے۔ آپ کو بیمار پائی پر لٹایا۔ لیکن آپ فوراً
اٹھ بیٹھے۔ اس وقت آپ کی طبیعت میں بے حد جوش و جلال تھا
فرمایا کہ عبدالرزاق نہیں بتلاتا کہ میرا کتنا وقت باقی رہ گیا ہے۔ وہ اس
جلالی حالت کی تاب نہ لاکر جہاں شاہ جی کپڑے دھو رہے تھے۔
بھاگ گئے۔ اور خود کپڑے دھونے لگے۔ اور شاہ جی کو آپ کے پاس
بھیجدیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا کہ عبدالرزاق کہاں گیا
جب خلیفہ عبدالرزاق صاحب پہنچے تو آپ نے پوچھا کہ کہاں چلا گیا تھا۔
عرض کیا کہ حضور کا تولیہ دھو رہا تھا۔ ایک مجذوبہ برہنہ آپ کے پاس بیٹھی
تھی۔ آپ نے اسکو کپڑے پہننے کیلئے فرمایا۔ جب وہ کپڑے پہن چکی تو کہنے لگی
اپنا کرتہ دو۔ میں یہ نہیں پہنتی۔ اور اتار کر پھینک دیا۔ آپ نے اسکو تیا
کرتہ گیروے رنگ کا نکلوا کر پہنایا۔ اور اپنے ہاتھ سے بہت عرصہ تک کھانا
کھلاتے رہے۔ اور دونوں آپس میں باتیں کرتے رہے۔ جسکو کوئی نہ سمجھ سکتا
تھا۔ تقریباً ایک بجے کے بعد وہ اپنے کپڑے پھاڑ کر چلدی اور کچھ پتا نہ چلا
کہ کہاں گئی۔

نماز ظہر و عصر کے بعد آپ نے کچھ کھانے کی خواہش ظاہر کی اور فرمایا کہ
آم کے موسم کے کوئی اچار اور کریلے لاؤ۔ خلیفہ عبدالرزاق شاہ صاحب

ا لنگر خانے سے کریلے لے آئے۔ آپ کریلے دیکھ کر بہت خوش ہوئے
ر فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے کھلا ہو [illegible] آپ نے آدھی روٹی کھائی ہوگی
قی خلیفہ صاحب مذکور کو کھانے کا حکم دیا۔ جب سورج غروب ہونے لگا
فرمایا کہ مجھے اوپر لے چلو۔ آپ کو سہارا دے کر بیٹھک چھت پر لے جایا گیا
ں کی نسبت آپ نے دن ہی میں گھسنے کے لئے فرمایا تھا۔ مغرب اور عشا
نماز کثیر التعداد لوگوں کے ساتھ باجماعت ادا کی گئی۔ گیارہ بجے سب لوگوں
اجازت دے دی گئی۔ صرف تین غلام آپ کے وہاں پر رہ گئے

آپ نے تقریباً شب کے ایک بجے اٹھکر خلیفہ عبدالرزاق صاحب کو
بدار کیا۔ اور فرمایا۔ کہ مجھے وضو کرا کر نوافل تہجد پڑھاؤ بعد نوافل تہجد آپ نے
سجود ہو کر دعا مانگی کہ اے اللہ مجھ [illegible] دنیا اور بحالت
جدہ درجہ شہیدی عطا فرما۔ جب دعا [illegible] فرمایا کہ عبدالرزاق
ج مجھے سخت بے چینی ہے۔ مجھے [illegible] اسی طرح فجر کا وقت ہو گیا
پ نے وضو کر کے سنتیں ادا کیں۔ [illegible] ہو گئی۔ مولوی رحیم الدین صاحب
ھی پیش امام تھے۔ اور آپ [illegible] عبدالرزاق صاحب و سید زین
لی شاہ صاحب و مولوی [illegible] کھڑے تھے
کے اخیری سجدہ میں جب [illegible]
خلیفہ عبدالرزاق صاحب [illegible] کے
ریب مٹی وغیرہ سے نکالا ہوا تھا۔ اور [illegible] ہوا ہے۔ میں
نے ہر چند نکلنے کی کوشش [illegible] فرماتے ہیں۔ لیکن
جھ سے نہ نکالا گیا۔ [illegible] تھا۔ لوگ چاروں طرف سے
وڑے ہوئے آئے۔ [illegible]

سے پہلے مجھے ہی لوگوں نے باہر نکالا۔ میں وہاں سے اٹھ کر خود ہی جہا
آپ کی چارپائی صحن میں بچھی ہوئی تھی۔ اس کے بعد تین چار لوگوں
ل کر حضور کو نکالا۔ اور ہاتھوں میں اٹھا کر صحن میں لے آئے۔ اور چارپائی
لٹا دیا۔ میں نے حضور کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ سانس
نہیں آتا۔ باقی ان لوگوں کو بھی نکال لیا گیا۔ جو سخت مجروح تھے

دین علی شاہ نے کہا کہ ہمارا جو حال ہے۔ وہ ہے۔ لیکن حضور کا
حال ہے۔ کسی نے جواب دیا کہ حضور اچھے ہیں۔ کوئی چوٹ وغیرہ نہیں آ
لیکن غشی طاری ہے۔ اتنی ہی دیر میں ڈاکٹر صاحب آگئے۔ جنہوں
آپ کے جسم مبارک پر آلہ لگا کر دیکھا اور کہا کہ حضور کی روح پرواز
گئی۔ دوبارہ پھر ڈاکٹر صاحب نے آلہ وغیرہ لگا کر دیکھا تو یہی معلوم ہوا
آپ کی روح اقدس اس قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ ایک کہرام
گیا۔ اور آپ کی چارپائی کو حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کے
مزار پر لے جائی گئی میں بھی حضور کے ساتھ ہی ایک آدمی کی کمر پہ سوا
ہو کر چلا گیا۔ مجھے ہر چند شفاخانہ بھیجنا چاہا لیکن میں نے آپ کی جدائی گ
نہ کی۔ مخلوق خدا کا اژدہام ہو گیا۔ جو چلا چلا کر رو رہی تھی۔ اور سب
زبانوں پر یہ جاری تھا۔ کہ دیکھو اولیاء اللہ کی ظاہرا کرامت چہرہ ک
قدر منور اور روشن ہے۔

آپ کو غسل دیا گیا۔ میں بھی وہاں حاضر تھا۔ نماز جنازہ کے
وقت مخلوق خدا اسقدر جمع ہوئی کہ درگاہ حضرت سائیں صاحب
میں نہ سما سکی۔ اخیر آپ کا جنازہ کھلے میدان میں لایا گیا۔ پھر
نماز جنازہ ادا کی گئی۔ بعد ازاں جنازہ احاطہ میں لایا گیا اور نئے لوگوں کے

رجانے سے دوبارہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کے وصال اور شہادت کی
اللاع بذریعہ تار لوگوں کو دی گئی۔ بموجب وصیت آپ کو بذریعہ موٹر
دری کوٹ عبدالخالق لے جایا گیا۔ باوجود ڈاکٹر کے منع کرنے کے اور سید
ین علی شاہ صاحب بھی ہمراہ گئے۔ ماسٹر محمد قاسم و حاجی ابراہیم اور بیش امام
مسجد شاہ صاحب بھی ساتھ تھے۔ تقریباً نو بجے شب ہوشیار پور پہنچے
ہوشیار پور اور کوٹ شریف کے راستوں پر دنیا برسر انتظار کھڑی ہوئی تھی
لوٹ شریک میں ایک قیامت بپا تھی ننھے ننھے یتیم ابا جی ابا جی کہکر چیخیں مار رہے تھے
۶ جون ۱۹۳۱ء کو لوگوں کے تار آئے۔ کہ تم آ رہے ہو۔ ڈپٹی کمشنر
و دیگر افسران ضلع نے بھی شمولیت نماز جنازہ اور زیارت کی درخواست کی
۷ جون ۱۹۳۱ء تمام گردونواح میں منادی کرادی گئی۔ شب و روز ہندو
مسلمان، سکھ جوق در جوق آکر آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے
دوبارہ کوٹ شریف میں بھی آپ کو غسل دیا گیا۔ جسم مبارک پر کوئی
زخم نشان وغیرہ نہ تھا۔ بہت عرصے سے آپ کا کفن اس طرح سے تیار
تھا کہ ایک شخص نے کلمہ پڑھ کر ہولے ہوئے۔ جب روئی پیدا ہو
گئی تو ایک بڑھیا عورت نے ہر ایک تار پر کلمہ پڑھ کر اس کو کاتا۔
اور اسی طرح وہ بُنا گیا۔ آپ کو وہی کفن پہنایا گیا۔
۷ جون ۱۹۳۱ء بوقت آپ کی نماز جنازہ پڑھی [illegible] یار محمد خاں
صاحب نے پڑھائی۔ اور پھر یکے بعد دیگرے [illegible] کو زیارت سے مستفیض
کرکے اس آفتاب ولایت کی [illegible] کو سپرد خاک کی گئی
صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے جو نماز جنازہ کے وقت [illegible] افسران کے
موجود تھے۔ آپ کا وصیت نامہ پڑھ کر [illegible]

قطعہ تاریخ وفات شریف

از مؤلف

پسر فرخ یادگار شمس کو ہیں عبد خالق ہے — جو تھے قطب ولی و مرشد کامل حقیقت میں
جگر پیوند خواجہ قطب عالم شمس عرفانی — گرامی قدر و عالی مرتبت تھے شان و عظمت میں
تھے اول موجد رسم نکاح بیوگان نامی — سخی پرور و ہمدرد دین آفات خلقت میں
بہت سی خوبیوں کے تھے وہ موصوف با محبت — نمایاں تھا ہر اک خلق یاں صورت میں سیرت میں
محرم کی سترہویں جمعے کے دن وہ شہید حق — ہوئے واصل بہ شان ایزدی مسعود ساعت میں
رقم کر یادگاری کے لئے بعد از دعا ناطق — ہیں پاکیزہ مرقد میں ہے روح پاک جنت میں

۱۳۵۰ھ

اظہار درد دل بطرز نوحہ

آج وہ مقبول حق محبوب یزداں چل بسے — نائب ختم رسل محبوب سبحاں چل بسے
پیشوائے سالکاں و اصفیائے کاملیں — فخر عالم رہنمائے مقتدایاں چل بسے
جان مشتاقاں عالم دلنواز عاشقاں — محسن و بندہ نواز جملہ یاراں چل بسے
عظمت و اعزاز جاہ و احتشام [illegible] — ہائے کیسے تھے گرامی قدر ذیشاں چل بسے
تاجدار مسند ارشاد حق [illegible] عالم [illegible] — سرپرست کل عزیزان مخلصاں چل بسے
روتے ہیں سارے چشم پر آب حق کی یاد میں — آہ وہ تسکین بخش خاطر جاں چل بسے
حاجی محمود شیخ احمد کے دلبر لاڈلے — نور چشم قطب عالم شمس عرفاں چل بسے
مظہر شان مجدد جان فدائے نقشبند — یادگار نسبت صدیق و سلماں چل بسے

دیکھنا ہی جنکا تھا سبب نجات آخرت
جنکی خدمت ہی تھی وجہ دین و ایمان چل بسے

رہے ہیں جاں بلب فرقت میں لیجئے خبر
اب کہاں اے چارہ سازِ دردمنداں چل بسے

سلک ہر دل سے تھی جنکی توجہ باکمال
ہائے اب وہ موردِ فیضانِ عرفاں چل بسے

یسے غم خوار و یتاماں تھے نہ بھولے آخرش
ان کے فکر و غم میں ہی با چشمِ گریاں چل بسے

ناز تھا جن پر ہمیں ناطق اب انکے سامنے
دل کی امیدوں کے سارے ساز و ساماں چل بسے

اجلاسِ اخبابِ طریقت معہ برادرانِ قوم بہ تقریرِ سجادہ نشینانِ بقید مقام و وصیت

، جون ۱۹۳۱ء بعد نماز جنازہ و تدفین آنحضور علیہ الرحمۃ پہلے جمیع یاران و احباب
طریقت و جملہ برادران قوم مقامی و قرب جوار و دیگر معتقدین دور و دراز جو اس وقت
شامل نماز تھے۔ سب کے روبرو صاحبزادہ عبدالغنی صاحب جالندہری نقشبندی
مجددی نے وصیت نامہ حضور خواجہ شمس الکونین کا پڑھ کر سنایا۔ اور اعلان کیا
کہ الحمدللہ بعونہٖ تعالےٰ بمواجہ جمیع حاضرین اخوان الصفہ حضرت قرۃ العین
حجۃ النورین ابن السعید حضور خواجہ شمس الکونین علیہ الرحمۃ اسم گرامی والاشان
عزیز الرحمٰن صاحب انعم اللہ علیکم بمدارج البقا کو سجادہ نشین سلسلہ طریقت عالیہ
بنایا جاتا ہے۔ نیز مہتمم یتیم خانہ و انجمن خالقیہ بھی آپ ہی انتخاب
اس پر جملہ احباب و برادران قوم نے بھی اپنی رضامندی
خوش اسلوبی کے ساتھ یہی رائے پیش کی۔ کہ
موصوف الصدر ہی اس کے لائق و قابل ہیں۔ بعد اظہار مجموعی رائے ذیلدار
میاں رشید محمد خاں صاحب نے شاہ عزیز الرحمٰن صاحب کے سر مبارک
پر دستار بندی کی۔ اور بعد دعائے خیر جلسہ برخاست ہوا۔

نقل وصیت نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منکہ عبدالخالق خلف خواجہ قادر بخش صاحب مرحوم بعمر پینسٹھ سال آٹھ ماہ قوم افغان ملاں عرف مندیخیل ساکن کوٹ عبدالخالق داخلی موضع جہاں خیلاں تحصیل و ضلع ہوشیار پور کا ہوں۔ چونکہ دنیا ناپائیدار ہے۔ اور حیات مستعار کا کچھ بھروسہ نہیں ہے۔ اس لئے میں مندرجہ ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے پس ماندگان کا فرض ہے۔ کہ میرے بعد اس وصیت نامہ کے اندراجات کے مطابق عمل پیرا ہوں۔

(۱) میں نے اپنی تمام جائیداد منقولہ و غیر منقولہ واقعہ جہاں خیلاں و کوٹ عبدالخالق ضلع ہوشیار پور و محدودان ریاست پٹیالہ و چنہی کلاں ضلع انبالہ کو بذریعہ باضابطہ دستاویزات رجسٹری شدہ و کاغذات مال کے اپنی رضا و رغبت سے اپنی حیات میں منتقل کر دیا ہے۔ چنانچہ میرے تین جوان بیٹے عبدالعزیز، حمدالعزیز، سعدالعزیز بعد حق رسی عرصہ ہوا کہ مجھ سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ اور وہ اپنی اپنی جگہ آباد ہیں۔ میں نے اپنی دختراں کو بھی ان کے حصہ شرعی سے زیادہ نقد و سامان دے کر حق رسی کر دی ہوئی ہے۔ وہ اس پر رضامند ہو چکی ہوئی ہیں۔ اور آپ شادی شدہ اور اپنے اپنے گھروں میں آباد اور خوشحال ہیں۔ میرا چھوٹا بیٹا عزیز الرحمٰن خاں اس وقت نابالغ ہے۔ اور میری سرپرستی میں تربیت پا رہا ہے

(۲) میں نے یتیموں کی پرورش کا سلسلہ قائم کر کے ایک یتیم خانہ بنام

یتیم خانہ خالقیہ اور مدرسہ خالقیہ کی بنیاد ڈالی ہوئی ہے۔ جن کا انتظام
میرے معتقدین کی ایک جماعت کر رہی ہے جس کا نام انجمن خالقیہ
ہے۔ یہ انجمن اسوقت باقاعدہ رجسٹری شدہ انجمن ہے۔ میں نے
اپنا تمام اثاث البیت اور کتب خانہ انجمن مذکور کو یتیموں کے لئے برائے
عدادیدیا تھا۔ جو انجمن نے فروخت و نیلام کرکے اپنے سرمایہ میں شامل کرلیا
اور باقاعدہ ایک کتب خانہ مرتب کرلیا ہوا ہے۔ رپورٹ انجمن
خالقیہ مطبوعہ سنہ ۱۹۱۲ء/۱۹۱۳ء میں اس کی صراحت موجود ہے۔ کچھ اراضی زرعی
بھی برضامندی پسران خود میں نے اس یتیم خانہ و انجمن کے نام وقف
کردی ہوئی ہے۔ اسوقت ان پر انجمن خالقیہ قابض ہے۔ اور اس پر انجمن
مذکور کی عمارات قائم ہیں۔ مسجد جدید یعنی جامع مسجد جو خسرہ ۳۱۹ میں
تعمیر ہوئی ہوئی ہے۔ انجمن خالقیہ ہی کی تولیت میں انتظام و درستی قبرستان
عرس و انتظام لنگرخانہ و تواضع مہمانان و درویشاں کیواسطے وقف کردی ہیں
جس پر اسوقت میں بطور متولی کے قابض ہوں۔ غرض یہ کہ اس وقت
میں بفضل تعالیٰ انتظام ترکہ کے بار سے سبکدوش ہوں۔

(۳) عرصہ گذرا کہ میں نے ایک وصیت بحق اپنے لڑکے عبدالعزیز کی
تھی اور اس کو اپنا جانشین قرار دیا تھا۔ لیکن اس کی شادی
نافرمانیوں سے متاثر ہوکر میں نے یہ وصیت فسخ کر دی اور اس کو
جانشینی سے خارج کردیا تھا۔ اور اعلان مشتہر کردیا تھا جس کی نقل لف
وصیت ہذا ہے۔ یہی اعلان انجمن خالقیہ کی سالانہ رپورٹ مطبوعہ سنہ ۱۹۱۲-۱۳ء
میں بھی میں نے اس کو شائع کرادیا تھا۔ اس کے بعد وصیت مذکور
کالعدم ہوچکی اور عبدالعزیز میری جانشینی کے حقوق سے معزول ہوچکا ہے

میرے ہر دو پسران حمد العزیز و سعد العزیز بھی میری ذات کے لئے باعث رنج
و تکلیف ہوئے ہیں۔ لہذا میں نے ان سے بھی تعلق قطع کر لیا ہوا ہے
اب ان ہر سہ اشخاص عبد العزیز و حمد العزیز و سعد العزیز کا مجھ پر کوئی حق
باقی نہیں ہے۔ اور نہ یہ میرے بعد میرے کسی ترکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ
و حق گدی نشینی کے وارث ہوں گے۔ ان کو میری جائیداد سے ایک حبہ
تک بھی نہ دیا جائے۔

(۴) میرا چھوٹا بیٹا عزیز الرحمن خاں جو اس وقت نابالغ اور میرے زیر تربیت
ہے۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے کرم و فضل پر بھروسہ ہے کہ یہ نیک دل
اور سلیم الطبع ہوگا۔ اور میری جانشینی کا ہر طرح اہل ثابت ہوگا۔ اس لئے میں
اس کو بامید اوصاف مندرجہ وصیت ہذا اپنا جانشین قرار دیتا ہوں۔ اگر
میری وفات کے وقت بھی وہ نابالغ ہی ہو۔ تو تا بلوغت دو آدمی اس کے کاروبار
چلانے کیواسطے بصورت ذیل رفیق رہیں گے۔ کاروبار مہتمم انجمن اور دوسرے
بیرونی کاروبار جانشینی کیواسطے خلیفہ محمد حیات خاں ولد نتھے خاں سکنہ
ہوشیار پور مقرر رہیگا۔ اور لنگر خانہ و گھر کے اندرونی انتظامات کے لئے خلیفہ
مست نعمت علی درویش سکنہ کھیڑی ضلع رہتک مقرر رہے گا

یہ ہر دو اشخاص بھی شرائط وصیت ہذا کے ہر طرح پابند رہیں گے
اور اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آجاوے کہ یہ دونوں شخص یا ان میں سے
کوئی ناقابل خدمت ہو جاویں۔ تو ٹرسٹیاں مندرجہ وصیت ہذا کو اختیار
ہوگا کہ اور کوئی مناسب شخص بجائے ان کے مقرر کر دیویں

(۵) جیسا کہ فقرہ نمبر ۴ میں درج کیا گیا ہے۔ میرے بعد میرا جانشین و
قائم مقام روحانی و مذہبی میرا سب سے چھوٹا بیٹا عزیز الرحمن خاں ہوگا بشرطیکہ

ں میں وہ شرائط موجود ہوں۔ جو عہدہ جانشینی کے لئے اس وصیت میں ضروری
لازمی قرار دی گئی ہیں۔ اگر امنائے مندرجہ وصیت ہذا کے ۳/۴ حصہ کی
ئے میں بالاتفاق اس میں خدانخواستہ وہ اوصاف پائے نہ جاویں۔ یا
ں اور ہنج سے میرے لڑکے عزیزالرحمن کی نسبت مایوسی ہو جاوے
یرا جانشین بجائے اس کے وہ شخص ہوگا جس کو میں بذریعہ وصیت
بدیا اپنی زندگی میں بذریعہ اعلان عام اس کام کے لائق قرار دے جاؤں
میں ایسے نقرر کے لئے وصیت مابعد نہ کرسکوں تو امنائے وصیت ہذا
ن کے قائمقامان جائز کا فرض ہوگا۔ کہ وہ سب مل کر بالکم از کم ان کا
حصہ بالاتفاق یا ۳/۴ کی کثرت سے مطابق ہدایات مندرجہ وصیت ہذا
ئی ایسا شخص جانشین مقرر کریں۔ جو اول تو میری اولاد میں سے ہو یا
ری اولاد میں سے نہو۔ تو میرے ملنے والوں میں سے ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو
سلۂ عالیہ شمس العرفانیہ میں سے ہو۔
جو شخص میرا جانشین قرار پاوے۔ لازمی ہوگا۔ کہ وہ موزون الوقت بلحاظ
یت وصفات کے ہو۔ اور عقائد و مذہب حنفیہ رکھتا ہو۔ اور مستقل رہائش
ٹ عبدالخالق میں رکھے۔ ایسا شخص خواہ میرا لڑکا عزیزالرحمن خاں ہو یا وہ
جانب امنائے مندرجہ وصیت ہذا منتخب ہو۔ تا قائمی اوصاف
یت نامہ ہذا میرا جانشین جائز متصور ہوگا۔ یہ
مگی بغیر مشروط نہ ہوگا۔ نہ اس کی اولاد میں وراثتاً
شرائط مندرجہ بالا امنائے
بروئے فقرہ نمبر ۴ وصیت ہذا منظور ہوں۔ بلکہ اس کو علیحدہ کر دیں گے
ہا ہوا نسبی جانشین

شرائط مندرجہ بالا جانشین مقرر کیا جائے گا

(۷) سرپرست انجمن خالقیہ و مہتمم مدرسہ و یتیم خانہ خالقیہ اپنی عین حیات میں میں خود ہوں۔ بعد میرے جو شخص میرا جانشین ہوگا۔ و مہتمم یتیم خانہ و مدرسہ ہوگا۔ ہر حالت میں جانشین اور مہتمم یتیم خانہ و مدرسہ دو علیحدہ علیحدہ نہ ہوں گے۔ نہ کسی شخص کو یا امنائے برروئے وصیت ہذا یا ان کے قائمقام کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ میرا جانشین اور مہتمم دو علیحدہ علیحدہ شخصوں کو مقرر کریں۔ البتہ میرے کسی جانشین کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ اپنی ذمہ داری پر اپنے عہدے کے فرائض پورے کرنے کیلئے کسی شخص کو اپنی طرف سے مقرر کردے یا اپنے ساتھ شریک کرے۔

(۸) ا۔ میرے جانشین کا فرض ہوگا۔ کہ وہ مکانات موجودہ اور جائیداد کو ترقی دے یا کم از کم موجودہ حالت میں سنبھال رکھے۔ اور طالبان راہ طریقت کو سلوک سلسلۂ عالیہ شمس العرفانیہ کی تلقین کرے۔ سائلوں اور مہمانوں اور میرے عزیز و اقارب سے بتواضع پیش آئے۔ انجمن خالقیہ کے کاروبار کو حسب قواعد انجمن خالقیہ نیک نیتی و دیانتداری اور قابلیت سے چلاوے اور قبرستان احاطہ مرقد منور حضرت قبلہ کعبہ خواجہ قادر بخش شمس العرفان کا ٹھیک انتظام رکھے (اس شرط میں میری وفات کے بعد میری قبر بھی شامل سمجھی جاوے گی) عرس شریف کے معقول انتظامات کے

(ب) اس جائیداد و فتوحات کی آمدنی میں سے میری ہر دو زوجگان کریمہ خاتون و رقیہ بیگم کو بیس بیس روپیہ ماہوار بطور گزارہ ادا کرے اور یہ رقم جائیداد آمدنی متذکرہ بالا پر بار اولین ہوگی اور بصورت عدم ادائیگی یا تساہل بذریعہ نالش ادا ہو سکیگی۔ بصورت عقد ثانی یہ گزارہ نہ مل سکے گا۔

ح، اگر میں کوئی اولاد نابالغ چھوڑ جاؤں۔ تو میرے جانشین کا فرض ہو گا۔
اس کی پرورش تعلیم و تربیت غور و پرداخت ہر طرح سے کرے اور تا سن
نت انکا ہر طرح سے محافظ و نگراں رہے۔
ں) میرے جانشین کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ اپنے عیال و اطفال اور
ی ذات کے لئے ضروری خرچ بہ قسم نان و نفقہ خورش و پوشش
نی جائیداد و آمدنی فتوحات سے پورا کرے۔ اور اس کا حساب
اعدہ رکھے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ وہ ایسی تمام جائیداد کو جو بحیثیت
رے جانشین ہونے کے یا بحیثیت مہتمم مدرسہ و یتیم خانہ و متولی جامع مسجد
نے کے جو اس وقت موجود ہے۔ یا آئندہ کو کسی ذریعہ سے حاصل ہو۔
درسہ یا گدی کے نام پر حاصل ہوں۔ کسی طریق سے بھی منتقل یا رہن
ریر بار نہ کر سکے گا۔ اور نہ یہ جائیداد متذکرہ بالا کسی شخص کی ذاتی
ئیداد ہوگی۔ نہ کسی کو وراثتاً ملے گی۔ اور نہ کسی شخص کے قرضہ میں قرق
نیلام ہو سکے گی۔ اور اسکو بالکل اختیار نہ ہوگا۔ کہ ضروریات مندرجہ وصیت
کے بغیر اس جائیداد کی آمدنی کو کسی اور مصرف میں صرف
ے نہ میرے جانشین یا انجمن خانقیہ یا اس کی کسی کمیٹی یا
سی شخص کو اختیار ہوگا کہ وہ جائیداد زیر تولیت میرے جانشین
مہتمم یتیم خانہ و مدرسہ کو یا اس کے کسی جزو کو انتقال
روپیہ کسی اور مدرسہ یا رفاہ عام کے کسی دوسرے کام میں صرف
ے یا اس کی حالت کو اس طرح تبدیل کر دیوے۔
لہ وہ اغراض یتیم خانہ و مدرسہ ہذا کے ناقابل ہو جاوے
کسی شخص کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ اس مدرسہ و یتیم خانہ کو کوٹ عبدالخالق

سے اٹھا کر کسی اور جگہ لے جاوے۔ اگر خدانخواستہ کبھی اس مدرسہ اور یتیم
کا وجود نہ رہے۔ تو یہ تمام جائیداد جو اس وقت مدرسہ و یتیم خانہ سے متعلق
ہے۔ زیر انتظام میرے جانشین کے ہر دو مساجد پر جو اس وقت
کوٹ عبدالخالق میں ایک متصل مدرسہ اور دوسری متصل حجرہ شریف
موجود ہیں۔ اور احاطہ خانقاہ شریف والدہ ماجدم اور میری قبر کی
درستگی پر صرف کرے

۱۹ اشخاص نامبردہ اعلان لف وصیت ہذا کو تقرر یا انتخاب جانشینی کا حق
نہوگا۔ بلکہ ٹرسٹیاں نامزدہ شدہ وصیت ہذا کو یہ اختیار دیا جاتا ہے! سمائے ٹرسٹ
یعنی امنائے سید خلیفہ علی بخش صاحب ٹھسکہ میراں جی ضلع کرنال حافظ
غلام رسول صاحب مسجد باغوالی ضلع لدھیانہ خلیفہ سید دین علی شاہ صاحب
لکڑ کھل ضلع امرتسر صوفی حاجی خلیفہ بدرالدین صاحب کلور ضلع شاہپور
خلیفہ مولوی زین العابدین صاحب پروکھا نوالہ ضلع لائل پور خلیفہ محمد حیات خان
صاحب عرائض نویس ہوشیار پور منشی غلام نقشبند صاحب صفی بجواڑہ ضلع
ہوشیارپور شیخ عبدالعزیز صاحب ایم اے پلیڈر ہوشیار پور شیخ عبدالعزیز صاحب
سوداگر چنہی کلاں ضلع انبالہ مولوی رحمت اللہ صاحب مشیر مال انجمن
خالقیہ کوٹ عبدالخالق منشی سراج الدین صاحب خوشنویس امرتسر خلیفہ حکیم
مولوی نعمت اللہ صاحب پلیڈر ضلع ہوشیار پور ڈاکٹر سراج الدین صاحب بنگہ
ضلع جالندھر خلیفہ مست نعمت علی صاحب کھڑی ضلع رہتک حال مقیم کوٹ
عبدالخالق سید احمد شاہ صاحب انسپکٹر ڈاک خانہ جات ہری پور ضلع ہزارہ
بابو چراغ الدین احمد صاحب کلرک دفتر لاٹ صاحب بہادر لاہور منشی
محمد ابراہیم صاحب چنہی کلاں ضلع انبالہ حال ملازم انجمن کوٹ عبدالخالق

دھری مسیتے خاں صاحب نمبردار کمتھلہ راؤ ضلع کرنال۔ رسالدار عبداللہ خاں صاحب
شنر کلانور ضلع رہتک۔ شیخ نبی بخش صاحب وکیل گورداسپور میاں محمد صدیق
احب گرداور لاہا تحصیل نرائن گڈھ ضلع انبالہ کوٹ دفعدار محمد بخش
احب پٹی ضلع لاہور سید میر احمد شاہ صاحب وکیل بٹالہ ضلع گورداسپور
لیفہ دیوان قادر صاحب کراڑی میاں جان محمد خان صاحب لاہلی ضلع رہتک
لیم قائم الدین صاحب ذیلدار ریاست پٹیالہ ڈاکٹر کمال الدین صاحب ضلع
وشیار پور۔ ڈاکٹر رحیم بخش صاحب ضلع ہوشیار پور۔ جمعدار عبدالغفور خاں صاحب
لانور ضلع رہتک جمعدار فضل علی خاں صاحب کانہور ضلع رہتک کپتان
ض علیخاں صاحب ریاست الور صوبیدار میجر عبدالشکور خاں صاحب
لانور ضلع رہتک جمعدار خورشید علی خاں صاحب کلانور ضلع رہتک
ودھری کمال الدین صاحب سفید پوش ضلع لائلپور۔ چودھری رستم خاں صاحب
ضلع انبالہ سید خورشید علی احمد سہارنپور ہیڈ کلرک انجمن خدام الکعبہ مولوی ابو نعیم
صاحب کھڑکی۔ شیخ محمد خلیل صاحب ضلع انبالہ۔

نوٹ:۔ بصورت وفات یا علیحدگی یا برطرفی ٹرسٹیاں نامزد کردہ وصیت ہذا
کے بجائے مجھے اپنے حین حیات میں خود تقرر کرنے کا حق ہوگا۔ اور میرے
رسٹیاں کثرت رائے سے میرے معتقدین میں سے انتخاب
ہذا چند حروف بطور سند لکھدئے کہ سند رہے ۱۹۱۹ء عبدالخالق
لد خواجہ خواجگان شمس عرفاء حضرت قادر بخش صاحب مرحوم مکرر آنکہ
ردوئے دستاویز رجسٹری شدہ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۱۹ء و دستاویز رجسٹری شدہ
ورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۱۹ء جو جو مکانات و اراضیات میں نے وقف کردی ہوئی
یں۔ ان پر جب شرائط دستاویز مندرجہ مذکورین وعن ملدر آمد ہیں جاوے

اور جو اراضی و مکان بروئے دستاویز مرقومہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء درجسٹری شدہ ۱۶ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء میں نے بحق اپنے نابالغ بیٹے عزیز الرحمن خاں کے ہبہ کردی ہے۔ اور موہولتہ کا اسپر قبضہ کرادیا ہے۔ اسکے متعلق بمطابق دستاویز مذکور عملدرآمد قائم رہے۔ تحریر صدر عبدالخالق ولد خواجہ خواجگان شمس العرفان حضرت خواجہ قادر بخش صاحب مرحوم کوٹ عبدالخالق ڈاکخانہ خاص ضلع ہوشیارپور بقلم خود دستخط انگریزی این سی باکھلے صاحب رجسٹرار بہادر ہوشیارپور

جواہر تقاریظ و قطعات

تقریظ حافظ جلیل مولانا مفتی محمد اسمٰعیل صاحب حنفی چشتی یاست محمود آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج میں نے کتاب جامع ملفوظات خالقیہ مصنفہ منشی عاشق علیخاں صاحب ناطق کلانوری چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھی مگر تین باب مکمل دیکھے لمع سوم و لمع دہم یعنی حقیقت سلوک جسمیں آپنے ایک نظم کے ذریعہ دس اصول بیان فرمائے اور اشارہ یقینات سرگانہ سے ترقی پاکر مرتبہ حقیقت الحق کا نام بھی ظاہر فرمادیا۔ اثبات یقین علی الحق پر رغبت دلاکر آیہ جعل الورید اور کلام قدسی الانسان سری وانا سرہ کو کسی قدر چھیڑ کر نقشہ منازل سلوک جسمیں ہدایات و غایات ہی نہیں بلکہ جملہ حالات مع ولایلت معاملات وغیرہ درج ہین اور دیگر نقشہ درجات السلوک و نقشہ عالم امر مع الذات و صفات و نقشہ وجود انسان مع المراتب مع نقشہ شہود درجات بشمول احاطہ کل شئی مع مقام لطائف خمسہ تحریر فرمایا اور لطیفہ قلب و روح و سر و خفی و اخفی بدیل لطیفہ نفس و قالب مع نقشہ لطائف العشرہ مع ذکر مشرکیہ،

ہنود اجو بطریق حد اوسط ہے۔ بشمول جامعیت طریق مراقبہ لکھا۔ پھر لمعہ دوازدہم میں نقشہ مقامات طریقت دیگر وصل و اتصال کا راستہ بے راہ روں کو دکھلایا۔ یہ کتاب صرف ملفوظ ہی نہیں۔ بلکہ طالب کی عقل میں چٹکی لے کر اسے ہوشیار بنانے والی ہے۔ ملفوظ میں جسقدر لکھا ہے۔ گو سماعی اخبار ہیں مگر تواتر کا فائدہ دیتی ہیں۔ صاحب ملفوظ رحمۃ اللہ علیہ کی اس فقیر نے بھی متعدد بار زیارت کی دراصل ایسے مشائخ زمانہ کم پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ناطق صاحب کو جو دراصل اخی فی الدین ہیں اس تدوین کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ وانجحہم اولادًا واخرا والصلوٰۃ علی خاتم المرسل وختم الرسالہ باطنا وظاہرا علی من استبع الہدیٰ کان طیبا وطاہرا۔

تقریظ

از حضرت مولانا مولوی عبدالرزاق صاحب خانپوری نقشبندی مجددی نظام العلوم دار الکوٹ عبدالخالق

ناظرین! میں کیا اور کیا میری بپود کہ گلدستہ عرفانی اور روضہ روحانی کی ترتیب تنقید میں کوئی حصہ لے سکوں۔ یا طرز نگارش اور خوبی وقعت مضامین سیرت پر لکھنے کی ہمت کر سکوں۔ کیونکہ بحکم صاحب البیت ادریٰ مافیہ میں اپنی ذاتی خصائص و قابلیت کو بہ نسبت دیگر اشخاص خوب جانتا ہوں۔ اور مجھے علم ہے۔ کہ روحانیت اور باطنی علوم میں مجھے اتنا درک نہیں ہے کہ کسی کتاب یا سیرت پر چند نقوش تقریظ ثبت کر سکوں۔ ہاں صاحب نظام ظلہ کی یہ قدردانی اور میری عزت افزائی ہے کہ سیرت ہذا کے مطالعہ کے لئے مجھ جیسے نیچہ دال کو منتخب کیا۔

میں نے سیرت خالقیہ کا متعدد مواقع سے مطالعہ کیا۔ اور خصوصًا مقدمہ و ابحاث متعلقہ و لطائف سیر مقامات کو بغور دیکھا۔ اور بار بار

پڑھا۔ مذکورہ ابحاث جسطرح مولف موصوف کی ذاتی قابلیت واستعداد روحانیت
کی تخیلی تصویریں ہیں۔ اسیطرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ معلوم ہوتا ہے کہ حقائق ومعارف فطرت
مولف کے اعماق قلب میں مرکوز ومضمر ہیں جنکی تجلیات وانوارات سے قلم کو یہ یارہ ہوسکا
کہ وجدانی اور کیفی شے کو الفاظ کا جامہ پہنایا۔ تاکہ مادہ پرست بھی ان فیوضات سے محروم نہ رہیں
اسی طرح دیگر مضامین آداب مریدین طریقہ مراقبہ اور خصوصیات نقشبندیہ
جن کو مولف موصوف نے اپنے چند مکرر یعنی اشعار میں منضبط فرمایا ہے جس کو دیکھ کر
ہر شخص یہ کہنے پر مجبور ہوگا کہ خدائے قدوس نے مولف کو قوت ادراک وعمل بمحسب مرشد شغف اتباع
کیف باطنی سے بہت کچھ مالا مال کیا ہے۔ میری دلی دعا ہے۔ کہ خدائے قدوس
مولف کی محنت کا ثمرہ بصورت ہدایات کاملہ اور مغفرت تامہ وشفاعت نبی اکرم
علیہ الصلوٰۃ والتسلیم عطا فرمائے۔ اور اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ کفر والحاد کی باد سموم
ہر طرف چل رہی ہے۔ اس مجموعہ کے آب فیضان وانوار وبرکات کی موسلادھار
بارش سے غرو کرے مجھے اور اہل سلسلہ کو اس سیرت کے مطالعہ سے ہدایت
بخشے۔ خادم محمد عبدالرزاق حنفی نقشبندی ناظم دینیات کوٹ عبدالخالق

تقریظ دلپذیر عالم بیمثال فاضل بانظیر خیال مولانا عبدالرشید صاحب خانپوری

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ حقیر ناچیز بندہ عبدالرشید خاں ملتمس ہے حضرت العلامہ جناب
منشی عاشق علیخاں صاحب بہ ناطق کلانوری کی تازہ تصنیف الموسوم بہ سیرت خالقیہ کا میں
نے مختلف جگہ سے مطالعہ کیا۔ اس کتاب میں پنجاب کے دو بزرگ ہستیوں کے حالات قلمبند
کئے ہیں جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ کتاب کی عمدگی اور بلند پایہ ہونے کیلئے علامہ موصوف
کا نام نامی واسم گرامی ہی کافی ہے اسلئے کہ آپ پنجاب کے مشہور ومعروف قادر الکلام کہنہ مشق بدیہہ
پختہ کلام شاعر، صاحب دیوان ودیگر تصانیف متعددہ مفیدہ کے مصنف ہیں۔ بوجہ آپ کی تمام
تصانیف سے قطع کلام کرتے ہوئے سرتاج التواریخ ہی آپکا ایک ایسا قابل قدر زرین تاریخی ادبی

لمی کارنامہ ہے۔ جو ادب اردو، علم تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا جس نے تاریخ علم و ادب
ں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ ادب اردو علم تاریخ، راجپوت قوم ہمیشہ آپ کی رہین منت
ہے گی۔ اور یہ یادگار آپ کے نام کو تا قیامت زندہ رکھے گی
لمختصر سیرت خانقیہ ہذا علامہ موصوف کا ایک تازہ کارنامہ ہے۔ ترتیب و تصحیح
الات کے قلم بند کرنے میں نہایت ہی محنت و جانفشانی سے کام لیا گیا ہے عبارت
سادگی۔ سلاست روانی اور عام فہم مضمون نے کتاب کو اور بھی بہتر بنا دیا ہے
پر مستزاد یہ کہ مصنف کے اشعار نے خوبی عبارت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔
سب موقعہ اشعار ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے انگوٹھی میں نگینہ جڑ دیا گیا ہو۔
کتاب تین طبقات میں منقسم کی گئی ہے۔ طبقہ اول میں علم تصوف کے بیش بہا
ضامین کو بہترین ترتیب کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ سلوک کے مدارج و منازل
ابتدا تا انتہا ایسی تشریح کے ساتھ بیان کئے ہیں جن سے ہر مبتدی و منتہی
سان طور پر فائدہ اٹھا سکتے ہیں یہی ایک خوبی و مضامین تصوف کا یکجا طور پر
ع کرنا ایسا ہے۔ جن کا کسی دوسری کتاب میں ملنا نہ صرف محال بلکہ ناممکن ہے
طبقہ دوم و سوم میں حضرت خواجہ قادر بخش صاحب و حضرت خواجہ عبدالخالق
احب کے حالات واقعات کرامات قلمبند کئے گئے ہیں۔ طبقات کی اسوقدر سی
تیب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علامہ موصوف ہر انسان کو اسوۂ [illegible]
ا پہنچانے کے آرزو مند ہیں۔ اس لئے کہ طبقہ اول کی علم [illegible]
اسوۂ حسنہ کرنا انسان کو عملاً معرفت خداوندی کیطرف [illegible]
انی و مقصد تخلیق انسان ہے۔ جس کی طرف علامہ ناطق اپنے زبان کو عموماً
ران طریقت کو خصوصاً اپنے اس تحریر کارنامہ کے ذریعہ دعوت دے رہے ہیں
ش قسمت ہیں وہ لوگ جو صاحب موصوف کی دعوت کا جواب لبیک سے دیں

ایسی جامع کتاب کا تصنیف کرنا آپ ہی کا حصہ تھا۔ اور حق تو یہ ہے کہ آپ
حق تصنیف ادا کر دیا۔ آپ کی محنت و جانفشانی کا خیال کرتے ہوئے
ساختہ زبان سے یہ نکلتا ہے ع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ ان
کی نظر انتخاب بھی قابل تعریف ہے جنہوں نے سیرت خالقیہ کی تصنیف و تا
کے لئے علامہ موصوف کو منتخب کیا۔ سخت ضرورت ہے۔ کہ یہ کتاب لائبر
کتب خانوں، دارالمطالعوں میں داخل کی جائے۔ اور اس کتاب کی زیاد
زیادہ اشاعت میں حصہ لیا جائے۔ پنجاب کی دو خدا رسیدہ ہستیوں کے حال
کی واقفیت کے ساتھ ساتھ علم و تصوف کے بے بہا موتیوں سے اپنا دا
مراد بھر لیا جائے اور مصنف کو دعائے خیر سے یاد کیا جائے

بعونہ تعالیٰ و باللہ التوفیق بندہ عبدالرشید خاں منشی فاضل

تقریظ دلپذیر بر قطعہ تاریخ از فکر نارسا خیال مولوی محمد عالم
خانصاحب افغانی ہیڈ عربک ٹیچر ہائی سکول کلانور

قبلہ جناب منشی عاشق علیخانصاحب ناطق کلانوری کی مایۂ نازہستی محتاج
نہیں۔ خوش قسمتی سے ۱۱ اکتوبر ۱۹۳۶ء سی ایم آر ہائی سکول کلانور ضلع رہتک
میں ہیڈ عربک ٹیچر کی حیثیت سے میرا تقرر ہوا۔ یہاں آنے کے بعد میں
متعدد بار جناب منشی صاحب موصوف سے شرف ملاقات کا اعزاز حاصل
اور آپکی تقریری و تحریری مقالات علمی سے مستفیض ہوا۔ آپ مختلف علوم
کے استاد ہیں۔ آپ نہ صرف ایک قادرالکلام بلند پایہ فصیح و بلیغ شاعر
بلکہ فن نثر نگاری میں آپ ایک بہترین ادیب کی حیثیت رکھتے ہیں
کی خصوصیات میں سے ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے۔ کہ آپ جس واقعہ کو
میں لانے کے لئے قلم اٹھاتے ہیں اسمیں انتہائی غور و خوض تحقیق و تدقی

یتے ہیں فن تاریخ میں آپ ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ آپ ایک محقق مورخ
۔ لہٰذا جن اصحاب نے آپ کی مشہور تصنیف ممتاز التواریخ کا مطالعہ
ہے۔ یہ حقیقت ان پر بالکل ظاہر ہے
علوم ظاہریہ میں ملکہ تامہ رکھنے کے ساتھ ہی آپ زمرہ ارباب طریقت
بھی منسلک ہیں۔ اس لئے آپ کو مجمع البحرین کہنا مبالغہ نہ ہوگا چنانچہ آپنے
ہی میں ایک نادر الوجود کتاب المسمیٰ بہ تبرکات خالقیہ فن تصوف میں تصنیف فرمائی
اس میں زمانہ حاضرہ کی ایک مقتدر ہستی شیخ طریقت کے حالات
ی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز فن تصوف کے تمام عقدہ ہائے لاینحل کو نہایت عمدہ
یقے سے حل کیا ہے۔ جو تشنگان چشمہ توحید کیلئے عموماً اور ارباب سیاحان راہ
یقت کے لئے خصوصاً آب حیات اور شمع ہدایت کا کام دیگی۔ اس لئے
کان مسالک طریقت سے امید واثق ہے کہ اس نعمت غیر مترقبہ سے
یض ہوکر فاضل مصنف کے علمی اور ادبی خدمات کی داد دیں گے۔

الحمد للہ از تصنیف ناطق
کتاب السیر شیخ الطریقت
عجب مرغوب دل مطبوع عالم
مکمل باہمہ ترتیب و زینت
فضا مینش برمزات تصوف
مزین با نکایات حقیقت
ندیدم المثل این نادر کتابے
بدیدم بارہا با صد مراد
بگو با اشد تاریخ وسال طبع عالم

ظ از فکر رسا نثار سحر البیان حافظ علامہ نبی نعافنا اللہ تعالیٰ
سیرت خالقیہ کے مطالعہ کا فخر مجھے بھی حاصل ہوا تقریظ یا تنقید لکھنا تو بڑے

آدمیوں کا کام ہے۔ اور نہ ہی میں اس فن سے واقف ہوں بہرحال مجھے اپنے دلی
خیالات و جذبات کا اظہار کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا مصنف اور تصنیف دونوں کی تعریف
یا قلمی تصویر ناظرین کرام کی ضیافت طبع اور معلومات بڑھانے کیلئے سپرد قلم کر رہا ہوں
مصنف۔ نام منشی عاشق علیخاں التخلص ناطق قوم راجپوت عقیدہ سنی مسلمان
عمر تقریباً ساٹھ سال، درمیانہ قد بھاری جسم، سانولا سلونا رنگ، سفید و دراز نورانی ڈاڑھی
چند سال سے چشم ظاہر بند چشم باطن وا، عابد و زاہد، عامل و متقی اور تہجد گزار معقول جائیداد
کے مالک، متعدد کتابوں بالخصوص ستارج التواریخ اور سیرت خالقیہ کے مصنف
فارسی کے زبردست فاضل، طبی کمالات کے عالم نقش و عملیات پر قادر علم نجوم کے خاص
ماہر اور کسی اعلیٰ درجہ کے خوشنویس بھی تھے۔ کہنہ مشق اور قادر الکلام شاعر، کئی بار
بڑی بڑی شعرا کی مجالسوں میں اول نمبر ہی منتخب کئے گئے۔ اسی لئے آپ علاقہ
مہر پاب کے امام الشعراء مشہور خلائق ہیں۔
رعونت و تکبر سے کوسوں دور رہتے ہیں طبعی ظرافت۔ حاضر جوابی شگفتہ مزاجی
اور شاعرانہ نزاکت و حساسی اس عمر میں بھی بدرجۂ اتم موجود ہے۔ مزاج میں خلوصیت
دماغ میں علمیت اور دل میں قوم و ملک کا درد بھرا ہوا ہے لیکن افسوس! قوم نے
ایسی باعث فخر ہستی کی کچھ بھی قدر نہ کی۔ اگر ہندو جاتی میں جنم لیتے تو مہاتما اور بھگت
کے نام سے موسوم کئے جاتے۔ اور لوگ اپنے سروں پر بٹھاتے
ملازمت یا کاروبار کبھی نہ کیا۔ اپنی تمام عمر تصنیف و تالیف شعر و شاعری
عبادت و بندگی میں گزار دی۔
تاریخ دانی میں آپ کو خاص مہارت حاصل ہے ملک بھر میں جس کے چند ہی
لوگ اہل ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے زیر نظر کتاب ہذا سیرت خالقیہ
یعنی اپنے مرشد کی سوانح حیات کے پنتالیس (۴۵) نام تجویز کئے جو نام بھی ہیں اور شجرہ

طریقت نقشبندیہ بھی ہے اور سب سے بڑا کمال یہ پیدا کیا ہے کہ ہر نام کے اعداد سے ۱۳۵۳ھ سن تالیف نکلتا ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے اس میں حقائق و معارف وہ راز اور کمالات کھول کر رکھ دیئے ہیں۔ جنکو جاننے اور سمجھ سکنے والے دورِ حاضرہ کے درویش اور فقرا بھی بہت کمیاب ہیں۔ جسوقت کسی باب کے کسی مضمون کو شروع کیا جاتا ہے۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ معلومات کا ایک بحرِ بیکران ٹھاٹھیں مارتا جا رہا ہے۔ اور خود بخود روح پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مرشدکی اس بڑی آپکی خدمت کو درجہ قبولیت عطا فرمائے۔ اور اسکی اشاعت میں دن دونی رات چوگنی ترقی ہو۔

قطعہ تاریخ

بفضل کردگار ہر دو عالم
سوئی مطبوع یہ مقبول سیرت
مبارک مرحبا استاد باطن
رکھے حق تجکو دائم سلامت

سن و تاریخ یاز طبع حافظ
لکھو اب بحر فیضان طریقت

۱۳۵۳ھ ۱۶

حافظ افضل

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر مولانا حافظ محمد رفیق صاحب [illegible] دہلی

مرحبا درج کتاب آپنے کی اے تالیف
ہاتفی کہتا ہے تاریخ مرتب واعظ

[illegible] زندگی احسن عبدالخالق رح
[illegible] کیا اچھا لکھا گلشن عبدالخالق رح

[illegible] ۱۳۵۳ھ
[illegible] واعظ

تقریظِ دلپذیر از نتیجۂ فکرِ ماسٹر سیّد بشیر علی صاحب جہجہؔ

واہ اے حضرت ناطقؔ یہ لکھی خوب کتاب
سہے یہ گلدستہ روحانی عبدالخالق رح

آپکو میں نے سمجھ رکھا ہے سچے دل سے
عندلیبِ چمنستانِ عبدالخالق

لطف فرماتھے مرے اسلئے میرے حق میں
فخر کی جا ہے ثنا خوانی عبدالخالق

عمر بھر آپ یتیموں کے خبر گیر رہے
اب بھی ہر وقت ہے نگرانی عبدالخالق

ہر طرح کا سر و سامان مُہیّا ہے یہاں
دعوتِ خلد ہے مہمانیٔ عبدالخالق

خلق میں جاہ، فیضان میں سمدردی میں
ہو نہیں سکتا کوئی ثانی عبدالخالق

ذاتِ عالی تھی گلِ باغِ ہدایت ان کی
یاد آتی ہے گل افشانی عبدالخالق

سرِ آداب سے تاریخ یہ لکھدی اے بشیرؔ
لمعۂ باطن نورانی عبدالخالق رح

۱۳۵۲

2535